پیام یار

نمبر ۲ بابت ماہ فروری [illegible] عیسوی جلد ۳

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار

لکھنؤ چوک

مطبع منشی محمد علی حسین واقع گولہ گنج لکھنؤ میں طبع ہوا

مصرع طرح پیام یار

قدم قدم پہ مجھے ڈوبنے کو چاہ ملے

جناب منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی اُستاد حضور نواب صاحب رامپور

دم اخیر تو ظالم ذرا نگاہ ملے
کچھ اس غریب مسافر کو زاد راہ ملے

در کریم پہ تا روز حشر راہ ملے
گناہگار رہین چھپ چھپ کے بیگناہ ملے

مین ہون وہ کعبہ نشین جا کے دیر کے در پر
پکارتا ہون کوئی بت خدا کی راہ ملے

وہ تیغ کھینچے ہوئے کہتے ہین محشر مین
زبان کاٹ کے رکھدون جو دادخواہ ملے

ہمارے مسیح ہین اغماض سے ترے بیدم
ہماری نبض ملے گر تری نگاہ ملے

مین اپنے نامۂ اعمال کی بلائین لون
جو تجھ سے رنگ کچھ اس گیسوی سیاہ ملے

اکرون مین دعوت پیر مغان تکلف سے
جو ایک رات کو زاہد کی خانقاہ ملے

کھلے جو لیتے اقرار وصل کرنے مین
ہوا مین خوش کہ برابر کے دو گواہ ملے

ہٹا کے آئینہ رکھدون دل اُنکے زانو پر
کسی بہانے تو اُس شوخ سے نگاہ ملے

پڑا ہی کیا ہے یہ تفرقہ جو تو ڈہونڈہے
تو مین کہین مرا سایہ کہین تباہ ملے

چلا مین دشت مصیبت مین چال سوزن کی
قدم قدم پہ مجھے ڈوبنے کو چاہ ملے

امیر میکدۂ معرفت کو یون جاؤن
کہ راہ مین کوئی مسجد نہ خانقاہ ملے

جناب احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

ابھی کچھ اور مجھے لطف جلوہ گاہ ملے
تمھین خدا کی قسم پھر ذرا نگاہ ملے

شکایتین ہین تری چشم شرمگین سے یہی
حیا ہو ہم سے تو دشمن سے کیون نگاہ ملے

دل و جگر نہ کہینگے ہماری کسی ہرگز
انھین کے ہین جو طرفدار وہ گواہ ملے

کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ کیا گذرتی ہے
ہزار بار حسینون کو ہم تباہ ملے

یہ آرزو ہے کہ گم گشتگی ہو کچھ ایسی
کسی کے کوچے سے نکلون تو پھر نہ راہ ملے

دم میرے دل مین جو حسرت کیطرح آ کے رہی
نہ آنے وہ پھر نکلنے کی پھر نہ راہ ملے

شراب کی جو ہین لکھون سبیل اے احسان | ثواب ہین بھی مجھے لذت گناہ ملے

جناب حافظ احمد حسین صاحب احمد وکیل منصفی غازی آباد شاگرد جناب آبر بلندشہری

خدا کو سونپ دیا اپنا فیصلہ ہمنے | کہ مدعی سے ہمارے ہین سب گواہ ملے
یہ نیچی نیچی نگاہین تو ذبح کرتی ہین | غضب ہی ٹوٹ پڑے گر تری نگاہ ملے
ہمارے حال کو سنکر رقیب کہتے ہین | ہمین نصیب سے دشمن بھی خیرخواہ ملے
خدا کی شان مین کیا دخل ہمکو اے زاہد | کہ ہمکو دیر ملے تمکو خانقاہ ملے
ہجوم یاس یہانتک ہے میرے سینے مین | کہ دم نکلنے کو مشکل ہی کوئی راہ ملے

جناب حافظ سید الطاف علی صاحب اثر متوطن قصبہ گلاوٹھی ضلع بلندشہر

نہ دید کی مجھے خواہش نہ وصل کی حسرت | جو آرزو ہے تو یہ ہے کہ اک نگاہ ملے
بڑا مزہ ہو قیامت کے دن جو اے زاہد | عوض ثواب کے تجکو مرا گناہ ملے
اثر دکھاؤن تمھین اپنی سوزش دل کا | جو میری دل کی سی مجکو کہین سے آہ ملے

جناب سید محمد امیر علی صاحب امیر جھجھری مقیم ضلع ایٹہ

نہ اور چاہ مین چاہ ذقن کے ڈوبے | یہ چاہ وہ نہین جسکی کسیکو تھاہ ملے
ہجوم رنج و غم یاس نے کیا نرغہ | سوائے گوشۂ مرقد کہان پناہ ملے
تمہارے کشتۂ کاکل کا روز محشر کو | یقین ہے نامۂ اعمال بھی سیاہ ملے

جناب جھبا لال صاحب اثر مراد آبادی حال وارد بریلی

نہ حور کی مجھے خواہش نہ چاہ غلمان کی | الٰہی حق سے یہی لو وہ رشک ماہ ملے

جناب حافظ رحیم بخش صاحب اخگر شاگرد جناب بسمل وکیل کوہ آبو

یہ تنگ آیا ہون اس دل کی بیقراری سے | الٰہی اب تو مجھے کوئی رشک ماہ ملے
نہین ملاتے نظر بھی وہ شرم کے مارے | سوال بوسہ کرون اُن سے جب نگاہ ملے

جناب محمد ولایت علی صاحب ابر طالب علم مدرسۂ کاکوڑی

لڑی کبھی جو مری آہ عرش اعلیٰ سے | تو ایک دم مین یہ ساتون آسمان سیاہ ملے
نظر پڑے جو تمھین میان ابر بعد مدت کے | بہت ہی خستہ پریشان بہت تباہ ملے

جناب محمد خداداد خانصاحب آخگر کوتوال چھاؤنی کہڑ واڑہ ساکن علیگڈہ

بس اب رقیبوں سے ایجان لڑ چکی آنکھیں
ادہر بھی دیکھو ذرا ہمسے بھی نگاہ ملے

جناب آغا امانت حسین صاحب اختر گورکھپوری

فراقِ چاہ ذقن مین جہان جہان مین گیا
قدم قدم پہ مجھے ڈوبنے کو چاہ ملے

جناب منشی عبدالکریم صاحب اخگر ہیڈ ماسٹر مدرسہ جالگانون

ہزارون جھیلنی پڑتی ہین آفتین مشفق
کہ جب کسی سے کسی کی کہین نگاہ ملے

جناب آتما سنگہ صاحب امین طالب علم امریکن مشن سیالکوٹ

لڑا ئی آنکھین رقیبون سے تمنے دیر تلک
کھڑے ہین ہم بھی ذرا ہمسے بھی نگاہ ملے

جناب شیخ تصدق حسین صاحب بیباک شاگرد جناب فوقت شاہجہانپوری

بہت رقیب کو ہم وصل ہو کے شاد کیا
ہمین بھی اب کوئی بوسہ خدا کی راہ ملے

جناب سید عبدالعلی معروف بہ نواب عبداللہ صاحب تمکین باپوڑی از جونپور

بجائے خلد خدایا گلی ہو اسکی نصیب
بجائے حور الٰہی وہ رشکِ ماہ ملے

لیے ہوے دل و جان و جگر آتیلی پر
کھڑے ہین دیر سے ہم بھی ادہر نگاہ ملے

نہ آئے راہ پہ وہ ہمنے آہ کی ہرچند
اثر نہین ہے تو پھر خاک مین یہ آہ ملے

مرے خیال کی مدت سے یہ تمنا ہے
کہ اسکے دل مین سمانیکی کوئی راہ ملے

رکھا ہی عشق کے کوچے مین جب سے مین نے قدم
قدم قدم پہ مجھے ڈوبنے کو چاہ ملے

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

الٰہی ایسی رسا کوئی ہمکو آہ ملے
بتون کے سینے ابھارے دلو نمین راہ ملے

ملو نہ تم تو یہی لطف گاہ گاہ ملے
کہ ہم سے آنکھ ملے دل ملے نگاہ ملے

جو قصدِ داورسی ہے ذرا نگاہ ملے
کہ یون بھی خاک مین یکتا وہ داد خواہ ملے

پکارا ٹھون جو دوبارہ تری نگاہ ملے
کہ دل کو لیگئی آنکھ اسکے دو گواہ ملے

مین سیتہ کرتا ہون شوق اور حسرتونکا یہ قصد
نکل چلین جو نکلنے کی ہمکو راہ ملے

رلا گیا جو تصور کسی کی آنکھون کا
سفید آنسوؤن مین آج مجھ سیاہ ملے

ہر ایک حشر مین ملتا تھا دست اپنے سے
مجھے بھی ڈھونڈھ کے مجھسے مرے گناہ ملے

تلاش یار مین کھوئے گئے کچھ ایسے حواس
کہ ڈھونڈھنے سے ملے بھی تو کیا تباہ ملے

کسی غریب کیجانب سے پوچھنا اے چرخ
کہین بھٹکتی اگر تجھکو کوئی آہ ملے

خیال غیر بھی ہوگا تمھارے ساتھ ضرور
تم آؤ اور نہ عاشق کے دل مین راہ ملے

پتا یہ کوچۂ قاتل کا ہے جہان قاصد
کسی کی لاش ملے کوئی دادخواہ ملے

نیو چھو پانون کے چھالون نے راہ کی تکلیف
جو منہ سے پھوٹین نہ کچھ ہمکو وہ گواہ ملے

گنے گئے جو وہان میرے جرم پوچھونگا
شمار کرنے کے قابل بھی کچھ گناہ ملے

کبھی تو اپنی یہ سرگشتگی دکھائے اثر
فلک بھی ہمکو ہماری طرح تباہ ملے

قدم جو گھر سے نکالا تو بولی ہنسکر یاس
ہمین بھی ڈھونڈ لیگا جب امیدگاہ ملے

کبھی تو ہمسے بھی پیش آ رہئے محبت سے
کہا وہ جھکتے آنکھ ملنے وہ کر نگاہ ملے

کہان پتا دل گم گشتہ کا لگا آئی
چھپا کے سینے مین رکھیے جو ایسی آہ ملے

بچھائین ہمنے تو آنکھین یہ گرم جوشی کی
وہ کہتے آئے کہ انگار سے فرش راہ ملے

کہین سے حضرت ناصح کو عشق سے آیا
تلاش تھی جو ہمین کوئی خیرخواہ ملے

عمل جو لکھتے ہین میرے کہین خدا لگتی
کیے ہین ڈر کے جو مینے وہ کی گناہ ملے

جلال داغ بھی اوسنے اگر دیے ہمکو
فلک جلا یہ سمجھ کر کہ مہر و ماہ ملے

جناب حافظ سید نذر الرحمن صاحب حفیظ عظیم آبادی شاگرد جناب ازل

کہان کہان پھرے کس کس سے تیرے راہ ملے
خطا معاف ذرا سر اٹھے نگاہ ملے

بغور چاند سی صورت کو دیکھہ لین ہم بھی
تمھاری تیغ نگہ سے اگر پناہ ملے

گمان تھا دھو گیا اشکون سے نامۂ اعمال
مگر جو دیکھا تو لاکھون ورق سیاہ ملے

خفا خفا ہے برسون جدا ہے صاحب
ملے بھی آپ جو ہمسے تو گاہ گاہ ملے

حفیظ مین در مقصد پہ کس طرح پہونچون
غم و الم کی جھپٹے بھیڑ جب تو راہ ملے

جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

بھلا ہو پیر مغان کا ادھر نگاہ ملے
فقیر ہین کوئی چلو خدا کی راہ ملے

کہان تمھے رات کو ہمسے ذرا نگاہ ملے
تلاش مین ہو کہ جھوٹا کوئی گواہ ملے

قریب میکدہ مجکو جو خانقاہ ملے
لگے ثواب کے کیا کیا مرا گناہ ملے

وہ روز حشر ہے دنیا نہین کہ راہ ملے
کہان چھپوگے جو دو چار دادخواہ ملے

مرے خرابے مین آکر وہ چوکڑی بھولے
کہ پھر نہ خانہ خرابی کو گھر کی راہ ملے

تراول آئے کسی پر تو عرش ہلجائے
اثر تلاش مین ہے اسطرح کی آہ ملے

تمھارے کوچے مین ہر روز وہ قیامت ہے
کہ سایہ ڈھونڈھ رہا ہی کہین پناہ ملے

فلک کی طرح جفائین نہ کیجیے ہر روز
اوسی کی قدر رہی نعمت جو گاہ گاہ ملے

تمھارے حسن سے کیا رتبہ ماہ کنعان کو
وہی تو چاند جسے ڈوبنے کو چاہ ملے

سب اہل حشر جب اپنے کیے کو پائینگے
بڑا مزہ ہو جو مجکو مرا گناہ ملے

کرون مین عرض اگر جان کی امان پاؤن
کہون جیتے کی اگر قہر سے پناہ ملے

یہ ہی مزے کی لڑائی یہ ہی مزے کا ملاپ
کہ تجھ سے آنکھ لڑی اور پھر نگاہ ملے

نہ اسکو صبر نہ تاثیر کا پتا یارب
جلا دیا ہے مجھے خاک مین یہ آہ ملے

مثل سنی ہی کہ ملتے سے کوئی ملتا ہے
ملو تو آنکھ ملے دل ملے نگاہ ملے

اثر کہان سے ملے جب یہ پھوٹ ہو باہم
الگ الگ رہی دونون نہ حرف آہ ملے

نوید بخشش عصیان ہم سے سنا دینا
جو شرمسار کہین داغ روسیاہ ملے

جناب محمد حیات بخش صاحب ساکن تحصیل مصطفے آباد ضلع مینپوری

اثر بھری مجھے ایسی کہین سے آہ ملے
کہ چرخ بھی یہ پکارے کہین پناہ ملے

کسی کے تیر لگا یا کسیکو قتل کیا
کہین اگر انھین دو چار بیگناہ ملے

انھین یہ تاک کہ یہ بزم سے نکلجا ہے
مجھے یہ شوق کہ انکی مری نگاہ ملے

نکالون خوب ہی جنت مین حوصلے دلکے
بجاے حور جو مجکو وہ رشک ماہ ملے

نگاہ لطف کی ہم اس بت سے آرزو کب ہے
بس اتنا چاہتے ہاین قہر سے پناہ ملے

رسا جمال مبارک کا صرف ہی مشتاق
کرم کرو کوئی ترچھی ادہر نگاہ ملے

جناب مولوی محمد عظیم اللہ صاحب عمی سیدپوری شاگرد جناب ناسخ مرحوم

نہین ہوس ہی مجہے دولت اور جاہ ملے
خدا سے ہے یہ تمنا وہ رشک ماہ ملے

لگی وہ ناوکِ دلدوز نیکے دلمین مرے
نگاہ سے ترے اے یار گر نگاہ ملے

ادا کی برچھی مرے دل کے پار ہوجائے
نگاہِ یار سے اپنی اگر نگاہ ملے

گدائی در کی ترے چاہتے ہین اہلِ حسین
علم ملے نہ ہمین فوج نہ سپاہ ملے

مین اک پیالہ کا خواہان ہون تجہسے پیرِ مغان
نہین ہوس ہے کہ خرقہ ملے کلاہ ملے

جناب رشید میان صاحب رشید مقیم جلگانون ضلع خاندیس

سنا ہی آج وہ جانیکو ہین رقیب کے گہر
تمام رات الٰہی نہ اونکو راہ ملے

نکال لیے نہ اسے کوے زلف سے باہر
کہین تو اس دلِ غمدیدہ کو پناہ ملے

جناب محمد عبد الرحمن صاحب رحمت مقیم بہوساول

مین رو یا دیکہہ کے رحمت کو اسکے کوچے مین
تجہہ طرحسے کیے حال وہ تباہ ملے

جناب راجو دہیا پرشاد صاحب بیا شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

اگر یہ چاہتے ہو صلح کل کی راہ ملے
تو دل کسی سے کسی سے بتو نگاہ ملے

زمانے کو بہی تلون مزاج پاتا ہون
جو کل عروج پہ تہے آج وہ تباہ ملے

لگا کے حضرتِ دل لیچلے بتون کیطرف
بڑے رفیق بڑے مجکو خیرخواہ ملے

الٰہی درد بہی دینا تو یار کا دینا
اثر مین ڈوبی ہوئی ہو وہ مجکو آہ ملے

جناب منشی قدرت اللہ صاحب رحمی شاگرد جناب فرحت شاہجہانپوری

اسیرِ حلقۂ گیسو اگر ہو طائرِ دل
نہ تا بہ حشر نکلنے کی کوئی راہ ملے

جناب محمد محسن صاحب سحر ہاپوری خلف جناب مبارک علی صاحب تحصیلدار پورنہ

رہے عزیز زلیخا کو حسن یوسف کا
مین جسکی چاہ مین گم ہون مجہے وہ ماہ ملے

مجہہ ایسا بہول بہلیان ہے عشق کا کوچہ
کہ خضر آئین تو اونکو بہی یان نہ راہ ملے

جناب منشی محمد لایت حسین صاحب تسیم سب انسپکٹر کسیا شاگرد جناب امیر لکہنوی

زبانِ خنجرِ قاتل وہان نہ تم جب تک
ثبوت قتل کے اچہے یہ دو گواہ ملے

شراب پی کے کرون یاد حق میرا یہ تقا
قریب میکدہ گر کوئی خانقاہ ملے

کچھ انکے وعدۂ و پیمان کا اعتبار نہین ۔ کہا جو شام کو ملنے کو صبحگاہ ملے
اسی امید پہ پھرتا رہا مین ساری عمر ۔ کہ مجھ غریب کو اسکی گلی کی راہ ملے
ملی سزا مین یہ لذت کہ شوق سے لیلون ۔ اگر رقیب کا مجھکو کوئی گناہ ملے

جناب سید کاظم حسین صاحب شیفتہ ساکن اطراف لکھنؤ مقیم حیدرآباد

خوشی ہو دل کو غم و رنج سے پناہ ملے ۔ نجتا نہ تمھاری اگر نگاہ ملے
ہزار شکر جو اتنا بھی ہے خیال انہین ۔ عدو سے روز ملے ہم سے گاہ گاہ ملے
اسیر زلف ترے سے پری جدھر جاہین ۔ زمین سیاہ ملے آسمان سیاہ ملے
فراق یار نے اپنا اثر یہ دکھلایا ۔ کہ دونون ہونٹھ نہ آپسمین وقت آہ ملے
چلے تھے شیفتہ گھر سے نکل کے کعبے کو ۔ جگہ جگہ پہ صنم بن کے سنگ راہ ملے

جناب پنڈت جگموہن ناتھ صاحب شوق از اندور

یہی تھا آپ کا کیا وعدہ واہ کیا کہنا ۔ ادھر تو دیکھیے ہم سے ذرا نگاہ ملے
سوال بوسۂ لب پر رکین نہ آپ حضور ۔ زکوۃ حسن ہمین بھی خدا کی راہ ملے
وہ دیکھین داور محشر کو دیتے کیا ہین جواب ۔ وہان بھی شوق سا گر انکو دادخواہ ملے

جناب شیخ عبدالقادر صاحب شور شاگرد جناب فرقت شاہجہانپوری

اثر وہ نالۂ بلبل کو یا الٰہ ملے ۔ کہ گوش گل مین گذرنیکی کوئی راہ ملے
کسی غریق ذقن کا ہے خوب یہ مصرع ۔ قدم قدم پہ مجھے ڈوبنے کو چاہ ملے

جناب جانکی سنگھ صاحب شرق شاگرد جناب فرقت شاہجہانپوری

ترے خیال نے دیکھا جو آکے دل مین مرے ۔ تو سیکڑون مجھے ارمان دادخواہ ملے

جناب منشی محمد شوکت حسین صاحب شوکت نیٹھوری مقیم ستنہ

طریق عشق مین اس بحر حسن کے شوکت ۔ قدم قدم پہ مجھے ڈوبنے کو چاہ ملے

جناب لالہ گنپت رائے صاحب شعلہ رئیس شکوہ آباد

اسے روانہ کیا ہے بڑی تمنا سے ۔ خدا کرے مرے قاصد کو جلد راہ ملے

جناب پنڈت شیوناتھ صاحب تحید ابراد جناب عاشق شاگرد جناب نظام

ہوا بلند جو سوزِ جگر سے شعلۂ آہ
کہاں فرشتوں نے بار ہا ہین پناہ ملے

یہی دُعا ہے شب و روز اپنی اے شیدا
کہ تمکو بھی کسی یوسف لقا کی چاہ ملے

جناب سید فرزند احمد صاحب صفیر بلگرامی شاگرد جناب سحر و دبیر و غالب مقیم آرہ

یہ کیا کہا کہ کہاں ہم میاں راہ ملے
ادہر تو دیکھو ذرا تم سے بھی نگاہ ملے

چلو بہاری تمھارے تو نہین ہے یکرنگی
ہمین نصیب تمھین گیسوے سیاہ ملے

وہ بغلین جھانکینگے محشر مین دیکھنا جو ہمین
بغل مین دفترِ غم وا ہے دادخواہ ملے

وہ کوچے ہمکو دکھانے ہین عشق گیسو نے
کہ خضر سلمہ کو جہان نہ راہ ملے

مری طرف سے ذرا نامہ بر یہ کہدینا
ق کہین وہان پہ بھٹکتی جو میری آہ ملے

ہلا دے عرش کی زنجیر کی طرح گیسو
صنم کے کعبۂ دل مین اگر نہ راہ ملے

تمھارے ہجر مین حالت بدل گئی اُنکی
صفیر ہمکو بڑے پر بہت تباہ ملے

جناب شیخ محمد حسین صاحب صغیر از بہرائچ

صغیر آئین اگر خضر کوے الفت مین
بھٹک بھٹک کے رہین پھر نہ انکو راہ ملے

جناب بہاری سنگھ صاحب ضبط شاگرد جناب فرقت شاہجہانپوری

کرین تلاش ملک گر ترے شہید و ہمین
نہ مجھسا ایک بھی مقتول بے گناہ ملے

رسائی آہ و فغان کی اگر نہین تو نہو
خیال ہی کو مرے اُنکے دلمین راہ ملے

جناب حکیم محمد فصیح الدین صاحب رنج و طبیب رئیس میرٹھ

بتو فقیر ہون کچھ تو خدا کی راہ ملے
نہ دو جو بوسۂ لب تو نہ دو نگاہ ملے

اُنھین سے جا ملے لو یہ بھی داورِ محشر
نصیب سے مرے اچھے مجھے گواہ ملے

جنابِ خضر ہی سے چل کے پوچھیے شاید
بتون سے ملنے کی اُنسے ہی کوئی راہ ملے

وہ اپنی سحر نگاہی کو بھول جائین ابھی
نگاہِ عاشقِ بیدل سے گر نگاہ ملے

عوض مین شکوے کے اظہار شکر واجب ہے
عجیب داورِ محشر کو دادخواہ ملے

جناب محمد جعفر صاحب طالع پولیس انسپکٹر تعلقہ سرالہ

جگر پہ داغ ہین آنکھو نمین اشک چہرہ زرد
ثبوت جرم محبت کو یہ گواہ ملے

جناب منشی محمد عبد الباسط صاحب ظہیر مدراسی مقیم بھوساول

کھڑے ہین شوق مین دیدار کے ہم آنکھ اوٹھائے
کبھی ادہر بھی نظر سے ذرا نگاہ ملے

زیادہ اس سے سیاہی مین ہی کوئی درجہ
نہ زلف یار سے کبھی طالع سیاہ ملے

جناب محمد سعید صاحب تحرشی متوطن ضلع بلند شہر شاگرد جناب [illegible]

کرون مین عرض اگر قہر سے پناہ ملے
نشان کیسے ہین لب پر ادہر نگاہ ملے

کسی کی راہ مین حسرت ہے خاک ہو نیکی
نہین خوشی یہ ہماری کہ عزّ و جاہ ملے

گری زمین پہ اور جل کے ہو یہ خاکستر
اگر فلک سے کبھی جا کے میری آہ ملے

یہ کیا ستم ہے ذرا دل مین خود ہی کر انصاف
خیال قتل ہے ہر دم کہ بیگناہ ملے

جلا کے خاک کیا ہے مجھے مرے غم نے
الٰہی خاک مین یون ہی یہ روسیاہ ملے

مجھے یہ شوق شہادت کہ سر ہے تیغ و بال
اوسے وہ ضد نہ اسے راہ قتل گاہ ملے

وہ لے کے دل کو مکرتے ہین صاف اے عرشی
الٰہی ایسے دغاباز سے پناہ ملے

جناب کنور عنایت سنگھ صاحب عنایت رئیس لکھنو و تعلقدار بریلی

جو میکدے سے چلا مین تو مغ نے دی یہ دعا
نہین پھر آؤ نہ مستی مین محتسب کی راہ ملے

جو آپکے ظلم و ستم کی انھین سے کی فریاد
تو ہنسکے بولے کہ اچھے یہ دادخواہ ملے

ہین ہم بھی آپکے شیدا ہمارے بھی دل ہے
ہمین بھی بوسۂ رخسار گاہ گاہ ملے

بس آجکل تو عنایت یہی ہے قدر سخن
جو خوش ہو سنکے کوئی نقد داد واہ ملے

جناب پنڈت شیوراج ناتھ صاحب عاشق شاگرد جناب نظام رئیس جاورہ

کہین نہ پھر ہو طرفدار تیر ادا و حشر
اگر وہان مجھے قاتل کوئی گواہ ملے

لڑا مین غیر سے آنکھین تو عمر بھر مٹنے
کبھی تو ہم سے بھی انجان نگاہ ملے

مین اپنی زیست سے تنگ آ گیا ہون یا اللہ
بتون کے ظلم سے اب تو مجھے پناہ ملے

جناب محمد یحییٰ علی صاحب حاجی کاکوروی اہلکار منصفی نگینہ

الٰہی غیر کی آنکھون مین سما جاؤن مین
کہ پھر دید پہ بزم مین اون سے مری نگاہ ملے

اٹھائی تیغ جو قاتل نے مقتل مین کو اٹھنے
اجل پکار دی الٰہی مجھے پناہ ملے

ہجوم رنج ہو اتنا تو ہجر مین یا رب
کہ تن سے جان کو جانیکی بھی نہ راہ ملے

جناب محمد یوسف حسن صاحب عزیز شاگرد و خلف جناب بیدل مارہروی مدظلہ

زراہِ شوق کیا عرض انسے یہ مینے
وہ ایکدن جو مجھے درمیانِ راہ ملے (ق)

کہ مجھسے بھی کبھی ملیے تو ہنسکے کہنے لگے
ملونگا اسسے مین اچھے یہ خیر خواہ ملے

جناب منشی محمد حسن صاحب عجیب گورکھپوری مدظلہ

خوشی ہے حشر کے دن گر تو بس یہی ہے عجیب
بتون کے ہاتھ سے شاید یہان پناہ ملے

جناب مولوی محمد عبد الغنی خانصاحب غنی مرزاپوری مقیم رانچی مدظلہ

بتون کے عشق ذقن مین کبھی جو راہ ملے
قدم قدم پہ مجھے ڈوبنے کو چاہ ملے

وہ اپنی عکس سے آئینہ دیکھ کر بولے
اوٹھاؤ آنکھ نگہ سے ذرا نگاہ ملے

کہا جو مین نے نہ مل غیر سے تو وہ بولا
کہ اک تمھین تو برے میرے خیرخواہ ملے

مکر سکیگا نہ قاتل کبھی بروزِ جزا
لہو کے دھبے جو دامن کے وان گواہ ملے

جناب شیخ کریم بخش صاحب فرقت شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

کبھی اثر ترے گلی سے جو اپنی آہ ملے
تو آپ آ کے مرے گھر وہ رشکِ ماہ ملے

محال ہے کہ رسائی ہو نامہ بر کی وہان
کہ مرغ وہم و گمان کو جہان نہ راہ ملے

خراب راہِ محبت مین ہم ہوے ایسے
کہ اپنے ہوش بھی سرگشتہ و تباہ ملے

جناب سید مظفر حسین صاحب فوق ساکن سہٹورہ وارد شاہجہانپور شاگرد جناب [illegible]

غبار غم کو نہ کیون میرے دل مین راہ ملے
نہ صاف ہوکے کسی روز بھی وہ آہ ملے

وہ لیگئے ہین مرے دل کو خواب مین آکر
بھلا بتائیے کیونکر کوئی گواہ ملے

جناب محمد قادر علی صاحب قادر شاگرد جناب منعم ملیحوری مدظلہ

تمہارے عشق مین ہم مر مٹے ہزار افسوس
نہ صاف دل سے مگر تم خدا گواہ ملے

جناب بالکرشن صاحب قمر خلف منشی رادہا لال صاحب شاگرد جناب ماہر لکھنوی مدظلہ

ہمارا حال ہماری زبان سے کہنا
صبا جو کوچۂ جانان مین تجکو راہ ملے

جناب محمد عبد القادر صاحب قادر اورنگ آبادی مقیم بھوپال

مجھے ضرورتِ دشمن نہین ہے حضرتِ دل
جو تم سے اور بھی دو ایک خیر خواہ ملے

جناب منشی لودی ممتاز احمد صاحب ممتاز رفیق نواب ذوالفقار علیخان بہادر رئیس سورت

چھپاؤن دل مین اگر تا دلِ نگاہ ملے
لگا کے پھیر سے لی آنکھو نہ کوئی راہ ملے

شبِ فراق کی پھر دیکھے کوئی تاریکی
ذرا بھی اسمین ہمارا جو دودِ آہ ملے

رہی نہ یادِ نصیحت بڑا تماشا ہو
کوئی جو حضرتِ ناصح کو رشکِ ماہ ملے

غضب ہو قہر ہو آفت ہو دیکھو آئینہ
ضرور کیا ہے کہ مجکو کوئی گواہ ملے

رقیب سے تو کرو اختلاط کی باتین
نہ بولو منہ سے جو ممتاز بیگناہ ملے

جناب حکیم سید احمد علی صاحب مسیحا رئیس جیل آباد شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

یہ آرزو ہی کہ اس بت سے جب نگاہ ملے
سوالِ وصل کرون کوئی ایسی راہ ملے

وصالِ یار ازل سے نہین مقدر مین
خدا ہی ہے جو اثر سے ہماری آہ ملے

اودھر کبھی کہ ادھر آ گئی قضا سر پر
تمہاری تیغِ نگہ سے کسے پناہ ملے

خدا کے سامنے کھلا ہی لینگے مطلب کی
انھین جو حشر کے دن ہم سے داد خواہ ملے

تہِ زمین ہی چھپانے کو اے اجل لیچل
کہین تو جورِ فلک سے ہمین پناہ ملے

ضرور وجہ تغافل مین اسکو ہی پوچھون
انھین عدو بھی جو میری طرح تباہ ملے

جناب منشی محمد عبد الکریم صاحب مضطر میرٹھی اہلکار ڈاکخانہ سفری جبلپور

ملاؤن چاند سے مین اسکے روے روشن کو
جو بے نقاب کسی دن وہ رشکِ ماہ ملے

پھرا جذبۂ دل راہ پر انھین لایا
کہ آج مجھ سے وہ خود ہو کے عذر خواہ ملے

الٰہی جسکو جو شایان ہو وہ عطا فرما
صنم کدہ ہمین زاہد کو خانقاہ ملے

نہ روزِ حشر الٰہی ہو میری رسوائی
نہین پہ مجکو مرا نامۂ سیاہ ملے

ستم سے انکے جو گھبرا کے دل کو پھیر لیا
وہ کوستے ہین نہ اسکو کہین پناہ ملے

جناب غلام حیدر خان صاحب مضطر ملازم محکمہ تار برقی باشندہ نگیپور

سلام کہنا مرا رہروانِ ملکِ وفا
جو راہ مین کہین امید وادخواہ ملے

ثوابِ خلد رہے زاہدون کے حصے مین
الٰہی مجکو مری لذتِ گناہ ملے

جناب گنج بہاری لال صاحب سکین خلف لالہ بھیمن شاد صاحب متوطن قصبہ بدایون

نیا ستم ہی یہ کہتا ہی وہ بتِ سفاک
کرو نہین قتل اگر کوئی بے گناہ ملے

گلہ بجا ہے کہ بیجا نہین کرو انصاف
حضور! غیر سے جب آپکی نگاہ ملے

وہ ترک ہاتھہ مین شمشیر کو جو لیتا ہے
پکارتی ہے قضا یا خدا پناہ ملے

دیا ہی حکم یہ قاتل نے آج مقتل مین
بچے نہ جان سے ہرگز جو داد خواہ ملے

یہی ہی تجھسے دعا یا الٰہ مسکین کی
عذاب نار سقر سے مجھے پناہ ملے

جناب منشی نبی داد خانصاحب مشتاق وکیل ضلع علیگڈہ

ادہر بھی اے بتِ پردہ نشین نگاہ ملے
نکلنے کو مری حسرت کی کوئی راہ ملے

کرے نہ کیون صفِ مژگان سے قتل مردم کو
جو ترک چشم کو اسطرح کی سپاہ ملے

نظر پڑا نہ گنہگار کوئی میرے سوا
ملے بھی حشر کے دن جو وہ بیگناہ ملے

شبِ فراق سے گھٹتا ہی کیا کیا جی
کسی طرح کہین یا رب وہ رشکِ ماہ ملے

تلاش ہی صفِ محشر مین رحمت حق کو
کہ جلد آن کے مشتاق روسیاہ ملے

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرت پوری ملازم فوجداری علیگڈہ

کیا نزول جو تجھپر خدا کی رحمت نے
تو ڈھونڈھنے کو بھی میرے نہ پھر گناہ ملے

خیال کیجیے آیا ہے دل مرا کیسا
جہان سنجانے کی بادِ صبا کو راہ ملے

نکال کر اُسے پہلو سے لیگیا ہے کوئی
خدا ہی ہے جو ہمارا دل تباہ ملے

جناب سید ظل حسین صاحب مضطر رئیس قصبہ جلالی

ہلا یا عرش نہ کچھہ اسکے دلمین کی تاثیر
ہمین کو خاک کیا خاک مین یہ آہ ملے

وہ دیکھتے ہی نہین اسکا کیا علاج کرین
اثر تو دل پہ جبھی ہو کہ جب نگاہ ملے

ہم اپنا قصۂ غم کہہ سنا ہین سب مضطر
جو اُسکے قہر و غضب سے ذرا پناہ ملے

جناب محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز میرٹھی تلمیذ جناب عشرت

دو شنون کو نہ کہین گوشۂ پناہ ملے
جو آہ کو مری عرش برین کی راہ ملے

عدم کا کوچ ہی ممتاز اور تہیدستی
غضب ہے ایسے سفر مین نہ زاد راہ ملے

جناب راج نرائن صاحب مطیرؔ متوطن شہر پالین ڈیلی

اُٹھین جو رو کار قیبونکے گھر مین جانیسے	تو مُنہ چڑھا کے کہا اپنے خیر خواہ ملے
مطیرؔ اپنی خدا سے ہے یہ دعا ہر دم	کہ جلد مجھ سے مرا یار یا آکے ملے

جناب منظر حسین صاحب منظرؔ ساکن سنبھل مقیم الہ آباد

کوئی نہ عشق کے میدان مین سرسے تھہر گیا	اگر رفیق ملے بھی تو درد و آہ ملے

جناب فیض الدین صاحب مشتاقؔ شاگرد جناب قاری سجا شوری

لہو ٹپکتا ہے آنکھون سے انکی قتل کے بعد	یہ ثبوت بھی خوب دو گواہ ملے

جناب عبد الغفار خان صاحب ناطقؔ ساکن مئو قائم گنج ضلع فرخ آباد

کبھی جو اس ستمگر آہ سے نگاہ ملے	تو شیخ جی کو نہ پھر اپنے گھر کی راہ ملے
غضب کیا دل مضطر جو آہ کی تونے	خدا ہی ہے جو کسی کو کہین پناہ ملے
بتا دین آپ ہی مجھکو چھپاؤن کسجا دل	تمھارے تیر نظر سے کہان پناہ ملے

جناب محمد شفیع صاحب ناظمؔ سب اورسیر ہوگا تون

بہت سا ہے کاکل میں یہ امین سیطرح دل زار	رہائی پائے اگر بال بھر بھی راہ ملے
گلی مین اسکے بہت کشمکش ہے ای ناظمؔ	عجب نہین کہ مری روح کو نہ راہ ملے

جناب سید شریف حسن صاحب ممنوؔ دشتا جہانپوری شاگرد جلال لکھنوی

تری نگاہ سے عاشق کی جب نگاہ ملے	مجال کیا جگر و دل کو پھر پناہ ملے
مدد کرائے خضر شوق وادی الفت	بھٹک رہا ہون مین دیوانہ مجکو راہ ملے

جناب میان ناصر خان صاحب ناصرؔ سنگوری شاگرد جناب میر فیاض حسین صاحب

خراب خستہ مصیبت زدہ پریشان حال	ملے تو یار سے ہم ہو گئے یون تباہ ملے
رہا کسی کی نہ مرقد کا کچھ نشان ناصرؔ	ہزارون خاک مین کیسے گدا و شاہ ملے

جناب منشی مرزا محمد تقی صاحب تقیؔ شاگرد جناب ہمت لکھنوی

جگر کو تھام کے ہر دم کرے وہ آہ و فغان	کسی کی گر کبھی اُس شوخ سے نگاہ ملے
شبانہ روز تقیؔ ہون یہی دعا کرتا	وہ دن بھی آئے الٰہی کہ رشک ماہ ملے

جناب منیر الدین احمد صاحب نظامی از جبلپور ؎

نظامی اپنی یہی آرزو ہے گردون سے
تجھے اور گو نہ ملے پر وہ رشک ماہ ملے

جناب حکیم مرزا امیر بیگ صاحب ناطق دہلوی مقیم اوجین

تمام عمر جبین سائی مین کرون وان کی
جو آستان شہ عرش بارگاہ ملے

ملا ہو اور نہ انھین حشر تک ملیگا کوئی ؎
وہ لاکھ چاہ ہین کہ ناطق سا خیر خواہ ملے

جناب مرزا حیدر بیگ صاحب نیسان ساکن دیول گھاٹ مقیم بھوساول ؎

عذاب قبر سے یارب مجھے پناہ ملے
ترے حبیب کے کوچے کی مجکو راہ ملے

جناب نور محمد صاحب نور ساکن صفدر گنج شاگرد حضرت دل سوی

کہو تو سچ کہ کہان رات بھر رہے صاحب
بناؤ باتین نہ ہمسے ذرا نگاہ ملے

جناب شیو نرائن لال صاحب ہوس متوطن قصبۂ جرول ؎

انھین تو غیر مراک شب سلائین پہلو مین
ہزار حیف سزا ہمکو بے گناہ ملے

وہ کیسی آنکھ چرائے ہین شرم سے دیکھو
مجال کیا کہ نگہ سے ذرا نگاہ ملے

جناب منشی محمد یسین صاحب یسین متوطن قصبۂ باڑہ از ننھو گلی ؎

نہین حرم تو مجھے دیر ہی کی راہ ملے
کوئی طریق تو نکلے کہین پناہ ملے

مرے غبار کا ظالم کو خاک حال کھلے
ہزارون خاک مین ملتے ہین بیگناہ ملے

بتا یہ کوچۂ قاتل کا یاد رکھ قاصد
قدم قدم پہ جہان تجکو قتلگاہ ملے

یہی ہے دل کی تمنا کہ صورت شمشیر
گلے سے آکے مرے ترک کج کلاہ ملے

بہت وہ رات سے جھیپے ہوے ہین اے یسین
مری نگاہ سے کیا یار کی نگاہ ملے

جناب پنڈت وزیر چند صاحب گیا خلف جناب بخشی دیویداس صاحب از سکھر

پوچھو حال جو دیکھا ہے تمنے یکتا کا
خراب و خستہ و با حالت تباہ ملے

جناب محمد یوسف صاحب یوسف ولد شیخ قاسم صاحب رسالدار پونہ

نکالون دل کے سب ارمان لگا کے سینے سے
اگر کہین مجھے تنہا وہ رشک ماہ ملے

جناب محمد عبد الغفور صاحب یتیم میٹو ڈاکٹر جنیل گونڈہ ؎

ہے دل کو خواہشِ جنت نہ خواہشِ غلمان
تمھاری نیچی نگاہون سے پلٹتا ہے مرگ ڈھونڈنے
فقط وہ حور مرا مجھکو یا الٰہ ملے
رہے رقیب کے گھر کسطرح نگاہ ملے

جنابِ سید محمد علی صاحب جوش رئیس کرنال کلرک محکمۂ انجنیری جھالاواڑ

نہین امید کہ محروم وہ رہے اے جوش
درِ رسول سے جسکو امید گاہ ملے

جنابِ سید احمد عرف ننھے صاحب فقیر لکھنوی

جب اسکے بام تلک جا سکے نہ طائرِ وہم
کہان مجال کہ مرغِ نظر کو راہ ملے

بی جہانگیر بخش صاحبہ ناز طوائف ساکنہ چوپڑہ ضلع خاندیس

نہ اب وہ دل ہی ہے انکا نہ اب وہ آنکھین ہین
بناہ کیا وہ کرینگے نہ جب نگاہ ملے

غزلیاتِ غیر طرح

جنابِ نور خانصاحب آزاد از جاورہ ملک مالوہ

کھڑا ہون دیر سے مین عرضِ مدعا کے لیے
ادہر بھی ایک نظر اے صنم خدا کے لیے

جنابِ مرزا احمد بیگ صاحب حمیم شاگرد جنابِ کلیم بجنوری

مدام ہے شفقت کی نگاہ غیر و نپر
ادہر بھی ایک نظر اے صنم خدا کے لیے

جنابِ سید فیاض احمد صاحب صبا برادر حضرتِ ریاض شاگرد جنابِ امیر لکھنوی

زیارتِ لحدِ کشتۂ جفا کے لیے
عذاب حشر سے کہتا ہے چل خدا کے لیے

کہینگے حشر مین رحمت سے اسکے ہم مجرم
نگاہِ لطف ادہر بھی ذرا خدا کے لیے

تری گلی مین یہ گم ہوگئے حواس مرے
کہ بوسے مینے رقیبون کے نقشِ پا کے لیے

یہ دل سے پوچھ رہا ہون کہ کیا کہون انسے
بلا مین مجھکو اگر عرضِ مدعا کے لیے

نہین ہین حضرتِ واعظ رقیب سے کچھ کم
فریب دیتے ہین یہ ترکِ مدعا کے لیے

کہونگا حشر مین لیجاکے راز دامنِ تر
یہ تحفہ لایا ہون مین رحمتِ خدا کے لیے

جنابِ مولوی عظیم اللہ صاحب زخمی سیدپوری شاگرد جنابِ ناسخ لکھنوی

زبان قلم کی بنی حمد اور ثنا کے لیے
قلم زبان کا بنا نعتِ مصطفٰے کے لیے

بہت سی غزلین دیر مین وصول ہونے کے سبب رد ہوگئین اور درج نہ ہوسکین

کرشمہ عشوہ و ناز اور غمزہ اے دلبر	ہوے ہین خلق یہ سب آپکی ادا کے لیے
فراق مین ترے مرتا ہون ایک مدت سے	کر اب تو رحم مرے حال پر خدا کے لیے

جناب سید توکل حسین صاحب سحاب زمیندار شکوہ آباد شاگرد جناب طلسم

سوال وصل پہ دیتے ہو گالیان صاحب	زبان سنبھالو یہ منہ زوریان خدا کے لیے
سحاب خوب زمانے کو دیکھ بھال لیا	بتون کے عشق سے باز آؤ اب خدا کے لیے

جناب منشی محمد حسن صاحب عجیب گورکھپوری

مین وہ نہین ہون نصیحت کرے جو دل پہ اثر	نہ سر دکھاؤ مرا ناصحا خدا کے لیے
ضرور دیجیے عاشق کو بے خطا پھانسی	سزا یہ خوب ہے گیسو کے مبتلا کے لیے

جناب سید محمد عباس صاحب عباس از اٹاوہ

لپٹ کے سرو سے رویا کبھی گل تر سے	فراق یار مین بوٹے بھی حنا کے لیے

جناب محمد امداد حسین صاحب عازم از حیدرآباد شاگرد جناب سالک دہلوی

اسی مین ہی دل گم گشتہ یہ گمان ہی مجھے	دکھا کے زلف پریشان نہ کر خدا کے لیے

جناب سالار مسعود صاحب غازی گلشن خوار از بیوارم

ہنسایا وصل مین جو مجھکو چرخ ظالم نے	عوض فراق مین اسنے رلا رلا کے لیے
زہی شکوہ و خہی شان صاحب معراج	قدم جناب کے سر عرش نے جھکا کے لیے

جناب سید نیاز احمد صاحب نیاز برادر حضرت ریاض شاگرد جناب امیر لکھنوی

سر اسکے تیغ کی خاطر ہے دل جفا کے لیے	جگر ادا کے لیے جان ہے قضا کے لیے
گھٹا اٹھی ہے گلگون سحاب سے برسے	اٹھائے ہاتھ جو پیر مغان دعا کے لیے
یہ بیخودی مین مرا حال ہے کہ دشمن سے	صلاح پوچھتا ہون ترک مدعا کے لیے
وہ حسن کیا کہ رہے بے حجاب آنکھ پھر	وہ آنکھ کیا کہ جو محتاج ہو حیا کے لیے
کرو نہ حور کی تعریف چھیڑتے دم نزع	نہ رنج دو مجھے اسوقت تم خدا کے لیے
جلا کے حشر مین مٹی مری کرو نہ خراب	لحد مین چین سے سونے بھی دو خدا کے لیے
کرو نہ گور غریبان پہ رو کے شور نیاز	جگاؤ فتنۂ محشر نہ تم خدا کے لیے

جناب محمد شفیع صاحب ناظم سب اورسیر بھوگاؤن

نشان تک نہین ملتا کہان کرون سجدہ / مین خاک چھانتا پھرتا ہون نقش پا کے لیے

یہ دل کی طرح ٹوٹ کر نہ بہ جائے / نہ دل کو ہاتھ لگا ناصحے خدا کے لیے

جگر پہ چل گئی تلوار رشک ناظم کی / عدو نے بوسے جو ابروئے دلربا کے لیے

جناب شیخ نور محمد صاحب نور خلف شیخ سعد اللہ صاحب ساکن صفدر گنج شاگرد جناب دل

خیال کل کی بچھڑن سے دل پریشان ہے / کوئی سنائے نہ چھیڑے ہمین خدا کے لیے

ملے کبھی تو یہی تذکرے رہے اون سے / ستم اوٹھائے تو ہم آپ ہین جفا کے لیے

جناب سید محمد عسکری صاحب تسلیم برادر حضرت ریاض شاگرد جناب امیر لکھنوی

دیا تھا آپ کو مین نے اسی جفا کے لیے / عدو کو دل نہ مرا دیجیے خدا کے لیے

مزہ ملا ہی کچھ ایسا کہ حشر تک تہ قبر / ہلین گے ہونٹھ شہیدونکی مرحبا کے لیے

کسی کے دیکھنے والون سے سامنا ہوگا / کلیم حشر مین آنا نہ تم خدا کے لیے

نہین ہے سبزہ نورستہ انکے گرد مزار / اوٹھے ہین ہاتھ شہیدون کے یہ دعا کے لیے

بتون کو دیکھ کے دیوانہ ہوگا شیخ تسلیم / اسے نہ دیر مین لیجائیو خدا کے لیے

جناب مولوی محمد ضمیر الحق صاحب ضمیر خلف جناب شیخ نبی بخش صاحب آروی

شب فرقت کی بیتابی غضب تھی / ذرا پوچھو دل اندوہگین سے

وہ رخصت ہوتے ہین صبح شب وصل / اجل ہی میری آجاتی کہین سے

اگر انکار خون تہ نظر ہے / لہو دہو ڈالو پہلے آستین سے

جناب منشی محمد حسن صاحب عجیب گورکھپوری

یہ ثابت ہو گیا چین جبین سے / کہ تم غصے مین آتے ہو کہین سے

رضائے یار سے مطلب ہے جسکو / اوسے کیا کام ہے دنیا و دین سے

نہین تھمتے ہین آنسو آنکھون سے ہائے / لگا ہے دل کسی پردہ نشین سے

جناب حافظ منیر الدین محمد صاحب منیر سندیلوی از شاگرد

بچا لقمہ نہ آنکی تیوریون کا / بہت نقاش آئے ملک چین سے

کھلا عقدہ اس سوسے کمر کا ؎	ہمارے دیدۂ باریک بین سے ؎
وہ آئے قتل کو میت کے مگر حیف ؎	نہ اٹھی تیغ دستِ نازنین سے ؎

جناب مہر اور جناب نیر خیرآبادی ؎

ہی قاتل آنکھ کا تل تیرے ظالم ؎	یہ دشمن تاکتا ہے دل کمین سے ؎

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

کسی کے خواب مین کیون کوئی ناصبور آیا	پکارتا ہی کہ مری نیند مین فتور آیا ؎
مین شوق دید مین کیا جانے کتنی دور آیا	کھلی کچھ آنکھ وہین جب قریبِ طور آیا
ابھی نہ تھا ابھی دردِ جگر سے پھر موجود	کہان گیا تھا کہان سے یہ ناصبور آیا
گزر ہی جاتا ہون رخصت کرینگے سے احباب	بہت وہ ساتھ جنازے کے تھوڑی دور آیا
وہ ہو چکے تھے ہم آغوش محب سے وصل کی شب	حیا نے تھام لیا روکنے غرور آیا ؎
سنا جو اوسنے کہ مرتے ہین ہم تو خوش ہو کر	وہ بخشوانے کو کیا اپنے سب قصور آیا
ملال دینے کو کیون دلہین کی نشاط نے راہ	کھٹکنے کو مری آنکھو نمین کیون سرور آیا
کہا تڑپ کے یہ جب دل نے ہم اکیلے ہین	جگر کے درد نے آواز دی حضور آیا ؎
کب اُٹھ کے جاتی ہین تیری گلی سے خلد کو ہم	فرشتہ آئے جو لیکر پیام حور آیا ؎
یہ کھو کے ہوش سرافیل میرے نالون نے	کہ پوچھتے ہین وہ کب حکم نفخ صور آیا ؎
تڑپ یہ پہلے نہ تھی تجھ مین اے دل بیتاب ؎	کسیکو رحم ترے حال پر ضرور آیا ؎
وہ سینہ تجھسے جو اے دل چھپائے لیتے ہین	سمجھ گئی تری نیت مین کچھ فتور آیا ؎
کبھی مین جل کے کہین ہو گیا تھا خاک کا ڈھیر	اوسی کو دیکھ کے بولے کلیم طور آیا ؎
الگ الگ تھے تری جستجو مین خضر ہی کیا	غبار راہ بھی کچھ ہمسے دور دور آیا ؎
کہا فلک نے نہ بیٹھا جو اٹھ کے سیل غبار	اسے تو خاک مین ملکر بڑا غرور آیا ؎
تسلیان جو وہ یون ہین دیا کرینگے جلال	تو صبر پھر کسی بیتاب کو ضرور آیا ؎

جناب صاحبزادہ محمد مرتضی خان صاحب نصرت بہادر خرد رئیس رامپور شاگرد جناب جلال لکھنوی

ازل سے تیرے لیے حسن پر غرور آیا	مرے لیے دل بیتاب و ناصبور آیا ؎

جو نالہ آکے لبوں تک رکے کہ دور آیا
وہ تیر کے کان تک او نخجر ضرور آیا

کچھ آج درد بھی لیتا ہی چٹکیاں دل مین
ضرور یاد اُسے کوئی رشکِ حور آیا

ہی یاس دادرسی سے سب اہلِ محشر کو
یہ کون داورِ محشر ترے حضور آیا

حنا بھی پیسنگی کس ہاتھ پاؤن کی خاطر
لبِ آنکھ کے لیے خود سرمہ ہوکے طور آیا

ادا و ناز بھی ہین یار دلفریب مگر
پسند سب سے زیادہ ترا غرور آیا

یہ آرزو ہی وہ ٹھکرائے پھر یہ کہہ کر
اوٹھو اوٹھو کہ وہ ہنگامۂ نشور آیا

بپا ہی حشر نکل آئے مُردے قبرون سے
یہ کون آج الٰہی سرِ قبور آیا

خرد وہ میم کے پردے مین آپ ہی چھپکر
جہان مین نورِ احد سے پئے ظہور آیا

جناب محمد شاہجہان خان صاحب تفضل کاوش ساکن رامپور شاگرد جناب جلال لکھنوی مد ظلہ

مزار پر یہ مرے کون رشکِ حور آیا
کہ بعد مرگ بھی آرام مین فتور آیا

تری گلی مین جو سوتے ہین چونکتے بھی نہین
ہزار مرتبہ ہنگامۂ نشور آیا

مٹادی سارے نے اُنکے جو اُنکی یکتائی
تو بولے یہ مرے آگے مرا غرور آیا

وفا مین کرتا ہون نہین وہ جفا مین کرتا ہے
جنا کے عشق مری زیست مین فتور آیا

ہم اپنے بت مین دکھادیتے سکو شانِ خدا
ادھر نہ طور سے پھر کر کلیم طور آیا

کچھ اب مین نہین جب سے سنا ہے نام اُسکا
وہان سے پھر کے مرا نامہ بر ضرور آیا

مجھی کو لیگئی اک وہان مری ہمت
دلِ نحیف کو دیکھے کہ کتنی دور آیا

خدا کی شان وہ بت اور بھی ستانے لگا
ہمارے عجز سے دونا اُسے غرور آیا

مجھے بٹھانے دے محفل مین یار کی دربان
رکیگا کب جو کوئی اور ناصبور آیا

شبِ فراق مین چمکا نہین اگر کوئی داغ
سیاہ خانے مین اپنے کہان سے نور آیا

تمام دامنِ محشر ہے سرخ او سفاک
ترے شہید کا خون اُڑ کے دور دور آیا

کمالِ عشق یہ نازان ہوئے جو ہم کاوش
تو اپنے حسن پہ کیا کیا اُنھین غرور آیا

جناب سید محمد مہدی صاحب مہدی خلف الصدق جناب جلال لکھنوی مد ظلہ

قرار کیون مجھے جانِ ناصبور آیا
عبث چھپاتی ہے دل مین کوئی ضرور آیا

جیسے فحش الفاظ ان اشتہارات میں دیکھے جاتے ہیں شاید دنیا کی مہذب سوسائٹیوں کے کسی ممبر کے
کانوں تک انسانی سی زبان سے نکلتے ہونگے - ابھی اوس واقعہ کو ملک میں شائع ہوئے بہت زمانہ نہیں گذرا
جو کلکتہ کے ایک تاجر کی سزایابی کے متعلق شائع ہوا تھا - جسنے کوئی فحش کتاب چھپنے سے لوگون کے خیالات
خراب کرنا چاہے تھے - ہم افسوس کرتے ہین کہ ہمارے ہمعصروں مین بہت کم ایسے ہین جو اس قسم کا مور پر غور
کرتے ہون -
امید کیجاتی ہے کہ ہمارے ہمعصر الکان اخبار جو اصلاح قوم کی خدمت اپنے سر اوٹھا کر ریفارمری کے لقب
سے یاد کیے جانے کے قابل قرار پائے ہین - اس معاملہ پر غور کرکے اپنے مہذب قلم کو ایسی بدتہذیبیوں سے
محفوظ رکھنے کی کوشش کرینگے - اگر وہ انصاف کرین تو فحش اشتہارات کبھی انکو اوسقدر فائدہ نہین پہونچا سکتی
جسقدر سچی ہمدردی کا حصہ ان اشتہارات کے چھوڑ دینے سے انکو مل سکتا ہے -
مہذب ناظرین سے ندامت کے ساتھ التماس ہے کہ ہمارے پرچہ کے ذریعہ سے اوسوقت تک بارہا انکی نگاہین
ایسے فحش الفاظ پر پڑین کیونکہ ہم اون اشتہارات کو غلط فہمی سے ایک قسم کے امراض کا علاج سمجھتے تھے
لیکن اب ہمپر چونکہ یقین کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ اشتہارات ضرور فحش ہین - لہذا اپنی کانشنس کی
کبھی مخالفت نکرینگے - اور اگر خدا نے ہماری ہمت مین استقلال دیا تو مہذب ناظرین کی آنکھین
پیام یار مین کبھی اس قسم کے غیر مہذب الفاظ نہ ملاحظہ فرمائینگی - اور حضرات مشتہرین سے ہم امید
رکھتے ہین کہ وہ آیندہ ہمکو ایسے اشتہارات سے معاف رکھین - اور جو ایسے اشتہارات پیام یار مین چھپے
انکو ہم اپنے خوشنما صفحون سے نکالے ڈالتے ہین - غالبًا مہذب مشتہرین پیام یار کی اس قسم کی ضروری اصلاح
پر ہم سے ناراضی نہ ظاہر کرینگے - لیکن اگر وہ فحش الفاظ نکالکر اپنے اشتہار روانہ فرمائین تو ہم شائع کرینگے
مگر یہ نہین ہوسکتا کہ اونکے یہ غیر مہذب اشتہارات پھر ہمارے صفحون پر نظر پڑین - اگر ہمکو وہ مشتہر
زیادہ مجبور کرینگے تو شاید اجرت واپس کردینا اون کے اشتہارات شائع کرنیکی بہ نسبت ہمکو زیادہ آسان ہوگا

مہتمم پیام یار

پکالن صاحب کا مرکب

لمبے اور گھنے بال

یہ اسم بامسمی دوا (جسکا نام ہیر رشور رہے) سفید بالون کے سیاہ کرنے اور بالخورہ کے دفع کرنے اور بالون
کے بڑہانے اور موٹے و چھوٹے جانے والے بالون کی اصلاح کرنے مین اپنی آپ نظیر ہے -
یہ عرق لگاتے ہی بالون کی جڑون مین اثر کرتا ہے اور لطف یہ کہ جلد مین نہ داغ لگتا ہے اور نہ کسی اور
قسم کا نقصان پہونچتا ہے - سب پر طرہ یہ کہ کسی قسم کے اکال اجزا اسمین نہین داخل ہین جیسا کہ اکثر
امریکا اور لندن کی بنی ہوئی دواؤن مین ہوتا ہے - اسکی تاثیر اگرچہ بتدریج ظاہر ہوتی ہے - مگر دائمی
ہوتی ہے - ہم نہایت وثوق کے ساتھ اس دوا کے استعمال کرنیکی اون لوگون کو صلاح دیتے ہین جو رفتار
زمانہ کی سب سے زیادہ کھلی ہوئی علامت کو چھپانا چاہتے ہین - ترکیب استعمال ہر بوتل کے ساتھ ہے -
بڑی بوتلون مین یہ دوا بحساب فی بوتل عہ کے مل سکتی ہے ٭
المشتہر - پکالن کمپنی - لکھنو ٭

اس دور مین کافر بھی نہ دیکھا کوئی پورا
پھر کیا ہو شکایت کہ مسلمان نہین دیکھا

ہنسنے کا تو کیا ذکر ہے رونے مگر افسوس
جو حال مرا تھا وہ مری جان نہین دیکھا

آنکھون نے جو دیکھا اسے تو دل یہ پکارا
مینے ابھی اے جلوۂ جانانہ نہین دیکھا

تم آس مری توڑ کے گھر اپنے سدھارے
دم توڑنے کا رنگ مری جان نہین دیکھا

افسردہ امیر اپنی تباہی سے ہے تو کیون
کیا حوصلہ کلب علیخان نہین دیکھا

جناب احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

وہ پوچھتے ہین جلوۂ جانان نہین دیکھا
ہو لطف جو موسےٰ بھی ہمین ہان نہین دیکھا

کیا چھیڑ ہے دی پوچھے بھی جو کوئی تو یہ پوچھے
ہمنے کئی دن سے تجھے گریان نہین دیکھا

کیون پوچھتے ہو مجھسے شب وصل کی باتین
کیا حوصلۂ حسرت و ارمان نہین دیکھا

غش ہنکے اجل آگئی آخر شب فرقت
بیمار نے کچھ موت کا سامان نہین دیکھا

معلوم تو ہے دست جنون رک رہے کیونکر
دامن نہین دیکھا کہ گریبان نہین دیکھا

جناب آغا امانت حسین صاحب تپ گورکھپوری

زندان نہین دیکھا کہ بیابان نہین دیکھا
کیا کیا ترے دیوانے نے ایجان نہین دیکھا

جنت کی ہوس ہوتی نہ زاہد تجھے ہرگز
پر تونے کبھی کوچۂ جانان نہین دیکھا

یون بل کی نہ لیتا وہ کبھی اسکے مقابل
سنبل نے ترا گیسوئے پیچان نہین دیکھا

رخسار پہ زاہد ہے فدا چشم پہ مے خوار
وہ کون ہے جسکو ترا خواہان نہین دیکھا

جناب سید محمد امیر علی صاحب امیر جھجھری سب اوورسیر نہر گنگ

بھوکا کوئی غم کا کہین مجھسا بھی نہوگا
کس بزم عزا مین تجھے مہمان نہین دیکھا

دونگا نہ اسے زلف پریشان سے مین تشبیہ
کیا مینے کبھی سنبل پیچان نہین دیکھا

پھیکا ہوا رنگ دہن زخم امیر آہ
جب ہاتھ مین قاتل کے نمکدان نہین دیکھا

جناب حافظ رحیم بخش صاحب انجم شاگرد جناب بسمل خیرآبادی از کوٹرہ

رخ پوچھے جو کوئی تو حسینان جہان سے
ہمنے تو نکلتے کوئی ارمان نہین دیکھا

کس دن رخ و گیسو کے تصور مین بتاؤ
حیران نہین دیکھا کہ پریشان نہین دیکھا

جب پایا اسے اشک بہاتے ہوئے پایا
اخگر کو تو ہنستے کبھی خندان نہین دیکھا

جناب محمد خداداد خانصاحب اخگر کوتوال چھاؤنی کلھڑ داڑہ شاکن علیگڈہ

کیا کہہ کے رخ یار مین زاہد کو بتاؤن
کیون حضرت من آپ نے قرآن نہین دیکھا

جناب منشی معین الدین صاحب آزاد مقیم بھوساول

کب تیری جفاؤن کی رہی مشق نہ ہمپر
کسدن ستم گردش دوران نہین دیکھا

جناب مولوی محمد عبد الحی صاحب نجو دہلوی وکیل عدالت شاہجہانپور شاگرد جناب داغ

یہ وحشت دل ہی کے کرشمے ہین وگرنہ
انسان کو سایے سے گریزان نہین دیکھا

یا لاگ ہے کچھ پنجۂ وحشت کو ہمین سے
یا اسنے ابھی غیر کا دامان نہین دیکھا

سو طرح سے اس راز محبت کو چھپایا
لیکن کبھی کمبخت کو پنہان نہین دیکھا

جو چاہے کہے یہ مجھے حق اسکی طرف ہے
ناصح نے ابھی جلوۂ جانان نہین دیکھا

جناب بشیر علی صاحب بشیر شاگرد جناب امیر جہجہری از ایٹہ

یوسف ہون مگر خواب مین کنعان نہین دیکھا
بلبل ہون مین وہ جسنے گلستان نہین دیکھا

کرتی نہ نظر جانب شمشاد چمن مین
قمری نے مرا سرو خرامان نہین دیکھا

رسوا نہ کرے آج بشیر انکو مرا خون
شمشیر تو دہو ڈالی یہ دامان نہین دیکھا

جناب سید عبد العلی عرف نواب عبد اللہ صاحب تسکین باپوڑی از جونپور

نہی کہا چین نہین ہے کوئی تم سا
کہنے لگے تجھسا بھی پریشان نہین دیکھا

شکوہ ہی تو یہ ہے کہ بس محفل اغیار
کیون میری طرف تمنے مری جان نہین دیکھا

کہتا ہی وہ بت دیکھ کے تسکین کی صورت
ایسا بھی کوئی بے سروسامان نہین دیکھا

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

دل ہی نہین کہتا رخ جانان نہین دیکھا
آنکھونمین بھی تکرار ہے ہان ہان نہین دیکھا

انکھیلیون سے انکو خرامان نہین دیکھا
آنکھون نے مری حشر کا سامان نہین دیکھا

اس گمشدہ کو ڈھونڈھ رہی ہین مری آنکھیں
اتنا کبھی نظرون کو پریشان نہین دیکھا

اکثر کوئی پھرتا ہے مری آنکھونمین ایسے
کیا تونے کبھی گم شدہ جانان نہین دیکھا

کہتے ہین مٹا کر مری سب آرزوون کو
یون تمکو کبھی بے سر و سامان نہین دیکھا

سودائے زلیخا کا بھی ہے طرفہ تقاضا
پھٹتے ہوئے یوسف کا گریبان نہین دیکھا

ہنس ہنس کے لہو جبکو نہ قاتل نے رلایا
اوس زخم کو ہمنے کبھی خندان نہین دیکھا

جو سینے سے خود ہی نکل آتا ہے تڑپ کر
اوس دل کا نکلتے ہوئے ارمان نہین دیکھا

جب آئے تجھے دہ جان مری آنکھون مین کچھ بھی
سچ کہتے ہین ہمنے اوسے بیجان نہین دیکھا

آشفتہ گیسو ہوئے کیا خود بھی کہ تمکو
یون دیکھنے والون نے پریشان نہین دیکھا

عاشق کو جلال آپ وہ فرما گئے ناشاد
اسپر بھی تو کمبخت کو شادان نہین دیکھا

جناب شیخ جعفر علی صاحب جعفر الہ آبادی مقیم ڈیڈہن

کیون مضطرب الحال ہے تو اے دل نادان
ایسا تو کبھی تجکو پریشان نہین دیکھا

جناب نواب محمد مرزا خان عرف منجھو صاحب حشم شاگرد جناب جلال لکھنوی

کب تمنے مری آنکھ کو گریان نہین دیکھا
کب مینے تمھین با دل خندان نہین دیکھا

آنکھون مین اسی رشک سے آنسو بھی بھر آئے
جب غیر کا دل ہمنے پر ارمان نہین دیکھا

دیوانی ہوئی اور مری دست درازی
جب دامن صحرا مین گریبان نہین دیکھا

نادم ہوئے دل دے کے ہم افسوس ہی اپنا
اوس شوخ ستمگر کو پشیمان نہین دیکھا

دیکھا نہین آنکھون نے نظر بھی کب آئی
جاتے ہوئے دل سے کبھی مرجان نہین دیکھا

دل زلف مین الجھا کے حشم کا وہ یہ بولے
ہمنے تو ترا حال پریشان نہین دیکھا

جناب حافظ سید نذر الرحمن صاحب حفیظ عظیم آبادی شاگرد جناب ازل لکھنوی

صورت تری اغیار کو کب یاد رہیگی
کافر کو کبھی حافظ قرآن نہین دیکھا

سودائے جنون وحشت و ارمان خلش غم
کب خانۂ دل مین انھین مہمان نہین دیکھا

رہبر بھی مرا بھول گیا راہ مرے ساتھ
ایسا کوئی برگشتہ دوران نہین دیکھا

برباد مجھے دیکھ کے کہتے ہین حفیظ آپ
تمسا بھی کوئی بے سر و سامان نہین دیکھا

جناب مرزا جان صاحب حبیب فرخ آبادی شاگرد جناب دراز ستعد

فرقت مین کسی دل کو ارمان کا خواہان نہین دیکھا
دلسوز پتنگ شمع شبستان نہین دیکھا

کرتا ہی صفت روضۂ رضوان کی جو اکثر
زاہد نے مگر کوچۂ جانان نہین دیکھا

جناب عبدالرؤف خانصاحب حیران مقیم بھوسناول تلمیذ جناب نیسان

روتے ہی کٹی فرقت دلدار مین سب عمر
حیران کو کسی نے کبھی خندان نہین دیکھا

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

کیا ہمنے عذاب شب ہجران نہین دیکھا
تمکو نہ یقین آئے تو ہان ہان نہین دیکھا

کیا تونے مرا حال پریشان نہین دیکھا
اسطرح سے دیکھا کہ مری جان نہین دیکھا

جب ہاتھہ پڑا وصل مین شوخی سے کسیکا
پھر ہمنے گریبان کو گریبان نہین دیکھا

ہم جیسے ہین ایسا کوئی دانا نہین پایا
تم جیسے ہو ایسا کوئی نادان نہین دیکھا

راحت کے طلبگار ہزارون نظر آئے
محشر مین کوئی حور کا خواہان نہین دیکھا

اُس بت کی محبت مین قیامت کا مزا ہی
کافر کو کبھی دوزخ مین پشیمان نہین دیکھا

کہتے ہو کہ بس دیکھہ لیا ہمنے ترا دل
دل دیکھہ لیا اور پھر ارمان نہین دیکھا

کیا ذوق ہی کیا شوق ہے سو مرتبہ دیکھون
پھر بھی یہ کہون جلوۂ جانان نہین دیکھا

محشر مین وہ نادم ہو خدا یہ نہ دکھائے
آنکھون نے کبھی اسکو پشیمان نہین دیکھا

ہو دیکھتے ہین دیکھنے والے ترے انداز
تونے وہ تماشا ہی مری جان نہین دیکھا

گو نزع کی حالت ہے مگر پھر یہ کہونگا
کچھ تمنے مرا حال پریشان نہین دیکھا

ملتا نہین ہمکو دل گم گشتہ ہمارا
تونے تو کہین اے غم جانان نہین دیکھا

جو دن مجھے تقدیر کی گردش نے دکھایا
تونے بھی وہ اے گردش دوران نہین دیکھا

تونے اسے دیکھا مرے دل نے اسے دیکھا
تونے اسے اے دیدۂ حیران نہین دیکھا

تمکو مرے مرنے کی یہ حسرت یہ تمنا
اچھون کو بُری بات کا ارمان نہین دیکھا

تم منہ سے کہے جاؤ کہ دیکھا ہے زمانا
آنکھین تو یہی کہتی ہین ہان ہان نہین دیکھا

کیا عیش سے معمور تھی وہ انجمن ناز
ہمنے تو وہان شمع کو گریان نہین دیکھا

لو اور سنو کہتے ہین وہ دیکھہ کے مجھکو
جو حال سنا تھا وہ پریشان نہین دیکھا

کہتی ہی مری قبر پہ رو رو کے محبت
یون خاک مین ملتے ہوے ارمان نہین دیکھا

یون پوچھتے ہو کون ہی یہ کسکی ہی شہرت
کیا تمنے کبھی داغ کا دیوان نہین دیکھا

جناب محمد حیات بخش صاحب رسا از تحصیل مصطفےٰ آباد ضلع مین پوری

جنت مین کوئی حور نظر آے تو آئے
ابتک تو کوئی آپ سا انسان نہ دیکھا

اے خنجر خونخوار کوئی دم تو ٹھہر جا
جی بھرکے ابھی جلوہ جانان نہین دیکھا

اس آنکھ نے دنیا مین کوئی شی نہین دیکھی
جسنے کہ جمال رخ جانان نہین دیکھا

دل سے غم ہجران نہین جاتا نہین جاتا
اس طور کا ہمنے کوئی مہمان نہین دیکھا

آہین کبھی نکلین کبھی نالے مرے دل سے
پر ہمنے نکلتے کوئی ارمان نہین دیکھا

ہر فن مین رسا طاق ہی ہر بات مین یکتا
اس طرز کا اس ڈھنگ کا انسان نہین دیکھا

جناب نواب مہدی حسین خانصاحب رفعت شاگرد جناب جلال لکھنوی

دن وصل کا آتے ہوے مہمان نہین دیکھا
جاتے ہوے تجکو شب ہجران نہین دیکھا

خوش ہون جو کہے لاش پہ رو کر کوئی بیرحم
دیکھو کبھی تمنے ہمین گریان نہین دیکھا

اوس جان کو کیا لیکے کریگا کوئی بیدرد
جسکا ملک الموت کو خواہان نہین دیکھا

قرآن پڑہے بیٹھ کے میت پہ ہماری
ایسا کسی کافر کو مسلمان نہین دیکھا

جب دیکھتے مجکو تو دم آنکھو نہین تباتے
مرتے ہوے دیکھا مجھے حیران نہین دیکھا

کیون بالون کو کھولے ہوے تم لاش پہ آئے
کیا مینے کبھی انکو پریشان نہین دیکھا

رفعت کسی کافر پہ قسم کھاکے مرے تم
تمسا بھی کوئی صاحب ایمان نہین دیکھا

جناب محمد اکبر خانصاحب سہر محشر رنگی نریدابن شاگرد جناب فصاحت

قسمت سے ملا روز ازل درد وہ ہمکو
جس درد کا عیسی نے بھی درمان نہین دیکھا

مشتاق شہادت کو رہی قتل کی حسرت
گردن پہ رواں خنجر بران نہین دیکھا

ای وحشت دل تو نے دکھایا ہے وہ صحرا
جو قیس حزین نے بھی بیابان نہین دیکھا

میت پہ مری بیٹھ کے سر کہتی ہے حسرت
ایسا بھی کوئی ہمنے پر ارمان نہین دیکھا

نرگس کی طرح وا رہین آنکھین مری شب بھر
دن بھر جو ترا دیدۂ فتان نہین دیکھا

جناب مولوی عظیم اللہ صاحب رحمی شیخپوری شاگرد جناب ناسخ مرحوم

کس بزم مین رغمی کو غزلخوان نہین دیکھا	کب بلبل گلزار کو نالان نہین دیکھا
آباد ہی رہتا ہی یہ میخوار دن کے دم سے	میخانے کو ہمنے کبھی ویران نہین دیکھا
لاکھون شعرا رغمی زمانے مین ہین موجود	تیرا سا سخنور کوئی ذیشان نہین دیکھا

جناب عبدالرؤف خانصاحب رؤف برذوق از اندور

کیا آمد و شد چھوڑ دی غیرون کے بھی گھر کی	مدت ہوئی ہمنے تمھین یہان نہین دیکھا
دل تمنے رؤف اس بت نادان کو دیا ہا	تمسے بھی زیادہ کوئی نادان نہین دیکھا

جناب عبدالرحمن صاحب رحمت مقیم بھوساول

گلشن مین ترے قامت موزون کے مقابل	شمشاد کو اے سرو خرامان نہین دیکھا

جناب رشید میانصاحب رشید مقیم جلگاؤن ضلع خاندیس

کیا حسن خداداد رشید اونکو ملا ہے	جسکو تہ برقع کبھی پنہان نہین دیکھا

جناب بندہ علیخانصاحب زیبا شاگرد جناب رشید مرحوم لکھنوی

مرجانے دم وصلت جانان نہین دیکھا	یون ہمنے نکلتے کبھی ارمان نہین دیکھا
تو کیا ہی اگر ہون غم عالم بھی تو سہ لین	تونے ابھی ہمکو غم ہجران نہین دیکھا
بس ایک ہی جلوے مین ٹھکانے نرہے ہوش	تمنے کچھہ ابھی موسے عمران نہین دیکھا
حسرت مری خود کہہ رہی ہے لاش پہ میری	ایسا کوئی دنیا مین پر ارمان نہین دیکھا
برق و شرر و شعلہ و سیماب بھی دیکھے	مضطر کوئی تجھسا دل نادان نہین دیکھا
مین محو تجلی ہون وہ خود تکتے ہین مجکو	حیران ہین کہ ایسا کوئی حیران نہین دیکھا
زیبا بھی ہے شاید کہ غلام شہ مردان	اسکو کسی مشکل مین ہراسان نہین دیکھا

جناب محمد جعفر صاحب ساقی گوپاموی شاگرد جناب صہبائی مرحوم دہلوی

دیکھے دل پرسوز کو وہ سینے مین آکر	جسنے کہ چراغ تہ دامان نہین دیکھا
سو تیر لگے دل پہ مرے طرفہ فسون ہے	سینے مین کوئی زخم نمایان نہین دیکھا
آب دم خنجر کو سمجھتا ہے مئی ناب	ساقی دل مخمور سا نادان نہین دیکھا

جناب مولوی دہوس صاحب سحر ازبہو گلی

ہی حالتِ گلشن پہ بجا گریۂ شبنم ⁂ بلبل کو کبھی باغ مین خندان نہین دیکھا

جناب محمد محسن صاحب سحرؔ ہاپوری خلف محمد مبارک علی صاحب تحصیلدار نوپورہ

نازان ہی عبث ابرِ سیہ رونے پر اپنے ⁂ شاید کہ مرا دیدۂ گریان نہین دیکھا

جناب سید کاظم حسین صاحب شیفتہؔ ساکن اطراف لکھنؤ مقیم حیدرآباد

کہیے جوادِ ہر تمنے مریجان نہین دیکھا ⁂ کس ناز سے کہتے ہین کہ ہان ہان نہین دیکھا

سینے مین عجب چاک ہین بیتابیِ دل سے ⁂ ایسا کسی وحشی کا گریبان نہین دیکھا

مرتا ہی اوسی شوخ پہ جو دشمن جان ہے ⁂ دل سا کوئی بیداد کا خواہان نہین دیکھا

کرتے ہین مجھے چشم سخنگو سے اشارہ ⁂ مدت سے تری آنکھون کو گریان نہین دیکھا

جناب سید اسناد علی صاحب شورؔ مختار عدالت فوجداری متھرا

جب کہتا ہون مین کیون ادھر ایجان نہین دیکھا ⁂ فرماتے ہین کچھ زور ہی ہان ہان نہین دیکھا

سینے مین اچھلتا ہے جو ننھا سا کلیجہ ⁂ تمنے کسی مضطر کو تو نالان نہین دیکھا

دیکھی نہ گئین کیا مری حسرت بھری آنکھین ⁂ کیون پھیر کے نظر حالِ پریشان نہین دیکھا

اے جوشِ جنون بل بے تری دست درازی ⁂ دامن کبھی دیکھا تو گریبان نہین دیکھا

آنکھو نمین مسیحا کے بھر آتے ہین آنسو ⁂ کیا دردِ جگر قابلِ درمان نہین دیکھا

کہتی ہے مری قبر پہ سر پیٹ کے حسرت ⁂ ایسا بھی زمانے مین پُر ارمان نہین دیکھا

اک حال پہ ہے تیرگیِ شامِ مصیبت ⁂ اوڑتے ہوے رنگِ شبِ ہجران نہین دیکھا

گھبرائے ہوے پوچھتے ہین حشر مین سب سے ⁂ تمنے تو کہین شور کو نالان نہین دیکھا

جناب پنڈت ہنومان پرشاد صاحب شائقؔ پوسٹ ماسٹر جبل پور

صحرا نہین دیکھا کہ گلستان نہین دیکھا ⁂ اُس گل کی طرح اک گلِ خندان نہین دیکھا

اوس بت کا خریدار دل و جان سے ہے شائقؔ ⁂ ہندو نہین دیکھا کہ مسلمان نہین دیکھا

جناب منشی محمد شوکت حسین صاحب شوکتؔ رئیس نٹور ضلع بجنور مقیم سیتنہ

بتخانہ و کعبے کو سمجھتا ہے برابر ⁂ شوکتؔ سا کوئی ہمنے مسلمان نہین دیکھا

جناب سید فرزند احمد صاحب صفیرؔ بلگرامی شاگرد جناب سحرؔ و دبیرؔ و غالبؔ مقیم آرہ

ای پردہ نشین تیری حیا تجھکو مبارک — تجھکو تری آنکھون نے کبھی عریان نہین دیکھا
ہان چل ہے یہ کیون کروٹین لینے لگے مردے — تمنے تو سوے گورِ غریبان نہین دیکھا؟
وہ روزِ قیامت کی بلاؤن سے ڈرے گا — جسنے کہ تجھے اے شبِ ہجران نہین دیکھا
خون رونے لگے کم جو ہوے چاہنے والے — اب تک بھی اثرِ خونِ شہیدان نہین دیکھا
کس دھج سے مین لیتا تمھارے خواب مین بوسے — تو نے وہ تماشا ہی مری جان نہین دیکھا

جناب مولوی محمد عبد الحق صاحب تہفا رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

کیا آنکھ نے میری شبِ ہجران نہین دیکھا — کمبخت نے کب خواب پریشان نہین دیکھا
ہر دل مین مقید ہین ترے وصل کے ارمان — ان چورون سے خالی کوئی زندان نہین دیکھا
شاید یہی اک دیکھنے والو نہین ہے تیرے — آئینے نے کیا دیدۂ حیران نہین دیکھا
کیون پوچھتے ہو عاشقِ مردہ کی علامت — کیا تمنے کوئی کشتۂ حرمان نہین دیکھا
وحشت مین بھی پھرتا ہون تو تیری ہی گلی مین — وہ قیس ہو نہین جسنے بیابان نہین دیکھا
دیکھے سے کسی کے ہمین تسکین نہو گی — آنکھون سے نکلتے ہوے ارمان نہین دیکھا
اب درد بھی کرتا نہین کچھ دل کی تسلی — فرقت مین کوئی حال کا پرسان نہین دیکھا
کیون جان نکلتی نہین آنکھون سے دمِ مرگ — کیا دل نے ابھی تک رخِ جانان نہین دیکھا
اب یاد وہ کرتے ہین یہ کہہ کہہ کے صفا کو — برسون سے کوئی ہمنے غزلخوان نہین دیکھا

جناب مولوی محمد ضمیر الحق صاحب ضمیر آروی شاگرد جناب بقا خانپوری تخمستاد لکھنوی

دنیا مین کسے بیسر و سامان نہین دیکھا — اس باغ مین کوئی گلِ خندان نہین دیکھا
ممکن نہین بیمارِ محبت کو افاقہ — اس درد کا ہمنے کہین درمان نہین دیکھا
محشر مین جو یاد آئی مجھے کوے صنم کی — مڑکر بھی سوے گلشنِ رضوان نہین دیکھا
وہ دلمین ضمیر اور رہو تم غیر دلمین جو یان — تمسا کوئی آوارہ و نادان نہین دیکھا

جناب جعفر علی صاحب ظفر ساکن کاسگنج شاگرد جناب امیر جہتری

کہون یاد مین لیکن رخِ جانان نہین دیکھا — حافظ ہی دلمین وہ جسنے کہ قرآن نہین دیکھا

جناب مولوی عبد الباسط صاحب ظہیر مقیم بھوساول

وہ حور نہ غلمان نہ فرشتہ نہ پری ہے	انسان ہے پر ایسا کوئی انسان نہیں دیکھا
ہی خال ترے مصحف رخسار پہ ورنہ ؎	ہندو کو کبھی حافظ قرآن نہیں دیکھا

جناب منشی عابد حسین صاحب عابد سہسوانی شاگرد جناب امیر لکھنوی

آتے ہوئے اک دن کبھی انھیں یان نہیں دیکھا	جلتے ہوئے تجکو شب ہجران نہیں دیکھا
دو چار پڑے رہتے ہین دل گوشے مین ہر وقت	خالی کبھی اوس شوخ کا دامان نہیں دیکھا
یہ ایک ہمین تھے کہ جیے سختی جان سے ؎	ورنہ کوئی زندہ شب ہجران نہیں دیکھا
محفل مین بس اک شمع تھی دلسوز ہماری ؎	اوسکو بھی سحر جب سے ہوئی یان نہیں دیکھا
یان بیخودی شوق مین یون بند تھین آنکھین	پھر آئے بیابان مین بیابان نہیں دیکھا
دل تجکو فقط صلح کی باتو نمین مزا ہے ؎	پر لطف شکر رنجی جانان نہیں دیکھا
جسطرح جگر توڑ کے ناوک ترا نکلا ؎	اسطرح نکلتے ہوے ارمان نہیں دیکھا
کیا نکلی کوئی آہ دم ذبح اب اوس سے	جس دل سے نکلتے ہوے ارمان نہیں دیکھا
یون تاب و توان سب ہین سوا درد کے لیکن ؎	ساتھی کوئی دل کا شب ہجران نہیں دیکھا
مرنے کا قلق کیا مجھے غم ہے تو یہی ہے ؎	قاتل کو بس قتل پشیمان نہیں دیکھا

جناب محمد یحیی علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی نگینہ ؎

لو آؤ دکھاؤن تمھین داغونکی بہارین ؎	کیا یاد کروگے کہ گلستان نہیں دیکھا
دل ہاتھ سے جائیگا جو تم جاؤگے برسے	آیا ہوا دل تمنے مری جان نہیں دیکھا
دل باتون ہی باتونمین بتونکو دیا عاصی	تم سا بھی کوئی دشمن ایمان نہیں دیکھا

جناب عبد المجید خان صاحب عاجز شاہجہانپوری ملازم بندوبست بھوپال شاگرد جناب [illegible]

عشاق فدا کرتے ہین اک ناز پہ سو دل ؎	دل سا بھی کسی چیز کو ارزان نہیں دیکھا
کیا عشق کی لذت سے خبر ہو تجھے عاجز	صحرا نہیں دیکھا ابھی زندان نہیں دیکھا

جناب میوا لعل صاحب عاجز سب انسپکٹر پولیس تھانہ صدر سیوہنی ؎

بے رنج جہانمین کوئی انسان نہیں دیکھا	ہی کون بشر جسکو پریشان نہیں دیکھا

جناب منشی محمد ریاض علی صاحب عاشق از بھوپال ؎

بے پردہ کسی دن تمہین جانان نہین دیکھا ۔ آنکھون سے نکلتے کبھی ارمان نہین دیکھا

جناب مولوی محمد عبد الغنی خانصاحب غنی مرزاپوری مقیم رانچی

ہوجائے نہ کافر بہت دلبر کی ادا پر
ایسا تو کوئی ہمنے مسلمان نہین دیکھا

تیر نگہ ناز نے سینے مین گذر کر
جز حسرت و ارمان کوئی سامان نہین دیکھا

ہوجاتے ہو خود رفتہ غنی دیکھ کے انکو
تم سا بھی کوئی محو حسینان نہین دیکھا

جناب غالب مدراسی

کیا کیا تری فرقت مین مریجان نہین دیکھا
جنگل نہین دیکھا کہ بیابان نہین دیکھا

کہتے ہین مسیحا کہ ہے ہر درد کی دارو
لیکن مرض عشق کا درمان نہین دیکھا

جناب سید مرتضی حسین صاحب غمگین بینڈار چنڈوارہ شاگرد جناب مسکین

اندوہ کو یا درد کو یا رنج و محن کو
اس خانۂ دل مین کسے مہمان نہین دیکھا

جناب منشی محمد احمد صاحب قمر خلف جناب امیر لکھنوی

اوس بت کو کبھی ہمنے خرامان نہین دیکھا
ہو حشر مگر حشر کا سامان نہین دیکھا

جناب محمد عبد القادر صاحب قادر اورنگ آبادی مقیم بھوساول شاگرد جناب ظہیر

کانٹون کی طرح ہجر مین کھلتا ہے چمن مجھے
قادر نے کبھی سیر گلستان نہین دیکھا

جناب منشی واحد علی صاحب قربان حیدرآبادی مقیم بھوساول

مشتاق لقا کو تھا بہت دید کا ارمان
پر خواب مین بھی جلوۂ جانان نہین دیکھا

جناب مولوی شیخ قاسم علی صاحب قاسم ساکن موسے نگر ضلع کانپور

کس روز ترے ہجر مین اے غیرت لیلی
مجنون کی طرح ہمنے بیابان نہین دیکھا

جناب منشی بالکشن صاحب قمر خلف منشی رادھے لال صاحب شاگرد جناب تسنیم لکھنوی

تشبیہ لبون سے انھیں دیتے ہین عبث لوگ
ایسا تو کہین لعل بدخشان نہین دیکھا

جناب محمد شاہجہانصاحب کاوش ساکن رامپور شاگرد جناب جلال لکھنوی

دل مین تمھین آتے ہوے مہمان نہین دیکھا
نکلے ہوے بنکر کوئی ارمان نہین دیکھا

جو تیر لگا دل مین وہ دل ہو گیا میرا
سینے سے نکلتے ترا پیکان نہین دیکھا

لاکھون شب غم مین خواب پریشان نظر آئے
زلفون مین مگر اک رخ جانان نہین دیکھا

آئینے کو کچھ دیکھتے رہتے ہو بہت تم
شاید کبھی تمنے مجھے حیران نہین دیکھا

فرمائشین کرتے ہین وہ دیوانہ بنا کر
ہوتے ہوے صد چاک گریبان نہین دیکھا

جنت مین بھی جائینگے تو رضوان سے کہینگے
حورون مین جمال رخ انسان نہین دیکھا

وہ کشتۂ حسرت ہون کہ مینے کبھی جز یاس
تربت پہ کسی اور کو گریان نہین دیکھا

یہ سچ ہے کہ خود کام ہوا کرتے ہین معشوق
دل لے کے پھر اپنا انھین خواہان نہین دیکھا

کہتے ہین یہ ہے ضبط کہ دل مین ہے سو درد
پر ہمکو کسی نے کبھی نالان نہین دیکھا

بولے وہ مجھے دیر مین پہچان کے کاوش
ایسا بھی ترا حال پریشان نہین دیکھا

جناب سید کاظم حسین صاحب کاظم از کانپور

یہ انکے ستم کو بھی سمجھتا ہے محبت
اس دل سا تو ہمنے کوئی نادان نہین دیکھا

ابرو کے اشارے سے گلے کٹ گئے لاکھون
خنجر کو بھی اسطرح سے بران نہین دیکھا

کہتے ہین رقیبون سے وہ سنکر مرے نالے
کاظم سا کوئی ہمنے خوش الحان نہین دیکھا

جناب محمد عبد الرحیم صاحب گوہر شاگرد جناب کیفی ساکن ویلور

بیساختہ یوسف نے کہا دیکھ کے اسکو
اس حسن خداداد کا انسان نہین دیکھا

جناب منشی محمد عبد الکریم صاحب مضطر میر منشی اہلکار ڈاکخانہ نفری جبلپور

دم بھر دل ناکام کو شادان نہین دیکھا
ایسا بھی رہا ہین غم و حرمان نہین دیکھا

آباد تصور سے رہا اونکے ہمیشہ
اس خانۂ دل کو کبھی ویران نہین دیکھا

چل رہ محبت مین ذرا سوچ سمجھ کر
کچھ تو نے ابھی اے دل نادان نہین دیکھا

کیون اور کے نظارے کی تہمت ہے [illegible]
مین نے تو کسیکو کبھی اے جان نہین دیکھا

موت آتی ہوئی جان بھی جاتی ہوئی دیکھی
پر دل سے نکلتے کبھی ارمان نہین دیکھا

جناب غلام حیدر خان صاحب مضطر ملازم محکمہ تار برقی باشندۂ بانکی پور

کی عرض مرا دل تو مری جان نہین دیکھا
کس ناز سے فرمایا کہ ہان ہان نہین دیکھا

مٹی ہی کے مٹی سب ارمان لیے [illegible]
تربت نے مری کوچۂ جانان نہین دیکھا

نے یاس نہ ارمان نہ الم ہے مرے دل مین
اتنا بھی کوئی خانۂ ویران نہین دیکھا

وصلت مین مرا کثرتِ شادی کی بدولت
کچھ چارۂ بیماریِ ہجران نہین دیکھا

اس درجہ تمناے خلش دل کو یہ کیا ہے
شاید اثرِ جنبشِ مژگان نہین دیکھا

جناب شیخ محمد اسمعیل صاحب آروی شاگرد جناب صفیر بلگرامی

کس دل کو رخ و زلف کا خواہان نہین دیکھا
کس شخص کو حیران و پریشان نہین دیکھا

آگے ترے ظالم مری حیرت کا عجب کیا
آئینے کو کیا سامنے حیران نہین دیکھا

تو بھی نگہِ یار پہونچ سکے جگر تک
کیا طرزِ دل آزاری مژگان نہین دیکھا

بالین سے مرے ہٹکے کھڑے ہو تو ہی اچھا
دم تمنے نکلتے ہوے ایجان نہین دیکھا

مرتے ہین پہ ہر سانس پہ اک رٹ سی لگی ہے
صد حیف کہ اب بھی رخِ جانان نہین دیکھا

جناب منشی نبی داد خان صاحب مشتاق وکیل ضلع علیگڈہ

کیا حشر کے دن دیکھینگے کچھ اس سے بھی بڑھکر
یان کونسا صدمۂ شبِ ہجران نہین دیکھا

فرقت مین تری درد و غم و رنج و الم سے
کس رات یہان حشر کا سامان نہین دیکھا

روتی ہی کٹی عمر غمِ عشقِ بتان مین
مشتاق کو ہمنے کبھی خندان نہین دیکھا

جناب مولوی ممتاز احمد صاحب ممتاز رفیق نواب ذو الفقار علیخان بہادر رئیس سورت

یہ زہد یہ تقوی یہ ورع آپ کا زاہد
جبتک کہ وہ رہزنِ ایمان نہین دیکھا

وہ بھی ہے کوئی درد کہ درمان نہین اسکا
لیکن مرضِ عشق کا درمان نہین دیکھا

دل کاکلِ پیچان مین کسیکے نہین الجھا
آنکھون نے کبھی خوابِ پریشان نہین دیکھا

دوزخ کی سمجھتے آگ جو مین اسکو نچوڑ دون
واعظ نے مرا گوشۂ دامان نہین دیکھا

کچھ خوفِ خدا تمکو نہین عشقِ بتان مین
تم سا کوئی ممتاز مسلمان نہین دیکھا

جناب گنج بہاری لال صاحب مسکین خلف لالہ چھمین شاد صاحب ساکن قصبہ سندیلہ

بوسہ نہ ملا ہے مجھے تیرے دہن کا
حسرت ہی رہی چشمۂ حیوان نہین دیکھا

درد و الم و حسرت و اندوہ و مصیبت
کیا ہمنے ترے ہجر مین ایجان نہین دیکھا

جس وقت سے چھوٹا تری کاکل کا تصور
آنکھون نے کبھی خوابِ پریشان نہین دیکھا

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیر تپوری ملازم فوجداری ضلع علیگڈھ

کچھ شوق ابھی سے ہے ترقی پہ ہمارا — گو تمنے شباب بت ناداں نہیں دیکھا
کیا قدر ہو تمکو مرے اندوہ والم کی — تمنے کبھی حال شب ہجراں نہیں دیکھا

جناب کنور راج نرائن صاحب مظیر پسر رائے کشن پرشاد صاحب تحصیلدار بہار انج گنج

لاکھوں ہی پریزاد صنم دیکھے ہیں تمنے — سچ تو یہ ہے تمسا کوئی انسان نہیں دیکھا

جناب محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز میرٹھی تلمیذ جناب عشق

دیکھے وہ پریشانی دل آ کے ہماری — جسنے تری کاکل کو پریشاں نہیں دیکھا

جناب محمد سرفراز خانصاحب مضطر طالب علم حضرو تحصیل اٹک

لے دیکھ مرے سینے کے انگونکی بہاریں — ایجان اگر تونے گلستاں نہیں دیکھا

جناب مظہر حسین صاحب مظہر ساکن سنبھل مقیم الہ آباد

مضمون نئے بندش انوکھی الفاظ نرالے — مظہر سا کوئی ہمنے سخنداں نہیں دیکھا

عالیجناب سید احمد شفیع صاحب نیر رئیس اعظم فرید آباد شاگرد جناب داغ

دیکھی نہیں گر بزم مئی و مطرب و معشوق — دنیا کا مزا واعظ ناداں نہیں دیکھا
کیوں بھول کے تو بیٹھی ہے شاخ گل تر پر — کیا جور خزاں بلبل نالاں نہیں دیکھا
مرنا بھی ترے ہجر میں مشکل نظر آیا — دشوار ہی دیکھا اسے آساں نہیں دیکھا
واعظ نے جو فردوس کی اک دھوم مچا دی — کمبخت نے کیا کوچہ جاناں نہیں دیکھا
دیکھا ہی کنکھیوں سے مرے زخم جگر کو — کہتے ہو ڈھٹائی سے کہ ہاں ہاں نہیں دیکھا

جناب محمد فصیح اللہ خانصاحب نیر شاگرد جناب فائز بنارسی

وہ داغ کو دیکھے دل پر خوں میں ہمارے — جسنے کہ شفق میں مہ تاباں نہیں دیکھا
کس ناز سے کہتے ہیں دم نزع وہ آکر — اسدرجہ کبھی تمکو پریشاں نہیں دیکھا
زاہد کے جو کہنے سے ہوے طالب جنت — الحضرت دل کوچہ جاناں نہیں دیکھا

جناب نور محمد صاحب نور خلف شیخ سعد اللہ صاحب ساکن صفدر گنج شاگرد جناب دل

زلفوں کے بکھرنے کا بیاں جانے دو صاحب — کیا تمنے مرا حال پریشاں نہیں دیکھا

پیدا کیا اللہ نے ناشاد ازل سے ۔۔۔ اس دل سے نکلتے کوئی ارمان نہین دیکھا
کس سر مین تری زلف کا سودا نہین پایا ۔۔۔ کس دل کو ترے درد سے نالان نہین دیکھا

جناب محمد شفیع صاحب ناظم سب اوور سیر بھوگانون

سنتا ہون کہ موت آ کے مری پھر گئی ڈر کر ۔۔۔ تو نے تو اوسے کیون شب ہجران نہین دیکھا
مضمون نہ بندھا کاکل پیچان کا تو بولے ۔۔۔ سودا کا ابھی آپ نے دیوان نہین دیکھا

جناب عبد الغفار خان صاحب ناطق ساکن موقع قائم گنج

مصروف صفت مین ہین عبث خلد کی واعظ ۔۔۔ حضرت نے مگر کوچہ جانان نہین دیکھا
کیا دیکھینگی وہ حشر مین اللہ کا دیدار ۔۔۔ جن آنکھون نے یان جلوہ جانان نہین دیکھا
جبتک کہ تھا زلف کا سودا مجھے ناطق ۔۔۔ آنکھون نے کبھی خواب پریشان نہین دیکھا

جناب مرزا حیدر بیگ صاحب نسیان مقیم بھوساول شاگرد جناب ریان

مداح محمد کو پریشان نہین دیکھا ۔۔۔ عقبےٰ کے غم و رنج مین حیران نہین دیکھا

خاکسار محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار

کس یاس سے حسرت مرا دل دیکھ کے بولی ۔۔۔ ایسا بھی کوئی خانہ ویران نہین دیکھا
ہر بار تڑپنے کا سبب پوچھتے کیا ہو ۔۔۔ کیا زخم جگر تمنے مری جان نہین دیکھا
جس درد سے تربت پہ مری اشک بہائے ۔۔۔ یون شمع کو تمنے کبھی گریان نہین دیکھا
دل رات کو تھا صبح سے پہلو مین نہین ہے ۔۔۔ تو نے تو کہین زلف پریشان نہین دیکھا

جناب مسٹر ولیم بروینٹ صاحب ولیم از شہر شارگ

کعبہ مین کبھی ہم اگئے تو گہ دیر مین پہونچے ۔۔۔ عشاق کا ثابت کبھی ایمان نہین دیکھا

جناب منشی ولی محمد صاحب ولی بٹالوی کلارک دفتر اکزامنر بلوے سکھر

جب سے کہ نظر زلف معنبر پہ پڑی ہے ۔۔۔ آنکھون نے کبھی خواب پریشان نہین دیکھا

جناب محمد عبد الواحد صاحب واحد طالب علم ہائی اسکول سیوہور

جب پوچھو نگا دل تو مرا جانان نہین دیکھا ۔۔۔ محشر مین بھی کہدینگے وہ ہان ہان نہین دیکھا

جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

راحت کا مری آپ نے سامان نہین دیکھا
جو درد کہ سینے مین ہے پنہان نہین دیکھا

معلوم ہوا یہ بھی کوئی پردہ نشین ہے
ہمنے تو نکلتے کبھی ارمان نہین دیکھتے

خود پھنسکے نکلتے نہ تری زلف سیہ سے
افسوس کہ یوسف نے یہ زندان نہین دیکھا

ہی پھر وہ دیکھی شب ہجران کی سیاہی
جسنے کہ کبھی خواب پریشان نہین دیکھا

ساون کی گھٹا ہی جو بہت آپ کو مرغوب
عاشق کا مگر گوشۂ دامان نہین دیکھا

واقف ہو وہ کیا ضبط کی لذت سے جہان مین
جسنے کبھی سوز غم پنہان نہین دیکھا

جناب محمد یسین صاحب یسین متوطن قصبہ باڑہ از بشوگگلی

کب دل مین ہجوم غم و حسرت نہین دیکھا
اس گھر کو کبھی شکر ہے ویران نہین دیکھا

اللہ رے تنفر کہ پس مرگ بھی اوسنے
مرکر طرف کشتۂ ہجران نہین دیکھا

رو رو کے جنازے پہ مرے کہتے ہین احباب
لٹتے ہوے یون حسرت و ارمان نہین دیکھا

جناب محمد امانت حسین صاحب امانت از اوجین

جز وصل کبھی صدمۂ ہجران نہین دیکھا
آنکھون نے کبھی خواب پریشان نہین دیکھا

ای چرخ نہین کون جفا کا تری شاکی
ہاتھون سے ترے کسکو پریشان نہین دیکھا

جناب شیو دیال صاحب خادم شاگرد جناب بہوش وکیل عدالت لکھنؤ

زلفون کا اولجھنا ترا جانان نہین دیکھا
آنکھون نے کبھی خواب پریشان نہین دیکھا

کیا کیا نہ دکھایا مجھے اس وحشت دل نے
جنگل نہین دیکھا کہ بیابان نہین دیکھا

جناب منشی لطیف احمد صاحب لطیف خلف جناب امیر لکھنوی

کافر نہین دیکھا کہ مسلمان نہین دیکھا
سب دیکھے مگر آجتک انسان نہین دیکھا

ناصح تو نصیحت سے پشیمان ہوا سو بار
ناصح نے کبھی مجھکو پشیمان نہین دیکھا

جناب منشی سید نظام الدین عرف منجھو صاحب نظام لکھنوی

تربت پہ مری دیکھے پریزادون کے مجمع
جس شخص نے آنکھون سے پرستان نہین دیکھا

جناب میان ناصر خان صاحب ناصر منگلوری شاگرد جناب سید فیاض علی صاحب لکھنوی

سینے مین ہین سد حسرت و ارمان و الم ناصح
اس خانۂ دل کو کبھی ویران نہین دیکھا

ے یہ غزلین بعد مین وصول ہوئین اس سبب سے ردیف وار درج نہو سکین

جناب صاحبزادہ محمد مرتضی خان صاحب بہادر خرد ساکن رامپور شاگرد جناب جلال لکھنوی

کب پیش رخ آئینے کو حیران نہین دیکھا
کب زلف مین شانے کو پریشان نہین دیکھا

آئے نہ دم باز پسین تم سر بالین
عاشق کا نکلتے ہوئے ارمان نہین دیکھا

گو خضر نے یون خاک اوڑائی ہے ہمیشہ
ہوش اوڑتے مگر میرا بیابان نہین دیکھا

ہوتا ابھی تو میری طرح چاک گریبان
اسکو ابھی اے ناصح نادان نہین دیکھا

سو بار کیا سینے کو مشق تیر نگہ نے
کب دل کی جگہ یار کا پیکان نہین دیکھا

اے دست جنون تجکو اوڑاتے ہوئے پرزے
کب صبح قیامت کا گریبان نہین دیکھا

پس ماندہ تمناؤن پہ وہ صبح شب وصل
کہتی ہین کوئی سمجھا پر ارمان نہین دیکھا

زیر قدم ناز یہ دل تھا کہ جگر تھا
پامال ہوا کون مری جان نہین دیکھا

کیا لکھی خرد نامی مین یاس شب وعدہ
خون ہوتے ہوئے آپ نے ارمان نہین دیکھا

جناب سید سکندر علی صاحب حامد مقیم مرشدآباد

گھٹ گھٹ کے کسی گل کی محبت مین موا ہون
جز داغ جگر لاش پہ گریان نہین دیکھا

جناب محمد یوسف حسن صاحب عزیز تلمیذ جناب بیدل رہروی

دل لوٹتا ہے آنکھین ترستی ہین ہماری
مدت ہوئی ہم نے تمھین جانان نہین دیکھا

بی جہانگیر بخش صاحبہ ناز طوائف ساکنہ جل گانون ضلع خاندیس

صیاد ذرا بلبل مسکین کو رہا کر
برسون ہوئے اوسکو گلستان نہین دیکھا

نظارہ ہوا تھا تجھے حاصل بس مدت
کیون خواب سا اے دیدۂ حیران نہین دیکھا

غزلیات غیر طرح

جناب مرزا محمد آغا جان صاحب آغا رئیس سولگھڑہ شاگرد جناب مضطر اجمیری

ہماری دل کی بیتابی ہے دل مین
سہارا ٹوٹ جاتا ہے ہمین سے

ہمین نے تو سکھائین تمکو چالین
خدا کی شان چلتے ہو ہمین سے

جناب مولوی محمد ضمیر الحق صاحب ضمیر آروی تلمیذ جناب بقا غازیپوری وجناب شمشاد لکھنوی

یہ خاکِ عاشقِ ناشاد سے اُنکو کدورت تھی
کہ بہرِ فاتحہ دامن اُٹھا کر آئے مدفن پر

پس مُردن ہماری جذبِ الفت کا اثر دیکھو
پہنکر ماتمی کپڑے وہ خود آئے ہین مدفن پر

جناب عبد الغفار خان صاحب ناطق ساکن موق گم گنج

تربت پہ مری آکے وہ کس ناز سے بولے
کیون سو گئے تم تھم گیا کیا دردِ جگر آج

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

کہتے ہین بغل مین تری جب دل نہین ہوتا
تو پاس بٹھانے ہی کے قابل نہین ہوتا

کچھ آج اون آنکھون کی طرف دل نہین ہوتا
سچتا ہی مرے خون مین شامل نہین ہوتا

کیون نزع مین بھی آکے وہی ہمسے ہو کاوش
یہ شیوۂ آسانیِ مشکل نہین ہوتا

ہر مرتبہ ہوتا ہے جفا کرکے پشیمان
پھر میری وفا کا کوئی قائل نہین ہوتا

خوش آتے ہین اُس غم سے تقدیر کے اچھے
بدطالعون کو رنج بھی حاصل نہین ہوتا

کیا کھو گئی ہوش ایک جھلک تاکے غش مین آئے
ہان آنکھ جھپکتی ہے مین غافل نہین ہوتا

ای قیس اُٹھے پردۂ غفلت تو ذرا دیکھ
سوتا بھی ہے یا پردۂ محمل نہین ہوتا

بیٹھو اوسی پہلو مین بٹھاتے ہین جدھر ہم
نادان ہو تم دونون طرف دل نہین ہوتا

معلوم ہی جسطرح وہ بیٹھ آتے ہین حسرت سے
کیا حضرتِ دل مین بسِ محفل نہین ہوتا

کہتے ہین گلے ملنے لگا کیون مرا خنجر
کچھ خیر ہے مین آپ کا قاتل نہین ہوتا

مارا ہی ہمین جسنے تمھین دیکھتے رہنا
دشمن تو اُس انداز کا بسمل نہین ہوتا

مین عاشقِ بیدل ہون وہ باور نہین کرتے
فرماتے ہین پیدا کوئی بیدل نہین ہوتا

چھیڑا اون سے نکالی یہ جلال آنے نے خوب
مین خود ہی ہٹو تمسے مقابل نہین ہوتا

جناب سید محمد مہدی صاحب مہدی خلف الصدق جناب جلال لکھنوی

اچھا جو کسی کا کوئی قاتل نہین ہوتا
خود کیون وہ گلا کاٹ کے بسمل نہین ہوتا

پہلو سے اُٹھے غیر کے ہو کر کوئی بیچین
اتنا بھی کبھی اُسے طپشِ دل نہین ہوتا

رو دی بھی اگر دیکھ کے ہنستی ہے تو تقدیر
کچھ ہمکو ستا کر تمھین حاصل نہین ہوتا

جسوقت ہجوم آرزوئین کرتی ہین دل مین
کیا کہیے وہ برہمزنِ محفل نہین ہوتا

تم مجھکو پکارا کرو بدبخت ہی کہہ کر — تقدیر کی اچھو نہیں ہیں قائل نہیں ہوتا

کچھ منہ سے تو فرماؤ سلامت رہو تا حشر — مرزا جسے کہتے ہیں وہ مشکل نہیں ہوتا

کیا فائدہ تڑپا بھی اگر عاشق ناکام — جو کشتۂ حسرت ہے وہ بسمل نہیں ہوتا

دل بیٹھ کے پہلو میں وہ لیں کچھ نہ خبر ہو — ہمسا بھی کوئی بیخود و غافل نہیں ہوتا

جہدی وہ بلا خیز مراد شتِ جنون ہے — انسان جہاں سیکڑوں منزل نہیں ہوتا

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

تباہ ہوس اجڑی ہوئی منزلیں بستے ہیں — کہ جسکی جان جاتی ہے اسی کے دلمیں بستے ہیں

محبت میں مزا ہے چھیڑ کا لیکن مزے کی ہو — ہزاروں لطف ہاے شکوہ پامال میں بستے ہیں

خدا رکھے سلامت جنکو آنکو موت کب آئے — تڑپتے لوٹتے ہم کوچۂ قاتل میں بستے ہیں

ہزاروں حسرتیں وہ ہیں کہ روکے سے نہیں رکتیں — بہت ارمان ایسے ہیں کہ دل کے دلمیں بستے ہیں

یہانتک تھک گئے ہیں چلتے چلتے تیرے ہاتھوں سے — کہ اب چھپ چھپ کے ناوک سینۂ بسمل میں بستے ہیں

خدا رکھے محبت نے کیے آباد دونوں گھر — میں انکے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دلمیں بستے ہیں

جو ہوتی خوبصورت تو نہ چھپتی قیس سے لیلی — مگر ایسے ہی ایسے پردۂ محمل میں بستے ہیں

تن آسانی کہاں تقدیر میں ہم دلگرفتوں کے — خدا پر خوب روشن ہے کہ جس مشکل میں بستے ہیں

رہے پیر مغان کے پاس کیونکر شیخ مصنوعی — جو رہتے ہیں تو کامل صحبت کامل میں بستے ہیں

ہمیں دشوار جینا عار تمکو قتل کرنے سے — بڑی مشکل میں رہتے ہو بڑی مشکل میں بستے ہیں

کوئی نام و نشان پوچھے تو اے قاصد بتا دینا — تخلص داغ ہے وہ عاشقوں کے دل میں بستے ہیں

جناب قاضی غیاث الدین احمد صاحب خورشید سکندرآبادی

قوت نہ آہ کی ہے نہ طاقت فغان کی ہے — حالت بہت خراب دل ناتوان کی ہے

تو نے کیا نہ یاد نہ لی موت نے خبر — دونو طرف سے بھول تری خستہ جان کی ہے

اے یاس کیون نہ جان کے برابر تجھے رکھوں — ایک تو ہی یادگار دل مہربان کی ہے

قاصد کے ایسے پیام زبانی پہ ہے یہ رشک — کیون پاس اپنے بات بھی انکی زبان کی ہے

بدظن ہیں پاسبان سے نگہبان سے تنہا — آفت میں جان اپنے دل بدگمان کی ہے

کیا پوچھتے ہو دل پہ جو گذری فراق میں
تم سُن بھی لو پہ تاب ہمیں کب بیان کی ہے

خورشید شاعری میں فصاحت کا لطف ہے
سچ پوچھیے تو شعر میں لذت زبان کی ہے

جناب مالگرام صاحب سالک گرواری شاگرد جناب شمشاد لکھنوی

خبردار اے دلِ مضطر نہو نام وفا رسوا
نہ آنے پائے لب تک بیوفائی کا گلا ہرگز

کچھ ایسے پانوں توڑے ہیں جہانِ نامرادی نے
کبھی لب تک نہ پہونچا دل سے حرفِ مدعا ہرگز

ستم تو خود ہی کر اے حسن جتنا ہو سکے تجھ سے
حسینوں کو نہ دے للہ تکلیفِ جفا ہرگز

خیالِ غیر ساتھہ آیا ہمارے گھر وہ جب آئے
کبھی ہمکو نہ عرضِ حال کا موقع ملا ہرگز

جگہ دی جان و دل کی طرح رنج و غم کو سینے میں
نہ سمجھا ہمنے اپنے دشمنوں کو بھی برا ہرگز

نہ کیونکر ہم لگائیں دردِ دل کو اپنی چھاتی سے
مصیبت میں بھی یہ ہوتا نہیں ہم سے جدا ہرگز

خوشی میں غم جدا تھا غم میں راحت بھی الگ سے تھی
کسی نے عمر بھر سالک نہ ساتھہ اپنا دیا ہرگز

جناب محمد کاظم حسین صاحب سحاب لکھنوی

وہ دن آئے کہ وقتِ قتل نکلیں حوصلے دل کے
دہانِ زخم لیں بوسے لبِ شمشیرِ قاتل کے

مری تربت پہ برسے بیکسی کیونکر نہ مرنے پر
گڑے ہیں ساتھہ میری قبر میں ارمان ہر دل کے

سحاب اتنی جنوں کی جوش میں ہیں بیڑیاں ٹوٹیں
پڑے ہیں جنگلوں میں آجتک ٹکڑے سلاسل کے

جناب محمد قادر علی صاحب قادر شاگرد جناب منعم بکمنوری

نگاہِ شوق رہی سوئے در ہزار افسوس
یہ انتظار رہا رات بھر ہزار افسوس

دعا پہ اپنی مجھے ناز تھے ابھی کیا کیا
سو وہ بھی ہوگئی اب بے اثر ہزار افسوس

الٰہی خیر ہو پہلو سے اُٹھتے ہی اونکے
ستانے پھر لگا دردِ جگر ہزار افسوس

الٰہی خیر ہو بگڑے ہوئے وہ بیٹھے ہیں
نظر کچھ آتے ہیں آثارِ شر ہزار افسوس

وہ عشقِ غیر کی تہمت لگا کے روٹھے ہیں
بندھا خیال ہے انکا کدھر ہزار افسوس

اطلاع

پرچہ پہنچتے ہی فوراً اطلاع ہیں (تھامے ہوئے دل ہاتھوں سے حضرت کدھر جائیے) [illegible]
جتنا چاہیں اور طرح دیں [illegible] ۱۰ اپریل [illegible] تک [illegible] جائیگی

پیارے سی آپ لیے جاتے ہیں دل یاد رہے

[illegible]

ایک تندرستی ہزار نعمت !!!

بیمار و! کوڑی کے دامون آب حیات بکتا ہے۔ تعریف کی ضرورت نہین "مشک آنست کہ خود بوید نہ کہ عطار گوید"

نقرس۔ یرقان۔ بدہضمی۔ وجع مفاصل۔ یا گٹھیا۔ جگر وارہ۔ یعنے پتہ۔ گردے۔ بخار۔ خفقان۔ وہم شرخ باد۔ امراض جزری۔ یعنے جلد بدن سے متعلق فساد خون۔ ہر طرح کے ورم۔ غم باد۔ درد سر۔ قبض۔ دوران سر۔ درد سینہ و اطراف۔ ولپشت اعضا شکنی۔ بواسیر۔ و نیز ہر قسم کی صفراوی بیماریون کے حق مین ایک ایسی دوا کہ جس سے اکثر کامیابی ہوئی۔ اور بہت ہی کم خطا کرتی ہے۔ یہہ نہایت سستی گولیان بنام میٹو ملیس ہین۔ فی بکس ۸ر

گیو مکسیچر۔ ہر قسم کی تپ و لرزہ باری۔ اور روزانہ تپون کی یقینی اور سریع التاثیر دوا فی بوتل عہ

ٹانک اور می فیوج۔ کرم شکم۔ باری۔ اور روزانہ تپون۔ بدہضمی وغیرہ کا یقینی علاج بچون کے بخار و لرزہ کو پورے طور پر کھو دیتے کا الا معدہ۔ امعا۔ کمزوری۔ بدہضمی۔ درد سر وغیرہ۔ اور بواسیر کے بہت سے مریض اس مرکب سے اچھے ہو گئے ہین۔ قیمت بوتل۔ عہ

کارمٹیو بلسام بچون کا ہیضہ۔ موسم گرمی کا عارضہ۔ قولنج۔ تشنج۔ کھٹی ڈکارین۔ بیماری و کمزوری درد سر۔ سوزش دل۔ اور معدے کے تمام فتور۔ قے کھانے کے بعد جی متلانا۔ بھوک۔ بیچینی نیند نہ آنا۔ پیٹ مین قراقر۔ اور بہت سی مہلک بیماریان۔ اور لڑکون کا رات کو ڈرنا۔ اور دوسرے مہلک عوارض کے دور کرنے مین یہ دوا بیخطا ثابت ہوئی ہے۔ قیمت فی بوتل۔ عمہ

اکسپکٹور ئیٹ۔ ہر طرح کی کھانسی۔ خون تھوکنا۔ کوکر کھانسی۔ خنازیر اندرونی۔ تپ دق۔ سل مزمن۔ ورم۔ شش۔ (پھیپھڑا) چھاتی کا درد۔ ضیق النفس۔ پھیپھڑے سینہ کی ہر قسم کی بیماری علاوہ انکے اعصاب اور ہڈیون اور جوڑون کے درد اور مزمن دردون کو بھی باقی نہین رکھتا۔ فی بوتل عہ

لیمنٹ الکو منٹر ریڈ ٹمینٹ (یعنے عرق مالش) ہر طرح کی موچ۔ چوٹ۔ جراحت حلق خناق اعصاب۔ اور ہڈیون کا درد فالج۔ درد اعضا۔ جوڑون کا بھاری پڑ جانا۔ رسولیان۔ وجع مفاصل نقرس۔ اور ہر طرح کی بیماریان جو اعصاب اور جوڑون سے متعلق ہین اور مہلک ہین۔ مالش کے لیے یہ دوا بڑی سریع الاثر ہے۔ قیمت فی بوتل۔ ۸ر

الٹر ٹو۔ یہ دوا تمام جسم کو نئی زندگی بخشتی ہے اور جسم مین کسی قسم کا فتور ہو اور کسی سبب سے خواہ وہ زخمون کی قسم سے ہو یا اندرونی عوارض کے سبب سے باقی نہین رکھتی۔ اسکی تعریف تجربے سے متعلق ہے۔ قیمت فی بوتل عہ

ہیر ٹانک۔ گنج۔ بالون کا گرنا۔ چھوٹا ہونا۔ کم ہونا۔

غرضکہ جس مرد و عورت کو بڑے ملائم۔ مہین۔ خوشرنگ۔ مشک فام۔ کالے اور چمکیلے بال درکار ہون۔ ہیر ٹانک استعمال کرے قیمت فی بوتل۔ عہ

مندرجہ ذیل ایجنٹون سے یہ ادویہ مل سکتی ہین۔

بکالن کمپنی لکھنؤ۔

رے کمپنی لکھنؤ۔ امین آباد۔

فاربس کمپنی لکھنؤ۔ امین آباد۔ تھوک فروش۔ ایجنٹ کالیچرن چکرتی ۱۱۲۔ نیو مارکیٹ کلکتہ

پیام یار

نمبر ۴ بابت ماہ اپریل ۱۸۹۵ء عیسوی جلد ۳

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ
منشی محمد نثار حسین صاحب مالک گلدستہ معطر مشہر بہ پیام یار

لکھنؤ
مطبع منشی مہدی علی حسین لکھنؤ واقع گولہ گنج میں چھپا

ضروری باتین

(۱) پیام یار ہر انگریزی مہینہ کی پہلی کو شایع ہوتا ہے قیمت عام سالانہ پیشگی لاعہ ماہ صرف آٹھ آنے والیان ملک و روساسے عہ سالانہ۔

(۲) بغیر قیمت پیشگی آئے پرچہ کسی کو روانہ نہین ہوتا۔ نمونہ کے واسطے ۲ ٹکٹ بھیجنا چاہیے۔

(۳) ہر تحریر جواب طلب کے لیے ۔ ریپلائی کارڈ بھیجنا چاہیے ورنہ جواب نہ ملنے کی شکایت معاف۔

(۴) قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجنا چاہیے کیونکہ بصورت دیگر تلف ہونے کے ہم ذمہ دار نہین۔

(۵) ہر قسم کی تحریر محمد نثار حسین مختار مالک و ایڈیٹر پیام یار کے نام ہونا چاہیے۔

(۶) خریدار اور غیر خریدار کوئی ہو۔ کلام سب کا طلب اور غیر طرح منتخب شایع ہوگا غیر طرح کا کلام بشرطیکہ بہت اچھا ہو پوری غزل (خواہ کتنی شعرون) عمدہ ہو تو درج کر دی جائیگی۔ ایک شعر عمدہ ہوگا ایک درج ہوگا۔ ہان اپنی طرف سے بغیر اجازت ایک لفظ کا بھی تصرف نہ ہوگا انتخاب کمیٹی کرتی ہے۔ پوری غزل بلا انتخاب یا غیر طرح غزلیات بھی بہ اجرت دینے پر درج ہو سکتی ہین۔

(۷) ہر غزل علیحدہ علیحدہ کاغذ پر خوشخط بھیجنا چاہیے۔

(۸) اشتہارات دو ایک مرتبہ کے واسطے فی سطر ۳ صفحہ ۳ مرتبہ سے زیادہ اور عرصہ کے واسطے بذریعہ تحریر فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اجرت پیشگی آنا چاہیے۔ العبد محمد نثار حسین مختار۔ مالک کارخانہ عطر وغیرہ و مہتمم پیام یار

چوک لکھنؤ

کارخانہ عطر منشی محمد نثار حسین لکھنؤ

اس کارخانہ کی خوش معاملگی اور عمدگی مال سے ہندوستان کا اکثر روسا اور نامی تاجر واقف ہین۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین۔

فہرست موجودہ کارخانہ

عطر حنائی تولہ صہ للعہ سعہ دعا، و عہ ۱۲/ عطر موتیا عا، عطر جمیلی عا، عطر جوہی عا، عطر کیوڑہ عا، عطر سہاگ عہ ۱۲/ عطر گلاب بصرہ فی تولہ عہ عطر گلاب عا، عطر روح خس عہ عطر عا، عطر شمامۃ عا، عطر مجموعہ عا، عطر روح باڑی للعہ وعطر باڑی عہ عطر گل عہ عطر عود عا، عطر فتنہ للعہ عا، برگ حنا عا، عطر مولسری عا، عطر اگر بے عطر اگر بتی۔ سوئیب عطر ایجاد بندہ نا فی تولہ عہ روغن حنا ے دللعہ عا، فی سیر روغن بیلہ چمیلی کیوڑا فی آثار عہ عا، سفوف خضاب فی آثار عہ۔ گولیان تنباکو خوردنی فی تولہ ۔ المشتہر۔ کارندہ کارخانہ عطر منشی محمد نثار حسین

چوک لکھنؤ

دواخانہ محمد عبد الغنی دہلوی

الحمد للہ کہ اس کارخانہ زجوکہ ۱۸ء سے جاری ہے ادویہ سریع التاثیر و قوی العمل ہونے اور خوش معاملگی کے سبب ہندوستان مین حسن شہرت بہم پہونچائی و بفضل شافی مطلق ہزارہا مریض مبتلا امراض مختلف نے صحت کامل پائی۔ علاوہ ادویہ مشتہرہ کے دیگر فہرست دواخانہ مطلوب ہوتی ہے اور مرض و عفت کی شکایت ہو تو اسکی مفصل کیفیت سے مہتمم دواخانہ کو بذریعہ نامہ پیڈ مع ٹکٹ اور ۱۵ ٹکٹ برائے جواب اطلاع دیں۔

شربت نمبر ۲ - مالیخولیا خصوصاً مراقی دہول دل سوزش سینہ و معدہ و قے و ضعف باصرہ و قبض کو دافع اور ملین طبع ہے۔ ۲ تولہ ایک روپیہ

سرمہ نمبر ۴ - سبل ناخونہ سرخی دمعہ و غبار و جالا رطوبت کو دافع ہے۔ ایک ماشہ ۳

سرمہ نمبر ۵ - ضعف بصر کو دور کرتا ہے اور نظر کو قوت دیتا ہے۔ ایک ماشہ۔ ایک روپیہ

منجن نمبر ۸ - **درجہ اول** مسوڑون کے درد اور ورم کو دافع ہے۔ اور ہلتے ہوے دانتون کو مضبوط اور مستحکم کرتا ہے۔ ایک تولہ ۸

سفوف نمبر ۹ - کہانسی کو تر ہو یا خشک دافع ہو۔ ایک ماشہ ۔ ۷ خوراک

تیل نمبر ۲ - جو تکلیف خونی و بادی بواسیر اور تیر اسکے مسون کے لیے اکسیر ہے۔ ۳ ماشہ۔ دو روپیہ

جوہر نمبر ۵ - درد گردہ و ضعف گردہ و مثانہ و ریگ مثانہ و حرارت و رسوب پیشاب مین آنے اور احتباس بول کی دفع مین کیسا تاثیر ہے۔ ۶ معتاد ۔ پانچ روپیہ

قرص نمبر ۳ - ضعیف باہ کسی سبب سے ہو و مایوس العلاج کو انتہا درجہ کا مفید اور مقوی اعضاء رئیسہ و شریفہ مثل دل و دماغ و معدہ و جگر وغیرہ ۳ عدد معتاد ۔ ۔ ۔

جوہر نمبر ۳ - دفعۃً سوزاک مین نیا ہو خواہ پرانا اور انزال قرحہ مثانہ و مجاری بول کے لیے انتہا درجہ کا مفید ہے۔ ایک رتی ۔ ۶ معتاد ۔ عا

المشتہر محمد عبد الغنی مہتمم دواخانہ دہلی۔ کوچہ میر عاشق عقب جامع مسجد

مجرب! مجرب!! مجرب!!!

"ایک دفعہ آزمائیے تو سند کا تمغہ ہی لقا علی طبیبون نے جن کے استعمال سے بجا دیتے"

ادویہ مندرجہ ذیل بشرط حصول صحت ادا نقد قیمت لا سو روپیہ پرورش شفاخانہ انگریزی و یونانی زبدۃ الحکما حکیم غلام مرتضی مینیجر رسالہ حافظ صحت سے مل سکتی ہین۔

(۱) شربت دافع تاریکی چشم۔ خشکی چشم۔ درد سر۔ دوران سر دائمی قبض۔ ضعف اعضاء رئیسہ و معدہ کی کمی اشتہا جو ابتدائی عمر کے سوء استعمال یا کثرت مسکرات۔ شراب چانڈو افیون وغیرہ سے عوارض لاحق ہون۔ بوتل للعہ

(۲) روغن جوچھپن کی خرابی سے نقص صحت مین پیدا ہوتی ہین اسکی چند روزہ مالش سے دور ہو جاتے ہین۔ تولہ للعہ

(۳) کحل الجواہر مقوی بصر قطعی بینائی۔ دہند جالا۔ پھولا سبل ناخونہ۔ خارش۔ پانی جانا۔ وغیرہ دور کرے۔ ۳ ماشہ سے

(۴) حب دافع امراض جیسے سوداوی سیلان رحم وغیرہ ہی دو دستہ تولہ

(۵) حب قاطع افیون بلا تکلیف نشہ چھوٹ سکتا ہے تولہ صہ

(۶) حب ذیابیطس بار بار پیشاب کا آنا پیاس وغیرہ تولہ عہ

(۷) روغن عجائبات اکسیر بہ عمر سوء وغیرہ کو خواہ کیسا پرانا ہو جلد اچھا کرنے والی کوئی دوا نہین ۔ ۲ تولہ عا

(۸) مہیر الحسن بے رشک عطر تیل الومنین لگانے سے بال سیاہ کو سفید ہونے نہین دیتا اور دانتون کی ملنے اور تنزل سے بچائے ضعف بصارت۔ تالو کا جلنا وغیرہ امراض سرد بالون کو سفید ہے۔ پوند للعہ

(۹) حب دافع درد مفاصل۔ خنازیر۔ نسیان۔ ضیق النفس کہنہ۔ درد شقیقہ عسر البول۔ اختلاج دل۔ تپ تلی۔ لاغری۔ بچہ کا سوکھ کر مرنا وغیرہ کی طیار ہین۔

فہرست دیگر ادویہ و سالہ بلا ٹکٹ مرحمت کر نیسے مل سکتے ہین۔

مصرع طرح پیام یار

تھامے ہوے دل ہاتھون سے حضرت کدھر آئے

جناب منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی استاد نواب صاحب والی رامپور

پیکان ہی ترے تیر کا پہلو مین در آئے
ٹھنڈا ہو کلیجا یہی امید بر آئے

آ جو شب وصل کی سن پائی مرے گھر
اللہ ری ضد شام سے پہلے سحر آئے

رخصت ترے بیکس کو کرے کون دم نزع
ہچکی ہی الٰہی کوئی وقت سفر آئے

عاشق کی طرف خود نہین جاتے ہو تو نہ ہو
کچھ ناوک دلدوز ہی تسکین کر آئے

آئے وہ دم باز پسین یون مرے گھر مین
جسطرح کہین چاندنی پچھلے پہر آئے

کوٹھے سے نزاکت تو اترنے نہین دیتی
تم آنکھون سے دل مین مرے کیونکر اتر آئے

ہمسایے کے کوٹھے ہی پر آئے کبھی وہ ماہ
چاند اورون کے گھر جا نہ ہی میرے گھر آئے

دیکھا جو تجھے پاس تو سن کھا کے یہ بولی
اللہ کرے اب تری امید بر آئے

یاد آئے اگر مجھکو چمن کنج قفس مین
دامن مین لیے پھول نسیم سحر آئے

ہنس ہنس کے بہت زخم جگر چھیڑ رہے ہین
قاتل وہ لگا ہاتھ کہ دل تک اتر آئے

جل جائے اگر نخل تمنا تو مین خوش ہون
پھول آئے نہ کمبخت مین کوئی ثمر آئے

اللہ رے ستم بیخودی عشق کہ ہم سے
ہم آپ مین آئے تو کہا تم کدھر آئے

کسطرح امیر اس سے نباہے کوئی الفت
دل دینے کو ہر روز کہان سے جگر آئے

جناب احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

اس جوش محبت سے وہ کل میرے گھر آئے
دل مین تھے جو کچھ داغ تمنا ابھر آئے

اے چرخ بتا ہین یہی انصاف کی باتین
وہ آئے شب وعدہ تو وقت سحر آئے

یہ روضۂ رضوان ہے کہ ہے کوچۂ جانان
اے بیخبری تو ہی بتا ہم کدھر آئے

کسطرح نکالیگا وہ ارمان ہمارے
شرما کے جو دل مین کہے ہم کسکے گھر آئے

رفتار کو آشوب قیامت جو مین سمجھا
آنکھون کے کرشمے مجھے جادو نظر آئے

اب دیکھیے کون آتا ہے پہلے تہِ شمشیر
مقتل مین تو ہم موت سے بھی پیشتر آئے

یہ ناز تو کچھ طرزِ تجاہل سے ہے دلکش
جب آؤ تو پوچھو یہی ہم کسکے گھر آئے

چھڑکا ہی نمک آج ترش ہو کے کسی نے
زخمون کے دہن مین کہین پانی نہ بھر آئے

اس کعبے مین اے شیخ بچاؤن گا مین ہرگز
صورت بھی کسی بت کی جو ہمین نظر آئے

جب تم سے تغافل کے سوا کچھ نہین ہوتا
بتلاؤ تو پھر ہوش مین کیدن خبر آئے

ایدل نہ جدا ہو تو زخود رفتہ بنا کر
ہم کس سے یہ پوچھینگے کہان تھے کدھر آئے

محرومیِ قسمت نے نہونے دی ملاقات
احسان جو پہونچے ہم اودہر وہ ادہر آئے

جناب شیخ فیض الدین صاحب اثر شاہجہانپوری شاگرد جناب احسان

بے پردہ جو وہ مثلِ قمر بام پر آئے نہ
اللہ کی قدرت کے تماشے نظر آئے نہ

سنوانے کو بھیجا تا ہی کوچے مین کسیکے
ہنسکر یہ کسی شوخ کا کہنا کدھر آئے نہ

مرجانیے روکا ہی اس امید نے ہمکو
شاید کوئی اس شوخ کا پیغامبر آئے نہ

احباب نے تربت مین پسِ مرگ جو رکھا
ہم سمجھے سفر ختم ہوا پھر کے گھر آئے نہ

وہ رند ہون میدانِ قیامت جو ہوا گرم
زاہد تہِ سایۂ دامانِ تر آئے نہ

مشتاقِ شہادت کوئی ہم سا بھی نہو گا
مقتل مین جو آئے بھی تو سینہ سپر آئے نہ

شکوون کی کدورت ہے تو انصاف سے کہدو
بلوانے سے تم کون سے دن میرے گھر آئے نہ

بیتابیٔ توان ہونگی پوچھو نہ حقیقت
فرقت مین ہین ہوش نہ دو دو پہر آئے نہ

موسیٰ کی طرح دیکھ لین سب طور کا جلوہ
اچھا ہی سرِ بام وہ رشکِ قمر آئے نہ

وہ مضطرب الحال ہون کہتے ہین عدو بھی
اللہ کرے آہ اثر مین اثر آئے نہ

جناب سید محمد امیر علی صاحب امیر جھنجھی سب اورسیر ضلع ایٹہ

جا جا کے فلک پر وہ ستارے نظر آئے
ساتھ آہ کے سینے سے جو باہر شرر آئے

ق

جب عشق کے انداز سے واقف ہی نہین تو
بلبل ترے نالے مین کہانسے اثر آئے

عاشق اسے کہتے ہین یہ ہین عشق کے معنے
کی آہ جو مین نے تو وہ تھامے جگر آئے

دیکھا آئی ہے مدت مین شبِ وصلِ غریبان
آواز تری آج نہ مرغِ سحر آئے

جناب حافظ رحیم بخش صاحب خاکؔ شاگرد جناب بسمل خیرآبادی از گوڑہ

بیتاب ہوں جلدی سے نہیں نامہ بر آئے
دل ٹھہرے جو دلدار کی لیکر خبر آئے

جھیلی نہیں جاتی ہے شب ہجر کی آفت یا
اللہ کرے وصل کی جلدی سحر آئے

اکبار اُسے اپنے گلے سے میں لگا لوں
امید الٰہی یہ مرے دل کی بر آئے

آ پہونچے صنم خانے میں جاتے تھے حرم کو
لو حسرت دل دیکھو کدھر سے کدھر آئے

جناب ولایت علی صاحب آیہ طالب علم اسکول کاکوری

کیا عشق بُری چیز ہے اللہ بچائے
قابو میں نہیں رہتا ہے یہ دل اگر آئے

ہے چاندنی پھیلی ہوئی چھٹکے ہوئے تارے
کیا لطف ہو اس دم جو وہ رشک قمر آئے

جناب آغا امانت حسین صاحب آہت گورکھپوری

مرنے پہ کوئی کام نہ آئیگا کسی کے
نہ دوست نہ احباب نہ اپنے نہ پرائے

تنہائی میں یارب کوئی غمخوار تو مل جائے
وحشت نہیں آتا ہے تو درد جگر آئے

جناب احمد یار خان صاحب افسر گورکھپوری مقیم بلیا

کیا تاب جو اس رخ کے مقابل قمر آئے
اور آئے تو ذرے سے بھی کمتر نظر آئے

زاہد کو ہوس خلد کی اور حور کی خواہش
اپنی یہ تمنا کہ وہ رشک قمر آئے

جناب سید محمود حسین صاحب افسر ولد حکیم سید محمد حسن صاحب فدائی شاگرد جناب حسرت

وہ جاتے ہیں میخانے سے گھبرائے ہوئے شیخ
مدت میں مگر آج یہ حضرت ادھر آئے

جب لطف ہو اس نالہ کشی کا دل نالاں
ہاں ساتھ ہی ہر آہ کے منھ کو جگر آئے

بیتاب ہو کیوں آج یہ کیا حال ہے افسر
تھامے ہوئے دل ہاتھوں سے حضرت کدھر آئے

جناب منشی محمد امانت خان صاحب امانت متوطن جالون از اوجین

یادِ رخ رنگیں میں جو دل پھوٹ کے رویا
اشکوں کے عوض آنکھوں سے لخت جگر آئے

افلاک بھی چیخا کرے مانند دل زار
وہ آہ امانت میں الٰہی اثر آئے

جناب آتما سنگھ صاحب امین سیالکوٹی رفیق جناب فصیح سیالکوٹی

دلبر ہو جب بر میں مجھے کیا نظر آئے
یارب مرے دلدار کی جلدی خبر آئے

جناب محمد خداداد خان صاحب آخگر کوتوال چھاؤنی کھڑواڑہ ساکن علیگڈھ

خالی مئی گلگون سے جو ساغر نظر آئے
وہ مست ہون آنکھون مین مری خون بھر آئے

پوچھون جو اسے دیکھ کے ناصح ادہر آئے
تھامے ہوئے دل ہاتھون سے حضرت کدہر آئے

حاضر جگر و دل ہین پئے ناوک جانان
دونون یہ نشانے لگے ہین وہ جانے جدہر آئے

آخگر کی تمنا بھی الٰہی کوئی نکلے
اس سوکھی ہوئی شاخ مین بھی کچھ ثمر آئے

جناب سید عبد الحسین صاحب امین از علیگڈھ

کس ملک کو جاتے ہین مسافر یہ عدم کے
خط آئے کسی کا نہ کسی کی خبر آئے

جناب شیخ لوی محمد اسمٰعیل صاحب بیتاب متوطن ضلع شاہجہانپور شاگرد جناب ناصح

گر ناز سے وہ شوخ ستمگر ادہر آئے
وہ شور بپا ہو کہ قیامت نظر آئے

بیتاب مجھے دیکھ کے وہ کوچے مین اپنے
بولے کہو حضرت کدہر آئے کدہر آئے

جناب سید بشیر علی صاحب بشیر شاگرد جناب امیر جہجہری

کوئی سوت گیسو کی سیاہی کو نہ پہونچا
دل مین مرے مضمون تو بہت رات بھر آئے

پیری مین دیا ساتھ نہ دانتون نے زبان کا
ہوتے ہین برے وقت مین اپنے بھی پرائے

عالیجناب نواب رؤف احمد خان بہادر رؤف رئیس مدراس شاگرد جناب امیر

ساتھ اشک کے آنکھون مین جو لخت جگر آئے
ہم سمجھے کہ ہم لعل کے ٹکڑے نظر آئے

پہلو سے گیا اٹھ کے جو تو صبح شب وصل
ہم آپ مین ایسا نہ پھر عمر بھر آئے

فرقت مین قرار اس دل مضطر کو ہو یا رب
گر یار نہ آئے نہ سہی نامہ بر آئے

خود رفتگی عشق کے ہاتھون سے الٰہی
وان اپنی پہنچ ہو نہ جہان سے خبر آئے

گو تجھ پہ چڑھے چاند وہ اپنا کسی دن
گردون سے زمین پر وہ ہین عروج اتر آئے

کیا کیا نہین ملتے ہین مزے ہمکو ستم مین
اپنی شب ہجران کی نہ ہرگز سحر آئے

اسواسطے روتا ہون شب وصل مین رؤف
اس تک نہ کہین نالۂ مرغ سحر آئے

جناب منشی محمد امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی شاگرد جناب نسیم دہلوی

کیا پوچھتے ہو دہر مین کیا کام کر آئے
خالی دہن گور تھا کچھ خاک بھر آئے

وہ جلوہ گر حسن اگر بام پر آئے
پابوس کو خورشید قیامت اتر آئے

سینے سے نکالون جو خفا دل ہو ستم سے
کانٹون مین زبان شکوہ زبان پر اگر آئے

جناب محی الدین حسینخان صاحب تسنیم رئیس رامپور شاگرد جناب فصاحت لکھنوی

دل بھاگ کے ہاتھون سے وہ آجائین مرے پاس
اتنا ہی اِن آہون مین الٰہی اثر آئے

یہ عشق کے آزار سے کاہیدہ ہوا ہون
روتے ہین مجھے دیکھ کے سب اپنے پرائے

مین اپنا کفن پھاڑ کے نکلون گا لحد سے
تربت پہ مری روتے ہوے تم اگر آئے

محفل مین جو آتے ہوے تسنیم کو دیکھا
منہ پھیر کے وہ کہنے لگے تم کدھر آئے

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

آنکھون مین جگہ کی ادھر آئے ادھر آئے
دل لے کے صنم چلتے ہی پھرتے نظر آئے

کیا کام ہی کیون اپنی دعا مین اثر آئے
امید ہی وہ ہم نہین رکھتے جو بر آئے

بھیجا ہے کہین جلد مرا نامہ بر آئے
مایوس ہی پھر آنیکی امید بر آئے

حاصل نہین کچھ آپ مین آنے کا ہمارے
جب کھوئے ہوے ہین کہ کہان تھے کدھر آئے

وہ شوخ سنا ہی ہمین دیکھ کے بیتاب
پڑ جائے غضب مین جسے سحر آپ پر آئے

بوسہ یون ہین اس تیر کے پیکان کا ملجائے
ہونٹون کی تمنا ہی کہ منہ کو جگر آئے

اک بات نہ کی اُس بت مغرور نے مجھسے
یارب یہی کہتا ہوا پیغامبر آئے

کیا نکلین اب ارمان کہ آخر ہی شب وصل
ہم آپ مین بھی آئے تو وقت سحر آئے

کہتا ہی یہ دل جب سے گیا ہی کہین قاصد
کیا دو گے ہمین تم جو کچھ اچھی خبر آئے

پھونچا کسی محفل مین جو مین دل یہ پکارا
ہم تم سے بھی دو چار گھڑی پیشتر آئے

پھر دیکھون مرے جان وہ لیجاتی ہے یا تو
اللہ کرے موت ترے وقت پر آئے

ہمدم لیے جاتی ہے کہین بیخودی اب تو
دل لیجیو ہم پھر کے سلامت اگر آئے

خوش ہو گئے بٹھا کے مجھے اب سامنے تم کیا
ہنستے تھے جنھین دیکھ کے وہ زخم بھر آئے

داغ اُسکا جدا ہو گا کلیجے سے نہ ای دل
یہ درد نہین ہے کہ ادھر سے ادھر آئے

دشمن کوئی کیا ہوگا جلال اپنا وہان دوست
جس بزم مین بنجاتے ہین اپنے ہی پرائے

جناب جعفر الحسینی صاحب حریف مہتمم اخبار طلسم حیرت خلف اکبر و شاگرد جناب شریف

دل مین تہ مری آنکھون مین یون آ کے اُتر آئے
ہو کر کبھی ارمان کبھی نور نظر آئے

بن ٹھن کے مرا چاند اگر بام پر آئے
خورشید فلک گھٹ کے ستارہ نظر آئے

ای دست جنون پردہ دری سینے مین حاصل
ہو چاک گریبان تو کلیجا نظر آئے

فتنہ ہو کہ ہنگامۂ محشر کہ قیامت
سارے تری آنکھون کے کرشمے نظر آئے

قربان حریف آپ کے او وعدے کے صدقے
شب خوب تم اے ماہ لقا میرے گھر آئے

جناب محمد جعفر خان صاحب حزین لکھنوی شاگرد جناب شیدا لکھنوی

ناوک ترے سینے پہ مرے اسقدر آئے
کچھ لوٹ گئے دل مین ہے کچھ تا جگر آئے

کیا شوق جراحت ہے کہ اک اک دہن زخم
کہتا ہے کہ خنجر ادھر آئے ادھر آئے

رونا دل پرسوز کا یاد آ گیا مجھکو
جب شمع کے بہتے ہوئے آنسو نظر آئے

لذت مین کمی ہونے لگی چھیڑتا بڑھکر
ہان ناخن غم دیکھنا کچھ زخم بھر آئے

کیا خاک لحد کی مری بر آئے تمنا
جب آئے وہ دامن کو اُٹھائے ہوئے گھر آئے

یہ ہاتھ جو شمشیر کا اُٹھتا ہے کسی پر
ایسا ہو الٰہی کہ پلٹ کر ادھر آئے

چھیڑون جو حزین قصۂ درد جگر اپنا
ای اپنے تو کیا غیرون کا دل سُنکے بھر آئے

جناب سید نذر الرحمن صاحب حفیظ عظیم آبادی شاگرد جناب ازل لکھنوی

یارب یہ مری آہ مین اتنا تو اثر آئے
تھامے ہوے ہاتھون سے وہ دل و جگر آئے

ہی مجکو یقین اب کہ خجالت سے ہو پانی
رونے پہ کسی دن جو مری چشم تر آئے

کہتا ہے وہ بت نالون مین تاثیر نہین ہے
یارب ہو وہ بیچین کچھ ایسا اثر آئے

آخر کو یہ نوبت مری اس عشق مین پہونچی
روتے ہین مرے حال پہ سب اپنے پرائے

اتنا شب فرقت کی مصیبت نے رلایا
اشکون کے عوض قطرۂ خون جگر آئے

جناب حبیب الرسول صاحب حبیب شاگرد جناب بیدل مارہروی

رویا جو خیال لب رنگین مین کبھی مین
فوراً صدف چشم سے لخت جگر آئے

اسوقت تو سینے سے لپٹتے ہی بنے گی
محشر مین مقابل وہ ہمارے اگر آئے

آغاز کا کچھہ سوچ نہ انجام کی کچھہ فکر ؎ | یہ حضرت دل خوب ہین آئے جدہر آئے

جناب حیدر حسن صاحب حیدر متوطن سونی پت ضلع دہلی ؎

اس دار مکافات مین کیا رنج و الم ہے | ہنستے ہوے دو چار نہ ہاتم نظر آئے
وہ کشتۂ تیغ نگہ یاس ہون افسوس ؎ | حسرت کے کبھی لاشہ پہ مرے اشک بہر آئے

جناب صاحبزادہ محمد مرتضیٰ خانصاحب بہادر خرد ساکن راج میوستان گڑہ شاگرد جناب جلال

بیدار ہون یا خواب کا عالم ہے الٰہی | حیرت ہے شب وصل کہ وہ میرے گھر آئے
آسان ابھی ہونیکی نہین نزع کی مشکل ؎ | آنکھون مین دم اٹکا ہے کہ کوئی نظر آئے
آنکھون نے مری آپ کو جب دیکھہ لیا ہے | پہرون نہین قابو مین مرے دل جگر آئے
اوس کوچۂ گیسو مین گذر اسکا ہوا ہے | اتراتی نہ کیون آج نسیم سحر آئے
کوندی سر طور آکے خرد برق تجلی ؎ | یا رخ سے نقاب اپنے وہی بام پر آئے ؎

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی ؎

جب اسکے مقابل مرے داغ جگر آئے | خورشید قیامت کو بھی تارے نظر آئے
کچھہ رنج کا مذکور نہ اے نامہ بر آئے ؎ | ایسا نہو الزام اودہر کا ادہر آئے ؎
وہ اپنے تصور سے یہان پیشتر آئے | ارمان بھرے دل مین ابھی اتر آئے ؎
حورون سے ملالون مین کسی شوخ کی صورت | دم بھر کو اگر چرخ سے جنت اتر آئے ؎
عادت ہی ہوئی رنج کی گو مرگ عدو ہو ؎ | رونے سے ہمین کام کسی کی خبر آئے ؎
حسن آئینۂ عشق ہو عشق آئینہ حسن ؎ | مین تجھکو نظر آؤن مجھے تو نظر آئے ؎
رہ رہ کے وہ پچھتا ہین کہ کیون اسکو ستایا | تھم تھم کے مری آہ مین یارب اثر آئے
وہ کہتے ہین فرصت نہین ہمکو شب وعدہ | تم صبر کو اپنے ہی بلا لو اگر آئے ؎
اُس بت کی جو یاد آئی ہمین خلد برین مین | اُف کرکے جگر تھام لیا اشک بھر آئے
تجھسے تو ستمگر ترے ارمان ہی اچھے ؎ | تو جاکے نہ آیا کبھی یہ عمر بھر آئے ؎
فرصت جو ملی دفن سے پھر رنج کسے تھا | ہنستے ہوے ساتھہ اُنکے مری نوحہ گر آئے
ہر دل کی طلب سے ہے غم یار پریشان ؎ | جب ایک ہی مہمان ہو کس کسکے گھر آئے

برسینگی اسی بھی شب فرقت مری آنکھین
رونا بھی ابھی تک ہے کہ خون جگر آئے

اے داغ گلہ غیر سے کیا بزم مین تمکو
جب دوست کہے آپ کے دشمن کدھر آئے

جناب حکیم احمد حسین خانصاحب دانش شاہجہانپوری شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

تیرا ہی تصور مجھے آنکھون پہ آئے
جب آنکھ اٹھے حسن کا جلوہ نظر آئے

ہمسا نہین دنیا مین کوئی دید کا مشتاق
سو بار تجھے دیکھنے کو طور پہ آئے

غمخوارون سے پھر کون سی امید ہو ہمکو
جب دل کے قرین اٹھکے نہ درد جگر آئے

جوبن کا اشارہ ہی دوپٹے سے کسی کے
اسطرح چھپاؤگے اگر ہم کہ ابھر آئے

پہونچے جو غم و درد کہا دل نے تڑپ کر
یہ دونون مری جان کو بیداد گر آئے

جو لوگ محبت کے گنہگار تھے دانش
میدان قیامت مین وہی بے خطر آئے

جناب محمد عبد الرؤف خانصاحب رؤف و ذوق از اندور

ایسی تو تمنا ہی نہین ہے کہ بر آئے
فریاد مین پھر میری کہان سے اثر آئے

کیا ہو گیا یارب یہ مجھے بیٹھے بٹھائے
ان [illegible] نہین ابھی اشک بھر آئے

لوگون نے جب انکو مرے مرنے کی خبر دی
بولے ہمین کیا چاہئے کسی کی خبر آئے

جانے تھے کہان آج کدھر بھول گئے راہ
صاحب یہ نہین غیر کا گھر تم کدھر آئے

حضرت ریاض

شوخی سے جھجکتے ادھر آئے ادھر آئے
محشر مین بھی دیکھا تو نہین تم نظر آئے

احباب کے ہاتھون سے لحد مین اتر آئے
کس چین سے سوتے ہوئے ہم اپنے گھر آئے

اتنی تو تمیزی ہے کہ بہکے ہوئے ہم تھے
مجرم ہین جو واعظ کی کہین سے خبر آئے

جناب محمد حیات بخش صاحب ساز تحصیل مصطفے آباد

کوئی تو دل زار کا ارمان بر آئے
وہ شوخ نہ آئے تو اجل ہی ادھر آئے

آئینے کو ہر دم رکھین پیش نظر آپ
ایسا نہو دل آپ ہی کا آپ پر آئے

اک تم کہ تمھین یاد بھی میری نہین آتی
اک مین کہ مجھے خواب مین بھی تم نظر آئے

سنتا رہا ناصح کی مین تھامے ہوئے دلکو
اوس شوخ کا جب نام لیا اشک بھر آئے

جسنے مجھے دیکھا وہین بس تھام لیا دل | جسنے مری حالت کو سنا اشک بھر آئے

جناب نواب مہدی حسین خان صاحب رفعت شاگرد جناب جلال لکھنوی

جان آئے دمِ نزع جو وہ تخیبر آئے | حسرت ہی نکلتے ہوئے امید بر آئے نہ
یہ بھی کوئی پردہ ہے کسی پردہ نشین کا | دل مین رہے آنکھون کو نہ صورت نظر آئے
ناکام زبان کو مری رہتا ہے یہی کام | کرتا ہون دعا یہ کہ دعا مین اثر آئے
تم قبر مین رکھ کر ہمین گھر اپنے سدھارو | پہونچا دیا تم نے ہمین ہم اپنے گھر آئے
بیتابی دل کا مرے پوچھے جو کوئی حال | کہتا ہوا اُف اُف مرے منہ کو جگر آئے
وہ آئینگے رفعت نہ کبھی آئینگے تا حشر | امید نہین ہے مری امید بر آئے

جناب مولوی عظیم اللہ صاحب غمی سیدپوری شاگرد جناب ناسخ مرحوم

ہم قید سے صیاد کے چھوٹے تو چمن مین | کس شوق سے مانند نسیم سحر آئے
ساقی نے جو پیمانہ دیا غیر کو بھر کے | آنکھون مین مری رشک سے بس اشک بھر آئے
دنیا مین رہے ساتھ و لیکن پس مُردن | چھوڑ آئے ہمین قبر مین سب اپنے پرائے
ناسخ کے تلمذ سے مجھے فخر ہے اے غمی | پھر دہر مین ایسے نہ سخنور نظر آئے

جناب مولوی محمد عبد الرزاق صاحب راجی ہیڈ ماسٹر مدرسہ ہنسور

راجی یہ دعا اپنی ہے ہر روز خدا سے | ہو بر مین وہ دلبر مری امید بر آئے

جناب راجہ اجودھیا پرشاد صاحب زیبا تلمیذ جناب احسان شاہجہانپوری

ہر گام پر انداز قیامت نظر آئے | وہ فتنۂ محشر کی طرح میرے گھر آئے
کیا پوچھتے ہو گریۂ فرقت کی حقیقت | بتلا دون اگر دیدۂ تر جوش پر آئے
تقدیر لکھی پر ہے جواب آئیگا کیونکر | یہ بھی ہی بہت ہے کہ اگر نامہ بر آئے
قسمت بھی ہے برگشتہ زمانہ بھی ہے دشمن | امید نہین ہمکو جو امید بر آئے
اسواسطے ہر بار وہ تڑپاتے ہین مجکو | قابو مین نہ دل آئے نہ دردِ جگر آئے
پروا ہی نہ کی ہمنے بوقت اجل اپنے | مرنے کے تو ارمان ہمین بیشتر آئے
اسطرح کہین حالتِ دل سامنے جا کر | اتنا بھی نہ پوچھے جو کوئی تم کدھر آئے

دریا نگہ چشم حقیقت سے جو دیکھا — تھا لوٹ میں قدرت کے تماشے نظر آئے

جناب سید مصطفی حسین صاحب سعید ساکن چھولیس ضلع بلند شہر

گر سامنے تیرے وہ سراسیمہ آئے — جلوہ تجھے اللہ کا زاہد نظر آئے
مجھ خستہ تو ہی کیا ہوا اے حضرت زاہد — کیون کوچہ سفاک سے پکڑے جگر آئے

جناب خواجہ محمد باقر صاحب شیدا الکھنوی

کھل مل کے جو مجھ سے شادی نہیں لخت جگر آئے — آنکھوں مین مری دونون برابر نظر آئے
پاتا ہون مین تجھ مین رخ محبوب کا جلوہ — کیا بات ہو اے موت اگر تو نظر آئے
ہونا وک محبوب الٰہی لب معشوق — مرتا ہون کہین تا لب زخم جگر آئے
اول مین ہم اک جنس تھے ای شان خدائی — مجبور رہو ایسے کہ بندے نظر آئے
دیکھا جو چلین موج نہیں اس تیغ نظر کا — اٹھ اٹھ کے حباب آنکھون سے سینہ سپر آئے
فرماتے ہین افشان کھلے بالون پہ چھڑک کر — لو شام ہوئی دیکھنا تارے نظر آئے
جو دل کی تمنا تھی وہ پوری ہوئی شیدا — ہم مرتے وہ نعش پہ ہنستے نظر آئے

جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی شاگرد جناب تسلیم شاد

ہادی عرش برین پر روز برائے مرے نالے — ہم عالم بالا مین عجب کام کر آئے
اس رشک سے ہمنے کبھی قاصد بھی نہ بھیجا — محرم رہین ہم وہ انھین دیکھ کر آئے
کیا روح کو کرنا ہی پریشان مری جان — کیون کھولے ہوئے بال مری گور پر آئے
ای شوق وہی عشق و محبت مین ہی کامل — ہر شے مین جسے جلوہ جانان نظر آئے

جناب منشی سید کاظم حسین صاحب شیفتہ ساکن کنتور از اطراف لکھنو مقیم حیدرآباد

کل شام کا اقرار تھا وقت سحر آئے — ہی شکر اگر آج بھی تم سیر کو گھر آئے
پڑ جائے کوئی وار جو چھوٹے دشنہ مژگان — لبخت جگر کے مرے سب زخم بھر آئے
ہی سجدہ گہ خلق ہر اک نقش کف پا — یارب یہ قدم کے سر رہگذر آئے
آگے نہ بڑھا پاؤن کہ منزل ہی سبک تر — پہونچانے کو تا گور مجھے ہم سفر آئے
معلوم نہین شیفتہ کس جا ہے کہان ہے — کیونکر دل گم گشتہ کی میری خبر آئے

جناب لالہ گنپت رائے صاحب شعلہ رئیس شکوہ آباد

وہ شوخ کبھی تھامے ہوے اپنا جگر آئے
اتنا تو مری آہ مین یارب اثر آئے

خنجر سے زبان کاٹ ہی لینا مری قاتل
شکوہ بھی کبھی میری زبان پر اگر آئے

جبہ کہین دستار کہین آپ کہین تھے
میخانے مین اس شان سے زاہد نظر آئے

جناب شرار بلندشہری

شرماکے قمر بام فلک سے ہوا رخصت
اٹھلاتے ہوے وہ جو ذرا کوٹھے پر آئے

اے حسرت دل تجھسے جی ہے مری منت
تو فاتحہ پڑھتا جو مری قبر پر آئے

جناب سپہدار خانصاحب شکوہ مدرس مدرسہ فارسی شکوہ آباد

پورا نہوا ایک بھی مقصد مرا تم سے
واللہ نہ دل کے کبھی ارمان بر آئے

جناب سید شمس الہدیٰ صاحب شمس ناظر عدالت منصفی تاج پور

ابھرا ہوا سینہ جو کسی شوخ کا دیکھا
دو چھالے کلیجے مین برابر ابھر آئے

جناب مولوی محمد عبدالحق صاحب صفا رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

یارب نگہ شوق مین اتنا اثر آئے
وہ پردہ نشین پردے سے باہر نظر آئے

شکوہ یہ عبث انسے کہ کیون نہ خبر آئے
کیا جانے کہان تھے ترے جو یا کدھر آئے

پہلو سے مرے لیگئی ہے یاد کسی کی
یارب دل گم گشتہ کسی دن ادہر آئے

روزن کرے سینے مین کوئی تیر تمہارا
کچھ تو دل بیتاب کی امید بر آئے

برسون مین بھی اکبار گئے وان تو کسی نے
اتنا بھی نہ پوچھا کہ کب آئے کدھر آئے

جو آپ مین بھی آنہ سکے دو دو پہر تک
کیون اسکی عیادت کو کوئی بیخبر آئے

زد غیر کے پہلو ہی سے اٹھ جائین الٰہی
اتنا تو مرے جذبہ دل مین اثر آئے

دیکھے جو فلک سے ترے بیمار کا احوال
گھبرا کے مسیحا بھی زمین پر اوتر آئے

ہر وقت صفا سے وہ رکھتے ہین کدورت
آئینہ دل کیون نہ مکدر نظر آئے

جناب محمد صدیق خانصاحب صدیق بنارسی از بھوپال

تو خواب مین بھی منہ نہ دکھایا مجھے افسوس
آنچل سے چھپائے ہوے آئے اگر آئے

جناب مولوی محمد ضمیر الحق صاحب ضمیر آروی تلمیذ جناب بقا و جناب شمشاد

یارب مری آہو نمین کچھ ایسا اثر آ جائے | سنکر دلِ شوخِ ستم ایجاد بھر آئے
فرقت کی مصیبت نہ خدا ہمکو دکھائے | رخصت سے تری اپنی اجل پیشتر آئے
ناکامیان میری جو انھین مدِ نظر ہین | نالے مرے جا جا کے فلک سے اتر آئے
جلدی نہ کرو لاشہ اٹھانے مین عزیزو | شاید وہ مری موت کی سنکر خبر آئے

جناب منشی محمد عبد الباسط صاحب ظہیر مدراسی مقیم بھوپال

تھامو دلِ بیتاب کو تم اپنے ظہیر اب | دیکھو نہ کہین جان سکے لب پر آئے

جناب مولوی عبد العزیز صاحب عزیز لکھنوی شاگرد جناب شیدا لکھنوی

سینے کی طرف میرے جو تیر نظر آئے | بڑھ کر پئے تعظیم دل آئے جگر آئے
ان ہی مری جانب سے جو کترا کے گئے تھے | لو خواب مین بھی آج وہ ترچھے نظر آئے
زلف اپنی طرف کھینچے نگہ اپنی طرف کو | اک دل ادھر آئے ادھر آئے کدھر آئے
وہ لو نشا دن ہو کہ ترے تیر کا پیکان | قطرے کی طرح حلق سے دلمین اتر آئے
گر ہے تو یہ ہے دل کی عزیز اپنی تمنا | وہ غیرتِ یوسف کسی صورت نظر آئے

جناب منشی شیخ الٰہی بخش صاحب عاصی ساکن اودہ حال مقیم ضلع دربھنگہ

ہم دیر سے کعبے کی طرف دوڑ کر آئے | او بت تری کوشش مین کدھر سے کدھر آئے
گیسوئے سیہ مین جو چنی یار نے افشان | چھٹکے شبِ دیجور مین تارے نظر آئے
بولے گا تو سمجھین گے ابھی سو رہو بیدار | پہلے سے چھری کیون پئے مرغِ سحر آئے
ہے صبح کو آمد مرے خورشید لقا کی | جلدی شبِ فرقت کی الٰہی سحر آئے
تقدیر ہی مین بے ثمری اپنی ہے عاصی | کیا نخلِ تمنا مین بھلا پھر ثمر آئے

جناب محمد یحییٰ علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی نگینہ

تم جور کرو اف نہ کرین ہم یہ غضب ہے | ایسا کہو پتھر کا کہان سے جگر آئے
ہے پرتوِ عارض ہی حجابِ رخِ روشن | جب آنکھ نہ ٹھہرے تو کہو کیا نظر آئے
تم خود ہی سمجھتے ہو جو ہے مطلبِ عاشق | کیا پوچھتے ہو مجھ سے کہ حضرت کدھر آئے

خمخانۂ ہستی مین وہ مے نوش ہون ساقی
ساغر ہوا خالی تو مرے اشک بھر آئے

جناب منشی محمد حسن صاحب عجیب گورکھپوری

محشر مین وہ گھبرائے ہوئے کہتے ہین مجھسے
دل تھامے ہوئے حضرت کدھر آئے

وفا کے مجھے قبر مین کہتے ہین وہ ہنسکر
مدت کے یہ آوارہ وطن آج گھر آئے

جناب محمد حمید الدین حیدر صاحب عالم نقشبندی ساکن آنولہ ضلع بریلی

دونون مین سے یارب کوئی امید بر آئے
یا آئے اجل یا وہ بت فتنہ گر آئے

اپنی نہین ہمکو خبر گم شدگی مین
اچھی دل گم گشتہ کی لینے خبر آئے

جناب محمد یوسف حسین صاحب عزیز رئیس مارہرہ شاگرد جناب جلیل مانکپوری

میخانے مین زاہد جو گیا بول اٹھے رند
کیون خیر تو ہے حضرت اقدس کدھر آئے

اللہ ری مری آہ فلک سیر کی تاثیر
دل تھام کے بیٹھا تھا کہ وہ بام پر آئے

جناب عبد المجید خانصاحب عاجز شاہجہانپوری ملازم بندوبست بھوپال

قاصد نہ کبوتر نہ صبا نامہ بری کو
اسطرح سے اس شوخ کی مجھ تک خبر آئے

جناب منشی محمد ریاض علی صاحب عاشق از بھوپال

ممنون مین ہونگا بہت اے حضرت ناصح
سمجھانے سے گر آپ کے وہ میرے گھر آئے

اس کوچے مین جاتا ہون تو کہتا ہے وہ ظالم
تھامے ہوئے دل ہاتھون سے حضرت کدھر آئے

جناب محمد عبد الغنی خانصاحب غنی مرزا پوری مقیم رانچی

اے دیدۂ تر حوصلے تیرے تو بر آئے
ساتھ اشکون کے یہ دیکھ لے لخت جگر آئے

آخر اثر آہ سے گھبرا کے دم نزع
تھامے وہ جگر ہاتھون سے با چشم تر آئے

روٹھون مین شب وصل تو وہ مجکو منائین
اتنا ہی مری آہ مین یارب اثر آئے

وہ رند ہون مسجد کی طرف ہوکے جو نکلون
واعظ گئے گھبرا کے کہ حضرت کدھر آئے

اللہ رے تغافل وہ غنی دیکھ کے ہمکو
کہتے ہین کہو خیر ہے صاحب کدھر آئے

جناب غالب مدراسی

ہو ماہ منور شب تاریک ہماری
وہ غیرت مہ خواب مین بھی گر نظر آئے

سینے میں ہمارے دلِ مضطر ہی نہیں ہے
آیا کرے نالے میں اگر اب اثر آئے

نامی کا جواب اس سے نپایا تو نپایا
تسکین ہو کچھ یونہیں اگر نامہ بر آئے

لائی خبرِ یار کہ عاشق کی خبر لے
اک دل ہے کہ پہر جلیے آہی کدہر آئے

رہتی ہے نقاب اٹھہ پہر چاند سے رخ پر
وہ خواب میں بھی آکے نہ ہمکو نظر آئے

اے دل لیے جاتا ہے ادہر یہ تو بتا دے
کیا اس سے کہونگا جو وہ پوچھے کدہر آئے

تنہائیِ فرقت میں نہ آیا کوئی دل تک
کہتا ہی رہا رات کو دردِ جگر آئے

میخانے میں جا نکلے تھے اک روز بہک کر
سب پوچھتے تھے شیخ سے حضرت کدہر آئے

کاوش وہ دعا شام ہی سے مانگ رہے ہیں
جلدی سے شبِ وصل کی یارب سحر آئے

جناب شیخ کرم علی صاحب کرمؔ متوطن سونی پت

حسرت ہے مرے دل میں ترے وصل کی جانان
اب دیکھیے ارمان یہ کس روز بر آئے

دیتی ہیں گواہی یہ ترے دستِ حنائی
بیتاب کسی عاشق کا کہیں خون نظر آئے

جناب محمد عبد الرحیم صاحب گوہرؔ شاگرد جناب کیفی ساکن ویلور

ہر غنچے سے پیاسے صبا کہدے یہ جا کر
گلشن میں صراحی کو لیے دوش پر آئے

جناب مولوی ممتاز احمد صاحب ممتازؔ رفیق نواب ذو الفقار علیخان رئیس سورت

غصے میں وہ لوٹے ہوے تیغ نظر آئے
اب دیکھیں دل آئے کہ مقابل جگر آئے

پر دیکھے تو اس شوخ کے چال ہے دل کا
کیا جانے ستم کیا ہو اگر وہ نظر آئے

رونیکا مزہ یہ ہے جدائی میں کسیکی
باقی نہ ہیں اشک تو خونِ جگر آئے

رو میں مجھے پاتیں مری حسرتِ دل کو
عاجز مرے مرنے سے مرے نوحہ گر آئے

روکے سے عدو کے نرکیں وہ شبِ وعدہ
یارب کششِ دل میں ہماری اثر آئے

پھل ہمنے ترا دیکھہ لیا نخلِ تمنا
لختِ جگر اشکوں میں بجائے ثمر آئے

اس سے تو نہ آنا تھا انھیں بہر عیادت
ہمراہ رقیب آئے کبھی وہ اگر آئے

امید عبث ہے مجھے تاثیرِ دعا کی
قسمت سے جو آئے بھی تو الٹا اثر آئے

ممنون ہوں میں اپنے دمِ بازپسیں کا
وہ دیکھنے آئے کہ نہ جو عمر بھر آئے

لو اور سنو کہتے ہین ممتاز حزین سے — کچھ خیر ہے آج آپ کے دشمن کدہر آئے

جناب احمد یار خانصاحب مضطر ساکن رامپور شاگرد جناب جلال لکھنوی

ایسا تو کبھی نالہ مین اپنے اثر آئے — دل تھامون سے تھامے ہوی وہ فتنہ گر آئے

یون خاک مین ملتی ہین دکھادین ابھی آنکھین — وہ بھی تو تماشے کو سر رہگذر آئے

ہم کہتے ہین کچھ کام تصور ہی سے نکلے — وہ کہتا ہی جب یار کبھی پیش نظر آئے

مر کر جو مین اٹھا مرے تابوت کے ہمراہ — تا گور کچھ ارمان دلی نوحہ گر آئے

یہ طالع خوابیدہ کی خوبی ہے کہ شب کو — وہ خواب مین آئے بھی تو وقت سحر آئے

خود ہنسنے کو کیا تھوڑے ہین ہم دل کی تمنا — ہنسنا بھی تو جب صورت زخم جگر آئے

ای جذبۂ دل اتنی ہی تاثیر دکھادے — اغیار کے پہلو سے وہ اٹھکر ادہر آئے

لیتے ہین نکالے گئے تھے کل جو جہان سے — پھر آج اسی کوچے مین مضطر نظر آئے

جناب حکیم میر احمد علی صاحب مسیحا رئیس حیدرآباد تلمیذ جناب احسان شاہجہانپوری

طرفہ ہی تماشا ادہر آئے ادہر آئے — تم شوخیون سے بچکے چھلاوا نظر آئے

اے چرخ ستمگر یہی انصاف ہے تیرا — وہ غیر کے گھر جا ہین اجل میرے گھر آئے

مین صدمہ رقابت کا اٹھاؤن یہ نہین تاب — یارب مرے دشمن کا نہ دل دوست پر آئے

وہ آپ نہ آئین مگر احوال ہی پوچھین — یارب مری فریاد مین کچھ تو اثر آئے

مانا کہ مین جاؤن تو یہ پہلو مین بٹھا لین — اتنا تو وہ پوچھین کہ مسیحا کدہر آئے

جناب منشی نبی داد خانصاحب مشتاق وکیل عدالت دیوانی ضلع علیگڈھ

کچھ پوچھو نہ کس شوخ ستمگار پر آئے — یہ حضرت دل ہین جدہر آئے ادہر آئے

رسوائے جہان جب ہوے عشق مین تیرے — ہین دشمن جان میرے سبھی اپنے پرائے

مانوس غم و رنج رہا سد رہ مرا دل — ہو شاد نہ کیسی ہی خوشی کی خبر آئے

آئینہ وحدت ہو تماشا گہ کثرت — دیکھون جدہر اے جان مجھے تو ہی نظر آئے

کیا کھیل کوئی طفل ہے رشک اسکو بھی سمجھے — جو ساتھ لیے لاشۂ لخت جگر آئے

آمد ہے اجل کی ادہر انکا بھی ہے وعدہ — کون انمین سے دیکھین تو بھلا پیشتر آئے

جانکا جو میں بزم میں انکی تو وہ بولے
کچھ خیر ہے کیا کام ہی صاحب کدہر آئے

جناب موجود علیخان صاحب موجود ہیڈ کانسٹبل پھول پر اسٹیٹ

گذرے جو مرے گھر کی طرف وہ تو یہ بولے
جانے تجھے کہاں بھول کے رستہ کدہر آئے

بیچین مری طرح سے کیا ہوگئے تم بھی
کیا درد اٹھا دل میں جو تھامے جگر آئے

جناب منشی محمد عبد الکریم صاحب مضطر سیر گھی ہلکار دفتر دربار گمپ راولپنڈی

یارب کبھی میری بھی دعا مین اثر آئے
اک دن تو مراد دل مایوس بر آئے

کیا زیست کی ہو شکل مری جب ہو یہ صورت
خط آئے نہ وہ آئین نہ انکی خبر آئے

کام آتا نہیں کوئی برے وقت مین مضطر
دنیا مین فقط نام کو ہین اپنے پرائے

جناب کنج بہاری لال صاحب مسکین خلف لالہ لچھمین پرساد صاحب متوطن قصبہ سیدپور

ایسا مرے نالون مین الٰہی اثر آئے
تھامے ہوئے دل ہاتھون سی وہ گل اودہر آئے

تم لاکھ کہو اور بھی ہین عاشق جانباز
مقتل مین سوا میرے جو کوئی نظر آئے

سچ ہی کہ مصیبت مین نہین کوئی کسی کا
ہو جاتے ہین اسوقت مین سب اپنے پرائے

بیتاب مجھے دیکھ کے وہ نازسے بولے
تھامے ہوئے دل ہاتھونسے حضرت کدہر آئے

جناب منشی محمد امیر علی صاحب مشہور مقیم اورنگ آباد

جس شکل بندہا کاکل پیچان کا تصور
کیا کیا نہ مجھے خواب پریشان نظر آئے

جناب مولوی محمد یحیٰی صاحب منظور وکیل منصفی تاج پور

اس شعلہ رخسار کی فرقت مین جو رویا
اشکون کی جگہ آنکھون سے میری شرر آئے

جناب میر منفعت علی صاحب منفعت متوطن قصبہ سونی پت

تاثیر ہو کیونکر ترے سمجھانے کی ناصح
یہ حضرت دل ہین جدہر آئے ادہر آئے

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی از شکوہ آباد

محفل مین جو غیرون سے مخاطب اسے دیکھا
بیساختہ آنکھون مین مری اشک بھر آئے

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرتپوری ملازم سررشتہ فوجداری علیگڈہ

موسیٰ کی طرح طور پہ بھی جاؤن اگر مین
وہان بھی مجھے اس شوخ کا جلوہ نظر آئے

کیا چوٹ کوئی کھائی ہے اے حضرت زاہد
کیوں کوچۂ سفاک سے تھامے جگر آئے

ہم حسن پرستی کو بھی اب ترک کرینگے
طعنے ہمیں دیتے ہیں مجید اپنے پرائے

جناب محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز میرٹھی شاگرد جناب عشرت

خون ہو کے جگر بہ گیا دل لے لیا تمنے
اب رنج اٹھانے کو کہاں سے جگر آئے

جناب مظہر حسین صاحب مظہر ساکن سنبھل مقیم الہ آباد

شکوے نہیں محرومی قسمت کا بیاں ہے
وعدہ تو کیا شام کا وقت سحر آئے

جناب مولوی افہام اللہ صاحب مفتون لکھنوی شاگرد جناب شیدا لکھنوی

آثار نہ جب زیست کے اپنے نظر آئے
اشک آنکھو نہیں اس رشک مسیحا کے بھر آئے

خورشید و قمر ابر میں منہ اپنا چھپائیں
داغ دل روشن کی چمک گر نظر آئے

خوابیدہ ہے وہ غیرت گل صحن چمن میں
کہدو کہ دبے پاؤں نسیم سحر آئے

مل لے جو پسینا ترا اے مہر لطافت
رنگ رخ مہتاب غضب کا نکھر آئے

حضور پرنور عالیجناب نواب کلب علیخان بہادر نواب فرمانفرمای رامپور

کیا کہتے ہو تم ہمسے کہ کیوں میرے گھر آئے
دیوانوں کا کیا پوچھنا آئے جدھر آئے

دیکھو نہ مجھے پیار کی چتون سے کہ ڈر ہے
گردوں سے بلا تازہ نہ کوئی اتر آئے

خاموش ہو گو بعد مرے قتل کے لیکن
کہتی ہیں نگاہیں کہ بڑا کام کر آئے

ہو سیر کہ دل چھینے ادھر تیری نزاکت
بل کھاتی ہوئی زلف ادھر تا کمر آئے

دل وہ کہ اسے خاک دعا ہو مری مقبول
جب دل سے دعا ہو تو دعا میں اثر آئے

دے عمر دوبارہ تو ہوں قربان الٰہی
مقتل میں ہے اک غل کہ وہ بار دگر آئے

جائینگے تو وہ صبح کو اے حسرت دیدار
آنکھوں میں مری شام سے کیوں اشک بھر آئے

اب کس سے میں پوچھوں دل گم گشتہ کا احوال
قاصد تو ترے کوچے سے سب بیخبر آئے

اسوقت مجھے بھول نہ جانا فلک پیر
جب تجھ سے کسی کی کوئی امید بر آئے

دل بھی وہیں بسمل ہے جگر بھی ہیں بسمل
کوچے سے ترے دیکھیے کس کی خبر آئے

نواب خدا کے لیے آنکھوں ہی میں رکھنا
ایسا نہو باہر کوئی لخت جگر آئے

جناب مولوی محمد شفیع صاحب ناصر متوطن رامپور ضلع سہارنپور

کیا جلد گذرتی تھین شب وصل کی گھڑیان
دن ہجر کے کٹتے ہوئے مشکل نظر آئے

تنہا وہ اگر آتے تو کچھ لطف تھا ناصر
کیا آئے اگر غیر کو لے کر ادھر آئے

جناب شیخ فضل عظیم صاحب نوید لکھنوی شاگرد جناب شہید لکھنوی

اللہ ہمین فصل جنون جوش پر آئے
وہ دن ہو کہ پرزے یہ گریبان نظر آئے

میخانے کو ہم بھول کے زاہد کے گھر آئے
جانا تھا کدھر ہائے بھٹک کر کدھر آئے

انداز شب ہجر نوید اب نہین اٹھتی
جی جاؤن اگر موت مجھے تا سحر آئے

جناب منشی سید نظام الدین احمد صاحب نظام لکھنوی

بالون مین جو افشان وہ چھڑک کر ادھر آئے
سمجھا مین کہ گھر مین مرے تارے اتر آئے

جوبن کو دکھا کر یہ کہا اس نے نظام آج
نوخل تمنا مین تمہارے ثمر آئے

جناب عبد الغفار خان صاحب ناطق ساکن موقائم گنج ضلع فرخ آباد

لاشہ ترے کشتے کا اس انداز سے آیا
رونے لگے بس دیکھ کے سب اپنے پرائے

جناب محمد شفیع صاحب ناظم سب اوورسیر بھوگانون

وہ آتے ہین اللہ ٹھہر جا ابھی دم ٹھہر
کہدے کوئی ہونٹون پہ مرے جان اگر آئے

خاکسار محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار

دیتے ہین دعا وہ تری امید بر آئے
اللہ مرے آنکی دعا مین اثر آئے

محفل ہی آپ کی نگاہ سے خالی
جس دن مین نہ آؤن تو عدو کی خبر آئے

گیسو بھی ترے لوٹ ہین رخسار پہ تیرے
لینے کو بلائین ادھر آئے ادھر آئے

اللہ ری تڑپ میری کہ گھبرا کے شب غم
خود کرتی ہی فریاد کہ یارب سحر آئے

یہ آگ لگا دی تری افشان کی چمک نے
گردون پہ ستارون کو بھی تارے نظر آئے

مین دل کی طرح چیر کے پہلو سے رکھ لون
وہ وقت تو آئے کہ وہ پیکان ادھر آئے

جناب مرزا مرتضی حسین صاحب وصال شاگرد جناب جلال لکھنوی

موت آئے الہی کہ مرا نامہ بر آئے
کوئی تو شب ہجر مین امید بر آئے

اللہ ری جنت میں ترے کشتے کی توقیر
ہر حور کی خواہش ہے کہ عاشق ادھر آئے

وارفتگی دل کی یہ تاثیر نئی ہے
خود گم ہو اگر آہ میں میری اثر آئے

کہتے ہیں اسے رشک کہ ہر دم یہ دعا ہے
میری جو بلا بھی ہو نہ وہ غیر پر آئے

دونوں کا ارادہ ہے کہ راہی ہوں نکل کر
دل کو جو میں روکوں تو لبوں تک جگر آئے

جا نکلے تھے وارفتۂ عشق آج ادھر کو
بولا کوئی کس شان سے عاشق ادھر آئے

دل ہی ترے پیکان کا جدا سینے میں مشتاق
کہتا ہی کلیجا کوئی ناوک ادھر آئے نہ

لذت تو نہیں کوئے حسینان سے وصال آج
سمجھے صاف تو آ کے دتجھے کیوں چشم تر آئے

جناب میر واحد علی صاحب واحد از ملتان

یا تھیں ہستی و عدم میں جدھر آئے
جس سمت پڑی آنکھ تمھیں تم نظر آئے

کہتے ہیں کس انداز سے انجان وہ ہنس کر
تھامے ہوئے دل ہاتھ سے واحد کدھر آئے

جناب ولی محمد صاحب ولی پٹیالوی کلارک دفتر اگزامنر ریلوے سکھر

بات آئی ہی کہنے میں شکایت نہیں ہے
بھولے سے بھی صاحب نہ کبھی میرے گھر آئے

جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

تو دل کی طرف آئے کہ سوئے جگر آئے نہ
اے دردِ محبت ترا گھر ہے جدھر آئے

راہی ہوئے وقت میں جو اہل خرد ہوش
تھا جن پہ بھروسا وہی چلتے نظر آئے

ناز اپنی طرف کھینچے ادا اپنی طرف کو
پر میں اسی جانب ہوں مرا دل جدھر آئے

کہتا ہے شب ہجر مرا نالہ بر باد نہ
ہو ٹھوکریں کھاتا تو مرے ساتھ اثر آئے

اے یاس ہنر بھی محل بغض ہے کوئی
کامل کے عدو ہوتے ہیں سب اپنے پرائے

بی ظہورا صاحبہ طرار طوائف ایٹہ

ٹلنے کا نہیں کھیل یہ میدانِ محبت
آئے جو یہاں سر سے کفن باندھ کر آئے

کامل اثرِ عشق جبھی جانیے طرار
آنسو کے عوض آنکھ سے لخت جگر آئے

اطلاع

پرچہ پہونچتے ہی فوراً اسطرح میں (پیارسی آپ لیے جاتے ہیں دل یاد رہے) غزلیات بھیجنا چاہیے
اور طرح ذیل میں ۱۰ - مئی تک - ورنہ درج ہونے سے رہجائیگی - (تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے)
دوسرا قافیہ نہ سنی ردیف -

ایک تندرستی ہزار نعمت

بیمار و آکوری کے واسطے آب حیات بکتا ہے - تعریف کی ضرورت نہیں مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید - نقرس - یرقان - بدہضمی - وجع مفاصل - بائکھیا - جگر مارا - یعنے پتہ گردہ سے - بخار خفقان - دمہ - شرخ بادا - امراض جلدی یعنے جلد بدن سے متعلق فساد خون - ہر طرح کے ورم - عسم بادا - دردسر - قبض - دوران سر - درد سینہ - دافع ضرر - و لیشت اعضا شکنی - بواسیر - وغیرہ ہر قسم کی ضعف اوی بیماریون کے حق مین ایک ایسی دوا کہ جس سے اکثر کامیابی ہوئی - اور بہت ہی کم خطا کرتی ہے - یہ نہایت سستی گولیان بنام میٹو پلس ہین - فی بکس ۹

گیو مکسیچر - ہر قسم کی تپ و لرزہ باری - اور روزانہ بتون کی یقینی اور سریع التاثیر دوا - فی بوتل عہ

ٹانک اور می فیو ج - کرم شکم باری - اور روزانہ بتون - بدہضمی وغیرہ کا یقینی علاج بچون کے بخار اور لرزہ کو پورے پورے طور پر کھو دینے والا معدہ - امعا - کمزوری - بدہضمی - دردسر وغیرہ - اور بواسیر کے بہت سے لوگ اس مرکب سے اچھے ہو گئے ہین - قیمت فی بوتل عہ

کارمیٹو بلسام - بچون کا ہیضہ موسم گرمی کا عارضہ - قولنج تشنج - کھٹی ڈکارین - بیماری و کمزوری کا دردسر - سوزش دل - اور معدے کے تمام فتور - قی کھانے کے بعد جی متلانا - بھوک - بےچینی - نیند نہ آنا - پیٹ مین قراقر - اور بہت سی مہلک بیماریان - اور لڑکون کا رات کو ڈرنا اور دوسرے مہلک عوارض کے دور کرنے مین یہ دوا بیخطا ثابت ہوئی ہے - قیمت فی بوتل عمہ

اکسکٹوریٹ - ہر طرح کی کھانسی - خون تھوکنا - کوکر کھانسی - خنازیر اندرونی - تپ دق - سل مزمن - ورم - شش - پھیپھڑا) چھاتی کا درد - ضیق النفس - پھیپھڑے و سینہ کی ہر قسم کی بیماری علاوہ اوسکے اعصاب - اور ہڈیوں اور جوڑون کے درد اور مزمن دردون کو بھی باقی نہین رکھتا - فی بوتل عہ

لینمنٹ اکونٹر ریڈ مینٹ - (یعنے عرق مالش -) ہر طرح کی موچ - چوٹ - جراحت حلق - خناق - اعصاب - اور ہڈیون کا درد فالج - درد اعضا - جوڑون کا بھاری پڑ جانا - ریویان وجع مفاصل - نقرس - اور ہر طرح کی بیماریان جو اعصاب اور جوڑون سے متعلق ہین اور مہلک ہین - مالش کے لیے یہ دوا بڑی سریع الاثر ہے - قیمت فی بوتل ۹

الٹرشیو - یہ دوا تمام جسم کو نئی زندگی بخشتی ہے اور جسم مین کسی قسم کا فتور ہو اور کسی سبب سے خواہ وہ زخمون کی قسم سے ہو - یا اندرونی عوارض کے سبب سے - باقی نہین رکھتی - اسکی تعریف تجربے سے متعلق ہے - قیمت فی بوتل عہ

ہیر ٹانک - گنج - بالون کا گرنا - چھوٹا ہونا - کم ہونا -
غرضکہ جس مرد و عورت کو بڑے ملائم - مہین - خوشرنگ - مشک فام - کالے سادہ چمکیلے بال درکار ہون - ہیر ٹانک استعمال کرے - قیمت فی بوتل عمہ

مندرجہ ذیل ایجنٹون سے یہ ادویہ مل سکتی ہین -
پکالی کمپنی لکھنؤ -
... کمپنی - لکھنؤ - امین آباد
فاربس کمپنی لکھنؤ - امین آباد - تھوک فروش - ایجنٹ کا پتہ - بکس نمبر ۱۱۲ -
نیو مارکیٹ کلکتہ

PAYAM-I-YAR

پیام یار

نمبر ۵ بابت ماہ مئی ۱۸۸۵ع جلد ۳

نالۂ بلبلِ شیدا تو سنا ہنس ہنس کر

اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار

لکھنؤ چوک

مطبع منشی محمد علی حسین واقع لکھنؤ گولہ گنج میں چھپا

مصرع طرح پیام یار

یاد سے آپ لیے جاتے ہین دل یاد رہے

جناب منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی استاد حضور نواب صاحب بہادر رامپور

ابروئے یار نہ بھولے کبھی دل شاد رہے
خوب مطلع ہے یہ اللہ اسے یاد رہے

زعفران زار مین بھی گر دل ناشاد رہے
یہی گریہ یہی نالہ یہی فریاد رہے

ہون وہ مقتول مرے قتل کی ایسی ہو خوشی
رقص مین تیغ رہے وجد مین جلاد رہے

نشان ہو بعد فنا مجکو فلک سے تو یہ ہے
مین ستم کش نہ رہون یہ ستم ایجاد رہے

آنکھین مر جانے کو کہتی ہین وہ لب جینے کو
کیجیے وہ حکم رہے کیجیے یہ ارشاد رہے

آشیانے سے نہ مطلب ہے نہ گلشن سے غرض
گھر الٰہی مرے صیاد کا آباد رہے

بسملون کی نگہ یاس پڑی ہوتی ہے
اک ذرا دل کو سنبھالے ہوے جلاد رہے

یہ کہونگا یہ ابھی کہتے ہو
سامنے انکے کبھی جب حضرت دل یاد رہے

ہون وہ غمدوست کہ درد کیے جا کرتا ہون
درد کا دل نہ دکھے خاطر غم شاد رہے

حشر مین عذر گنہ کیا ہے بتا تو رکھو
کہ مبادا تمہین بھولے تو مجھے یاد رہے

مین اگر غیر کوئی ہو تو مجھے وہ بھولے
وہ اگر اور کوئی ہو تو مجھے یاد رہے

قتل بے خنجر و شمشیر جو ہو مد نظر
اک ذرا آپ کو کھینچے ہوے جلاد رہے

طول فرقت سے مزے وصل کے سب بھول گئے
نہ وہ باتین نہ وہ راتین نہ وہ دن یاد رہے

جب کیا ہمنے گلا اپنی پریشانی کا
زلف جانان نے کہا ہم بھی تو برباد رہے

لامکان مین نہ ٹھکانا نہ مکان مین وسعت
دل سے نکلے تو کہان جا کے یہ فریاد رہے

ہجر مین یار نے پوچھا نہ اجل نے ہمکو
نہ اسے یاد رہے ہم نہ اسے یاد رہے

شادی و رنج زمانے مین ہین توام اے دل
کچھ تو ہونٹون پہ ہنسی بھی دم فریاد رہے

کیا عجب بھول گئے ہم جو کلام اپنا امیر
یاد رہنے کے جو قابل ہو وہ کیا یاد رہے

جناب احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

بزم اعدا مین خیالِ دلِ ناشاد رہے
تم بھلا دیتے ہو جس بات کو وہ یاد رہے

حورِ فردوس سے ہے خواہ تری یاد رہے
ہم بغل زیرِ لحد کوئی پریزاد رہے

پوچھنے والے سے اتنا تو کہے میرا غبار
ہم وہی ہین جو رہِ عشق مین برباد رہے

غیر سے بزم مین ہنسنا کہ لپٹنا لیکن
دل مین میری بھی جگہ اے ستم ایجاد رہے

مجھ سے غافل ہے جو کوئی تو یہ کرتا ہون دعا
غیر سے ملنے کا وعدہ نہ کبھی یاد رہے

ذبح کیوقت نگاہون کی لگاوٹ دیکھون
آج تو سامنے آنکھون کے مرے جلاد رہے

غم ہی آجائے ترا دل مین خوشی کے بدلے
گھر مرا خانہ خرابی سے تو آباد رہے

بھول جاؤ مجھے اور میری محبت کو بھی تم
دل مین گھر کرنے کا انداز مگر یاد رہے

ایسی قسمت نہ زمانے مین کسی کی ہوگی
وہ تو کیا غیر بھی آمادہ بیداد رہے

کیون دکھاتے نہیں تم ہنس کے وہ انداز جفا
جسکے آگے مجھے اپنی نہ وفا یاد رہے

مجھ مین اور انمین چلی چوٹ برابر کی مدام
مین جفا دوست رہا وہ ستم ایجاد رہے

دل کے ٹکڑے ہین نہ پہلو مین نہ دامن ثابت
کیا مجھے دامنِ گلچین کی طرح یاد رہے

ایسے نادان سے کیا دل کا لگانا احسان
تیری صورت بھی نہ دو دن جسے یاد رہے

جناب حکیم محمد مظہر احسنخان صاحب تخلص احسن رامپوری شاگرد جناب اسیر لکھنوی

جورِ تازہ رہے ہمیشہ نئی بیداد رہے
یا خدا شاد وہ ترکِ ستم ایجاد رہے

فیض سے تیرے ہر اک رند کا دل شاد رہے
ساقیا حشر تلک میکدہ آباد رہے

گو کہ ہم پیشِ نظر موردِ بیداد رہے
شکر کرتے ہین یہ اچھا کہ تجھے یاد رہے

ایک ہین غیر کہ رہتے ہین وفا پر ناخوش
ایک ہم ہین کہ جفا پر بھی تری شاد رہے

ہاے کبتک مین کرون پاسِ دماغِ نازک
ضبط کی قید مین کبتک مری فریاد رہے

کب زبان پر مری بیداد کا شکوہ آیا
کون کہتا ہے کہ لب مائلِ فریاد رہے

دل مین ہر وقت رہے یاد بتون کی احسن
قاف پریون سے جو آباد ہے آباد رہے

جناب حافظ رحیم بخش صاحب اخگر شاگرد جناب تسلیم خیرآبادی

ناصحا پند کسے کرتا ہے کیا یاد رہے
ہم سلامت رہین اور میکدہ آباد رہے

خاک چھانا کئے گلیوں میں نہ ملا اسکا نشان / عمر بھر ہم تو اسیطرح سے برباد رہے

عمر دو روزہ کٹی اپنی بھی کس مشکل سے / کچھ دنون شاد رہے مدتون ناشاد رہے

سب نے انجام کل مقصود بھرے دامن میں / ایک تم عالم ایجاد مین ناشاد رہے

جناب سید محمد امیر علی صاحب امیر سب اورسیر نہر گنگ ازایٹہ

شوق دید آرزوئے عیش و تمنائے وصال / کیا کیا ارمان تجھے اے دل ناشاد رہے

پھر زمانے مین جفاکش نہ ملے گا مجھسا / ظلم باقی نہ کوئی اے ستم ایجاد رہے

چارپائی ہے سو تخت سلیمان سے امیر / میرے پہلو مین جو وہ شوخ پریزاد رہے

جناب سید عبد الحسین صاحب آمین از شہر علیگڈہ

خانۂ دل مرا جنت تو بلا سے اجڑے / دل بسے کوچۂ گیسو ترا آباد رہے

ہوش جاتے رہے کچھ کہہ نہ سکا چلتے وقت / صرف اتنا تو کہا تمکو مری یاد رہے

اپنی ہمدرد کہاں ہون خطاب اے صیاد / مین گرفتار رہون بلبل مگر آزاد رہے

جناب محمد ولایت علی صاحب آبر جالب معلم اسکول کاکوری

کوئی نتیجہ نہ کھلا دل کی تمنا دن کا / ہائے یہ پھول ہمیشہ یونہی برباد رہے

بیوفا تمکو کہونگا تو برا مانوگے / چھوڑے جاتے ہو مجھے نزع مین یہ یاد رہے

جناب منشی محمد فصاحت حسین صاحب فصاحت رئیس مونگیر

خاک مین کوچۂ سفاک کی ملتے افسوس / اس تمنا ہی مین اک عمر سے برباد رہے

جناب شیخ امداد علی صاحب امجد لکھنوی شاگرد جناب قلق از علاقہ بھوپال

صفیران چمن اڑ گئے اے وائے نصیب / ہم قفس ہی مین پھڑکتے ہوئے صیاد رہے

جناب منشی عبد الکریم صاحب احقر مدرس مدرسۂ جلگانون

کھنچ سکا نقشۂ دلدار نہ ہرگز ان سے / بھر دن حیرت مین بہت مانی و بہزاد رہے

جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

دل کو پوچھا غم دلدار بہت شاد رہے / رہنے والا مرے ویرانے کا آباد رہے

زندگی بھر مزۂ ضبط فغان یاد رہے / کوئی کھٹکی بھی تو لے دل مین جو فریاد رہے

شکوہ جورِ بتون سے نہ کرونگا لیکن
بھول جانیکا گلہ وہ بھی اگر یاد رہے

آتی ہے جو سوکھی ہوئی حلق سے کشتونکی صدا
ابروے برش خنجرِ جلاد رہے

یادگار ایک جفا کی ہے دل مین سو داغ
سو وفائین مری اور آپ نہ اوسے یاد رہے

کعبہ ہو بتکدہ ہو عرش بریں ہو دل ہو
جو مکان جلوہ گہ یار ہے آباد رہے

نامرادون کی ہوئین آج مرادین پوری
ہمکو ناشاد لقب اوسنے دیا شاد رہے

رند اللہ نے دیوانہ بنایا بت نے
جسکے بندے رہے جھگڑون سے ہم آزاد رہے

دل کھنچے آتے تھے کیا کھینچے ہے اسکی تصویر
سینہ پر ہاتھ دھرے مانی و بہزاد رہے

روح جنت مین نہ دل ہم مین نہ ہم مدفن مین
تیرے آوارہ پس مرگ بھی برباد رہے

جو خدا بھی نہ سنے آہ محبت کی طرح
چھیڑا دھر کی نہ ادھر کی مری فریاد رہے

اک پرستان ہی عاشق کا بہی دل کی آنکھ
اتنا آگرا یہ غنیمت ہے جو آباد رہے

اب کسی سے یہ کہینگے کہ ہمین رنج ہی دے
شاد ہونیکی تمنا مین تو ناشاد رہے

زندگی اسکی ہو کیونکر جو محبت مین ملال
منہ سے اُف کر نہ سکے حسرت فریاد رہے

جناب شیخ محمد رضا علی صاحب متخلص بہ سید حاتم علی صاحب شاگرد جناب آغا و متوطن فتحپور

درِ دندان ہمیشہ کے تصور سے مدام
یا الٰہی صدفِ دل مری آباد رہے

جناب منشی میران بخش صاحب جلوہ اپیل نویس سیالکوٹ

جبتلک صورتِ زیبا کو نہ دیکھے تیری
نیم بسمل سا تڑپتا ترا ناشاد رہے

جناب مولوی محمد حامد علیخان صاحب حامد شاہآبادی ایڈیٹر نورالانوار تلمیذ جناب آسی

حالِ دل کہنے کا انداز بھی کچھ یاد رہے
تا شبِ ہجر مین مشغلۂ نالہ و فریاد رہے

کچھ مزہ وصل کا پایا ہے تو کرتا ہون دعا
اور سینے پر ابھی زانوے جلاد رہے

اے دل آزار مرے صبر کو دیکھا تو نے
کچھ دنون غیر بھی اب موردِ بیداد رہے

دادخواہی کا مزہ جب ہے کہ مین دادرس
ہاتھ مین حشر کے دن دامنِ جلاد رہے

کیون اٹھائین کسی بے رحم کے ہم جور و ستم
تو ہی قابو مین اگر اے دلِ ناشاد رہے

جناب محمد امیر حسن صاحب حسن اہلمد صدر تحصیل ضلع پیلی بھیت

سہ تین خاک مین سب مل گئین ناشاد رہے
او دل آزار ہا مین تری برباد رہے

دل دیوانے کو ایذ ہے یہی مدنظر
سامنے آنکھون کے مردم وہ پریزاد رہے

جناب مرزا دیا نصاحب حبیب فرخ آبادی شاگرد جناب نادر مرحوم از سیتہ

یاد عاشق کی تجھے کیا ستم ایجاد رہے
ہان اگر یاد رہے بھی تو ستم یاد رہے

جلوہ نور خدا ہمنے بتون مین دیکھا
عمر بھر شیفتہ حسن خداداد رہے

اس ستمگر کے لیے بس یہی کافی ہے دعا
جسنے برباد کیا ہمکو وہ آباد رہے

جناب شاہزادہ محمد مرتضی خانصاحب خرد رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

دیکھنا ضبط فغان اے دل ناشاد رہے
پردہ پردہ ہی مین کھٹکر تری فریاد رہے

خانہ چشم بھی اک حور سے آباد رہے
جائے مردم کوئی آنکھون مین پریزاد رہے

تجھسے ملنے ہی کی ملجائے سزا روز جزا
کہ وہان بھی ترے ملنے کا مزا یاد رہے

دیکھ کر روز ازل ہی مین پکارا اُٹھا تھا
کن اداؤن سے لیے جاتے ہو دل یاد رہے

کچھ زیادہ ہی تپش دل ہو یہان بھی ہر شب
روز افزون جو یون ہی حسن خداداد رہے

ہائے عدم مین بھی کسی کے خم ابرو کا خیال
ہم لحد مین بھی تہ خنجر جلاد رہے

دوسرا دل بھی اگر مجکو خدا سے ملجائے
ایک مین غم ترا اور اک مین تری یاد رہے

سیکھا جاتا ہے نئے جور و ستم کی چالین
آپ اس چرخ ستمگر کے بھی اُستاد رہے

جذب الفت کے فسون پر خرد اُنکا کہنا
شیفتہ دل مین ترے مجسا پریزاد رہے

جناب خواجہ عبدالصمد خانصاحب خواجہ جاگیردار پرگنہ ماہن متوطن باپور شاہ

فاتحے کو مری تربت پہ نہ آیا وہ صنم
کیون پس مرگ مری خاک نہ برباد رہے

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

کون تسنیم کے چھینٹون سے عبث شاد رہے
تجھکو کیا یان بھی نہین میکدہ آباد رہے

یار کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے
نالہ رکتا ہوا گھٹتی ہوئی فریاد رہے

کی گھڑی چین سے تو اے ستم ایجاد رہے
تیرے سینے مین جو میرا دل ناشاد رہے

اسکے پھندے سے نچ پھنسنے دیکھیے کیونکر نکلین
جو نہ آزاد رکھے ورنہ آزاد رہے

ہون وہ ناکام تمنا جو اثر ہاتھ بھی آئے / مجھ سے دامن مین چھپائے مری فریاد رہے
اتنی شہرت نہ کبھی مجھ سے طبیعت نہ رکی / جانے والے نہ کبھی اسے دل ناشاد رہے
خلد مین بھی نہ لگا دل ترے دیوانون کا / یان رہے وان رہے ویران رہے برباد رہے
رنج وہ رنج ہی جسمین نہ بتون کو بھولین / عیش وہ عیش ہے جسمین نہ خدا یاد رہے
وعدہ حشر پہ کیا صبر ہو تم کہدو گے / ایسے ہنگامہ جانکاہ مین کیا یاد رہے
کوئی مشتاق شہادت نہ کہین مر ہو جائے / بس بہت حق مین ہر اک شخص کے جلاد رہے
دیکھ لی سیر حرم حضرت زاہد رخصت / آپ کا کعبہ مرا بتکدہ آباد رہے
یہ رہا عرش تو اے حوصلہ دل دیکھا / مین نہ کہتا تھا کہ سینے ہی مین فریاد رہے
باہم اک وعدہ فردا پہ نوشتہ ہو جائے / کہ مری سہو کی عادت ہو مجھے یاد رہے
اس دل تنگ مین کس کس کو جگہ دون یارب / غم رہے دم رہے فریاد رہے یاد رہے
تنگ آیا تو مرے منہ سے شکایت نکلی / لب پر آئی ہوئی کیونکر ستم ایجاد رہے
داغ آزاد منش وہ ہی کہ اے بندہ نواز / آپکا بندہ رہے اور پھر آزاد رہے
تمنے اے داغ محبت سے کیا ہے انکار / یہ سخن یاد رہے یاد رہے یاد رہے

جناب مولوی سید عبدالحی صاحب ذبیح متوطن قصبہ دربھنگا

تم رہو پاس تو پھر لب پہ نہ فریاد رہے / شاد اے جان ہمارا دل ناشاد رہے
زندگی اپنی اسی شغل مین گذری یارب / لب پہ ہو ذکر ترا دل مین تری یاد رہے
کہین معشوق بھی عاشق کی خبر لیتے ہین / اونکو کیا شاد رہے کوئی کہ ناشاد رہے
کب نہ گردن پہ مری خنجر بیداد چلا / عمر بھر آپ مرے واسطے جلاد رہے
کبھی جنگل مین پھرے قیس کے مانند ذبیح / کبھی کہسار مین ہم صورت فرہاد رہے

جناب نواب مہدی حسین خان صاحب رفعت لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

اے فلک تجکو ذرا یاد یہ بیداد رہے / رنج دنیا وہ ہمین جس سے کوئی شاد رہے
کیا مزا ہو جو مزارات کا ہوتے نہ نشان / نہ ہمین یاد رہے کچھ نہ تمھین یاد رہے
لیگیا ہوش و خرد صبر و توان سب و لیے / جسنے اس گھر کو اجاڑا ہی وہ آباد رہے

دل مرا عشق ترا نالے مری تیری گلی
کوئی برباد جہان مین کوئی آباد رہے

کاندھا دینا کہی میت کو نہ بھولے سے کبھی
رو دیے آج یہ تکلیف تمھین یاد رہے

اپنی مرقد پہ مین رخصت نہون کیون شام سحر
رنج ایسا کوئی ہے جس سے کوئی شاد رہے

جناب محمد اکبر خانصاحب رہبر محرر جنگی زبدابن

مورد جور ہون جو چاہے وہ کرے بیداد
ظلم باقی نہ کوئی او ستم ایجاد رہے

چین پایا نہ کبھی عشق بتان مین رہبر
نج اسم تو سدا مورد بیداد رہے

جناب بندہ علیخانصاحب زیبا لکھنوی شاگرد جناب شیدا مرحوم لکھنوی

ضبط کے ساتھ خموشی مین ہم بیداد رہے
بات کا پاس ذرا اے لب فریاد رہے

پھول گل کشتۂ شمشیر تغافل کے ہین
تمکو زحمت تو ذرا ہوگی اگر یاد رہے

نزع مین ہون نکرو وعدہ فردا جھوٹا
حشر تک آرزوئے دل بھی نہ برباد رہے

دیکھ کر مجکو مری سمت سے منہ پھیر لیا
بیرخی آج کی اے مشفق من یاد رہے

اسلیے ہی ترے کوچے مین ہوس گرنیکی
کہ مری طرح مرنجاک بھی برباد رہے

آسمان کے ستم و جور اٹھاتے نہ کبھی
ترے دھوکے مین ترے عاشق ناشاد رہے

وہ ستم کر جو کسی پر نہ کیا ہو تونے
امتیاز اپنا کچھ اے بانی بیداد رہے

شوق زیبا کو ہے ظاہر و باطن تیرا
لب پہ ہو ذکر ترا دل مین تری یاد رہے

جناب محمد عبد الحمید صاحب خستہ گدہ مکتیسری از انوپ شہر

اپنے مرقد پہ تو ہمراہ لیے غیرون کو
بعد مرنے کے بھی ہم قبر مین ناشاد رہے

اب مکرتا نہ کہین وصل کی شرطون سے خفا
پیار سے آپ لیے جاتے ہین دل یاد رہے

کس لیے روٹھتے ہو اب تیر میسری اگر
زندگی مین تو ہمارے لیے جلاد رہے

جناب سید محبوب علی صاحب سید منڈاوری قانونگو علاقہ بھوپال

دل مین اصلا نہ رکاوٹ ستم ایجاد رہے
دمبدم ظلم نیا اور نئی بیداد رہے

گلشن دہر مین کس طرح ہم آزاد رہے
کون سے دن نہ اسیر غم صیاد رہے

کہین لیجا کے نہ کیجے گا خدارا برباد
پیار سے آپ لیے جاتے ہین دل یاد رہے

جناب مولوی محمد سہدار خانصاحب شگوہ مدرس فارسی مدرسۂ شکوہ آباد

جس کسی نے کہ تجھے گھر سے کیا ہے ویران
اے خدا وہ بھی اسیطرح سے برباد رہے

جناب منشی بینی مادہو لال صاحب شوخ از گورکھپور

زندگی کا ہی مزا یار انھیں باتون مین ہے
مین تمھین یاد کرون تمکو مری یاد رہے

عالیجناب نواب صفدر علیخانصاحب بہادر صفدر دام حشمتہ

دل ہے یا نرغے میں وہ ستم ایجاد رہے
سر رہے یا نرہے خنجر جلاد رہے

مشقِ غم ہجر میں یارب دلِ ناشاد رہے
سانس لینے میں بھی کیفیت فریاد رہے

شانہ زلفوں میں جو کرنا تو سمجھ کر کرنا
دل بھی الجھا ہے کسی کا یہ ذرا یاد رہے

جب کیا قصدِ فغاں ضبط پکارا کہ خموش
دل ہی میں حوصلۂ نالہ و فریاد رہے

الفت قید تھی مرغان قفس کو ایسی
چھوٹ جانے پہ بھی گرد سرِ صیاد رہے

شبِ فرقت میں ہمیں بھول گئے سب لیکے
یار تو یار اجل کو بھی نہ ہم یاد رہے

کبھی فرقت میں بھی آنے نہ دیا رنج کو پاس
شادیِ وصل کی امید پہ ہم شاد رہے

دل وہ دل ہے کہ ہے تیغ جفا کا جو رنگ
سر وہ سر ہے جو تہِ خنجر بیداد رہے

آہ بلبل تھی کہ ہم نکہتِ گل تھے صفدر
کہ رہے جبتلک اس باغ میں برباد رہے

جناب مولوی محمد عبدالحق صاحب صفا رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

غم سے آزاد رہے وصل سے یہ شاد رہے
پیار سے آپ لیے جاتے ہیں دل یاد رہے

حسرتیں قتل نہو جائیں کہیں جلدی میں
اک ذرا ہاتھ تو روکے ہوے جلاد رہے

دیکھو پچھتاؤگے پچھتاؤگے اس سے ملکر
ہم کہے دیتے ہیں یہ حضرتِ دل یاد رہے

قتل کر دل کو مرے لیسے ستم سے قاتل
کہ تجھے بھول بھی جائے تو ستم یاد رہے

یادِ اغیار کا شکوہ جو کبھی کرتا ہوں
ہنسکے کہتے ہین کہ تم بھی تو ہمیں یاد رہے

اوس ستم پر اگر آجائے طبیعت اے شیخ
جب میں جانوں کہ تجھے پھر بھی خدا یاد رہے

مجکو مارا ہے تغافل سے بتِ خود بین نے
دیر تک عرش ہلاتی مری فریاد رہے

دیکھنا اے ضبط کہیں دم نہ نکلجائے مرا
دلِ بیتاب سے باہر مری فریاد رہے

آج دورہ ہی صفا تا بہ جنون مین اپنا ۔ حضرت قیس نہ اب حضرت فرہاد رہے

جناب مولوی سید ابو البرکات محمد فخر الدین صاحب صوفی ازاد بلگرامی

وصل کے وعدے پہ بھی زندگی اب کٹتے ہین ۔ بے وفا تجکو ترا ظلم و ستم یاد رہے

جناب منشی محمد حسن صاحب عجیب گورکھپوری

ہو نہ ایسا کہ یہ کچہ مورد بیداد رہے ۔ پیار سے آپ لیے جاتے ہین دل یاد رہے
ہم وہ ہین مست جو میخانے پہ پڑتی ہے نگاہ ۔ یہ دعا دل سے نکلتی ہے کہ آباد رہے
نیا ہمین بھی کسیطرح کا باقی ہے لگاؤ ۔ ہم پہ خفگی رہے غصہ ہی بیداد رہے
حشر مین مخمسہ دنیا کا جو پوچھا جائے ۔ یا الٰہی نہ ہمین بات کوئی یاد رہے

جناب قاضی محمد عزیز الدین صاحب عزیز ساکن پیلی بھیت

مجکو یاد رہی کہ ہم بھول گئے عہد وصال ۔ آج ہی یہ مطلب کی نہو بات تو کیا یاد رہے
بھول جانے پہ تو اتنا وہ ستاتے ہین مجھے ۔ جانے کیا ظلم ہو انکو جو مری یاد رہے
تم جو ہر بات پہ کہتے ہو کہ ہم بھول گئے ۔ طرز ظلم و ستم و جور بھلے یاد رہے
بھول جانیکی کرون کیا مین شکایت تمسے ۔ جب نہ دل ہی مین جگہہ ہو تو کہان یاد رہے

جناب محمد یحیی علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی نگینہ

لطف ہو ایک نئی روز جو بیداد رہے ۔ یارب اونکو نہ ستم آج کا کل یاد رہے
خانۂ دل کا اُجڑنا تو نہین ہے اچھا ۔ وہ رہین غم رہے کوئی رہے آباد رہے
ساقیا تشنہ مے ہین کوئی چلو دیدے ۔ خم کی ہو خیر ترا میکدہ آباد رہے
خبط ہی کیا جو پھرون دشت مین مثل مجنون ۔ میرے دم سے مرا ویرانہ ہی آباد رہے
آج فرقت مین ستا لو مجھے جتنا چاہو ۔ کل شب وصل سمجھ لونگا یہ دن یاد رہے

جناب کنور عنایت سنگہ صاحب عنایت رئیس لکھنؤ و تعلقدار بریلی

سنگین زلفون سے کسین تیر نگہ سے مارے ۔ وائے قسمت کہ شب وصل بھی بیداد رہے
میری قسمت مین لکھا ہی کہ جہان مین جاؤن ۔ یاس ہمراہ مرے صورت ہمزاد رہے
دی خبر یار کو بیتابی دل کی اسنے ۔ تا قیامت یہ سلامت مری فریاد رہے

باغ مین تم جو چلو پھولین گلون کو بلبل
قمریون کو نہ ذرا الفتِ شمشاد رہے

جناب مولوی محمد عبد الغنی خانصاحب غنی مرزا پوری مہراجگی

پیار سے آپ لیے جاتے ہین دل یاد رہے
دیکھیے پھر یہ دل شاد نہ ناشاد رہے

جناب حافظ قاضی رئیس الدین احمد صاحب فراق رئیس پیلی بھیت

ہمنے دل اپنا حسینون کا بنایا مسکن
لاکھون اس شیشے مین آ کے پریزاد رہے

یون تو کہنے کو سبھی کہتے ہین دل کسکے نہین
دل وہی ہے مرے جان جسمین تری یاد رہے

وقت رخصت کے نشانی جو طلب کی تو کہا
داغ کیا کم ہے جدائی کا یہی یاد رہے

جناب منشی حافظ محمد فضل حمید صاحب فضل وکیل دربار ریاست پگڈہ متعینہ زیدپور

اب تو وصلت کا کبھی ڈھب نہ نی سامان کرو
تا بکے رنج و الم مین دل ناشاد رہے

قصر جنت مین بھی گر یار نہو میسر پاس
یہی گریہ یہی نالہ یہی فریاد رہے

جناب حکیم محمد ابراہیم صاحب نسیم شاگرد جناب کلیم بنگلوری

تم نکلنا نہ کبھی چشمہ مین کہتا ہون یہی
پیار سے آپ لیے جاتے ہین دل یاد رہے

یا نبی مر کے بھی بھولے نہ کبھی تجکو نسیم
تا دم مرگ مرے دل مین تری یاد رہے

جناب بالکشن صاحب قمر خلف منشی رادھے لال صاحب شاگرد جناب شمس لکھنوی

واہ صیاد کہ ہم قید قفس سے دو دن
فصل گل مین نہ کبھی چین سے آزاد رہے

جناب منشی بلاس رائے صاحب قیاس رامپوری شاگرد جناب حیا

اوس پری وش کی ہے تصویر مری نظرون مین
دیکھ کر دنگ ہے جیسے مانی و بہزاد رہے

جناب محمد شاہجہانخانصاحب کاوش رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

پھونکے یار کے ساتھ آہ لگا مین دشمن
بے اثر یو ہین خدایا مری فریاد رہے

ابھی دل لے کے ابھی کہتے ہو مین کیا جانون
تمکو یہ بھول بھی اے مشفق من یاد رہے

دخل کیا ہے شب فرقت جو وہ نکلے منہ سے
گھٹ کے سینے ہی مین میرے مری فریاد رہے

جب تمھین چھوڑ گئے پھر کون ہے غمخوار اپنا
کسکا ہو کر یہ ہمارا دل ناشاد رہے

اس سے کیا کام ہے نکلین کہ نہ نکلین لیکن
دل ہمارا ترے ارمانون سے آباد رہے

زوال مین مل کے بھی آرام نہ پایا تہ چرخ ۔۔۔ ہمیشہ اس دل کی بدولت یونہین برباد رہے
جبر کرتے رہے اغیار پہ وہ آپکا وحشت ۔۔۔ زندہ جبتک رہے ہم مورد بیداد رہے

جناب محمد کاظم حسین صاحب کاظم از کانپور

ہجر مین خاک اڑایا کیے برباد رہے ۔۔۔ ایکدن وصل مین تیرے نہ کبھی شاد رہے
جھمگھٹا بادہ کشون کا ہو مبارک ساقی ۔۔۔ مستحق جام کے ہم بھی ہین ذرا یاد رہے

جناب امیر محمد خان صاحب گرامی لکھنوی از بلرام پور

پیار سے آپ لیے جاتے ہین دل یاد رہے ۔۔۔ اسکی خاطر بھی ہو ایسی کہ بہت شاد رہے
دل کا ہی قول مجھے مفت دیا ظالم کو ۔۔۔ اب مین بھولے سے نہ آؤنگا ذرا یاد رہے
دل آوارہ ہوا خانہ خرابی کا سبب ۔۔۔ زر دو ہزار دو تاکہ ہمیشہ کے لیے یاد رہے
تذکرہ حور کا نسیہ ہے گرامی سن لو ۔۔۔ طالب نقد ہین ہم لکھنو آباد رہے

جناب سید گوہر شاہ صاحب گوہر شاگرد جناب زائر کشمیری از اکولہ

کھولدے نشتر مژگان کی تصور مری فصد ۔۔۔ تیرا سودائی نہ منت کش فصاد رہے

جناب سید محمد مہدی صاحب مہدی خلف الصدق جناب جلال لکھنوی

جب نہ مین خوش نہ وہ شوخ ستم ایجاد رہے ۔۔۔ کسکے پہلو مین الٰہی دل ناشاد رہے
بے تعشق نہین ہوتا کوئی وارفتہ مزاج ۔۔۔ کچھ تعلق کہین پیدا ہو تو آزاد رہے
نزع مین موت اگر بھول گئی بھول گئی ۔۔۔ بار بار آتی ہے ہچکی کو تو ہم یاد رہے
دونون عالم سے نہ کھو دے کہین بے تاثیری ۔۔۔ نہ ادھر کی نہ ادھر کی مری فریاد رہے
ہر جگہ بھیس نیا عشق مین بدلا ہمنے ۔۔۔ کہین مجنون کہین وامق کہین فرہاد رہے
نامہ بر بھی جو بنایا تو صبا کو ہمنے ۔۔۔ خط کی تقدیر مین لکھا تھا کہ برباد رہے
رنگ لائیگی تری خانہ خرابی مہدی ۔۔۔ دل سلامت ہے تو الفت کا گھر آباد رہے

جناب حکیم میر احمد علی صاحب مسیحا رئیس حیدرآباد تلمیذ جناب احسان

پاس عشاق کرے ہر دم ستم ایجاد رہے ۔۔۔ جمع دیوانون کے مجمع مین پریزاد رہے
جائینگے صحبت واعظ مین تو کیا پائینگے ۔۔۔ ہمت رندون کے لیے میکدہ آباد رہے

جب مین جانون کہ ہی زاہد کو بھی کچھ استقلال
دیکھ کر اُس بت پہ یہ مین کو خدا یاد رہے

ہان جی ہان سچ تو ہی کیا آپ کو اس سے مطلب
کوئی ناشاد رہے یا کوئی دلشاد رہے

بخت نے ہمکو کیا دامِ تعلق مین اسیر
وہی اچھے رہے عالم مین جو آزاد رہے

خود گلا کاٹ لیا شوقِ شہادت جو بڑھا
ہم کسی طرح نہ منت کشِ جلاد رہے

حسرتِ وصل مین تڑپا کیا بسمل کی طرح
میرے ارمان مرے واسطے جلاد رہے

بیخودی اور تو سب دل سے بھلا دے لیکن
وہ جو مطلب کی ہے اک بات مجھے یاد رہے

ای مسیحا اثرِ آہ نہین ہے تو نہو
کچھ مقدر ہی مرا یار سرِ امداد رہے

جناب قاضی محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز ساکن پیلی بھیت

جسنے ناشاد کیا ہے مجھے وہ شاد رہے
گھر مرا جسنے اُجاڑا ہے وہ آباد رہے

زلف سے کہدو کہ جی سے نہ بُھلائے دلکو
باندھ لی اسکو گرہ مین جو اسے یاد رہے

مثلِ زنجیر تھی وہ زلف گلے مین تا صبح
رات بھر بند در نالہ و فریاد رہے

غیر کو قتل کیا رشک سے مجکو مارا
مہربان ہوکے بھی میرے لیے جلاد رہے

حُسن کا جال بھی پھیلا ہوا کب تک رہتا
اب نہ ہم صید رہے اور نہ وہ صیاد رہے

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی مختار عدالت شکوہ آباد

یا خدا دشتِ ستم ایسا ہی آباد رہے
صید مین اسکا رہون وہ مرا صیاد رہے

دید سے شمع کے پروانہ گلون سے بلبل
شاد ہین ہان سے ہمین ایک ہین ناشاد رہے

خوف ہی مجکو رقیبون کی دراندازی کا
پیار سے آپ لیے جاتے ہین دل یاد رہے

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید گیرشوری ملازم سررشتہ فوجداری علیگڈھ

ہمتو دنیا سے چلے وصل کی حسرت لیکر
تم سلامت رہو یہ حسن خداداد رہے

مُی گلرنگ مجھے آج پلا دے ساقی
تو سلامت رہے میخانہ بھی آباد رہے

مین نے مانا کہ جہان تجھپہ فدا ہے لیکن
مجھسا جانباز نپائیگا تجھے یاد رہے

یہ جو بندہ ہی گنہگار مجید نادان
اسپہ یا شیرِ خدا آپ کی امداد رہے

جناب گنج بہاری لال صاحب تسکین خلف لالہ لچھمن پرشاد صاحب ساکن سہسوان

اسکو ہر آفتِ دوران سے بچائے رہنا
پیار سے آپ لیے جاتے ہین دل یا درہے

ہجر مین بھی تو ملاقات ہوا کی ان سے
دور آنکھون سے ہے دل مین تو آباد رہے

گر خوشی دل سے ہوئی دور تو کیا غم اسکا
خانہ دل مین غم و درد تو آباد رہے

جناب محمد اسحاق خانصاحب مائل از برلہ ضلع علیگڈھ

پاس غیرون کے جو وہ شوخ پریزاد رہے
کیون نہ پھر رشک سے جلتا دلِ ناشاد رہے

جناب منشی نبی داد خانصاحب مشتاق وکیل ضلع علیگڈھ

پاس سوالی جانان دلِ ناشاد رہے
زیرِ لب نالہ رہے سینے مین فریاد رہے

غم خزان کا نہ خوشی دل کو بہار آنے کی
سروکی طرح ہم اس باغ مین آزاد رہے

ہائے شکوہ کرون اس وعدہ فراموش کا کیا
صبح کی بات نہ تا شام جسے یاد رہے

ہم رہین یا نرہین اے بت خورشید لقا
تو رہے اور ترا حسن خداداد رہے

جناب سعد الدین صاحب محو جلیسری شاگرد جناب داغ دہلوی

نامہ بر انسے یہ کہنا جو تجھے یاد رہے
آپ کا محو حزین کیا یونہین برباد رہے

ہوتے ہو صبح جبین کسلیے ہم جاتے ہین
پر مریحان رکھائی یہ ذرا یاد رہے

مجھپہ جو گذری گذر جائے بلا سے تیری
تو سلامت رہے آباد رہے شاد رہے

شوق سے قتل بھی کر لاش کو تشہیر بھی کر
دل مین تیرے کوئی ارمان نہ جلاد رہے

موسمِ گل مین اگر رحم کرے تو صیاد
یہ ترا عمر بھر احسان مجھے یاد رہے

جناب قاضی محمود احمد صاحب نگہت سرہنوی شاگرد جناب فیضی

ہم نہ ہاتھون سے کبھی تیرے فلک شاد رہے
وقفِ جور و ستم و موردِ بیداد رہے

اک نگہ میری طرف بھی جو وہ دیکھے ظالم
نہ ستم یاد رہے پھر نہ جفا یاد رہے

ہم رہین یا نرہین یار بلا سے تیری
تو ہمیشہ رہے یہ حسن خداداد رہے

دیکھو پامال الم اسکو نہ کرنا صاحب
پیار سے آپ لیے جاتے ہین دل یاد رہے

دیکھ نگہت نہ دلہائے کہین یار کا دل
سینہ و دل ہی مین یہ نالہ و فریاد رہے

جناب منشی سید نظام الدین احمد صاحب نظام لکھنوی

تو گر ظلم جفا دوست ستمکش لاکھون ہین
تو رہے یار سلامت تری بیداد رہے

اے صنم دیر و حرم سے ہمین کچھ کام نہین
تو رہے اور ترا حسن خداداد رہے

ناز کرتا ہوا مسجد مین جو وہ آ نکلے
دیکھین پھر حضرت واعظ جو خدا یاد رہے

جناب منشی محمد نظیر صاحب نظیر وکیل فتحپور خلف شیخ الٰہی بخش صاحب

بھول تاثیر شفاعت سے کچھ ایسی ہو نظیر
لاکھ گنتی سو گناہون کی نہ اک یاد رہے

جناب حبیب اللہ صاحب نیک انوپ شہری ضلع بلندشہر

یار سے میرے چھڑایا مجھے جسنے وہ بھی
چین دم بھر کو نہ پاوے کبھی برباد رہے

خاکسار محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار

یا الٰہی وہ سلامت رہے آباد رہے
جسکے قابو مین ہمارا دل ناشاد رہے

بھول بیٹھے ہین کسے کچھ تو انھین یاد رہے
چھیڑ کرتی ہوئی اُنسے مری فریاد رہے

بھول جائین دم محشر جو گلے ہون دل مین
نہ ہمین یاد رہے کچھ نہ تمھین یاد رہے

دل ویران مین کسی کے نہ کبھی ہم رہتے
ایسے اُجڑے ہوے گھر مین تمھین آباد رہے

نکہت گل تھے کہ ہم نشۂ مل تھے کیا تھے
رہ کے غنچے مین حسینون کے بھی برباد رہے

اس چمن مین ہے دو دن بھی نہ آزاد نثار
ہم نشیمن مین رہی تاک مین صیاد رہے

جناب شیو نرائن لال صاحب ہوش متوطن قصبہ جرول

رو کے حال دل پر درد سنایا جو انھین
ہنس کے بولے یوہین اللہ کرے ناشاد رہے

جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

درد و غم جمع رہین عشق مین ناشاد رہے
دل بیتاب مرے گھر ترا آباد رہے

مردہ وہ دل ہی جفا تیری جسے یاد رہے
قبر وہ سینہ ہے جسمین دل ناشاد رہے

نالون کو ضبط کرون یا کہون حسرت مطلب
بات کیا نکلے گلوگیر جو فریاد رہے

ایک کیا ظلم تھا سکھلانے کو کہ اک ادا آیا
یا ترا تیر رہے یا دل ناشاد رہے

تم جو کہتے ہو نہ چھوڑیگی تری بیتابی
خیر اتنا ہی سہی کچھ تو تمھین یاد رہے

ستم ایجاد تو مشہور ہو تم عالم مین
چاہیے لطف مین بھی کچھ نہ کچھ ایجاد رہے

رنج فرقت اسے ہوتا ہے جو بھولے تجھکو | خوش ہی ہر حال مین وہ جسکو تری یاد رہے

جناب محمد حسین صاحب نکہت وکیل مرادآباد

لطف آجائے دم ذبح گلے مل جائین | اک ذرا سینے پہ بیٹھا جو وہ جلاد رہے

کہتے ہین وہ ہے بیمار کو آجائے نہ غش | فصد کے وقت تجھے دھیان یہ فصاد رہے

ہین وہ دیوانہ ہون بیڑی جو پنہانے آئے | سو قدم دور مرے خوف سے حداد رہے

قید کرتا ہی تو کر باغ کی جانب کو مگر | اک جھروکا تو قفس مین مرے صیاد رہے

بسملون کی نگہ یاس کی سوگند تجھے | وہ لگا ہاتھ نہ حسرت کوئی جلاد رہے

دل لئے انکی سی کہی کان نے انکی ہی سنی | نالے ہم کیسے اکیلے دم فریاد رہے

طوق گردن مین نہ پاؤن مین کوئی بیڑی ہے | زور وحشت ترے صدقے کہ ہم آزاد رہے

جا نکلنا کسی مظلوم کی تربت پہ کبھی | دھیان اتنا تجھے او بانی بیداد رہے

زندگانی کا مزا عشق مین جب ہے نکہت | درد دل مین رہے اور لب پہ نہ فریاد رہے

جناب محمد یوسف صاحب یوسف شاگرد جناب حکیم لکھنوی

صحبت بلبل و گل سے چمن آباد رہے | سر پہ قمری کے سدا سایۂ شمشاد رہے

مرغ دل دام مین پھنسنے کا نہین ایسے کہ گر | عمر بھر لاکھ مری تاک مین صیاد رہے

اسلئے نام لیا کرتے ہین اسے بت تیرا | تا دم نزع ہمین یہ کلمہ یاد رہے

ہائے اکبار ہوا باغ کی ایسی بدلی | نہ وہ بلبل نہ وہ گلچین نہ وہ صیاد رہے

حال کیا پوچھتے ہو جوش جنون کا ہمسے | خاک جنگل مین اوڑا یا کیے برباد رہے

کیا سبکدوش کیا بار گران سے مجھکو | صد وسی سال سلامت مرا جلاد رہے

بوسہ ہم مانگتے ہین آپ خفا ہوتے ہین | دیکھیے دیکھیے یہ بات ذرا یاد رہے

ہر کوئی قید تعلق مین پھنسا ہے یوسف | اس بکھیڑے سے جو پوچھو تو ہم آزاد رہے

جناب سید محمود حسین صاحب ادیب ولد حکیم سید احمد حسن صاحب فدا شاگرد جناب حسرت [1]

تجھسے بیگانہ ہوا ساتھ چلا ہے انکے | یاد یہ بات تجھے او دل ناشاد رہے

غیر سے تمنے وفا کی تو مجھے کیا حاصل | حق مین میرے تو ہمیشہ تو ہمین جلاد رہے

[1] یہ غزلین دیر مین وصول ہوئین اس سبب سے ردیف وار درج نہو سکین

جناب منشی لالہ مٹرو لال صاحب اعجاز شاگرد جناب احسان مکنپوری

جب تلک بزم فلک تارون سے آباد رہے | جلوہ افروز ترا حسن خداداد رہے
چور ہے صدمۂ ہجران سے مرا جسم تمام | دم نشتر یہ خیال ہے مرے فصاد رہے

جناب مولوی مسیح اللہ صاحب حافظ خلف اکبر جناب احسان مکنپوری

سبز رنگون کی محبت مین ازل سے اب تک | خاک چھانا کیے اور مفت مین برباد رہے
راحت و رنج مین شادی و غمی مین حافظ | کون ایسا ہے وہ جسکو نہ خدا یاد رہے

جناب مولوی سید نذر الرحمن صاحب حفیظ عظیم آبادی

لب پہ عاشق کے اگر نالہ و فریاد رہے | چین سے تو نہ کبھی اے ستم ایجاد رہے
کون فردائے قیامت کا طلبگار بنے | دل مرا وعدۂ موہوم پہ کیا شاد رہے
بعد مرنے کے بھلا قبر پہ آنا کیسا | میری صورت بھی یقین ہے نہ تمھین یاد رہے
ہم کسی کے کبھی پابند نہو کر بیٹھے | سرو کی طرح سے اس باغ مین آزاد رہے
دل نہ دینا کبھی بھولے سے کسی کو بھی حفیظ | یہ نصیحت مری اے یار ذرا یاد رہے

جناب حکیم سید وزیر علی صاحب خرد بلگرامی شاگرد جناب منعم مکنپوری

سختیان ہجر کی سہتے رہے برباد رہے | عہد مین تیرے نہ اکدم کبھی ہم شاد رہے
کاوش ہجر سے مرا جسم ہے اب کاہیدہ | پاس اسکا تجھے اے خنجر فولاد رہے

جناب جانکی سنگھ صاحب شرق شاگرد جناب فرقت شاہجہانپوری

بر سر ظلم وہ ترک ستم ایجاد رہے | خوب ہی دل کو محبت کا مزا یاد رہے
خوب اسے نالۂ دل عرش کی زنجیر ہلا | حوصلہ کوئی نہ باقی دم فریاد رہے
آپ دکھلائین جو اپنے قد بالا کی بہار | تا قیامت نہ چمن مین کبھی شمشاد رہے
آپ آجائینگے کہنے مین جو دل کے اے شرق | چین پانے کے کبھی پھر نہین یہ یاد رہے

جناب حافظ محمد احسن صاحب شوقی نکوی بریلوی

دیکھیے اسکو فراموش نہ کر دیجیے گا | پیار سے آپ لیے جاتے ہین دل یاد رہے

جناب بہاری سنگھ صاحب ضبط شاگرد جناب فرقت شاہجہانپوری

عمر بھر دل مین خیالِ ستم ایجاد رہے
ایسے مہمان سے یارب یہ گھر آباد رہے

دفن کے بعد یہ دی خانہ خرابی نے دعا
خاک بھی نکلے تو گولا تری برباد رہے

یک قلم بھول گئے مہر و وفا کا شیوہ
ہان فقط ظلم و ستم جور و جفا یاد رہے

عرش پر اسکا گذر ہے نہ بتون کے دلمین
کشتہ یون نہ خدایا کوئی فریاد رہے

جناب محمد سعید صاحب عرشی متوطن ضلع بلند شہر شاگرد جناب داغ دہلوی

والہ و شیفتۂ عشق پہ بیزاد رہے
مورد ظلم وہی کشتۂ بیداد رہے

اور جفا کار ہی تجھپہ ظلم و ستم کی حد تھی
مونس درد یہ کب تک لب فریاد رہے

کھنچ سکی عارض روشن کی نہ تیری تصویر
ششدر آئینہ نمط مانی و بہزاد رہے

جناب منشی لالہ پورن لال صاحب ممتاز شاگرد جناب احسان لکھنوری

نجد کی سیر کبھی کی کبھی کہسارون کی
ہم کبھی قیس رہے اور کبھی فرہاد رہے

غم کا صدقہ کہ ہمین بھی ملے اک جام شراب
ساقیا میکدہ تیرا یونہین آباد رہے

ابھی اظہار محبت تو بہت کرتے ہو
جب مین جاؤن کہ مرے بعد مری یاد رہے

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید شاگرد جناب منعم لکھنوری

خوب مستون کی گذرتی ہے مزے سے واعظ
خانۂ پیر مغان ہمیشہ آباد رہے

خار کا کچھ اسے کھٹکا ہے نہ کچھ بھول سکا
سرو آزاد کے مانند جو آزاد رہے

جناب سورجبہان صاحب مضطر ساکن تھانہ بھون شاگرد جناب واجد علیشاہ

طوق قمری کے عوض سرو کی گردن مین پڑے
جس گلستان مین مرا غیرت شمشاد رہے

جناب پنڈت مصر بہاری لال صاحب وفا شاگرد جناب احسان لکھنوری

حور فردوس کی اسکو نہو مطلق پروا
جسکے آغوش مین ہر وقت پریزاد رہے

بھی ہر وقت جو جاری ہے اپنی ساقی
رند آباد رہین میکدہ آباد رہے

بی امراؤ جان صاحبہ ناز طوائف اجمیر شریف

تمھین کیا شاد رہے یا کوئی ناشاد رہے
تم سلامت رہو دشمن کا گھر آباد رہے

تم اگر یون ہی سدا مائل بیداد رہے
عشق کا نام بھی لیگا نہ کوئی یاد رہے

غیرت سے دل کے کہین بھول سجا نا سرکار ✽ وعدے کیا کیا کیے جاتے ہو ذرا یاد رہے
نازِ اس محوِ تغافل سے شکایت ہے عبث ✽ بھول جانا بھی غنیمت ہے اگر یاد رہے

غزلیات غیر طرح

جناب مولوی محمد احسان اللہ صاحب احسان شاگرد جناب بیر یار حرم

ایسی نہ کوئی بات وہان نامہ بر آئے ✽ غصے میں جو وہ آفت جان فتنہ گر آئے
تم آئے نہ اے رشک قمر جو شب وعدہ ✽ کیا کیا نہ خیالات یہان رات بھر آئے
معلوم ہون تب باتین بنانا تجھے ناصح ✽ دل تیرا بھی کمبخت کسی پر اگر آئے
داغ اپنی وہ پیشانی کا پہلے تو مٹالے ✽ تب اس رخ تابان کے مقابل قمر آئے
ساقی وہ کہان ولولہ بادہ کشی اب ✽ سو بار اگر جھوم کے ابر تر آئے
دل ہی نہ جب تو پھر امید کہان کی ✽ وہ نخل ہی باقی نہین جسمین ثمر آئے
یاد آگئی کس فتنہ محشر کی پھر احسان ✽ جو داغ کہن دل کے بھرے تھے ابھر آئے

جناب مولوی سید مسیح اللہ صاحب حافظ خلف الرشید جناب احسان مکنپوری

معلوم ہو تب آپ کو حال دل مضطر ✽ دل آپ کا بھی جب کسی بے مہر پر آئے
نادانی ہے دل ایسے کو دے بیٹھنا حافظ ✽ جسکو نہ تری یاد کبھی بھول کر آئے

جناب حکیم میر وزیر علی صاحب خرد شاگرد جناب منعم مکنپوری

اتنا تو مری آہ مین یارب اثر آئے ✽ تھامے ہوے دل ہاتھون سے وہ سیمبر آئے
پھر موت کا ہی سامنا ہو خیر آلہی ✽ پھر حضرت دل اک بت بے رحم پر آئے

جناب محمد خضر صاحب خضر برادر جناب منعم شاگرد جناب احسان مکنپوری

کل بزم مین اپنی وہ مجھے دیکھ کے بولے ✽ کچھ خیر نہین ہے جو یہ حضرت ادہر آئے
اب صدمہ فرقت تو اٹھایا نہین جاتا ✽ یارب شب ہجران کی سحر جلد تر آئے

جناب جانکی سنگھ صاحب شرق شاگرد جناب فرقت شاہجہانپوری

رونے پہ کسی دن جو مری چشم تر آئے ✽ پھر نوح کا طوفان جہانمین نظر آئے
اوس یار کی صورت بخدا پہلو مین رکھ لون ✽ نکلا ہوا ارمان جو بار دگر آئے

جناب منشی محمد عبد الباسط صاحب ظہیر کلارک ریلوے سپرنٹنڈنٹ آفس ہوشیار

امید ظہیر دل ناشاد ہے یا رب
جلوہ ترے محبوب کا اسکو نظر آئے

جناب منشی عابد حسین صاحب عابد سہسوانی شاگرد جناب امیر لکھنوی

اوروں کی سی خیر ہے کہ مری بزم نشاط
گلزار سے اوڑتی ہوئی کچھ بال و پر آئے

پوری نہوئی آرزوِ قتل مری ہائے
رحم آگیا تلوار جو وہ کھینچکر آئے

منظور نہیں شرکت اغیار شب وصل
ہم پہلے چلے جائیں تو پیچھے سحر آئے

کیا ان کی الفت میں بدنام کیا خوب سمجھ لوں
پھر کر جو کبھی عہد جوانی ادھر آئے

مر جاتے ہیں عدو آج میں بچ جاؤں الٰہی
موت اسکے یہاں جاکے وہ دلبر ادھر آئے

جاتا تھا انھیں اٹھ کے گئے پہلو سے وہ عابد
اب دل میں اٹھے درد کہ منہ کو جگر آئے

جناب محمد سعید صاحب عرشی متوطن ضلع بلند شہر شاگرد جناب داغ دہلوی

تارے سے چمکتے ہیں مری قبر کے اندر
آخر کو مرے کام یہ داغِ جگر آئے

کیا کہنا اس انداز کا قاتل کہ ترے تیر
سینے میں اتر کر مری پہلو میں در آئے

ہر فصل میں پھولے پھلے اشجار جہاں میں
اس نخل محبت میں نہ لیکن ثمر آئے

یہ غنچۂ دل ہے نہ کھلیگا کبھی ہرگز
کہدو کہ ادھر کو نہ نسیم سحر آئے

دل آہ میں عرشی ہی کسیکے یہ پریشان
جان آئے مرے تن میں اگر نامہ بر آئے

جناب پورن لال صاحب ممتاز شاگرد جناب احسان ملپنوری

بے فیض اگر چشمۂ حیوان ہے تو کیا ہے
کس کام کا وہ نخل نہ جسمیں ثمر آئے

کب چرخ ستمگر سے یہ امید ہے ممتاز
جو دل کا کوئی حشر تک ارمان بر آئے

جناب عبد المجید صاحب مجید شاگرد جناب منعم ملپنوری

ہم آتے ہیں کہتے نہیں وہ کب
جب پاس وہ آئیں تو یقین نامہ بر آئے

اسوقت میں ای ناصح جسے مزہ ہو
تیر ابھی کہیں دل کسی بت پر اگر آئے

اطلاع

رہتم سنو کوئی دوسرا نہ سنے
نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

"دلچسپ"

اس نہایت ہی عمدہ آرجنل ناول کا پہلا حصہ "فرخ اور مہدی" جو اردو مین اعلیٰ درجہ کی انگریزی پیچ کا ایک دلچسپ نمونہ دکھلاتا ہی ہندوستان کے معزز خاندانون کے لئے ایسا سوشیل میں ہے جسمین وہ اپنے گھر کی تدبیر کے حسن و قبیح کو بڑی تفصیل کے ساتھ دیکھ سکتے ہین جن خوبیون سے ساز باندھنے اور فوٹو اتارنے مین اسکو اعلے درجہ کی کامیابی ہوئی ہے۔ انگریزی لٹریچر مین ناول نگاری کا رنگ کھلانے مین یہ ناول کل اردو ناولون مین ممتاز ہے۔

اس ناول کے مصنف منشی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ہین جنکے مضامین سوقت سے پہلے اردو اخبار کو عام نگاہون مین معمول سے زیادہ دلچسپ ثابت کر رہے تھے۔ مہذب ہندوستان کے اکثر لوگ اس لائق مصنف کی نازک خیالیون اور عالی دماغیون سے لطف اٹھا چکے ہین۔ گذشتہ سال پیام یار مین "شب وصل" اور "شب غم" کی ہیڈنگ سے جو نیچرل نظم شایع ہوئی تھی وہ حضرت شرر ہی کی نازک خیالیون کے دلچسپ نمونے تھے۔
یہ ناول مختلف حصون مین تدریجاً شایع ہوگا۔ پہلا حصہ ہندوستان کے شریف خاندانون کی عام حالت کا فوٹو ہے۔

پیام یار جو اردو لٹریچر کو ہر طرح پر ترقی دینا چاہتا ہے اس ناول کو طبع کرا کے پبلک مین پیش ہی نہین کرتا ہی بلکہ نوجوانان ملک کے ہاتھہ مین ایک مہذب قصہ دیتا ہے جو انکا دل الف لیلی وغیرہ کی بہ نسبت بدرجہا زیادہ بہلا سکیگا۔ اور اسکے طبع کرانے مین پورا اہتمام کیا ہے۔ پیام یار کی کوشش سے یہ ناول چھپکر تیار ہو گیا ہی لوگون کو انتظار بالکل نہین کرنا پڑیگا۔ نفیس خوشرنگ کاغذ پر نہایت پاکیزہ خط مین یہ ناول طبع کیا گیا ہی۔ طبع کیا گیا ہی بلکہ مصنف کی جانفشانیون کی داد دی گئی ہے۔
پیام یار عموماً ملک کو اور خصوصاً اپنے معزز ناظرین کو شوق دلا کر اس دلفریب ناول کی طرف متوجہ کرتا ہی امید کہ پیام یار کی آرزو کے موافق بلکہ اس ناول کی حیثیت کے موافق اسکی قدر کیجائیگی۔ ہم اپنے معاصرین سے بھی عرض کرتے ہین کہ اس اشتہار کو دو ایک بار اپنے پرچہ مین شایع کرکے ممنون فرمائین۔
قیمت مع محصول ڈاک ۲ روپیہ۔ درخواست مع قیمت بہت جلد۔ لکھنؤ چوک مین محمد نثار حسین نگار مہتمم پیام یار کے نام آنا چاہیے ۔ المشتہر محمد نثار حسین "نثار" مہتمم پیام یار ۔

ضروری التماس

شکر ہے کہ **پیام یار** نے ترقی روز افزون کے ساتھہ آج پورے دو سال کی عمر حاصل کی۔ اسکی خداداد ترقی پر حسد ما حاسد جل بھنکر خاک ہوگئے اور بہت سسک رہے ہین۔ مگر قدردانون کی توجہ سے اسکی خوبیون کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی۔
جو عالی حوصلہ اور سخن پرست خریدار جلد اول کے پہلے ہی نمبر سے پیام یار کی عزت افزائی فرما رہے ہین انکی قیمت ختم ہوگئی امید کہ سال آئندہ کے لیے بہت جلد قیمت پیشگی سے سرفراز فرمائین جن حضرات کی قیمت آخر سال تک وصول ہوگی تو جیسا کہ پیام یار بابت دسمبر گذشتہ مین ظاہر کیا گیا تھا۔ اونسے جولائی تک بلضاعف اور اسکے بعد حسب سالانہ کے حساب سے قیمت لیجائیگی ۔

مہتمم پیام یار ۔

ایک تندرستی ہزار نعمت !!!

بیمار و! کوڑی کے داموں آب حیات بکتا ہے۔ تعریف کی ضرورت نہین۔ "مشک آنست کہ خود بوید نہ کہ عطار گوید"۔ نقرس۔ یرقان۔ بدہضمی۔ وجع مفاصل۔ یا گٹھیا۔ جگر مرارہ۔ یعنے پتہ۔ گردے۔ بخار۔ خفقان۔ وہم۔ سرخ بادا۔ امراض جزری یعنے جلد بدن سے متعلق فساد خون۔ ہر طرح کے ورم۔ غم بادا۔ درد سر۔ قبض۔ دوران سر۔ درد سینہ۔ د اطراف۔ دہشت اعضاشکنی۔ بواسیر۔ دنیز ہر قسم کی صفراوی بیماریون کے حق مین ایک ایسی دوا کہ جس سے اکثر کامیابی ہوئی۔ اور بہت ہی کم خطا کرتی ہے۔ یہ نہایت سستی گولیان۔ بنام میٹو پلس ہین۔ فی بکس

گیو مکسیچر۔ ہر قسم کی تپ ولرزہ باری۔ اور روزانہ تپون کی یقینی اور سریع التاثیر دوا فی بوتل عہ

ٹانک اور می فیوج۔ کرم شکم باری۔ اور روزانہ تپون۔ بدہضمی۔ وغیرہ کا یقینی علاج بچون کے تپ اور لرزہ کو پورے طور پر کھو دینے والا معدہ۔ امعا۔ کمزوری۔ بدہضمی۔ درد سر وغیرہ اور بواسیر کے بہت سے مریض اس مرکب سے اچھے ہوگئے ہین۔ قیمت فی بوتل عہ

کار میٹو بلسام۔ بچون کا ہیضہ۔ موسم گرمی کا عارضہ۔ قولنج۔ تشنج۔ کھٹی ڈکارین۔ بیماری و کمزوری کا درد سر۔ سوزش دل۔ اور معدے کے تمام فتور۔ قی۔ کھانے کے بعد جی متلانا۔ بھوک۔ بےچینی۔ نیند نہ آنا۔ پیٹ مین قراقر۔ اور بہت سی مہلک بیماریان۔ اور لڑکون کا رات کو ڈرنا۔ اور دوسرے مہلک عوارض کے دور کرنے مین یہ دوا بحیطا ثابت ہوئی ہے۔ قیمت فی بوتل عہ

اکسپکٹو رینٹ۔ ہر طرح کی کھانسی۔ خون تھوکنا۔ کوکر کھانسی۔ خنازیر اندرونی۔ تپ دق۔ سل مزمن۔ ورم ششن۔ (پھیپھڑا) چھاتی کا درد ضیق النفس پھیپھڑے و سینہ کی ہر قسم کی بیماری۔ علاوہ انکے اعصاب۔ اور ہڈیون اور جوڑون کے درد اور مزمن دردون کو بھی باقی نہین رکھتا۔ فی بوتل عہ

لیمنٹ اکونٹر ریڈ نیٹ۔ (یعنے عرق مالش) ہر طرح کی موچ۔ چوٹ۔ جراحت حلق۔ خناق۔ اعصاب۔ اور ہڈیون کا درد فالج۔ درد اعضا۔ جوڑون کا بھاری پڑجانا۔ رسولیان۔ وجع مفاصل۔ نقرس۔ اور ہر طرح کی بیماریان جو اعصاب اور جوڑون سے متعلق ہین۔ اور مہلک ہین۔ مالش کے لیے یہ دوا بڑی سریع الاثر ہے۔ قیمت فی بوتل عہ

الٹریٹیو۔ یہ دوا تمام جسم کو نئی زندگی بخشتی ہے۔ اور جسم مین کسی قسم کا فتور ہو اور کسی سبب سے خواہ وہ زخمون کی قسم سے ہو۔ یا اندرونی عوارض کے سبب سے۔ باقی نہین رہتی۔ اسکی تعریف تجربے سے متعلق ہے۔ قیمت فی بوتل عہ

ہیر ٹانک۔ گنج بالون کا گرنا۔ چھوٹا ہونا۔ کم ہونا۔ غرضکہ جس مرد و عورت کو بڑے ملائم۔ مہین۔ خوش رنگ۔ مشک فام۔ کالے اور چمکیلے بال درکار ہون۔ ہیر ٹانک استعمال کرے۔ قیمت فی بوتل عہ

مندرجہ ذیل ایجنٹون سے یہ ادویہ مل سکتی ہین۔

پکالن کمپنی لکھنؤ۔

رے کمپنی لکھنو امین آباد

فارلبس کمپنی لکھنؤ۔ امین آباد۔ تھوک فروش۔ ایجنٹ کا بچرن چکرتی ۱۱۲

نیو مارکیٹ کلکتہ ۔

پیام یار

جلد ۳ بابت ماہ جون ۱۸۸۵ء

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار

لکھنؤ چوک

مطبع منشی محمد علی حسین واقع لکھنؤ گولہ گنج میں طبع ہوا

ضروری باتین

(۱) پیام یار ہر انگریزی مہینہ کی یکم کو شایع ہوتا ہی قیمت عام سے
یکروپیہ سالانہ مع محصول ڈاک والیان ملک و رؤسا سے صہ سالانہ-
(۲-) بغیر قیمت پیشگی آئے ہرگز کسی کو روانہ نہین ہوتا- نمونے
کے واسطے ۲- بھیجنا چاہیے-
(۳) ہر تحریر جواب طلب کے لیے۔ ریپلائی کارڈ بھیجنا چاہیے
ورنہ بیرنگ کی شکایت معاف-
(۴) قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجنا چاہیے کیونکہ بصورت دیگر
تلف ہونے پر ہم ذمہ دار نہین-
(۵) ہر قسم کی تحریر محمد نثار حسین نثار " پروپرائٹر پیام یار
کے نام ہونا چاہیے-
(۶) خریدار اور غیر خریدار کوئی ہو- کلام سب کا طرح
اور غیر طرح منتخب شایع ہوگا- غیر طرح کا کلام
بشرط گنجایش اگر پوری غزل (خواہ کتنے ہی شعر ہون)
عمدہ ہوگی درج کر دیجائیگی- ایک شعر عمدہ ہوگا ایک
درج ہوگا- ہان اپنی طرف سے بغیر اجازت ایک لفظ کا بھی تصرف
نہوگا انتخاب کمیٹی کرتی ہے- پوری غزل بلا انتخاب یا
غیر طرح غزلیات فی شعر ۲ اجرت دینے پر درج ہوسکتے ہین-
(۷) ہر غزل علحدہ علحدہ کاغذ پر خوشخط لکھنا چاہیے
(۸) اشتہارات دوا یکمرتبہ کے واسطے فی سطر ۲ کے حساب
سے درج ہونگے- اور عرصے کیواسطے بذریعہ تحریر فیصلہ
ہوسکتا ہے- اجرت پیشگی لیجائیگی ؎
العبد- محمد نثار حسین "نثار" مالک کارخانہ عطر وغیرہ
و مہتمم پیام یار- چوک لکھنؤ ؎

کارخانہ عطر منشی محمد نثار حسین لکھنؤ ؎

اس پکر کارخانہ کی خوش معاملگی اور عمدگی مال سے ہندوستان
کے اکثر رؤسا اور نامی تاجر واقف ہین- زیادہ لکھنے کی
ضرورت نہین-

فہرست موجودہ کارخانہ

عطر حنا فی تولہ سہ ۱ ہے ۱ عہ ۱ عہ ۱۲ عطر موتیا عہ ۱ عہ
عطر چمیلی سے ۱ عہ عطر جوہی- عہ ۱ عطر کیوڑہ عہ ۱ عہ
عطر سہاگ ۱۲ عطر گلاب بصرہ فی تولہ عہ عطر گلاب عہ
عہ عطر روح حسن ہے عطر خس عہ ۱ عطر شہنانہ عہ عہ
عطر مجموعہ عہ عطر روح بادشاہی عہ- عطر گل عہ عطر عروس
عہ عطر فتنہ ؎ عہ برگ حنا- عہ عطر مولسری- عہ
عطر اگرہ عطر اگر عودی ؎- عطر ایجاد بندہ نازبو فی تولہ ؎
روغن حنا عہ عہ فی سیر روغن بیلہ و چمبیلی و کیوڑا فی آثار
عہ عہ سفوف خضاب فی آثار صہ- گولیان تمباکو خوردنی فی تولہ
المشتہر کاسندہ کارخانہ عطر منشی محمد نثار حسین چوک لکھنؤ

دواخانہ محمد عبد الغنی دہلوی ؎

الحمد للہ کہ اس کارخانہ نے جو ۱۸۶۱ سے جاری ہے ادویہ سریع التاثیر
و قوی العمل ہر ادویہ خوش معاملگی کے سبب ہندوستان میں حسن شہرت
بہم پہونچائی و بفضل شافی مطلق ہزار ہا مریض مبتلائے امراض مختلف نے
صحت کامل پائی- علاوہ ادویہ مشہورہ اگر پوری فہرست دواخانہ مطلوب
ہو یا کسی اور مرض و علت کی شکایت ہو تو اپنی مفصل کیفیت سے مہتمم
دواخانہ کو بذریعہ نامہ سربند مع ٹکٹ برائے جواب اطلاع دین-

شربت نمبر ۲- مالیخولیا خصوصاً مراقی- وہول دل وسوزش بینہ
ہر دو شانہ و نفخ و ضعف معدہ و قبض کو دافع اور ملین طبع ہے-
۲- تولہ ایکروپیہ-
سرمہ نمبر ۴- سبل یعنی آنکھ کی رگین سرخ و موتی ہوجانیکو
و سوزش و خارش چشم کے لیے دافع ہی ایکماشہ ۴
سرمہ نمبر ۵ ضعف بصر کو دور کرتا ہی اور نظر کو قوت دیتا ہے
ایکماشہ ایکروپیہ-
منجن نمبر ۹- درجۂ اول مسوڑون کے درد اور ورم کو نافع
اور ہلتے ہوئے دانتون کو مضبوط اور مستحکم کرتا ہی ایکتولہ-
سفوف نمبر ۹ کھانسی کو تر ہو یا خشک دافع ہی ایکماشہ- خوراک
تیل نمبر ۴ ۲- بلا تکلیف خونی و بادی بواسیر اور نیز اسکے مسون
کے لیے عمل ہر ۳- ماشہ دو روپیہ-
جوہر نمبر ۵ ۲- درد گردہ- و ضعف گردہ و ریگ مثانہ و جریان
و ریت و رسوب پیشاب مین آنے اور احتباس بول کی دفع مین کیمیا
تاثیر ہے- معتاد- پانچروپیہ-
قرص نمبر ۳ تنفیع ابا کسی سبب سے ہو دمایوس العلاج
کو انتہا درجہ کا مفید اور مقوی اعضا رئیسہ و شریفہ مثل دل
و دماغ و معدہ و جگر وغیرہ ہے- ۴- معتاد- عہ
جوہر نمبر ۲ ۳- دفعہ سوزاک مین نیا ہو خواہ پرانا- وانداخال
قرحہ- مثانہ و بخاری بول کے لیے انتہا درجہ کا مفید ہے
المشتہر- محمد عبد الغنی مہتمم دواخانہ دہلی- کوچہ میر عاشق-
عقب جامع مسجد ؎

مجرب! مجرب!! مجرب!!!

" الحمد للہ آزمایا ہی ہے سند کا قدری لفظی طبیبون کے جھوٹے اشتہار نہ
سمجھیے- "
ادویہ مندرجہ ذیل شربتا کا حصول صحت بادا سے نقد قیمت لاہور مین
شفاخانہ انگریزی و یونانی زبدۃ الحکما حکیم غلام نبی ہیجیر سادھا فرق
سے مل سکتی ہین-
(۱) شربت دافع تاریکی چشم خشکی جسم درد سر- دوران سر- ناتوانی
قبض ضعف اعضاء رئیسہ- و معدہ- و کمی اشتہا جو ابتدا سے شروع کے
سوء اسہال یا کثرت مسکرات شراب- چانڈو- افیون وغیرہ سے جو
عوارض لاحق ہون- بوتل- عہ
(۲) روغن جو کمین کی خرابی سے نقص صحت مین پیدا ہوتے ہین انکی
چند روزہ مالش سے دور ہوجاتے ہین- تولہ- عہ
(۳) کحل الجواہر مقوی بصر حافظ بینائی- دھند- جالا- پھولا-
سبل- ناخونہ- خارش- پانی جانا وغیرہ دور کرتا ہے ۲- ماشہ-
(۴) حب دافع امراض خبیثہ سوداوی بلا آتشک دیگر و رفع دست
(۵) حب قائم مقام افیون بلا آزار نشہ چھوڑ سکتا ہی تولہ- عہ
(۶) حب ذیابیطس بار بار آنا پیشاب کا و پیاس دور ہو- تولہ عہ
(۷) روغن عجاد اسکی یا برزخم ناسور وغیرہ کو خواہ کیسا پرانا ہو
جلد اچھا کرنیوالی کوئی دوا نہین ۲- تولہ- عہ
(۸) ہلیر تیل بہ رنگ عطر تیل بالون مین لگانیسے بال سیاہ کو سفید ہونیسے
اور استعمال سے بلغمی اور نزلہ سے کم ضعف بصارت تالو کا جلنا وغیرہ
امراض سر و بالون کو مفید ہے- بوتل- ۲
(۹) حب دافع وجع مفاصل- خنازیر- نسیان ضیق النفس کہنہ-
مد و بیقتعہ- عرق النسا- ہول دل- تاپ تلی- لاغری بچہ کا سوکھ کر
مرنا وغیرہ ملیدی ہین-
فہرست دیگر ادویہ و سارٹیفکٹ ٹکٹ برمرحمت کرنے سے
مل سکتے ہین ؎

مصرع طرح پیام یار

تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے

جناب منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی استاد حضور نواب صاحب رامپور

تم سنو دردِ دل مرا نہ سنے — مین کہونگا سنے وہ یا نہ سنے

دل کی یارب وہ دلربا نہ سنے — ایسی حسرت بھری صدا نہ سنے

یون وہان چل کہ پانون کی آہٹ — پاسبان کیا ہے نقشِ پا نہ سنے

کسی ناآشنا کا کیا شکوہ — آشنا کی جب آشنا نہ سنے

لاکھ دلچسپ ہے مرا قصہ — مگر اُسنے کبھی سنا نہ سنے

جو کسیکو برا بھلا نہ کہے — وہ کسی سے برا بھلا نہ سنے

دل وہان ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے — کوئی فقرہ جلا بھنا نہ سنے

خواہشِ وصل پر وہ شوخی سے — بولے بس جانے دو حیا نہ سنے

وائے قسمت جو سب کی سنتا ہے — وہ بھی عاشق کی التجا نہ سنے

دل جو کہتا ہے بے اثر ہے دوا — درد کہتا ہے چپ! دوا نہ سنے

پھول آہستہ توڑ اے گلچین — دیکھ ظالم کہین صبا نہ سنے

وعدۂ وصل چپکے چپکے ہو — غمزہ و عشوہ و ادا نہ سنے

حال پھولون کا جو خزان نے کیا — کہین بلبل وہ ماجرا نہ سنے

میری فریاد رائیگان تو نہو — بُت ہی سن لین اگر خدا نہ سنے

درد پر دل نثار دل پر درد — ایسے دیکھے ہین آشنا نہ سنے

نالے میرے سنے وہ اور تڑپے — مین سناؤن اگر تو کیا نہ سنے

کہتا ہے دل وفا وفا نہ پکار — کہین وہ دشمنِ وفا نہ سنے

مین تو سنتا ہون تو جو کہتا ہے — اے ستمگر مگر خدا نہ سنے

رات تھوڑی سی حسرتین بے حد — کیا کرے کیا سنے وہ کیا نہ سنے

ناز اُٹھواتی ہے قضا مجھ سے
کہین اُس شوخ کی ادا نہ سنے

جو کوئی درد آشنا ہو امیر
ادھر آئے مرا فسانہ سنے

جناب احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

شورِ فریاد دوسرا نہ سنے
وہ صنم ہی سنے خدا نہ سنے

نہ سنے وہ مرا گلا نہ سنے
درد دل ہی کا کچھ فسانہ سنے

مدعا ہے پاس ناز کی مزاح
دل بھی ٹوٹے تو وہ صدا نہ سنے

میری فریاد یا مرا نالہ
تمھین بتلاؤ کوئی کیا نہ سنے

انھین باتون مین لطف ہے احسان
دل سے کیونکر کہون برا نہ سنے

جناب حافظ رحیم بخش صاحب اخگر شاگرد جناب تسمیل خیرآبادی

راز الفت سے ہے حال دل میرا
تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے

سنکے نالے مرے وہ بت بولا
اسکی فریاد کو خدا نہ سنے

کیا اسی کا ہے نام گفت و شنید
مین کہون لاکھ تو ذرا نہ سنے

جناب محمد خداداد خان صاحب اخگر کوتوال گھڑواڑہ شاگرد جناب امیر لکھنوی

اے صنم ذکر جو ترا نہ سنے
کبھی اُس شخص کی خدا نہ سنے

کہدو ناصح سے بس رہے خاموش
میرے منہ سے برا بھلا نہ سنے

تو جو سنتا نہین مری فریاد
بت کافر تری خدا نہ سنے

قصۂ درد دل مرا شب وصل
تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے

ہے ٹھکانا ترا کہان اخگر
تیری فریاد گر خدا نہ سنے

جناب محمد امداد علی صاحب امداد داروغہ سایر غیرت گنج تلمیذ جناب قلق لکھنوی

قصۂ درد دلربا نہ سنے
مر بھی جاؤن تو بیوفا نہ سنے

سر بھی گر اپنا کاٹ کر رکھ دون
تب بھی وہ شوخ پرجفا نہ سنے

جناب سید محمود حسین صاحب افسر ولد جناب فدا شاگرد جناب حسرت لکھنوی

[illegible] اِک زمانہ سنتا ہے
ہائے اک وہ ہی بیوفا نہ سنے

جناب سید عبد الحسین صاحب آمین از شہر علی گڈھ

بادِ سے یہ چمن کو مشک صبا — ہو نہ کھٹکا کوئی صدا نہ سنے

جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب بیتاب شاہجہانپوری شاگرد جناب ا

دوست تو ماجرائے عاشق زار — ہے تعجب کہ دلربا نہ سنے

جناب محمد بخش اللہ صاحب بیدل رئیس مارہرہ

کوئی فریادرس نہیں اپنا — پھر کہوں کس سے جب خدا نہ سنے

جناب لالہ تاراچند صاحب تارا ساکن شہر لاہور

شکوۂ جور بت خدا نہ سنے — حق میں اسکے وہ بد دعا نہ سنے

کوئی ہرگز کسیکو اے تارا — نہ برا اگر کہے برا نہ سنے

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

یہ نہیں کہتا ہیں خدا نہ سنے — مدعی انکی بد دعا نہ سنے

آہیں کرنا تو یون کہیں اسے دل — کوئی میرے ترے سوا نہ سنے

شکوۂ غیر تو وہ سن لے گا — نہ سنے میرا ماجرا نہ سنے

گالیاں دے کے بولے شوخی سے — سننے والا ہو جب تو کیا نہ سنے

جان لیتے ہین لطف کرکے بھی لوگ — یہ کوئی بانیِ جفا نہ سنے

کیا دعا کسکے حق مین ہوتی ہے — یہ دعا گو ہی آپ کا نہ سنے

قبر پر آکے نوحہ گر ہو تو یون — مرنے والا تری صدا نہ سنے

ہے قضا تیر اور کا مرنا — سب سنین کشتۂ ادا نہ سنے

دعوے کرتے تو ہو وفا کے جلال — دیکھو وہ شوخ بیوفا نہ سنے

جناب مولوی حافظ سید نذر الرحمن صاحب حفیظ عظیم آبادی شاگرد جناب ا

ماہرو سنے آشنا نہ سنے — اور سنے بھی تو باوفا نہ سنے

شبِ فرقت مین بھی رہا یہ خیال — کوئی نالون کی بھی صدا نہ سنے

یہ تو ممکن نہین سنے بادشہِ حسن — ہم غریبون کی جو خدا نہ سنے

اوس سے امید کیا کوئی رکھے ۔ جو شب غم کا ماجرا نہ سنے
تم کہے جاؤ حال زار حفیظ ۔ وہ سنے دل سے یار یا نہ سنے

جناب مرزا جانصاحب حبیب فرخ آبادی شاگرد جناب نادر

نہین ممکن کہ چپ رہے ناصح ۔ جبتلک وہ برا بھلا نہ سنے
فائدہ کیا بیان کرنے سے ۔ حال دل جب وہ بیوفا نہ سنے
جان جائے ہماری فرقت مین ۔ ہائے افسوس دلربا نہ سنے
اپنے مطلب کی باتین کرتے ہو ۔ کیا سنے کوئی اور کیا نہ سنے

جناب امام الدین صاحب حیران ہریانوی اسسٹنٹ پوسٹماسٹر اچھنور

گوش جانان مرا گلا نہ سنے ۔ یا خدا غیر کا کہا نہ سنے
شور محشر بپا ہے نالون سے ۔ تھرسے گر وہ دلربا نہ سنے

جناب منشی سید حسن صاحب حسن بنگلوری شاگرد جناب کلیم

عشق کا میری جان افسانہ ۔ تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے

جناب صاحبزادہ محمد مرتضی خانصاحب بہادر خرد ساگری شاگرد جناب امیر

دیکھے اسے ضبط دلربا نہ سنے ۔ نہ سنے نالہ و بکا نہ سنے
چشم گویا کسی کی کہتی ہے ۔ دوسرا حرف مدعا نہ سنے
جب دعا مانگتا ہون وصل کی مین ۔ کہتے ہین یہ تری خدا نہ سنے
اونکا درپردہ وہ ستانا ہائے ۔ مرے گھر کا کوئی پتا نہ سنے
جب مین کہتا ہون حشر آنے دو ۔ کہتے ہین وہان بھی گر خدا نہ سنے
اس نزاکت سے چال چلتے ہین ۔ کہ صدا گوش نقش پا نہ سنے
کسی پردہ نشین کے عشق کا حال ۔ دل سا محرم بھی راز کا نہ سنے
دل تو خوش کرلو کچھ خرد کہہ کر ۔ ٹال دے کوئی سنکے یا نہ سنے

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

میری فریاد دوسرا نہ سنے ۔ تم سنو اے بتو خدا نہ سنے

راز اپنا کبھی کہا نہ کہے
حال میرا کبھی سنا نہ سنے

خوبرو وہ جسے زمانہ کہے
گفتگو وہ جسے زمانہ سنے

غیر بھی گر مری کرے تعریف
تو بھی ہرگز وہ بیوفا نہ سنے

سنکے دشنام پی گئے ناصح
کان وہ ہے جو ناروا نہ سنے

اسلیے ہی پیامبر کی تلاش
مجھ سے وہ میرا مدعا نہ سنے

دوستی کیا اسی کو کہتے ہین
آشنا کی جو آشنا نہ سنے

دیدہ و دل مین اسلیے ہے فرق
ایک کا ایک ماجرا نہ سنے

کیون نہ بنتا وہ صورت تصویر
مدعا تھا کہ مدعا نہ سنے

ہوش اوڑتے ہین دیکھ کر اوسکو
ایسے دیکھے پری لقا نہ سنے

سن سکے تیرے منہ سے کیا انکار
لن ترانی کی جو صدا نہ سنے

ہجر مین جو دعائین مانگی ہین
کوئی اللہ کے سوا نہ سنے

داغ کو چین ہی نہین آتا
اون سے جبتک برا بھلا نہ سنے

جناب حکیم سید باقر علی صاحب دیوانہ خلف حکیم سید جعفر علی صاحب متوطن حیدر

حال دل تم سے ہم کہین لیکن
تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے

جو سنے داستان دیوانہ
قیس و لیلے کا ماجرا نہ سنے

جناب محمد اسمٰعیل صاحب ذبیح از چھپرا مؤ

وصل کی شب رہا یہ ورد زبان
دیکھو کوئی یہ ماجرا نہ سنے

زخم دل سے نہو جگر آگاہ
آشنا حال آشنا نہ سنے

کون سنتا ہے اوس غریب کی بات
جسکی فریاد بھی خدا نہ سنے

جناب محمد حیات بخش صاحب رسا از تحصیلی مصطفے آباد حال مین پوری

یہ بھی کیا طرز دلربائی ہے
دل کی فریاد دلربا نہ سنے

میرے نالون مین کچھ اثر ہی نہین
ورنہ وہ عرض مدعا نہ سنے

وعدہ بھی کرتے ہین وہ غیرون سے
یہ بھی ڈر ہے کہین رسا نہ سنے

جناب مولوی محمد عظیم اللہ صاحب غمی سید پوری شاگرد جناب ناسخ مرحوم

نہ سنے یار مہ لقا نہ سنے — عشق کا حال دلربا نہ سنے
عیش ہووے گا تلخ شیرین کا — کوہکن کا نہ وہ فسانہ سنے
ہائے یہی آرزو ہے دل میں مری — ایک شب وہ مرا فسانہ سنے
اوس سے کیا حال دل کہے غمی — جو کہ کچھ عرض و التجا نہ سنے

جناب بھگوان سہائی صاحب روح ساکن قصبہ کوراول شاگرد مولوی شبرات علی صاحب

ہائے لکھی کا ستم نہیں اچھا — کہیں نالہ مرا خدا نہ سنے

جناب رائے اجودھیا پرشاد صاحب تریا شاگرد جناب احسان اللہ جہاں پوری

میری فریاد ہے وہ نا مقبول — بت جو سن لیں تو کبریا نہ سنے
حال ہی سے مرے ہو آگاہی — نالہ ہی سن لے وہ دعا نہ سنے
اون سے سرگوشیاں تو ہوں لیکن — ڈر یہ ہے کاکل رسا نہ سنے
ہجر میں یوں ہو قصہ خوانی غم — جسکو وہ بت تو کیا زمانہ سنے
سن کے مطلب وہ بت یہ کہتا ہے — تیری یہ آرزو خدا نہ سنے

جناب منشی سید محمد یعقوب علی صاحب سید گرد آور قانونگوے محال غیرتنقیح

کیا سنے میری کوئی کیا نہ سنے — تو ہی جب دل کا ماجرا نہ سنے
بات مطلب کی شرم سے قاصد — کیا عجب ہے وہ باحیا نہ سنے
عشق پتھر میں اثر پہ ترسے — میرے دل کی وہ بت ذرا نہ سنے
عشق میں جسکے یوں رہیں برباد — ہائے اپنی وہ التجا نہ سنے
کیا نہ اللہ بھی سنے گا مری — نہ سنے گر وہ دلربا نہ سنے

جناب محمد جعفر صاحب ساقی گوپاموی شاگرد جناب صہبائی دہلوی مرحوم

کیا کریں جب وہ بے وفا نہ سنے — شکوہ کیا اوسکا جو گلا نہ سنے
سر کو ٹکرائیے نہ اوس در پر — جس جگہ کوئی التجا نہ سنے

جناب سید کاظم حسین صاحب شیفتہ ساکن کنتور از اطراف لکھنؤ مقیم حیدرآباد دکن

وہ سنے آہ دل کی یا نہ سنے ؎ | ڈر تو یہ ہے کہین خدا نہ سنے ؎
کوئی تو سرگذشت سن لے گا ؎ | خیر اچھا وہ بیوفا نہ سنے ؎
گو کہون مین ہزار پہلو سے ؎ | یار اک حرف مدعا نہ سنے ؎
شیفتہ یون کرو فراق مین آہ ؎ | تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے ؎

جناب لالہ گنپت راے صاحب شعلہ رئیس شکوہ آباد ؎

وعدہ کرنے مین کہتے جاتے ہین ؎ | اور کوئی ترے سوا نہ سنے ؎
کیا عجب ہے کہ روز محشر بھی ؎ | اوسکی سن لے مری خدا نہ سنے

جناب جانکی سنگہ صاحب شراق شاگرد جناب فرقت شاہجہانپوری

پھر بھلا کوئی بت سنے کیونکر ؎ | جب خدا بھی مری دعا نہ سنے
سننے والا کبھی تو سن لے گا ؎ | غم نہین وہ مری ذرا نہ سنے ؎

جناب بینی مادھو لال صاحب شوخ از گورکھپور ؎

یار نازک مزاج ہے اے دل ؎ | کہین وہ شکوہ جفا نہ سنے ؎

جناب مولوی محمد عبدالحق صاحب صفا رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

جو کوئی میرا مدعا نہ سنے ؎ | اوسکی بھی التجا خدا نہ سنے ؎
ہاے تو میرا ماجرا نہ سنے ؎ | ٹوٹے دل کی کبھی صدا نہ سنے
مجکو بہرا سمجھ کے کہتے ہین ؎ | ہم پکارین تجھے تو کیا نہ سنے؟
وصل کی رات اُس سے مطلب کی | یون کہون مین کہ دل مرا نہ سنے ؎
گالیاں جھڑکیاں کہ صلواتین ؎ | تم سناو جسے وہ کیا نہ سنے ؎
کچھ نہ کہتا تو اپکی اے قاصد ؎ | نہین سنتا وہ بے وفا نہ سنے ؎
بوالہوس سے ہو ذکر پروانہ ؎ | دیکھو یہ کوئی دل جلا نہ سنے ؎
دل ادائین جو دیکھ لے شب وصل ؎ | ایک کہتا بھی نازکا نہ سنے ؎
تجھ سے الفت اگر نہو دل کو ؎ | تو کبھی یہ برا بھلا نہ سنے ؎
غیر کی بات تو کرے منظور ؎ | اور میرا کبھی کہا نہ سنے ؎

لو - صفا حال دل سناتا ہے	تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے

جناب مولوی قاضی محمد صدیق اللہ صاحب صدیق جودھپوری

نہ سنا ہمنے یہ جدائی مین	آشنا درد آشنا نہ سنے

جناب بہاری سنگھ صاحب ضبط شاگرد جناب فرقت شاہجہانپوری

حرف مطلب سنے وہ یا نہ سنے	درد کا تو مرے فسانہ سنے
اتنا اے جذب عشق کر احسان	غیر کا وہ کہا سنا نہ سنے
تیری اے شوق قتل وائے نصیب	ایک بھی خنجر ادا نہ سنے

جناب منشی محمد حسین صاحب عجیب گورکھپوری

بیوقوفی تو دیکھو ناصح کی	پند اوسکو کہ جو ذرا نہ سنے
مارہی ڈالو تم تغافل سے	اپنے بندون کی گر خدا نہ سنے
کیا ہی چپکے سے دل وہ لیتے ہین	نہ تو جانے کوئی ذرا نہ سنے
ہو تماشا جو رند بخشے جائین	اور زاہد کی کبریا نہ سنے
مشورہ ہو بھی تو رقیبون سے	بات جسکی ہو وہ ذرا نہ سنے

جناب محمد یحییٰ علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی تلمیذ

مدعائے دلی کہون مین اگر	تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے
وہ کہے اور مین سنون کیا خوب	مین کہون اور وہ ذرا نہ سنے
موت آئی ہوئی نہین ٹلتی	نہ یہ حیلہ نہ یہ بہانہ سنے
مدعا دل مین کیون رہے عاصی	کہہ تو گذرو سنے وہ یا نہ سنے

جناب مولوی مرزا عطاء اللہ صاحب عطا ولایتی مقیم لاہور

کس سے جاکر کرون تری فریاد	اے صنم جب مرا خدا نہ سنے

جناب عبدالمجید خانصاحب عاجز شاہجہانپوری تلمیذ جناب میکش دہلوی

مانگتے مجکو جب دعا دیکھا	بولے تیری دعا خدا نہ سنے

جناب محمد یوسف حسین صاحب عزیز تلمیذ و خلف جناب بیدل مارہروی

دیتے ہین وصل مین وہ شرط یا کہتے — دیکھو یہ بات دوسرا نہ سنے

جناب محمد ریاض علی صاحب عاشق از بھوپال

زندگی عیش مین گذرتی ہے — خوف ہے ہمکو یہ قضا نہ سنے

جناب منشی سید احمد حسن صاحب نصر مادھونوی

وہ ہے میرا حال یا نہ سنے — دشمنی کا تو مدعا نہ سنے

بیکسی کیون نہ پوچھے میری بات — دوست احوال دوست کا نہ سنے

ہو وہ ہنگامہ حشر مین یارب — کہ کسی کا کوئی کہا نہ سنے

شب کو وہ کچھ کھلے تو شوخی سے — جتو نون سے کہا جیا نہ سنے

بات تب ہے کہ راز الفت کا — اے بت غیر کیا خدا نہ سنے

کہدو فرہاد نالہ کش سے کوئی — کہین وہ نرم دل صدا نہ سنے

جناب ہرگوبند صاحب فوق سررشتہ دار محکمہ جنگل ریوان

وصل کا نام سنکے کہتے ہین — دیکھو دیکھو کہین حیا نہ سنے

مینے اکدن کہا کہ روز جزا — ق — دیکھہ لین گے وہ بیوفا نہ سنے

ناز سے مسکرا کے کہنے لگا — کیا کروگے اگر خدا نہ سنے

حالت زار میری دیکھہ کے فوق — قیس کا کوئی ماجرا نہ سنے

جناب فدا حسین صاحب فدا اخیہ آبادی

ہمنے سب اپنا حال کہہ ڈالا — یار نے گر کہین سنا نہ سنے

مجھہ سے کہتے ہین وہ تری فریاد — کیا مزا ہو اگر خدا نہ سنے

جناب شیخ عبد اللہ صاحب فصیح از چاندپور ضلع بجنور

حال اس شرط پر مین کہتا ہون — تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے

ہو جیسے قرب آستان آکے — بات سنتا ہونگی وہ گدا نہ سنے

جناب فدا حسین صاحب فدا مختار کلکٹری ایٹہ ساکن قصبہ سکیٹ

اب یقین ہو وصال کا اوسکے — جو شب غم کا ماجرا نہ سنے

جناب بالکرشن صاحب قمر خلف رادھے لال صاحب شاگرد جناب امیر لکھنوی

وہ صنم ہی جب التجا نہ سنے
کیا شکایت اگر خدا نہ سنے

بوسے اُس شوخ کے مین لیتا ہون
یا الٰہی کہین حیا نہ سنے

ہائے کس سے ہو شکوہ بیداد
جب خدا ہی مری دعا نہ سنے

جو مصیبت کہ دیکھتا ہون مین
کوئی کانون سے یا خدا نہ سنے

کیا کرون سُنکے پند اے ناصح
جب دل درد آشنا نہ سنے

جناب محمد شاہ خان صاحب کاوش رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

یون ہو نالان کہ دلربا نہ سنے
دیکھ اے دل کوئی صدا نہ سنے

ہائے تو میرا ماجرا نہ سنے
آشنا حال آشنا نہ سنے

ایک الفت کے لاکھ قصے ہین
کیا نہ کوئی کہے وہ کیا نہ سنے

مانگ چپکے سے ہجر مین اے دل
ترا دشمن تری دعا نہ سنے

نہین نازک دماغ تجھ سا بھی
خندۂ گل کی جو صدا نہ سنے

سن لی دشمن سے میری بدگوئی
مجھ سے وہ غیر کا گلا نہ سنے

حرف مطلب کہون تو کاوش ہائے
کان رکھ کر وہ بیوفا نہ سنے

جناب منشی محمد علاؤالدین خان صاحب کمتر شکوہ آبادی

راز دل اپنا کہتا ہون لیکن
تم سنو کوئی دوسرا نہ سُنے

کون فریادرس ہو کمتر کا
روز محشر جو مصطفٰے نہ سنے

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل عدالت فتحپور

لب نازک سے وہ کلام کریم
تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے

جناب محمد لطیف الدین صاحب لطیف شاگرد جناب ماہر سندیلوی

نامہ بر حال میرا یون کہنا
وہ سنین کوئی دوسرا نہ سنے

فائدہ عرض حال سے پھر کیا
ہم کہین اور وہ بیوفا نہ سنے

جناب منشی لوہی ممتاز احمد صاحب ممتاز رفیق نواب ذوالفقار علیخان بہادر

مین کہون لاکھ وہ ذرا نہ سنے / نہ سنے غم کا ماجرا نہ سنے
صدمۂ ہجر آرزوے وصال / کیا سُنے اور وہ شوخ کیا نہ سنے
فائدہ جب اوسے ملال ہوا / اس سے وہ مدعا مرا نہ سنے
ہو اشارون مین ہو گئین باتین / تُم سے کہتا ہون نہین حیا نہ سنے
ہین یہ راز و نیاز کی باتین / تم سنو کوئی دوسرا نہ سُنے
کہین اپنی نگاہ کی شوخی / آئنے سے وہ خود نما نہ سنے
آپ کہنے چلے تو ہین قسمت / اور جو وہ حال آپ کا نہ سنے

جناب حکیم میر احمد علی صاحب مسیحی رئیس حیدرآباد شاگرد احسان شاہجہانپوری

راز کی بات دوسرا نہ سنے / مدعی دل کا مدعا نہ سنے
جب خدا ہی مری دعا نہ سنے / پھر کسی بُت کا کیا گلا نہ سنے
ضبط کہتا ہے اشکباری مین / تیرے رونے کی وہ صدا نہ سنے
بلبل و گل مین باتین ہوتی ہین / بھید کُھل جائےگا صبا نہ سنے
در پہ بیٹھے ہوے تو روتے ہین / اب سُنے وہ نگار یا نہ سنے
اسمین پہلو ہین کچھ شکایت کے / دلربا کہتا دلربا نہ سنے
اے مسیحا یہ آرزو ہے کہ وہ / کان دھر کر مرا فسانہ سنے

جناب منشی محمد عبدالکریم صاحب مضطر میرٹھی ہیڈ کلرک ڈاکخانہ سفری لاہور

بات مطلب کی وہ ذرا نہ سنے / نہ سنے ایسی التجا نہ سنے
جب مرا حال اک زمانہ سنے / نہین ممکن وہ دلربا نہ سنے
راز الفت زبان سے عاشق کی / تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے
گُل سے عشق اپنا یون جتا بلبل / کہ نہ جانے چمن صبا نہ سنے
کیا کہون مین غیر سے یہ خیال / مدعی میرا مدعا نہ سنے

جناب منشی محمد عبدالمجید صاحب مجید کیرتپوری ملازم فوجداری علیگڈہ

گر وہ بت میری التجا نہ سنے / حشر تک اوسکی پھر خدا نہ سنے

ہم تم آ لیمین دونون کہہ سن لین ؎ ۔ پہ کوئی اور تیسرا نہ سنے ؎
کس غضب کے ہین ادنکے تیر نظر ؎ ۔ کبھی کرتے ہوئی خطا نہ سنے ؎

جناب محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز شاگرد جناب عشیر ؎

ان بتون کا لحاظ ہے اوسکو ؎ ۔ ورنہ اپنی دعا خدا نہ سنے ؎
دل مچلتا ہے اسطرح جاؤ ؎ ۔ کہ یہ پازیب کی صدا نہ سنے ؎
دیکھہ تو لے وہ بیقراری دل ؎ ۔ نہ سنے عرض مدعا نہ سنے ؎

جناب گنج بہاری لال صاحب مسکین خلف لالہ لچھمن پرشاد صاحب متوطن قصبہ ...

آ و مطلب کی کان مین کہدون ؎ ۔ تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے ؎
یا کرون کرکے حشر مین فریاد ؎ ۔ روبرو اوسکے جب خدا نہ سنے ؎

جناب محمد مستجاب اللہ خانصاحب مقبول بلونوی متعلم علیگڈہ

گالیان ہین زبان پر دل مین ؎ ۔ کہہ رہے ہین کہ اسپہ حیا نہ سنے ؎
تم سنو میرا درد دل تو سنو ؎ ۔ پر کوئی اور دوسرا نہ سنے ؎

جناب موجود علیخانصاحب موجود جمعدار تھانہ چھپیا ڈیور ؎

ایدل اور حشر مین لاکھون ؎ ۔ سچ تو ہے کیا سنے وہ کیا نہ سنے
مدعا دل کا ہے اسی قابل ؎ ۔ کہ سوا تیرے دوسرا نہ سنے ؎

جناب محمد عزیز مرزا صاحب مرزا از علیگڈہ ؎

ایک وہ اور ہزارون ارمان ہین ۔ کیا سنے ہائے اور کیا نہ سنے

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی مختار شاگرد جناب داغ دہلوی

حال شبہائے تار فرقت کا ؎ ۔ تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے

جناب سورج بھان صاحب مضطر از تھانہ پھول پیر اس ؎

کیون تمنا بتون سے رکھین ہم ؎ ۔ انسے مانگین اگر خدا نہ سنے
ہم سناتے ہین درد دل اپنا ۔ تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے ؎

جناب محمد فاروق صاحب نیر خیرآبادی شاگرد جناب ذاق بدایونی

گالیاں دشمنوں کی طعنہ غیر کا / تیرا عاشق جو ہو تو کیا نہ سنے
ہم کہے جائینگے قیامت تک / وہ سنے درد دل کو یا نہ سنے
غیر سے وعدہ کرکے کہتے ہیں / نیر خستہ تذکرا نہ سنے
پوچھتے ہو جو حال نیر کا / تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے

جناب منشی محمد نظیر صاحب نظیر وکیل فتحپور

خواب میں بھی نہ نیند آئے اُسے / میرے غم کا اگر فسانہ سنے
مصحف رخ کو مت کہو قرآں / کفر ہے اے بتو خدا نہ سنے
حیف پہونچے نہ کان تک اُسکے / اور قصہ مرا زمانہ سنے
بھید اپنا نہ جانے بیگانہ / تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے

جناب محمد شفیع صاحب ناظم سب اورسیر بھوگانون

کی جو فریاد بولے منت سے / دیکھو ٹھہرو کہیں خدا نہ سنے
اے شب وصل چپکے چپکے آ / شومی بخت نارسا نہ سنے

جناب بابو منگل سین صاحب نہال کلرک ڈاکخانہ سفری لاہور

دل کی راز و نیاز کی باتیں / تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے
ہائے کیسا ستم ہے بندوں پر / بُت کریں ظلم اور خدا نہ سنے

جناب پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب نوبت انوپ شہری ماسٹر اسکول

غیر سے کیا مجھے شکایت ہو / حال دل جبکہ آشنا نہ سنے
مژدۂ وصل یوں سنا قاصد / میں سنوں کوئی دوسرا نہ سنے

جناب بابو ہرپرشاد صاحب نحیف متوطن آگرہ حال وارد کرنال

یا خدا دل جلوں کی فریادیں / وہ سنیں کوئی دوسرا نہ سنے

جناب ناصر خاں صاحب ناصر نگوری شاگرد جناب میر فیاض علی صاحب

حال دل گوش یار میں اپنا / یوں کہوں گیسوئے رسا نہ سنے

خاکسار محمد نثار حسین "نثار" مہتمم پیام یار

آرزو ہے کہ گفتگو سے وصال ۔ تو سنے اور تری حیا نہ سنے

رو کے جب التجا مین کرتا ہون ۔ سننکے کہتے ہین دوسرا نہ سنے

ہاے ہچکیان مرے دل کی ۔ تجھسا معشوق شوخ ادا نہ سنے

تڑپے ہی جاے جبتلک بسمل ۔ اپنے قاتل سے مرحبا نہ سنے

حشر آیئے تو دے دل بیتاب ۔ میرا قصہ اگر خدا نہ سنے

جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جلال لکھنوی

بت سنے حال دل کو یا نہ سنے ۔ غم ہو اسوقت جب خدا نہ سنے

ہمکو کہنا ہو جو مجھی کو کہو ۔ مین سنون اور دوسرا نہ سنے

الٹی تاثیر ہے بیان مین مرے ۔ مین کہون اور دلربا نہ سنے

دل سے کرتا ہون باتین یون شب ہجر ۔ کہ جگر بھی جنھین ذرا نہ سنے

نالے آہستہ اس سے کرتا ہون ۔ کہ کوئی دردآشنا نہ سنے

کوسنا اوسکا سن لے حق مین مرے ۔ چاہے خالق مری دعا نہ سنے

مین کہونگا جو مجھکو کہنا ہے ۔ وہ سنے اسکو یاس یا نہ سنے

جناب محمد عبد الغفور صاحب یتیم نیٹو ڈاکٹر جیل گونڈہ

بولے وہ درد دل کہو لیکن ۔ ہم سنین کوئی دوسرا نہ سنے

پھر پڑے گا ذرا سمجھ کے یتیم ۔ کہین زاہد یہ مضحکا نہ سنے

جناب محمد یوسف علی صاحب یوسف از علیگڈہ

بات کہنے کا لطف تو جب ہے ۔ تم سنو کوئی دوسرا نہ سنے

جناب مولوی سید مسیح اللہ صاحب حافظ خلف جناب احسان لکھنوی

وائے قسمت کہ جسپہ دل آیا ۔ بات تک بھی جو بے وفا نہ سنے

کسطرح چین آئے اسے حافظ ۔ حال دل گر وہ مہ لقا نہ سنے

بی جگت تاک صاحبہ جگمگ طوائف گورکھپور

دیکھو سو جاؤگے بہت رسوا ۔ رات کا کوئی ماجرا نہ سنے

؎ یہ غزل دیر مین وصول ہوئی اس سبب سے ردیف وار درج نہو سکی

دوستی ہو رقیب کو جگمگ — چپ رہو چپ وہ بے وفا نہ سنے

بی خورشید جان صاحبہ خورشید طوائف سورت

لے گئے قاصد سے میرا نامہ خصم — یون پڑھو تم کہ دوست دانہ سنے

غزلیات غیر طرح

جناب آتما سنگہ صاحب امین سیالکوٹی رفیق جناب فصیح

دیجیے دیجیے برباد نہ کر دیجیے گا — پیار سے آپ لیے جاتے ہین دل ناشاد رہا ہے

جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب بیتاب متوطن ضلع شاہجہانپور

ایکدم بھی نہ ترے دور مین ہم شاد رہے — یاد اتنا تجھے چرخ ستم ایجاد رہے

عالیجناب نواب رؤف احمد خانصاحب بہادر رئیس مدراس

عمر بھر عاشق قد ستم ایجاد رہے — مثل اس باغ مین ہم سایۂ شمشاد رہے

نگہ ناز یہ ثابت نہو قاتل مرا خون — ہاتھ مین نام کو بس خنجر فولاد رہے

عمر ساری تو طلسمات کے پیچ مین کٹی — یعنی ہم شیفتۂ زلف پریزاد رہے

چاہیے بال کی زنجیر مجھے موم کا طوق — پاس کچھ ضعف کا اپنے تجھے جلاد رہے

گر دکھاؤن اثر آتش آہ ان پر تو — موم ہو جائے وہین سنگ کہ فولاد رہے

جناب محمد قدرت اللہ صاحب حباب شاگرد جناب سحاب ساکن امروہہ

جور پر جور جو بیداستم ایجاد رہے — ہر بن مو نہ مرا کیون لب فریاد رہے

جناب محمد اسمعیل صاحب ذبیح از چھپرا مؤ

عمر بھر جو ہدف ناوک بیداد رہے — ہے غضب نام ہی اسکا نہ تمھین یاد رہے

مل گئے خاک مین ہم تب بھی دعا کرتے ہین — جسنے برباد کیا ہمکو وہ آباد رہے

اسکے ہاتھون سے تو تنگ آ گئی ہے جان حزین — اب مین دنیا مین رہون یا دل ناشاد رہے

جناب مولوی عظیم اللہ صاحب عظمی سیدپوری شاگرد جناب ناسخ مرحوم

ہم سے رنجیدہ جو ہر دم ستم ایجاد رہے — کسطرح شاد بغل مین دل ناشاد رہے

حسن اور عشق و محبت کا تقاضا ہے یہی — ہم فراموش ہون اور غیر تمھین یاد رہے

طائرِ قبلہ نما بھی نہ بچیگا ہرگز
دام گیسو جو لیے ہاتھ مین صیاد رہے

جناب سانگرام صاحب سالک گرداری شاگرد جناب شمشاد لکھنوی

ربط ہو صورتِ ناقوس بتون سے جسکو
کیون نہ اسکو ہوس نالہ و فریاد رہے

آرزو کو نہ کبھی دل مین جگہ دے انسان
ہی جو منظور کہ دل رنج سے آزاد رہے

بھولون اپنے کو مگر تجھکو نہ بھولون زنہار
بیخودی مین بھی الٰہی تو مجھے یاد رہے

وہ دلارام ہی جب پاس نہین اے سالک
چین سے سینے مین کیونکر دل ناشاد رہے

جناب منشی کاظم حسین صاحب شیفتہ ساکن کنتور اطراف لکھنؤ مقیم حیدرآباد

وصل مین شاد رہے ہجر مین ناشاد رہے
کبھی آباد رہے ہم کبھی برباد رہے

دیکھ اے دل نہ شبِ وصل مین چپ ہو جانا
داد بیداد رہے نالہ و فریاد رہے

سخن شیفتہ سن لیجیے ہنگام وداع
پیار سے آپ لیے جاتے ہین دل یاد رہے

جناب مولوی ممتاز احمد صاحب ممتاز رفیق نواب ذوالفقار علیخان رئیس سورت

کبھی نالہ کبھی شیون کبھی فریاد رہے
اس جفاکار کی ہر طرح غرض یاد رہے

اک نہ اک خانہ خراب اسمین پڑا رہتا ہے
سچ تو یہ ہے کہ محبت کا گھر آباد رہے

سر مرا تن سے جو اڑ جائے بلا سے اڑ جائے
ہاتھ مین میرے مگر دامن جلاد رہے

شرکت اغیار کی ہی مہر و وفا مین ظالم
مین تو خوش ہون اسمین ہون مجھپہ تری بیداد رہے

خواہ سینے مین رہے خواہ رہے پہلو مین
دل وہی دل ہے کہ جس دل کو تری یاد رہے

کچھ نہ کچھ چاہیے اے دل تری آبادی کو
قحط ہو جائے خوشی کا تو غم آباد رہے

ایک سے بھی نہ کھنچی دونون سے اسکی تصویر
دیکھ کر رنگ اسے مانی و بہزاد رہے

صدمہ ہجر شبِ وصل مین کیا پوچھتے ہو
رنج و غم راحت و آرام مین کیا یاد رہے

ہین نظارہ کو آنکھین نہ ترستی رہجائین
اسطرف بھی نظر اے حسن خداداد رہے

جناب منشی محمد عبد الکریم صاحب مضطر میرٹھی اہلکار ڈاکخانہ سفری لاہور

ہی دعا دل سے کہ تو خوش رہے آباد رہے
تا قیامت یہ ترا حسن خداداد رہے

پوچھتے کیا ہو کہ رہتی ہے طبیعت کیسی
تم رہو شاد بلا سے کوئی ناشاد رہے

جناب مستجاب اللہ خانصاحب مقبول بلوتوی ضلع علیگڈہ

ہم قفس مین ہین ہمین صحن چمن سے کیا کام
گل ہو یا خار رہو ویران ہو کہ آباد رہے

وعدہ وصل پہ اقرار کیے جاتے ہو
بھول جانا نہ ذرا مشفق من یاد رہے

جناب محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز شاگرد جناب عشیر

ہمنے دنیا مین تعلق نہ کسی سے رکھا
سرو کی طرح ہم اس باغ مین آزاد رہے

جناب محمد عزیز احمد صاحب مشتاق از شکوہ آباد

آج تو حوب ہی رندون کو چھکایا ساقی
تو سلامت تو ترا میکدہ آباد رہے

جناب محمد یوسف صاحب یوسف خلف محمد قاسم صاحب رسالدار پونہ

آتش رشک سے جلکر ہوں عدو خاک سیاہ
شب کو پہلو مین مرے گروہ پریزاد رہے

جناب نند لال صاحب دریا محافظ دفتر کوٹہ

نکلا ہی جسکر وہ مری قبر پر آئے
آثار قیامت کے مجسم نظر آئے

وحشت نے دکھایا مجھے وہ وادی ویران
کوسون نہ جہان صورت انسان نظر آئے

جناب وزیر احمد خانصاحب وزیر لکھنوی شاگرد جناب شیدا لکھنوی

آفت نہ کوئی تازہ مری جان پہ آئے
بیطور وہ تیور مجھے بدلے نظر آئے

جناب مستجاب اللہ خانصاحب مقبول بلوتوی ضلع علیگڈہ

وہ کافر بے رحم ذرا راہ پر آئے
اتنا ہی مری آہ مین یارب اثر آئے

کیا چوٹ لگی دل پہ کہو حضرت ناصح
تھامے ہوئے دل ہاتھو نسے حضرتکدہر سے آئے

جناب ناصر خانصاحب ناصر ننگاوری شاگرد جناب میر فیاض علیصاحب

تاثیر دوا کرتی نہین طور برے ہین
عاجز ترے بیمار سے سب چارہ گر آئے

جناب مرزا عطاء اللہ بیگ صاحب وفا مدراسی

لب سے مری گرنے کے وہ خواہان ہین خدایا
یارب کہین جلدی سے دعا مین اثر آئے

جناب محمد ہادی علیخان صاحب ہادی لکھنوی شاگرد جناب شیدا لکھنوی

حال دل پر درد کو پوچھا نہ کسی نے
بیساختہ آنسو مری آنکھو نمین بھر آئے

چلتے ہین خضر اندنون ہادی کے کہے پر — اک عمر کے بھٹکے ہوئے اب راہ پر آئے

بی جہانگیر بخش صاحبہ نازطوائف ساکنہ جوپڑہ مقیم جلگاؤن

شکرانے کے سجدے مین کرون گھر مین خدا کے — وہ بُت کبھی اے ناز اگر میرے گھر آئے

جناب اظہر حسین صاحب اظہر از گورکھپور

کس کسکو نہین گردش دوران نے ستایا — کس کسکو ترے ظلم سے نالان نہین دیکھا

گھبرائے ہوئے پوچھتے ہین حشر مین سب سے — اظہر کو تو یان چاک گریبان نہین دیکھا

جناب منشی محمد حسن صاحب عجیب گورکھپوری

کس پیار سے کہتے ہین سر حشر وہ مجھسے — تمکو تو کبھی ایسا پریشان نہین دیکھا

جناب حکیم مرزا امیر بیگ صاحب ناطق دہلوی

ہمراہ جو محشر بھی ہے تو ہی ساتھ قیامت — تمسا کبھی کوئی فتنہ دوران نہین دیکھا

جناب میر واحد علی صاحب واحد از ملتان

کچھ کہتے ہو کچھ کرتے ہو اے حضرت واعظ — تم سا کبھی کوئی صاحب ایمان نہین دیکھا

جناب الٰہی بخش صاحب عاصی از پھولپراس

لڑاؤ غیر سے تم آنکھ بے حجابانہ — غضب ہے تمسے نہ دربردہ بھی نگاہ ملے

جناب منشی ولایت حسین صاحب حقیر ردولوی شاگرد جناب فائز بنارسی

دل اور جان یہ دونون تھے دلربا کے لیے — وہ ابتدا کے لیے تھا یہ انتہا کے لیے

چھپائی آنکھ جو تیوری چڑھا کے ہمکو کھلا — کوئی حیا کے لیے ہے کوئی ادا کے لیے

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

یار تھا پردہ نشین آنکھو نمین کیونکر پھرتا — دل کے اندر تھی جگہ جسکی وہ باہر پھرتا

مین جو رکھے ہوئے ہاتھ اپنے جگر پر پھرتا — ساتھ دو چار قدم دردہی اٹھکر پھرتا

خبر یار کو دل جاکے مقرر پھرتا — اور پھرتا بھی جو کمبخت تو مضطر پھرتا

بیٹھ رہنا تھا کہین جو دہی مجھسے توڑکے پاؤن — یو نہین شاید مری گردش کا مقدر پھرتا

سحر کرتی نگہ یاس وہ قاتل دم ذبح — تیغ کھنچتی نہ چھری چلتی نہ خنجر پھرتا

ڈھونڈھتا اسکو تصور مین جو مین گھر بیٹھے
دور کیا تھا کہ مرے ساتھ مرا گھر پھرتا

جاننا جلوہ گہ یار اوسی کو قاصد ٹہ
نظر آجائے جو کوئی کہین مضطر پھرتا

کو دکھاتا نہ فلک محفل ساقی کا سمان
چشم و دل مین تو کوئی شیشہ و ساغر پھرتا

خاک تاثیر ٹپک کر نہ دکھاتی آنسو
آبرو پر تری پانی مژہ تر پھرتا

دونون آنکھین تو تجھے چار طرف ڈھونڈھ آئین
جستجو مین ترے پھر اور مین کیونکر پھرتا

اپنی بھی داد کو پہونچا کوئی فریادی عشق
پوچھتے اُس سے جو ہنگامۂ محشر پھرتا

سر افتادہ کو میرے جو وہ ٹھکرا دیتے
کبھی مین گرد کبھی میرا مقدر پھرتا

خون عاشق کا نہ کر لیتی جو وہ تیغ نگاہ
مو دل آیا ہوا پھر کیون کوئی خنجر پھرتا

ساتھ ساتھ اپنے تصور کے جو آتا وہ بھی
دل کے اندر کوئی پھرتا کوئی باہر پھرتا

دل جلال اپنا جو پامال ہوا خوب ہوا
غیر کا ہاتھ نہ وہ ہاتھ مین لیکر پھرتا

جناب سید محمد مہدی صاحب [illegible] خلف اصدق جناب جلال لکھنوی

دل بھی پھرتے ہی ترے مجھ سے مقرر پھرتا
اُس طرف آنکھ ادھر میرا مقدر پھرتا

کھولتا گردشین اپنی فلک مینائی
دیکھ لیتا ترے مستون کا جو ساغر پھرتا

خاک کیون چھانتی در دی کو یہ رسوائی کی
دل ہی کمبخت بعزت مجھے لیکر پھرتا

آمد آمد جو مری قبر پہ اُنکی ہوتی
پہلے گھبرایا ہوا فتنۂ محشر پھرتا

ذبح منہ پھیر کے کیون مجھکو کیا او ظالم
حلق کٹتا مری دل پر تو نہ خنجر پھرتا

پھرنے دیکھا تھا نگہ کو تری ہمنے جسطرح
اُسی انداز سے کاش اپنا مقدر پھرتا

نظر آتا جو نہ کچھ طور پہ اُسکو مہدیؔ
ہوش گم کر کے نہ موسیٰ سا پیمبر پھرتا

اطلاع

پرچہ پہونچتے ہی فوراً اسطرح مین (نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا)
غزلیات بھیجنا چاہیے اور طرح ذیل مین ۱۰- جولائی تک - ورنہ درج ہونے سے رہجائینگی -

سائے کی طرح مین پس دیوار رہی تا

دیوار قافیہ - رہی تا ردیف ہے

ضروری التماس

شکر ہے کہ **پیام یار** نے روزافزون ترقی کے ساتھ پورے دو سال کی عمر حاصل کی۔ اسکی خداداد ترقی پر صدہا حاسد جل بھنکر خاک ہوگئے اور بہت سسک رہے ہین۔ مگر قدردانون کی توجہ سے اسکی خریداری دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی۔

جو عالی حوصلہ اور سخن پرست خریدار جلد اول کے پہلے اور دوسرے نمبر سے پیام یار کی عزت افزائی فرما رہے ہین انکی قیمت ختم ہوگئی۔ امید ہے کہ سال آئندہ کے لیے بہت جلد قیمت پیشگی بھیجکر سرفراز فرماینگے جن حضرات نے بھی التماس پر توجہ فرمائی اونکا شکریہ اور انکی ساتھ ان لوگون سے جنہون نے غور نہین فرمایا تحیر نگاہ کے ساتھ دیکھکر پھر عرض کرتے ہین کہ قیمت جلد روانہ فرماوین۔ ورنہ قیمت حسب ضابطہ المضاعف یا پانچ روپیہ لیجائیگی

مہتمم پیام یار

دلچسپ

اس نہایت ہی عمدہ اور جنل ناول کا پہلا حصہ "فرخ اور رعنا" جو اردو مین اعلے درجہ کی انگریزی بلینڈ رسچر کا ایک دلچسپ نمونہ دکھلاتا ہے۔ ہندوستان کے معزز خاندانون کے لیے ایسا سوشیل آئینہ ہے جسمین وہ اپنی نیچرل کیرکٹر کے حسن و قبح کو بڑی تفصیل کے ساتھ دیکھ سکتے ہین۔ حرفون سے سماں باندھنے اور فوٹو دکھا دینے مین اسکو اعلے درجہ کی کامیابی ہوئی ہے۔ انگریزی لٹریچر خصوصا ناول کا رنگت کھانے مین یہ ناول کل اردو ناولون مین ممتاز ہے۔

اس ناول کے مصنف منشی **محمد عبد الحلیم صاحب شرر** ہین جنکے مضامین سوقت سے [illegible] اودہ اخبار کو ہمیشہ معمول سے زیادہ دلچسپ ثابت کرتے تھے۔ [illegible] ہندوستان کے اکثر لوگ اسی لائق مصنف کی نازک خیالیون اور عالی دماغیون سے لطف اوٹھا چکے ہین۔ گذشتہ سال "پیام یار" مین "شب وصل" اور "شب غم" کی ہیڈنگ سے جو نیچرل نظم شایع ہوئی [illegible] نازک خیالیون کے دلچسپ نمونے تھے۔

یہ ناول مختلف حصون مین تدریجا شایع ہوگا۔ پہلا حصہ ہندوستان کے شریف خاندانون کی عام حالت کا فوٹو ہے۔ **پیام یار** جو اردو لٹریچر کو ہر طرح پر ترقی دینا چاہتا ہے اس ناول کو طبع کراکے نہایت ہی پیش کرتا ہے بلکہ نوجوانان ملک کے ہاتھ مین ایک مہذب قصہ دیتا ہے جو انکا دل الف لیلیٰ قصون کی بہ نسبت بدرجہا زیادہ بہلا سکیگا۔ اوسنے اسکے طبع کرانے مین پورا اہتمام کیا ہے۔ **پیام یار** کی کوشش سے یہ ناول چھپکر تیار ہوگیا ہے۔ لوگون کو انتظار بالکل نہین کرنا پڑیگا۔ نفیس خوشرنگ کاغذ پر نہایت پاکیزہ خط مین یہ ناول طبع کیا گیا ہے۔ طبع کیا گیا ہے بلکہ مصنف کی جانفشانیون کی داد دی گئی ہے۔

پیام یار عموما ملک کو اور خصوصا اپنے معزز ناظرین کو شوق دلاکر اس لقریب ناول کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور امید کہ پیام یار کی آرزو کے موافق بلکہ اس ناول کی حیثیت کے موافق اسکی قدر کیجائیگی۔ ہم اپنے ہمعصرون سے بھی عرض کرتے ہین کہ اس اشتہار کو دو ایکبار اپنے پرچہ مین شایع کرکے ممنون فرماوین۔

قیمت مع محصول ڈاک ۶ ر درخواست مع قیمت بہت جلد۔ لکھنؤ چوک مین محمد نثار حسین "نثار" مہتمم پیام یار کے نام آنا چاہیے

المشتہر۔ محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار

دواخانہ پکالن وکمپنی لکھنؤ

ادویہ سوزاک واسطے پینے کے

ای سن شیاسن ٹلی کمپونڈ گم مٹی کوش

یہ ادویہ واسطے سوزاک کے نہایت مفید ہے اور درد وجلن اندر و باہر کو فوراً دفع کرتی ہے اور پرانی بیماری سوزاک کو چند روز مین اچھا کرتی ہے۔ اور جلن شروع ہونے کے پیشتر استعمال کیجاوے تو بالکل بیماری کو دفع کر دیتی ہے اور جسکو درد یا جلن ہو تو اسکا استعمال جبتک درد یا جلن بند نہو کرنا چاہیے اور ہر ایکطرح کی تکلیف و بدبو نہین ہوتی۔ ہر روز تین مرتبہ ۳۔۳۔ ماشہ پینا چاہیے۔ قیمت فی بوتل (عہ) محصول بندکرائی (۵) اور واضح ہو کہ کئی ڈاکٹرون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ جسکو یہ ادویہ دیگئی ہے فوراً صحت حاصل ہوئی۔

ادویہ سوزاک واسطے پچکاری کے

لم پونڈ مٹی کوان جاسشن یہ ادویہ جبکہ ہمراہ ای سن شیاسن ٹلی کمپونڈ گم مٹی کو استعمال کیجاتی ہے نہایت فائدہ مند ہوتی ہے۔ اس بیماری کے واسطے بہت واسطے اکثر مٹی کو تراجانا ہے یعنے سوزاک مرد و عورت کا جسطرح سے ہو اور جسکو کسی ادویہ سے فائدہ نہوا ہو اسکو یہ ادویہ استعمال کرنا چاہیے۔ اگر شروع بیماری سوزاک مین اسکا استعمال کیا جاوے تو اسکو فوراً صحت حاصل ہو۔

ترکیب استعمال ۔ ہر روز تھوڑی ادویہ لیکر دو تین مرتبہ پچکاری لگاوین اور درد یا جلن بہت ہو تو اسکا استعمال بکثرت۔ قیمت فی بوتل (عہ) محصول بندکرائی (۵)

پیکس ہیر رسٹورر ۔ اس دوا کو چند روز استعمال کرنے سے بال سفید سیاہ ہو جاتے ہین۔ کیونکہ یہ دوا بہت جلد بالون کی جڑون مین اثر کرتی ہے۔ اور کسی طرحکا داغ جلد مین نہین پڑتا ہے۔ ہمارے پاس بہت اسناد صحت یافتہ اشخاص کی موجود ہین دوا بڑی بوتلون مین بحساب فی بوتل (عہ) وخرچہ وبکس بندکرائی (۵) صرف دوکان پکالن وکمپنی مین تیار ہوکر فروخت ہوتی ہے۔

عرق عشبہ مغربی ۔ اور عمدہ عرق عشبہ ہے جو کہ حسب ہدایت ڈاکٹران شاہی اسکول حکمت کے کشید کیا گیا ہے مصفی خون و مقوی اعضای رئیسہ و دافع بیماری شکمی و جلدی کے از بس نافع ہے اور یہ عرق عشبہ جو کہ ہم لوگون نے تیار کیا ہے بہ نسبت اس عرق عشبہ کے جو کہ فی زمانہ مروج ہے سریع التاثیر و ذائقہ مین خوشگوار ہے

ترکیب استعمال ۔ ایک چمچہ عرق عشبہ مین ڈیڑھ چھٹانک یا ۲ چھٹانک پانی خواہ دودھ ملاکر ایک دن مین دو یا تین مرتبہ استعمال کرنا چاہیے۔ تفصیل عرق عشبہ مع قیمت و وزن بوتل خرد ڈیڑھ پاؤ (عہ) بوتل کلان تین پاؤ (لعہ) پٹاس ملا ہوا بوتل خرد ڈیڑھ پاؤ (ے) بوتل کلان تین پاؤ (لعہ) اور علاوہ اس قیمت کے خریدار بیرونجات سے خرچہ بکس و بندکرائی بوتل خرد کیواسطے (۶) بوتل کلان کیواسطے (۸) اور لیا جائیگا المشتہر پکالن کمپنی

لکھنؤ کی چکن

اشیاء ذیل اس کارخانہ مین عمدہ اور کفایت سے طیار ہوتی ہین جو صاحب طلب فرماوین زر قیمت بذریعہ ڈاکخانہ چوک لکھنؤ روانہ فرماوین۔ فوراً تعمیل ارشاد ہوگی۔ اور جو خط جواب طلب بھیجین اوسکے ساتھ ٹکٹ ضرور عنایت ہو۔

فہرست اشیاے موسم گرما

نام جنس مع وضع وکام	طول	عرض	شرح قیمت	محصول
تھان کامدانی سنہری بوٹہ دار نہایت عمدہ	۱۰ گز	۱۴ گرہ	[illegible]	۸
تھان کامدانی سنہری صرف بوٹہ دار	”	”	[illegible]	۸
تھان چکن بیلدار ہر قسم کے بیل بوٹے کے نہایت نفیس	”	”	[illegible]	۸
تھان چکن صرف بوٹہ دار ہر وضع کے	”	”	[illegible]	۸
تھان خرچتی ساخت لکھنؤ نہایت باریک	”	”	[illegible]	۴
ساری چکن زنانہ ومردانہ بیل بوٹہ دار	۵ و ۶ گز	۹ گرہ	[illegible]	۸
پائجامہ چکن مردانہ کلان بیل بوٹہ دار	۳ گز	۱۳ گرہ	[illegible]	۴
پائجامہ چکن خرد مہری زنانہ ومردانہ	۲ گز	گھیری	[illegible]	۴
ڈوپٹہ چکن زنانہ ومردانہ بیل بوٹہ دار	۳ گز	۲۴ گرہ	[illegible]	۴
رومال چکن بیل بوٹہ دار عرض طول برابر	۲۲ و ۲۰ گرہ	[illegible]	[illegible]	۸
عبا چکن یعنی جبہ خاص برائے لباس اہل علم	۲۸ گرہ	[illegible]	[illegible]	۸
کرتہ چکن بیل بوٹہ دار سلے ہوئے طیار	۱۴ گرہ	۲ گز	۱۲	۴
کلاہ چوگوشیہ چکن عمری ونپندہ بیبی وغیرہ	۹ گرہ	۱۰ گرہ	[illegible]	۴
کلاہ عرقچین جدید رئیسون کے قابل	۱۰ گرہ	۱ گرہ	[illegible]	۸
ایضاً سوزنی فلیتہ دار	”	”	۱۲	۴

فہرست اشیاے موسم سرما و دیگر متفرقات

نام جنس مع وضع وکام	طول	عرض	شرح قیمت	محصول
فردضائی مین سلمہ جالدار و بوٹہ دار عمدہ	۲ و ۲ گز	۲۶ گرہ	[illegible]	۸
لحاف مین سلمہ و ماکین صرف بوٹہ دار نہایت خوشرنگ	۳ گز	۲ گز	[illegible]	۱۲
پلنگپوش جھاڑی دار جالدار نہایت عمدہ	۲ گز	۲ گز	[illegible]	۱۲
چھینٹ ساخت لکھنؤ انگرکھون کیواسطے	۴ گز	۱۰ گرہ	[illegible]	۸
کلاہ زربفت وکمخواب بیلدار نہایت نفیس	۲ گز	۱ گرہ	[illegible]	۴
کلاہ فیلالین وچھینٹ ومخمل وغیرہ	”	”	۱۲	۴
کلاہ عرقچین سوزنی مع کارکلابتون رئیسون کے قابل	۱۰ گرہ	۱ گرہ	[illegible]	۴
گولیان تمباکو خوردنی مشک آمیز نہایت خوشبودار جنپر ورق نقرہ چسپان ہے فی روپیہ			۲ تولہ	۴
بغیر ورق کے نہایت معطر اور سستی فی روپیہ			۳ تولہ	۴

المشتہر محمد عبدالرحمن چکن فروش۔ چوک۔ لکھنؤ پارچہ والی گلی۔

دفتر پیام یار کی معرفت بھی نقد روپیہ بھیجنے سے تعمیل ہوسکتی ہے

PAYAM-I-YAR

پیام یار

نمبر ۷ بابت ماہ جولائی سنہ ۱۸۹۵ عیسوی جلد ۳

نالۂ بلبلِ شیدا تو سنا ہنس ہنس کر

اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار

لکھنؤ چوک

مطبع منشی محمد علی حسین واقع لکھنؤ گوگنج میں چھپا

مصرع طرح پیام یار

نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

جناب منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی استاد حضور نواب صاحب بہادر رامپور

کیا مین ای پردہ نشین قتل کا خواہان ہوتا
شرم آتی تجھے خنجر بھی جو عریان ہوتا

رونیوالا کوئی ہوتا تو کچھ آنسو پچھتے
ابر ہی آ کے مری خاک پہ گریان ہوتا

داغ ہی دینے کو لیتا کہین لیتا تو سہی
کوئی بے جسم ہی دل کا مرے خواہان ہوتا

ہلکے زخمون نے مزہ کچھ نہ دیا خوب ہوا
مفت ان اوچھون کا شرمندۂ احسان ہوتا

لطف تھا دست درازی کا یہ آدست جنون
بڑھ کے دامن سے ہم آغوش گریبان ہوتا

درد اک تھا دل بیمار کا غمخوار قدیم
اب یہ صورت ہے کہ وہ بھی نہین پرسان ہوتا

رہ گئی ہائے یہ حسرت کہ نگاہین نہ ملین
ورنہ جو دل مین ہے آنکھون سے نمایان ہوتا

ایسے ہنگامے بہت دیکھے ہین اس کوچے مین
حشر کیا فتنہ تھا جس سے مین پریشان ہوتا

کہہ اٹھا اسلیے منصور انا الحق کہ وہ شوخ
خون ناحق سے پس قتل پشیمان ہوتا

ایک ارمان نکلتا ہی تو سو آتے ہین
دل عجب گھر ہے کہ ہرگز نہین ویران ہوتا

پی کے مے حضرت واعظ مرے دشمن بنے ہین
تیرے کہنے سے نہ پیتا تو پشیمان ہوتا

جب وہی حور نہین خلد مین تو داور حشر
جھونک دیتا مجھے دوزخ مین تو احسان ہوتا

کیا مزہ دیتی ہے رہ رہ کے کھٹک اسکی امیر
دل کے بدلے کبھی مرے سینے مین پیکان ہوتا

جناب محمد احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

وہی آتے کہ تڑپ کر نہین بیجان ہوتا
اور کیا اسکے سوا اے شب ہجران ہوتا

دل سے لطف خلش عشق نہین ملتا ہے
میرے پہلو مین ترے تیر کا پیکان ہوتا

مرنیوالے مرض الموت جسے کہتے ہین
وہی کمبخت مرے درد کا درمان ہوتا

یار کی وعدہ خلافی سے ہمارا دل بھی
ٹوٹ ہی جاتا اگر وصل کا پیمان ہوتا

دل نے کھلنا ترے جوڑے کا نہ دیکھا ورنہ
یہ پریشان تو کچھ اور پریشان ہوتا

ای ستمگر شب وعدہ تجھے آنا تھا ضرور
پھر وہی تو وہی عاشق وہی سامان ہوتا

رخ شفاف سے پردہ ہی نہ اٹھا ابتک
آئینہ کسکا مرا دیدۂ حیران ہوتا

مرے مرنیکا شب غم مین تعجب ہے انھین
اتنی مشکل سے بھی یہ کام نہ آسان ہوتا

یاس نبتا کہ تمنا کہ تصور احسان نہ
عشق ہر رنگ سے دلمین مرے پنہان ہوتا

جناب شیخ فیض الدین صاحب آثر شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

دل تڑپتا کہ مری موت کا سامان ہوتا
کوئی کاہے کو شریک غم ہجران ہوتا

آگئے شرم وادب وصل کی شب مین ورنہ
منفعل صبح کو وہ بت مین پشیمان ہوتا

تری زلفون کا تصور تری کاکل کا خیال
آگئے آنکھونمین مری خواب پریشان ہوتا

ای آثر خوب ہوا زلف کے مضمون نہ لکھے
بے سبب اور بھی دل میرا پریشان ہوتا

جناب مرزا قاسم علی صاحب اخگر شاگرد جناب جولان مقیم حیدرآباد

جلوہ گر بام پہ گر وہ مہ کنعان ہوتا
کوئی ہجیدہ کوئی ششندر کوئی حیران ہوتا

پھر تو امید مری خوب برآئی ہوتی
گر مرے ہاتھ مین اُس شوخ کا دامان ہوتا

جلوہ گر بزم مین اک رات جو ہوتا وہ کبھی
مین بھی پروانۂ شمع رخ جانان ہوتا

جناب محمد احسان اللہ صاحب احسان برادر جناب منعم شاگرد جناب بیدل

آپ کو چاہیے اے حضرت زاہد جنت
یان تو رندون کے لیے کوچۂ جانان ہوتا

یون تو آنے کو اجل آیگی اک روز ضرور
آج کل ہجر مین آجاتی تو احسان ہوتا

جناب منشی محمد علاؤ الدین صاحب اختر از مقام شکوہ آباد

تم چمن مین نہ گئے خوب کیا خوب ہوا
نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

چہچہے گلشن مدحت مین سنا تا سبکو
ہمصفیری مین مری کاش جو حسان ہوتا

جناب محمود حسین صاحب افسر شاگرد جناب حسرت لکھنوی مقیم بڑودہ

سوے گلشن جو کبھی جوش جنون مین جاتا
نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

تیر اپیکان جگر دوز جو رہجاتا کبھی
آرزو مند نہ یون یہ دل نالان ہوتا

جناب مولوی سید محمد خیرات علی صاحب احقر نگینوری شاگرد جناب بیدل

غیر کی کرتا نہ منت مین جو خط کو لیکر
ای تصور تو روان جانب جانان ہوتا

جناب منشی واحد علی صاحب بسمل کاکوروی شاگرد جناب امیر لکھنوی

کیون گلۂ تیغ کا کیون شکوۂ پیکان ہوتا | دل ہی کمبخت اگر قابل مہمان ہوتا

نجد کی راہ نہ پاتی کبھی تو اے لیلی | نالۂ قیس نہ گر خضر بیابان ہوتا

حسرتین دل مین کھٹکتی ہین تو مین کہتا ہون | اسجگہہ کاش ترے تیر کا پیکان ہوتا

حسن کرتا نہ اگر بردہ فروشی منظور | کاروان کا نہ گذر جانب کنعان ہوتا

تیر پہلو سے نکلتا ہے بچکر یہہات | کیون نکلتا جو مرے دل کا یہ ارمان ہوتا

لاکھہ واعظ نے دیا دم اوسے سودا تو نہ تھا | تیرا عاشق جو کسی حور کا خواہان ہوتا

جلوہ پردے سے دکھاتا نہ اگر بیٹھہ کے تو | نہ تو کافر کوئی ہوتا نہ مسلمان ہوتا

عام آوازۂ رحمت جو نہوتا اوسکا | حشر مین کون گنہ گار کا پرسان ہوتا

پوچھتا بات اگر خنجر قاتل بسمل | میت کے سر کیون ملک الموت کا احسان ہوتا

جناب مولوی فیض الحسن صاحب بیزار بجنوری ابن جناب سوا از بلاسیوہور

کاش تربت پہ مری آکے وہ گریان ہوتا | خاک ہی مین کہین ٹھنڈا دل سوزان ہوتا

آنکھہ سے آنکھہ ہی لڑتی نہ سہی تیغ و تبر | کچھہ تو مقتل مین مرے قتل کا سامان ہوتا

دھجیان اوڑتین اور اک تار نہ باقی رہتا | دامن یار اگر حشر کا دامان ہوتا

جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب بیتاب شاہجہانپوری شاگرد جناب صدیق

حسرتین دل کی نکلتین جو سر دم بیتاب | ہاتھہ مین سید مختار کا دامان ہوتا

جناب ڈاکٹر جستو میان صاحب تمنا سورتی

خواب مین جلوۂ جانان جو نمایان ہوتا | صبح کی طرح نہ مین چاک گریبان ہوتا

رونق افروز اگر وہ مہ تابان ہوتا | شمع سان بزم مین دل کا ہیکو گریان ہوتا

جناب منشی لالہ سری نواس صاحب تمیز مقیم کوٹھی چلاسینی

ہای غضب وہ شب عشرت مین بھی ہاتے تھین | ہاتھہ ہٹا لو کہ مرا دل ہے پریشان ہوتا

جناب محمد رضا علی صاحب جوہر خلف سید حاجی محمد حاتم علی صاحب متوطن فتحپور

آتش ہجر سے جلتا ہون نہین بزم مین وصل | خوب ہوتا مین اگر شمع شبستان ہوتا

جناب مولوی حافظ سید نذر الرحمن صاحب حفیظ عظیم آبادی

لطف تب چاندنی کا آمنہ تابان ہوتا ۔ | آج کی رات اگر تو مرا مہمان ہوتا
عشق تیرا نہ اگر زلفِ پریشان ہوتا | قصد تیرا نہ کبھی سوے بیابان ہوتا
تیرا جانا جو سوے گورِ غریبان ہوتا | مُردے جی اوٹھتے ابھی حشر کا سامان ہوتا
یہ فلک وہ ہای کہ برسون ہی رولاتا مجھکو | ایکدن خواب مین بھی گر کبھی خندان ہوتا

جناب منشی ولایت حسین صاحب حقیر دولوی شاگرد جناب فائز بنارسی

زعفران زار ہے یہ زرد دوپٹہ قاتل | کیون ہمارا دہن زخم نہ خندان ہوتا
وہ دوپٹہ سے چھپاتے نہ کبھی سر اپنا | دل اگر حلقۂ گیسو مین نہ پنہان ہوتا
دو نو عالم تو طرفدار تمھارے ٹھہرے | پھر بھلا کس سے کوئی داد کا خواہان ہوتا
یاد آتی جو شبِ تار مین وہ زلفِ رسا | تیرا آشفتہ حقیر اور پریشان ہوتا

جناب امام الدینخانصاحب حیران ہریانوی ملازم ریاست بھاولپور

کوے جانان کو جو بہہ جاتا مرا جسم نزار | مجھپہ احسان ترا اے دیدۂ گریان ہوتا

جناب مرزا جان صاحب حبیب فرخ آبادی از ستنہ

آپ ٹھکراتے اگر مہندی سے لگے پاؤن سے | سنگ ہم مرتبۂ لعلِ بدخشان ہوتا
کبھی کرتے نہ محبت بتِ کافر سے حبیب | آہ قابو مین جو اپنا دلِ نادان ہوتا

جناب قاضی اللہ رکھا صاحب حفیظ از میرد وال ضلع سیالکوٹ

مر گیا پر نہ بجھی پر نہ بجھی سینہ کی آگ | ہاے مدفن تو مرا کوچۂ جانان ہوتا

جناب صاحبزادہ محمد مرتضی خانصاحب خرد شاگرد جناب جلال لکھنوی

خلشین ہوتین مگر کوئی نہ ارمان ہوتا | کاش اس دل کی جگہہ سینہ مین پیکان ہوتا
سامنے تیرے جو وہ ناصحِ نادان ہوتا | ابھی تو میری طرح چاک گریبان ہوتا
جو عیادت ہی کو آتا وہ مرا رشکِ مسیح | اس اجل کا تو مرے سر پہ نہ احسان ہوتا
فاتحہ پڑھنے کو آتا جو کوئی فتنۂ حشر | اک تزلزل ساتہ گورِ غریبان ہوتا
منہ کو آنچل سے چھپاتے جو تم اگر شبِ وصل | جلوۂ حسن چراغِ تہ دامان ہوتا
اونکو ہوتا یہ گمان جھوم کے ابر آیا ہے | جمع فرقت مین جو دودِ دلِ سوزان ہوتا

ہات کہنا وہ کسی سرو کا گلشن میں خرد
مرتضٰے خان بھی مرے ساتھ خرامان ہوتا

جناب حکیم میر وزیر علی صاحب خرد تالگرامی طبیب شفاخانہ شاگرد جناب

کاش ہوتا جو اثر تجھ میں کچھ اے جذبۂ دل
وہ پریزاد خود آکر مرا مہمان ہوتا

یاس و حسرت کے سوا اور شبِ فرقت میں
اے خرد کون تھا جو حال کا پرسان ہوتا

جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

گر مرے ہاتھ تری بزم کا سامان ہوتا
میزبان میں کبھی ہوتا کبھی مہمان ہوتا

عشق تاثیر جو کرتا تو نہ پنہان ہوتا
رنج میرا ترے چہرے سے نمایان ہوتا

دین و دنیا کے مزے جب تھے کہ دو دل ہوتے
ایک میں کفر اگر ایک میں ایمان ہوتا

دل کو آسودہ جو دیکھا تو انھیں ضد آئی
اس سے بہتر تو یہی تھا کہ پریشان ہوتا

خلد میں بند رہی عیش کی سامان بیکار
لطف جب تھا کہ یہ مجموعہ پریشان ہوتا

بے نیازی جو ہوئی میری تمنا سے ہوئی
مجھکو ارمان جو نہوتا تجھے ارمان ہوتا

عشق کچھ کھیل نہیں اے دلِ آرام طلب
سیکھنا تھا تجھے وہ کام جو آسان ہوتا

حشر کے روز تجھے پاس عدالت ہوگا
بخش دیتا جو ہیں جرم تو احسان ہوتا

ہم پڑھے لیتے ہیں کلمہ بتِ کافر تیرے
تو نے دیکھا ہی نہیں کوئی مسلمان ہوتا

اے فلک آج یہیں گھنگھور گھٹا چھائی ہے
دامن ابر بھی میرا ہی گریبان ہوتا

کون مدت سی ہے عادت مجھے تنہائی کی
پاس فردوس کے سنسان بیابان ہوتا

ہوگئی بار گران بندہ نوازی تیری
تو نہ کرتا اگر احسان تو احسان ہوتا

داغ کو تمنے محبت میں بہت سمجھایا
وہ کہا مان نہ لیتا اگر انسان ہوتا

جناب حکیم سید باقر علی صاحب دیوانہ خلف حکیم سید جعفر علی صاحب آنارضی متوطن جی در

فصل گل میں مرا کیون چاک گریبان ہوتا
گر مرے ہاتھ میں اس شوخ کا دامان ہوتا

شورشین کرتی ہیں سینے میں قیامت برپا
مرحبا دل کو مرے جو نہیں نالان ہوتا

کرتے فرقت کا گلا ہم نہ ستم کا شکوہ
غیر سے بھی جو یہ شیوہ ترا جانان ہوتا

میں وہ دیوانہ ہوں عاجز ہے زمانہ مجھسے
قیس ہوتا تو مجھے دیکھ کے حیران ہوتا

جناب محمد اسمٰعیل صاحب ذبیح از چھپرا موسلہ

وہ پری رو مرے گھر آ کے جو مہمان ہوتا
غیرتِ خلدِ برین خانۂ ویران ہوتا

نغمۂ بلبلِ شیدا نہ خوش آتا اونکو ؎
گر ذبیحِ جگر افگار غزلخوان ہوتا

جناب قاضی نظام الدین صاحب ذہین بٹالوی ؎

یادِ دندان نبی مین جو مین گریان ہوتا
پھر تو ہر اشک مرا گوہرِ غلطان ہوتا

جناب محمد اکبر خانصاحب رہبر از قصبہ زبدابن ضلع متھرا ؎

کشتۂ ناز کی میت پہ وہ آتا جو کبھی ؎
نگہِ یاس مری دیکھ کے گریان ہوتا

جوہرِ تیغِ ستم چشمِ تماشا بنتے ؎
رقصِ بسمل جو سرِ گنجِ شہیدان ہوتا

جناب سید علی حسین صاحب ضیا سابق پوسٹماسٹر ہریانہ حال مقیم جالندہر

اے فلک کاش مین خاکِ درِ جانان ہوتا
پائمالی کے تو قابل یہ پرارمان ہوتا

آہ کرتا شبِ فرقت مین جو مہجور ترا ؎
کانپتا چرخ برین عرش بھی لرزان ہوتا

جناب مولوی عظیم اللہ صاحب رغمی سیدپوری شاگرد جناب ناسخ مرحوم

ہاتھ مہندی سے ترا غیرتِ مرجان ہوتا
پانون مین رنگ حنا خونِ شہیدان ہوتا

داغِ الفت جو مرے سینے مین پنہان ہوتا
خانۂ تن کو چراغِ تہِ دامان ہوتا ؎

ہاتھ مین تیرے اگر خنجرِ بران ہوتا
عید قربان کا سمان آج مری جان ہوتا

خاک مین ہجر مین جاتا پئے گلگشت چمن ؎
نکہتِ گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

جناب محمد عبد الرزاق صاحب راجی از ہنسور ؎

لختِ دل آنکھ سے بہہ جاتے ہین خون ہو ہو کر
ورنہ سینہ بھی مرا گنجِ شہیدان ہوتا

حسنِ خالق کو بھی پیارا ہی سمجھ اے زاہد
چاہتا تو بھی حسینوں کو جو مسلمان ہوتا ؎

جناب راجے اجودھیا پرشاد صاحب زیبا تلمیذ جناب احسان شاہجہانپوری

اے غمِ یار جو تو آ کے نہ مہمان ہوتا
یہ مرا خانۂ دل اور بھی ویران ہوتا

اسی حیلے سے اجل آئی تو آئی لیکن ؎
قتل کر کے مجھے قاتل نہ پشیمان ہوتا

یہ تمنا ہی کہ ہم آئنہ داری کرتے ؎
گوری صورت پہ ادا سے کوئی نازان ہوتا

اور سب صدمے رقابت کے ہین منظور مگر ۔۔۔ غیر کم بخت ترے در کا نہ دربان ہوتا
مجھکو کچھ عذر نتھا دشت نوردی مین مگر ۔۔۔ بوے گیسو کی طرح کون پریشان ہوتا
چھوٹتے بعد فنا کاش نہ میرے احباب ۔۔۔ قبر پر مجمع یاس و غم و حرمان ہوتا
نام تک شکوہ دوری کا نہ آتا لب پر ۔۔۔ میرے کہنے مین جو زیبا دل نالان ہوتا

جناب بانکے لال صاحب زار بدایونی از چھاتہ شاگرد جناب نیاز خیر آبادی

چھیڑ خوبان سے نہ کرتا دل ناشاد اگر ۔۔۔ نہ یہ حیران نہ پشیمان نہ پریشان ہوتا
شوخی چشم فسون ساز نہ رہنے دیتی ۔۔۔ وہ کبھی شرم کے پردے مین جو پنہان ہوتا
دل پر سوز کو پامال نہ کرتے جو حضور ۔۔۔ الف پا مین کبھی چھالا نہ نمایان ہوتا

جناب مولوی محمد عبد المجید صاحب سوختہ گڈہ ملتیسری

بے ترے سیر کو گلشن کی مین جاتا کیونکر ۔۔۔ نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا
جان دینی تھی نہ یون چوک گیا قیس حزین ۔۔۔ خاک ہوتا بھی تو خاک در جانان ہوتا

جناب سید توکل حسین صاحب سحاب زمیندار شکوہ آباد شاگرد جناب طلسم

چاندنی رات مین گر وصل کا سامان ہوتا ۔۔۔ ہاے کس شوق سے مین یار پہ قربان ہوتا
حسرتین اس دل شیدا کی نکلتین کیا کیا ۔۔۔ ایک دن یار مرے گھر مین جو مہمان ہوتا

جناب محمد سعید خانصاحب سعید مراد آبادی مقیم ترودہ شاگرد جناب فدا

دیکھ لیتا تری صورت اگر اسے آیینہ رو ۔۔۔ صورت آیینہ کبھی دادھی حیران ہوتا
حسرت دل تو نکلتی مری اوسوقت جب ۔۔۔ حلق پر میری ترا خنجر بُران ہوتا

جناب رکن الدین صاحب سلیمان شاگرد جناب احسان گمنپوری

اپنے قابو ہی مین جو یہ دل نادان ہوتا ۔۔۔ تو نہ اغماض تمھین اتنا مری جان ہوتا

جناب سید محمد باقر صاحب شوق ابن سید قاسم علی صاحب رئیس قصبہ کھڑ

کیا مسیحا سے مجھے کام تھا اے شوخ اگر ۔۔۔ تیرے ہاتھون کسے مرے درد کا درمان ہوتا
پھر رقیبون سے گلا تھا نہ بتون سے شکوہ ۔۔۔ رو سیہ تیرا کہین اے شب ہجران ہوتا
خیر گذری جو نکالے گئے بت کعبہ سے ۔۔۔ ورنہ پھر دیکھتے ہم کون مسلمان ہوتا

دل بہلتا تو کہاں سیر چمن سے اے شوق — نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

جناب منشی احمد علی صاحب شوق مالک اخبار آزاد لکھنؤ شاگرد جناب اسیر مرحوم

ہاتھ سے کرتا کسی بت پر اگر ایمان ہوتا — آج حسرت ہے کہ میں کاش مسلمان ہوتا

اسقدر دل سے ہیں بیچین کہ دیدے ہیں مفت — کوئی بھولے سے جو جنت کا خواہان ہوتا

اے جنون مجھ سے قسم لے کہ بہت مفلس ہون — کیا کفن کے لیے رکھتا جو گریبان ہوتا

آپ جاتے تو شہید ونپہ قیامت آتی — گنج آباد تھا بیفائدہ ویران ہوتا

پیشتر غیر سے مین قتل ہوا خوب ہوا — دیکھتا کون کہ وہ سر بہ گریبان ہوتا

اے جنون حشر کی گرمی نے قیامت کردی — سر پہ اس دھوپ مین رکھ لیتی جو دامان ہوتا

غم سے شوق جو ملتا وہ تو مرجاتے ہم — یہی ہوتا یہی ہوتا یہی ہان ہان ہوتا

جناب محمد امیر الحق صاحب شمیم ساکن ضلع دہلی ملازم بھوپال از گڈھی اسنایلی

گر چمن مین بھی خیال رخ جانان ہوتا — نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

باد گلشن مین اگر قامت جانان ہوتا — نخل ماتم مجھے ہر سرو گلستان ہوتا

آستین سے نکل آتے جو مرے دست جنون — چاک دم بھر مین قیامت کا گریبان ہوتا

جان سینے سے چلی ہمرہ پیکان یار — کاش دل مین مرے کچھ اور بھی ارمان ہوتا

جناب سید کاظم حسین صاحب شیفتہ ساکن کنتور از اطراف لکھنؤ مقیم حیدرآباد

گیسوون سے جو نمایان رخ تابان ہوتا — مہر غیرت سے چراغ تہ دامان ہوتا

سیر گلزار مین آتا جو خیال کاکل — نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

جوش وحشت کی اگر دست درازی ہوتی — پھر تو دامن نظر آتا نہ گریبان ہوتا

سیکڑون قول ہین کچھ یاد ہی او عہد شکن — بھول کر ایک تو پورا کبھی پیمان ہوتا

جناب منشی شیخ حسین صاحب شائق ساکن احمد نگر مقیم بھوساول

بزم مین گر وہ اولٹتے رخ روشن سے نقاب — کوئی بیدل کوئی مجنون کوئی حیران ہوتا

جناب مولوی عبد الحق صاحب صفار امپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

طور پر جلوہ نما جو در رخ جانان ہوتا — قابل دید اگر عاشق حیران ہوتا

سامنے میرے یہ رخصت کا نہ سامان ہوتا — کاش پہلے ترے جانے سے مین بیجان ہوتا

گھر مین اپنے جو کسی رات وہ مہمان ہوتا — جان تک دیتے اگر ناز سے خواہان ہوتا

شوق ہوتا نہ اگر یار کو آرائش کا — آئینہ کاہے کو میرا دلِ حیران ہوتا

اوج پہ ہوتا اگر تیرے مقدر اے دل — آئینہ دارِ شہ کلب علیخان ہوتا

بیخودی ہمکو اگر آپ مین آنے دیتی — ہم وہی ہوتے وہی وصل کا سامان ہوتا

دل کو حسرت کے نکلنے کی جو ہوتی امید — جان کو تن سے نکلنے کا نہ ارمان ہوتا

نامہ بر تو بھی تو سنتا کبھی اسکی آواز — اُسکے کوچے مین جو میرا دلِ نالان ہوتا

میری تصویر سے کہتا ہی شرارت سے وہ شوخ — بول اوٹھتی جو ترے دل مین کچھ ارمان ہوتا

آنکھ اوٹھ جاتی جو محشر مین مری قاتل کی — کوئی بسمل کوئی کشتہ کوئی بیجان ہوتا

اپنے کشتے سے یہ کہتا ہے وہ سفاکِ جہان — تیر کیون دل مین ٹھہرتے جو پُر ارمان ہوتا

جان نکلیگی مرے تن سے تو کس حسرت سے — ہاے اسوقت مرے سامنے جانان ہوتا

ای صفا جان مرے تن سے جدا ہو جاتی — پھر جدا تجھسے نہ ہرگز غمِ جانان ہوتا

جناب مولوی قاضی محمد صدیق اللہ صاحب صدیق متوطن جودھپور

غیر کے کہنے سے گر قتل نہ کرتے مجھکو — آپ کا آپ کے بندے پہ یہ احسان ہوتا

جناب سید عباس حسین صاحب طلسم شاگرد جناب منیر مرحوم

کاش قابو مین ہمارا دلِ نادان ہوتا — دامِ گیسو مین نہ پھنستا نہ پریشان ہوتا

عید قربان ہے وہ غیرون کے گلے ملتے ہین — تجھ سے ملتے تو دل و جان سے مین قربان ہوتا

جناب منشی محمد عبد الباسط صاحب ظہیر مدراسی کلارک ریلوے سپرنٹنڈنٹ آفس بھساول

بزم مین وہ جو اوٹھاتا رخِ روشن سے نقاب — کوئی بیخود کوئی دم بھر ہی کا مہمان ہوتا

جناب کنور عنایت سنگھ صاحب عنایت رئیس و تعلقدار بریلی

نفع میرا تھا نہ کچھ آپ کا نقصان ہوتا — ایک بوسہ مجھے دیدیتے تو احسان ہوتا

لذتِ زخم فراموش نہ اک دم ہوتی — سینے مین جاے دل اُس تیر کا پیکان ہوتا

پارسا ہم بھی تری طرح سے بنتے اے شیخ — خلد مین حورون سے ملنے کا جو ارمان ہوتا

درد فرقت میں مرے رونے پہ ہنستے نہ کبھی	گر مزا عشق کا کچھ تمکو بھی ایجان ہوتا
قتلِ اغیار سے ہوتا ہے مجھے اور بھی رنج	میں تو جب خوش تھا مرے قتل کا سامان ہوتا
ای عنایت میں بہت شکرِ عنایت کرتا	میرے گھر جذبۂ دل سے جو وہ مہمان ہوتا

جناب محمد یحیی علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی نگینہ ضلع

کیوں کوئی حال مرا دیکھ کے خندان ہوتا	آپ ہی حال تہ اپنے جو میں گریان ہوتا
ہاے فرقت میں کوئی پوچھنے والا ہی نہیں	موت ہی پوچھتی ایسے میں تو احسان ہوتا
اللہ اللہ یہ نزاکت جو گلستان جاتے	نکہتِ گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

جناب منشی محمد حسن صاحب مجیب گورکھپوری

مصحفِ رخ پہ ترے کون نہ قربان ہوتا	بات ایسی تھی کہ کافر بھی مسلمان ہوتا
چاک کرکے وہ مرے دل کو لگے یوں کہنے	نظر آتا نہ جو آ میں کوئی ارمان ہوتا!
فیض استاد نے یہ لطف دکھایا ہے مجیب	ورنہ شاعر ہی میں ہوتا نہ غزلخوان ہوتا

جناب محمود حسن صاحب عقیل شاگرد جناب اوج لکھنوی ضلع

تو نہ گلشن میں اگر زیبِ گلستان ہوتا	نکہتِ گل سے دماغ اور پریشان ہوتا
خوب ہوتا جو مقدر سے یہ سامان ہوتا	تم چھری پھیرتے گردن پہ میں خندان ہوتا

جناب منشی ریاض علی صاحب عاشق از بھوپال ضلع

اپنی محفل میں بلاتا وہ اگر عاشق کو	دیکھ کر دل میں عدو خوب پشیمان ہوتا

جناب محمد خانصاحب غریب سہارنپوری اہلمد بستی صاحب سپرنٹنڈنٹ

داغِ دل لالہ و گل میں جو نمایان ہوتا	ہر شجر باغ میں اک سرو چراغان ہوتا
لے ترے باغ میں جاتا تو پشیمان ہوتا	نکہتِ گل سے دماغ اور پریشان ہوتا
اوسکو کیا کہیے جو خود جان کے انجان بنے	میں ہی سمجھاتا جو ناصح کوئی نادان ہوتا
ایجنون حوصلے کچھ کچھ تو نکلتے دل کے	دامنِ دشت جو پیوندِ گریبان ہوتا
لطف آشفتہ سری جب تھا کہ فصلِ گل میں	دامنِ گل کی طرح چاک گریبان ہوتا
روزِ محشر ہی کو سونا یا سحرِ وصل کو ہاے	تجھ سے کیا اور سلوک اے شبِ ہجران ہوتا

زندگی ہجر مین مشکل ہے مگر کیا کیجے
مرنا دشوار نہین تھا اگر آسان ہوتا

جناب سید ظل حسین صاحب فضا رئیس جلالی شاگرد جناب بقا لکھنوی

اپنے پہلو مین نہ مضطر دل نالان ہوتا
یا الٰہی کوئی اس درد کا درمان ہوتا

باغ مین ہوتی اگر یاد شمیم گیسو
نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

چار دن کے لیے گر آپ یہان آجاتے
کیسا آباد مرا خانۂ ویران ہوتا

اپنے جلاد کا جی بھر کے نظارہ کرتے
رک کے چلتی تو بڑا تیغ کا احسان ہوتا

رشک سی لوٹتا کیا کیا فلک انگار زمیں
ای قمر تو جو کسی شب مرا مہمان ہوتا

ای فضا کیفیت بادہ کشی تھی او سدم
ابر تر ہوتا وہ گل ہوتا گلستان ہوتا

جناب شیخ عبداللہ صاحب فصیح از چاندپور ضلع بجنور

دل کو میرے جو نہ عشق رخ جانان ہوتا
اسقدر وہ بت مغرور نہ نازان ہوتا

جاتا گر سیر چمن کے لیے وہ ماہ لقا
نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

کیا مزا ہوتا شب وصل جو ہنگام سحر
ہاتھ ہوتا مرا اور یار کا دامان ہوتا

جناب خلیفہ فیض بخش صاحب فیضی سردھنوی شاگرد جناب داغ دہلوی

قتل کرتا جو وہ قاتل مجھے اکبار تو مین
ای اجل کیون ترا شرمندۂ احسان ہوتا

دیر ہوتی تو مرا شوق شہادت فیضی
ابھی قاتل سے بہم دست و گریبان ہوتا

جناب منشی فدا حسین صاحب فدا خیرآبادی وارد حیدرآباد

یار جھوٹون جو مرے حال کا پرسان ہوتا
حشر مین سر نہ اٹھا سکتا وہ احسان ہوتا

وہ نہ آئے جو دم نزع یہان خوب ہوا
درد کچھ اور سوا ہوتا جو درمان ہوتا

دل تو پامال کیا آپ نے غصہ سے مرا
اور اسمین جو کوئی آپ کا ارمان ہوتا

جناب ہرگوبند صاحب فوق سررشتہ دار محکمۂ جنگل ریوان

جلوہ گر بام پہ گر وہ مہ تابان ہوتا
چاند اک اور تہِ چرخ نمایان ہوتا

وہ شہ حسن مرا تابع فرمان ہوتا
کچھ بھی تم مین جو اثر نالہ و افغان ہوتا

آپ کھلجایگا چھپ چھپ کے عدو سے ملنا
فعل بد ہمنے سنا ہی نہین پنہان ہوتا

کھینچکر تیغ ڈراتے تو بہو صاحب ہر روز	امتحان کبھی تو کسی دن سر میدان ہوتا

جناب فدا حسین صاحب فدا مختار کلکٹری ایٹہ سکٹیولی ؎

جان جاتی نہین پورا نہین ارمان ہوتا	آتی اسوقت مین اے موت تو احسان ہوتا

جناب محمد عبد القادر صاحب قادر اورنگ آبادی مقیم بھوپال شاگرد جناب مضطر

زیست کا ہوتا اگر کچھ بھی بھروسا قادر	چاک کیون صورت لالا اپنا گریبان ہوتا

جناب محمد شاہخانصاحب کاوش رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

سیر تھی کوئی حسین اور جو خواہان ہوتا	دل مرا چھپ کے کیا کیا وہ پشیمان ہوتا
اوس سے ملنے کا اگر دل کو نہ ارمان ہوتا	پھر نہ کمبخت مریجان کا خواہان ہوتا
کبھی رکھتا مین جگر مین کبھی دل مین اسکو	آکے پہلو مین ترا تیر جو مہمان ہوتا
منع ہرچند کیا دل کو نہ مانا اسنے	کاکلون سے نہ الجھتا نہ پریشان ہوتا
یا خدا سارے زمانے کی امیدین ہوتین	وصل جانان کا مگر دل مین نہ ارمان ہوتا
شکر ہے پاس ادب مجھکو رہا روز جزا	ورنہ کیا کیا وہ جفاؤن سے پشیمان ہوتا
حسن پرزاد کو دل تو نے دیا ہے کاوش	قدر کرتا وہ تری کچھ بھی جو انسان ہوتا

جناب پنڈت برج کشن صاحب کول کیفی دہلوی ؎

چاک کیا کرتے جو باقی نہ گریبان ہوتا	اشک کیا پونچھتے ثابت جو نہ دامان ہوتا
سانپ سا لوٹتا چھاتی پہ نہ میرے ہر دم	گر نہ سودائے خم گیسوئے پیچان ہوتا
کچھ تو ملتی مجھے اس زخم جگر کی لذت	اک تبسم سے جو قاتل نمک افشان ہوتا
مین ہی کیفی تھا لڑین خوب ہی آنکھین اُنسے	کیا مین آئینہ تھا جو دیکھ کے حیران ہوتا

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل عدالت فتح پور ؎

باغ مین گر نہ مرا رشک گلستان ہوتا	نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

جناب امیر محمد خانصاحب گرامی شاگرد جناب نامی لکھنوی ؎

کہین آجاتے اگر مصر کی بازار مین تم ؎	کھوٹے داموں کوئی یوسف کا نہ خواہان ہوتا
مجھکو لیجاتی جو صحرا کی طرف وحشت دل	پرزے ہر وادی پرخار کا دامان ہوتا

کعبۂ دل کو صنم خانہ بنایا اسنے — اس سے بہتر تھا گرامی نہ مسلمان ہوتا

جناب مولوی ممتاز احمد صاحب ممتاز رفیق نواب ذو الفقار علیخان رئیس سورت

بخت برگشتہ سے وہ موت کا سامان ہوتا — وعدۂ مرگ ترے وصل کا پیمان ہوتا

ہوگئی صبح مجھے کروٹین لیتے لیتے — اور کیا مجھپہ عذاب ای شب ہجران ہوتا

ایدل شیفتہ اب تو تجھے باور آیا — کون غمخوار ترا جز غم جانان ہوتا

موت بھی تو نہین آتی یہ بڑی مشکل ہے — ورنہ کیا ہجر مین مرنا بھی نہ آسان ہوتا

کیا زمانہ ہے ہنر کا نہین پرسان کوئی — اس سے تو بے ہنری جوہر انسان ہوتا

دردِ دل دردِ جگر دردِ محبت اوسکا — ہم تو جب جانتے ای ضبط کہ پنہان ہوتا

پنجۂ جوش جنون پھر نہ الجھتا کیا کیا — لطف ہوتا جو کوئی تار گریبان ہوتا

مار ڈالا خلش تیر مژہ نے مجھکو — اس سے تو میرے جگر مین کوئی پیکان ہوتا

باغ مین جاکے ہم ای جوش جنون کیا کرتے — نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

ہائے ممتاز نے مانا نہ ہمارا کہنا — دل لگاتا نہ بتون سے نہ پشیمان ہوتا

جناب حکیم میر احمد علی صاحب مسیحا حیدرآبادی شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

بر سرِ رحم جو وہ عیسی دوران ہوتا — نام کیون میرا مریض غم ہجران ہوتا

قتل ہوتا مہین یا ظلم سے باز آتے تم — فیصلہ میرا تمھارا سرِ میدان ہوتا

جاتے ہین حج کے لیے شیخ جی کعبہ کیطرف — سامنے آج کوئی دشمن ایمان ہوتا

پس مردن تھی کسے باغ جنان کی پروا — قبر ہوتی مری اور کوچۂ جانان ہوتا

یہ تمنا ہے سرِ خاک تڑپتا مین ادھر — اور ہنس ہنس کے ادھر وہ نمک افشان ہوتا

تمنے کیون آکے سرِ بام نہ گیسو کھولے — آج پھر مجمع عشاق پریشان ہوتا

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی مختار شکوہ آباد شاگرد جناب داغ

کاش گلزار مین وہ سرو خرامان ہوتا — اور مرے ہاتھ مین اس شوخ کا دامان ہوتا

ناصحا جلوۂ دیدار صنم ایسا ہے — ہوتے موسیٰ تو انھین دید کا ارمان ہوتا

خوف سے تیرے صنم اشکونکو روکا مینے — ورنہ اب تک تو بپا نوح کا طوفان ہوتا

ایک ترچھی سی نگہ پر ہی شہادت موقوف
آپ کہتے ہین عبث قتل کا سامان ہوتا

آتے دنیا مین ہین سامان قیامت کے نظر
جس گھڑی جوش پہ ہے دیدۂ گریان ہوتا

سیر گلشن کو نہ منظور گئے خوب ہوا
نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

جناب محمد مستجاب اللہ خانصاحب مقبول بلونوی ضلع علی گڈھ

یا الٰہی کبھی پورا مرا ارمان ہوتا
اپنے آغوش مین وہ رشک گلستان ہوتا

ہر روش ٹھوکرین گلزار مین کھاتے ملاکر
وہ اگر ناز سے دو گام خرامان ہوتا

وہ جو آغوش مین ہوتے تو تسلی ہوتی
دل کو حسرت نہ یہ ہوتی نہ یہ حرمان ہوتا

یہ تو ظاہر ہے کہ اک روز اجل آئیگی
ہان شب ہجر مین آتی تو کچھ احسان ہوتا

قصۂ شوق سنانے کو زبان بنجاتا
دہن زخم مین مقبول جو پیکان ہوتا

جناب کنج بہاری لال صاحب مسکین خلف لالہ لچھمن پرشاد صاحب متوطن قصبہ سدہور

رونق افروز جو لوائی شہ خوبان ہوتا
گھر مرا رشک دہ بزم سلیمان ہوتا

ہنسکے کہتا ہی وہ گل ہم جو چمن مین جاتے
نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

ضبط کرتا نہ شب ہجر اگر اشکون کو
دیدۂ تر سے عیان نوح کا طوفان ہوتا

چرخ سے حضرت عیسیٰ بھی اوتر آتے اگر
تو بھی ممکن نہ مرے درد کا درمان ہوتا

مبتلا درد و مصیبت مین نہوتا مسکین
میرے کہنے مین اگر یہ دل نادان ہوتا

جناب شیخ مظہر علی صاحب مظہر لکھنوی شاگرد جناب ہمت لکھنوی

آہ قابو مین جو اپنا دل نالان ہوتا
شمع رو شکل پہ تیری نہ مین قربان ہوتا

حسرتین دل کی نکلجاتین اگر روز وصال
کیسلیے آپ سے شاکی یہ پر ارمان ہوتا

ہنسکے فرماتے ہین کل کھائی ہی منہ کی تونے
آج پھر بوسہ کا تو مجھسے ہی خواہان ہوتا

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرتپوری ملازم فوجداری ضلع علیگڈہ

تم دم نزع جو آتے تو یہ احسان ہوتا
تھا جو مرنا مجھے دشوار وہ آسان ہوتا

دل نہ مائل جو سوے گیسوے پیچان ہوتا
حال ایسا نہ کبھی میرا پریشان ہوتا

بجھ گئی مجھ سی شب ہجر کی ظلمت کو سوت
میرے پہلو مین جو وہ شمع شبستان ہوتا

بھول کر بھی نہ قدم کوے بتامین رکھتا
میرے قابو مین جو میرا دل نادان ہوتا

جناب منشی سید سعد الدین صاحب محو جلیسری تلمیذ جناب داغ دہلوی

کبھی مہمان جو مرا وہ گل خندان ہوتا
رشک گلزار ارم خانۂ ویران ہوتا

بے ترے سیر چمن کو جو چلا بھی جاتا
نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

یا د رخسار مین والشمس کو پڑھتا ہر دم
حضرت محو جو مین حافظ قرآن ہوتا

جناب محمد عبد الواحد صاحب محزون ساکن تھانہ بھون محرر جوڈیشل کورٹ

رونق افزا جو کبھی وہ گل خندان ہوتا
رشک گلزار مرا کلبۂ احزان ہوتا

ہجر مین سیر چمن سے مجھے ہوتی وحشت
نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

جناب منشی لالہ پورن لال صاحب ممتاز شاگرد جناب احسان نگینوی

گر نہ سودائے رخ گیسوے جانان ہوتا
یون دل زار نہ حیران نہ پریشان ہوتا

اضطراب دل عاشق سے تو ہوتے واقف
عشق ہمکو بھی کسی سے جو مری جان ہوتا

حال ممتاز کا جھوٹون بھی نہ پوچھا تمنے
یہی انداز محبت کا ہے احسان ہوتا

جناب محمد اسحاق خانصاحب مائل از قصبہ بریلی

جلوہ فرما جو لب بام وہ جانان ہوتا
کوئی بیخود کوئی شستدر کوئی حیران ہوتا

جناب سورج بھان صاحب مضطر شاگرد جناب سید جی واحد علی صاحب تھانوی

یہی ہوتا جو گذر سوے گلستان ہوتا
نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

جناب حافظ محمد منظور الدین صاحب منظور مقیم ریاست بھوپال

آہ کی شعلہ فشانی تمھین کیا دکھلاؤن
ہان دکھا دیتا اگر حشر کا میدان ہوتا

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید شاگرد جناب منعم نگینوی

گر اثر آہ مین تیری دل نالان ہوتا
آج پہلو مین ترے وہ گل خندان ہوتا

خلق سے مہر و محبت کا چلن اٹھ جاتا
تم سا بے مہر جو ہر ایک مری جان ہوتا

جناب عبد الغفار خانصاحب ناطق ساکن مئو قائم گنج ضلع فرخ آباد

پیش کش او سیکے کباب دل بریان ہوتا
غم دلدار کبھی آکے جو مہمان ہوتا

عرش اعظم کے فرشتون کی بھی اڑ جاتی نیند
کچھ اثر نالہ دل کا جو نمایان ہوتا

کس قیامت کی ہی پازیب کی جھنکار تری
شور محشر بھی جو سنتا تو پشیمان ہوتا

پوری ہوتی جو تمناے شہادت ناطق
سجدہ شکر تہ خنجر بران ہوتا

جناب محمد نظیر صاحب نظیر وکیل فتحپور

زاہد آتا جو ترا دل بھی کسی کافر پر
تو نہ یہ زہد نہ تقوے نہ یہ ایمان ہوتا

بزم مین آکے یکایک جو اٹھاتے وہ نقاب
کوئی بیخود کوئی ششدر کوئی حیران ہوتا

انگلیون کا نہیں مذکور گلے کٹ جاتے
جائے یوسف جو ہمارا مہ کنعان ہوتا

کاش کام آتی خجالت ہی دم حشر نظیر
ڈوبتی کشتی عصیان جو مین گریان ہوتا

جناب سکھدیو پرشاد صاحب نور انوپ شہری ماسٹر اسکول کھیری

درد الفت جو ترا ساتھ نہ ہوتا ظالم
کاروان دل کا مرے بے سر و سامان ہوتا

خار حسرت کا نہ سینے مین کھٹکتا میرے
گر ترا وصل مجھے اے گل خندان ہوتا

تپش دوری دلبر نہ جلاتی وزات
شعلہ عشق جو سینے مین نہ پنہان ہوتا

جناب محمد شفیع صاحب ناظم سب اورسیر مین پوری

ساتھ اپنے نہ اگر وہ گل خندان ہوتا
نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

دو گھڑی تو جو کہین اور ذرا ٹل جاتی
تیرا احسان بہت اے شب ہجران ہوتا

شیخ تو کیا ہین خدا کی بھی نہ سنتا ناظم
اپنے پہلو مین اگر وہ بت نادان ہوتا

جناب مولوی سید نوازش حسین صاحب نوازش مونگیری

عمر بھر دشت جنون سے نہ نکلتے باہر
یہ بیابان ترے دیوانون کا زندان ہوتا

ہائے کیون چھوڑا نوازش نے در پیر مغان
یان جو رہتا تو وہ کمبخت مسلمان ہوتا

جناب سید نظیر حسین صاحب نظیر خلف سید وزیر حسین صاحب جج رائے بریلی

لاکھون ارمان مرے دل کے نکلتے اے چرخ
ایک شب بھی جو مرے گھر مین وہ مہمان ہوتا

جناب میان ناصر خان صاحب ناصر بنگلوری شاگرد جناب میر فیض علی صاحب

تم نہ دریا مین اگر دست حنائی دھوتے
لہو پانی مین کہان پنجہ مرجان ہوتا

جناب قاضی محمد ولی الحق صاحب ولی ردولوی انسپکٹر سروی پارٹی چہارم

روز کرتے ہو نیا وصل کا وعدہ مجھ سے
کبھی پورا تو کوئی آپ کا پیمان ہوتا

آسمان خاک سیہ ہوتا زمین خاکستر
میرا نالہ جو ذرا بھی شرر افشان ہوتا

مین بنے وہ خاک اڑائی ہے بیابانونکی
دیکھتا قیس تو انگشت بدندان ہوتا

جناب قاضی وحید الحق صاحب وحید ردولوی خلف قاضی ظہور الحق صاحب

ہجر کی شب جو خیال رخ جانان ہوتا
داغ فرقت کا قمر بنکے درخشان ہوتا

جناب پنڈت مصر بہاری لال صاحب وفا شاگرد جناب احسان نگینوی

بھول کر بھی نہ کوئی نام محبت لیتا
بے وفا تمسا جو ہر ایک مری جان ہوتا

جناب محمد عبد الغفور صاحب یتیم ہیڈ ڈاکٹر جیل گونڈہ

بزم دلبر مین مین جاتا جو یہ سامان ہوتا
لخت دل ہاتھ مین اور چاک گریبان ہوتا

ہان تجھے چین جبھی اے دل نالان ہوتا
آکے مہمان جو ترا یار کا پیکان ہوتا

جناب محمد یوسف صاحب یوسف ولد شیخ قاسم صاحب سالدار پونہ

دیکھ لیتا جو کبھی حسن خداداد ترا [1]
صدقے سو بار ترے مہر درخشان ہوتا

جناب محمد عاشق صاحب یاس ایرانی ٹرا دکنٹر ملٹری کیمپ جالندھر [1]

ہم سکھاتے نہ اگر تجھکو یہ ناز و انداز [1]
کوئی بھی تیرا خریدار نہ ایجان ہوتا

جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

کون لیتا یہ بلا کون پریشان ہوتا
عشق گیسو مین وہ پھنستا کہ جو نادان ہوتا

بیخطا تیر لگاتا جو مجھے وہ ظالم [1]
زخم تن پر مرے انگشت بدندان ہوتا

ہجر مین دل کی لگی کو مری ہوتی تسکین
مہربان مجھپہ اگر دیدۂ گریان ہوتا [1]

جناب غلام عبد القادر صاحب اسیر میونسپل کمشنر ترنگر ڈہ شاگرد جناب نسیم

یاد مین اس کی مجھ خوبی کے جو گریان ہوتا
میرے اشکون سے بپا حلق مین طوفان ہوتا

عید کے دن وہ اگر گھر مرے لاتے تشریف
صدقے ہوتا مین کبھی اور کبھی قربان ہوتا

دیکھنے آتا اسیری مین جو وہ حور مجھے [1]
قصر فردوس برین خانۂ زندان ہوتا [1]

[1] غزلیات ذیل پرچہ مین موصول ہو سے بے ترتیب درج ہوئین [1]

اوس پریزاد سے ہو جاتا اگر وصل امیر
آج مین اپنے تصور مین سلیمان ہوتا

جناب منشی محمد کبیر صاحب تحصیل بنگلوری حال مقیم تریکڑہ

چاک ہاتھون سے مرے دامنِ عصیان ہوتا
کاش صحرائے جنون حشر کا میدان ہوتا

مرگ سے پہلے ہی ہم داخلِ جنت ہوتے
واعظو خلد اگر کوچۂ جانان ہوتا

چاہتا حشر کو بدلہ نہ مین اپنے خون کا
قتل کے بعد بھی قاتل جو پشیمان ہوتا

باندھتے زلف پریشان کے جو مضمون تحصیل
جمع ہرگز نہ کبھی آپ کا دیوان ہوتا

جناب محمد سعید صاحب تمنا آثیر و خوشتر مچھلی شہری از گورکھپور

گر نہ ہمراہ مرے وہ گلِ خندان ہوتا
نکہتِ گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

کاش وہ سیر ہی کرتے کبھی اسکی آکر
کثرتِ داغ سے سینہ جو گلستان ہوتا

جناب خواجہ عبدالصمد خانصاحب خواجہ جاگیردار پرگنہ ناہن تعلقہ اکولہ

سیج پھولون کی شبِ ہجر بچھائی لیکن
نکہتِ گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

ابروے یار سمجھکر نہ تڑپتا دمِ ذبح
دستِ قاتل مین اگر خنجرِ بران ہوتا

جناب محمد الہ داد خانصاحب رنجور محرر پولیس چھاتہ ضلع متھرا

پیار سے آکے مرا حال کبھی پوچھتے گر
تو دل و جان سے مین اُس شوخ پہ قربان ہوتا

ہڈیان اپنی کھلاتا مین تجھے گھر لاکر
اے سگِ یار جو میرا کبھی مہمان ہوتا

ہاتھ رندون کے جو اے حضرتِ واعظ چلتے
پھر سلامت نہ یہ دامن نہ گریبان ہوتا

موت آئی ہوئی بالین سے مری پھر جاتی
آج رنجور جو وہ عیسیِ دوران ہوتا

جناب پنڈت جگموہن ناتھ صاحب شوق از اندور

فصلِ گل مین تجھے سودے کی جو شدت ہوتی
پھٹ کے دامن مرا ہوتا نہ گریبان ہوتا

رنج و غم درد و الم جمع تھے دلمین میرے
کسطرح چین بھلا پھر شبِ ہجران ہوتا

جناب بالکرشن صاحب قمر خلف رادھے لال صاحب شاگرد جناب امیر لکھنوی

خانۂ دل مین ہوتی اگر اتنی وسعت
میہمان کون سے گھر مین غمِ جانان ہوتا

اپنی صورت سی مین اے چرخ ملاتا صورت
صاف داغون سے جو روے مہِ تابان ہوتا

کیا کہین محبوں کئے عشق نکرنا تھا ہمین — کام پہلے سے وہ کرتے کہ جو آسان ہوتا

جناب محمد فاضل صاحب صنم ساکن کمپ مؤضاع اندور ؎

نالۂ بلبل شوریدہ سے ہوتی وحشت — نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

جناب منشی عبدالغفور خانصاحب عاجز مدرس فارسی اسکول بھرتپور ؎

تو جو غیر دن سے مرے سامنے خندان ہوتا — حشر کو ہاتھ مرا تیرے گریبان ہوتا

جناب عزیز احمد صاحب عزیز از مقام شکوہ آباد

بے ترے سیر گلستان کو اگر مین جاتا — نکہت گل سے دماغ اور پریشان ہوتا

جناب سید شاہ فدا حسین صاحب فدا شاگرد جناب کیفی بہاری ؎

کل کا وعدہ تھا مگر یار کا احسان ہوتا — آج ہی سے جو مرے گھر مین وہ مہمان ہوتا

جناب محمود بیگ صاحب ممتاز ملازم کلب کوئٹہ ؎

نامہ بر تو جو مرے یار کی لا دیتا خبر ؎ — دل و جان سے مین ترا بندہ احسان ہوتا

جناب راج نرائن صاحب مطیر پسر رائے کشن صاحب تحصیلدار مہراجگنج

حالت نزع مین آجائے تو احسان ہوتا — زندگی کا کوئی دم اور بھی سامان ہوتا

جناب منشی خواجہ نظام الدین صاحب نظام لکھنوی ؎

وہ زلیخا کی طرح آپ پہ قربان ہوتا — اس زمانے مین اگر یوسف کنعان ہوتا

غزلیات غیر طرح

جناب کھڑک سنگھ صاحب حبیب رفیق جناب ملک سیالکوٹی ؎

کر کوئی مژدہ لائی ہے تو صبا ؎ — یون سنا کوئی دوسرا نہ سنے ؎

جناب سید محمد باقر صاحب شوق ابن سید قاسم علی صاحب رئیس قصبہ گڈھر

کشتۂ ناز کا تن بیجان ؎ — اسطرح سے اٹھے صبا نہ سنے ؎

دعوی حسن چھوڑ دے یوسف ؎ — ای صنم تیرا گر فسانہ سنے ؎

ایک جان اور مصیبتین بیحد ؎ — کیا سنے میری کوئی کیا نہ سنے

جناب حافظ رحیم بخش صاحب افگر شاگرد جناب بسمل خیرآبادی

آجائین سرِ شام وہ خود ہی مرے گھر آج — دکھلا دے تو اے آہ مجھے اپنا اثر آج
بے وجہ نہیں آتی ہیں یون ہچکیان پیہم — اے دل مجھے ہان یاد کیا اُسنے مگر آج
بیتاب ہوے جاتے ہو کیون حضرتِ جگر — آجائینگے وہ شام تلک آپکے گھر آج

جناب شیخ فدا حسین صاحب فدا از گوکھی چلاسنی

فدائے زلف ہون ہی کیا تعجب — اوگے سنبل جو مرقد کی زمین سے

جناب منشی محمد قادر علی صاحب قادر از کانپور

مہمان کوئی دم کا ہے بیمارِ محبت — تمنے اوسے اے عیسیٔ دوران نہین دیکھا
رہتا ہی یہان ایک نہ اک بت کا تصور — وہ گھر ہے یہ دل جسکو کہ ویران نہین دیکھا
کہتا ہون جو کچھ اوسنے تو یہ کہتے ہین ہنسکر — بے صبر کوئی تمسا بھی انسان نہین دیکھا
دیجاتے ہین چل ایک نہ اک آپ ہمیشہ — دمباز کوئی تمسا مری جان نہین دیکھا
خون حسرتین ہوتی رہین یان دل کی ہمیشہ — پورا کبھی ہوتا کوئی ارمان نہین دیکھا

جناب مولوی محمد عبد الحی صاحب بیخود بدایونی وکیل شاہجہانپور

کیا خیال رخ گلگون دلِ پر غم مین رہا — کبھی جنت کو سناہی کہ جہنم مین رہا
راہ پر ناصح مشفق کو لگا لو رندو — یہ بھی کچھ بات ہے ہمسا نہ رہا اور ہم مین نہ رہا
وہی سوزِ تپِ فرقت وہی بیتابی دل — ہمتو جنت مین رہے تو بھی جہنم مین رہا
کاکل آشفتہ ہے منہ سرخ ہے آنکھین مخمور — کہیے تو رات کو کس خاطر برہم مین رہا
ہین وہ غم دوست کہ جب ہمکو کوئی غم نہ رہا — اب کوئی غم نہ رہا ہمکو اسی غم مین رہا
ہمسے منظور ہے پردہ تو بتِ پردہ نشین — کیون تصور بھی ترا دیدۂ پرنم مین رہا
بعد مردن بھی مجھے غم سے رہائی نہوئی — اب یہ ماتم ہی کہ وہ کیون مرے ماتم مین رہا
غیر کے سوگ مین بیٹھے ہو تو کھل کر بیٹھو — کوئی پہلو تو مسرت کا بھی ماتم مین رہا
راحت و رنج دو عالم کی خبر کیا بیخود — یہ بھی معلوم نہین کون سے عالم مین رہا

اطلاع

پرچہ پہونچتے ہی فوراً اس طرح مین (سایے کی طرح مین پسِ دیوار ہی رہا) غزلیات بھیجنا چاہیے اور طرح ذیل مین ۲۰ اگست تک ورنہ درج ہونے سے رہجائینگی
مین بھی ایسا او نہین چھیڑون کہ بہت یاد کرین ۔ یاد قافیہ

ایک تندرستی ہزار نعمت ! ! !

بیمار و اکوڑی کے داموں آب حیات بکتا ہے۔ تعریف کی ضرورت نہیں ؎ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔ یرقان۔ بدہضمی۔ وجع مفاصل۔ باگٹھیا۔ جگر مردارہ۔ یعنے۔ پتہ گردے۔ بخار۔ خفقان۔ دمہ۔ سرخ بادا۔ امراض جزری۔ یعنے جلدیدن سے متعلق فساد خون۔ ہر طرح کے ورم۔ غم بادا۔ درد سر۔ قبض و دوران سر۔ درد سینہ۔ و اطراف و پشت اعضا شکنی۔ بواسیر۔ و نیز ہر قسم کی صفرادی بیماریوں کے حق میں ایک ایسی دوا کہ جس سے اکثر کامیابی ہوئی اور بہت ہی کم خطا کرتی ہے۔ بہ نہایت سستی گولیاں بنام ہیٹو پلس ہیں۔ فی بکس ۸

لیومکسچر - ہر قسم کی تپ۔ ولرزہ باری۔ اور روزانہ تپوں کی یقینی اور سریع التاثیر دوا فی بوتل عہ

ٹانک اور مٹی فیوج کرم شکم باری۔ اور روزانہ تپون۔ بدہضمی وغیرہ کا یقینی علاج بچوں کے بخار اور لرزہ کو پورے پورے طور پر کھو دینے والا معدہ۔ امعا کمزوری۔ بدہضمی۔ درد سر وغیرہ اور بواسیر کے بہت سے مریض اس مرکب سے اچھے ہوگئے ہیں۔ قیمت فی بوتل عہ

کارمیٹو بلسام - بچوں کا ہیضہ۔ موسم گرمی کا عارضہ۔ قولنج۔ تشنج۔ کھٹی ڈکارین بیماری و کمزوری کا درد سر۔ سوزش دل۔ اور معدے کے تمام فتور۔ کھانے کے بعد جی متلانا۔ بھوک۔ بھینی۔ نیند نہ آنا۔ پیٹ میں قراقر۔ اور بہت سی مہلک بیاریاں۔ اور اطفال کو ان کارات کو ڈرنا اور دوسرے مہلک عوارض کے دور کرنے میں یہ دوا بے خطا ثابت ہوئی ہے۔ قیمت فی بوتل عہ

اسکیٹو ٹکیٹ - ہر طرح کی کھانسی۔ خون تھوکنا۔ کو کر کھانسی۔ خنازیر اندرونی تپ دق سل ذرمن۔ ورم۔ سش۔ پھیپھڑا۔ چھاتی کا درد۔ ضیق النفس۔ پھیپھڑے۔ و سینہ کی ہر قسم کی بیماری علاوہ اونکے اعصاب اور ہڈیون۔ اور جوڑوں کے درد اور مزمن دردوں کو بھی باقی نہیں رکھتا فی بوتل عہ

لیمنٹ اکونٹر ریڈیٹ - (یعنے عرق مالش) ہر طرح کی سوج۔ چوٹ۔ جراحت۔ خناق۔ اعصاب۔ اور ہڈیون کا درد۔ فالج۔ درد اعضا۔ جوڑون کا بھاری پڑ جانا۔ رسولیان۔ وجع مفاصل۔ نقرس۔ اور ہر طرح کی بیماریاں جو اعصاب اور جوڑون سے متعلق ہیں۔ اور مہلک ہیں۔ مالش کے لیے یہ دوا بڑی سریع الاثر ہے۔ قیمت فی بوتل ۸

الٹرٹیو - یہ دوا تمام جسم کو نئی زندگی بخشتی ہے۔ اور جسم میں کسی قسم کا فتور ہو اور کسی سبب سے خواہ وہ زخموں کی قسم سے ہو۔ یا اندرونی عوارض کے سبب سے باقی نہیں رکھتی۔ اسکی تعریف تجربے سے متعلق ہے۔ قیمت فی بوتل عہ

ہیر ٹانک - گنج بالوں کا گرنا۔ چھوٹا ہونا۔ کم ہونا۔ غرضکہ جس مرد و عورت کو بڑے ملائم۔ مہین۔ خوشرنگ۔ مشک فام۔ کالے اور چمکیلے بال درکار ہوں ہیر ٹانک استعمال کرے قیمت فی بوتل عہ

مندرجہ ذیل ایجنٹوں سے یہ ادویہ مل سکتی ہیں۔

بکالن کمپنی لکھنؤ۔ امین آباد۔

ریے کمپنی لکھنؤ۔ امین آباد۔

فاربس کمپنی لکھنؤ۔ امین آباد۔ تھوک فروش۔ ایجنٹ کالیچرن چکرتی ۱۱۲ نیو مارکیٹ کلکتہ ؎

پینگ بیب یہ نہایت عمدہ اور مفید ناول انگریزی سے لکھنؤ کی بامحاورہ زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے اسکے خیالات قابل قدر ہیں قیمت ۵ مع محصول المشتہر عاشق حسین عاشق لکھنؤ محمود نگر ؎

پیام یار

نمبر ۸ بابت ماہ اگست ۱۸۹۵ء جلد ۳

نالۂ بلبلِ شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار

لکھنؤ چوک

مطبع منشی محمد علی حسین واقع گولہ گنج لکھنؤ میں طبع ہوا

مصرع طرح پیام یار

سایے کی طرح مین پس دیوار ہی رہا

جناب حافظ محمد ابرار عالم صاحب ابرار فتحپوری شاگرد جناب تسیر فرخ آبادی

روضے کے گرد و پیش لب عمر بسر ہوئی
سایے کی طرح مین پس دیوار ہی رہا

پھونچا دیا مدینے سے کچھ منہ نہین مجھے
پیری مین بھی یہ چرخ دل آزار ہی رہا

مداح سب ہوے ہین زیارت سے فیضیاب
مشتاق آجتک تو یہ ابرار ہی رہا

جناب احسان علی خان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

ہر دل مین درد عشق دل آزار ہی رہا
یہ پھول جس چمن مین کھلا خار ہی رہا

زلف سیہ سے دل کو سروکار ہی رہا
کمبخت آفتون مین گرفتار ہی رہا

روز جزا کہیگا ہماری سی کسطرح
وہ دل کہ جو بتون کا طرفدار ہی رہا

خونخواریان غضب ہین خدنگ نگاہ کی
سینے مین غرق تا لب سوفار ہی رہا

اک جلوے مین ہزار غش آیا کیے مگر
پھر بھی مین اونکا طالب دیدار ہی رہا

چھالون کے گل مٹے تو بڑھے دلمین داغ عشق
گلشن مرا اجڑکے بھی گلزار ہی رہا

وہ ایکدل مرا جو بنا خوگر الم
یہ ایک غم ترا جو دل آزار ہی رہا

ایسے ستم بھی یاد رہینگے تمام عمر
آئے وہ اور وصل سے انکار ہی رہا

احسان سیکڑون خلش دلپسند کے
پہلو مین ناوک نگہ یار ہی رہا

احسان ایکدن جو وہ آئے قرار سے
پھر کیا تھا روز مجمع اغیار ہی رہا

جناب شیخ فیض الدین صاحب اختر شاہجہانپوری شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

قاتل کو میرے ملنے سے انکار ہی رہا
تیغ فراق سے مین دل افگار ہی رہا

صحت کی فکر لاکھ مسیحا نے کی مگر
تیرا مریض عشق تو بیمار ہی رہا

بازار حسن مین رہی اکثر مجھے تلاش
یہ دل کسی صنم کا خریدار ہی رہا

آنکھون مین اسطرح ہوئی عشق کا سرور
بیخود رہی کچھ ہوا نہ کچھ ہشیار ہی رہا

دنیا و دین کا ایک بھی مجھسے ہوا نہ کام — اوس بُت سے دل لگا کے مین بیکار ہی رہا
تیرے سوا ہوا نہ کسیکو کوئی عزیز — یوسف کا حُسن رونقِ بازار ہی رہا
یہ آرزو کہ جلوہ کسی کا ادھر بھی ہو — ہیں نگاہ روزنِ دیوار ہی رہا

جناب مرزا قاسم علی بیگ صاحب اخگر شاگرد جناب جلال از حیدرآباد دکن

دل زلف مین بتون کے گرفتار ہی رہا — قیدِ کمندِ طرۂ طرار ہی رہا
چھوٹا دلِ حزین نہ کبھی بندِ زلف سے — اس دام مین یہ مُرغ گرفتار ہی رہا
ہر وقت انتظار مین اُس رشکِ مہر کے — سایے کی طرح مین پسِ دیوار ہی رہا
کُنجِ قفس مین بھی ہمین صیاد ہر گھڑی — داغِ جگر نمونۂ گلزار ہی رہا
وہ رند مے پرست ہون ہنگامِ نزع بھی — مُنہ میرا سوے خانۂ خمار ہی رہا
اقرارِ وصل کرکے نہ آئے تمام شب — اخگر تمھاری یاد مین بیدار ہی رہا

جناب منشی محمد علاؤالدینخانصاحب اختر شکوہ آبادی شاگرد جناب رسا

جلوہ دکھایا تمنے کہ بیخود کیا مجھے — مثلِ کلیم طالبِ دیدار ہی رہا
کیونکر ادا ہو شکر کہ تا عمر مشغلہ — نعتِ نبیِّ احمدِ مختار ہی رہا
واللیل شب کو پڑھتا ہی اور دن کو والضحی — اختر کو ذکرِ زلف و رُخِ یار ہی رہا

جناب سردار علی صاحب اختر منصرم طب حیوانات لاہور

ہر دم خیالِ گیسوے دلدار ہی رہا — قیدِ بلا مین ہاے گرفتار ہی رہا
نکلا نہ ایک دم ترے کوچے سے اے پری — سایے کی طرح مین پسِ دیوار ہی رہا
اختر یہ اپنی قسمتِ بد کی ہین گردشین — جس سے لگائی آنکھ وہ بیزار ہی رہا

جناب شیخ احمد حسین صاحب احمد محرر انگریزی چیرکھاری

کاہیدہ جسکے غم مین ہوا گھلکے مثلِ کاہ — افسوس اُسکی چشم مین مین خار ہی رہا

جناب شیو رتن سنگہ صاحب الماس ساکن پاتور شیخ بابو شاگرد جناب خواجہ

ایسا پھنسا کہ پھر کبھی چھوٹا نہ عمر بھر — گیسو مین دل ہمارا گرفتار ہی رہا

جناب اولاد حسین صاحب اولاد محرر شیخ محمد نظیر صاحب وکیل فتحپور

…ت مین کچھ نہ مجھ سے آزار ہی رہا — جبتک ہوا نہ وصل مین بیمار ہی رہا

…لیجناب مہاراج یوراج بیر بر راجہ ہرکشن سنگہ صاحب بہادر بیدار والی ریاست کشن کوٹ

…فل مین تیری مجمع اغیار ہی رہا — دور اس بہشت سے یہ گنہگار ہی رہا
…نیا دکے ستم کا اک افسانہ رہ گیا — بلبل رہی نہ موسم گلزار ہی رہا
…اشق کا حال پوچھہ نہ بازار حسن مین — دل بیچکر بھی تیرا خریدار ہی رہا
…چھوڑا نہ بیکسون کو ستایا ہزار حیف — پیری مین بھی یہ چرخ ستمگار ہی رہا
الفت مین میرے دل کی حقیقت نپوچھیے — کمبخت نامراد سدا خوار ہی رہا
…مرنے پہ بھی کھلی ہی رہی چشم انتظار — بیدار بعد مرگ بھی بیدار ہی رہا

جناب سید عبدالودود صاحب بسمل وکیل در بھنگہ

تا مرگ عشق ابروِ خمدار ہی رہا — یہ ہیچ گلے کا مرے ہار ہی رہا
…کاندھے بدلتے آئے ہین احباب قبر تک — مرکر بھی دوستون پہ گرانبار ہی رہا
…نالہ گیا فلک پہ بھی عرش برین پہ بھی — کوچے مین یار کے پس دیوار ہی رہا
دیکھا تمھاری چال کو لڑوا کے حشر سے — بڑہ کر وہان بھی فتنۂ رفتار ہی رہا
…تا کاہی دل نے آنکھونکو ابرو کے عشق مین — کعبے مین بھی پھونکنے یہ میخوار ہی رہا
…پیتا کبھی جگر کو کبھی دل کو ردیا مین — تا عمر دوستون کا عزادار ہی رہا
شمع مزار بنکے جلا میری قبر پر — مرنے پہ بھی یہ داغ نمودار ہی رہا

جناب حضرت سید شاہ حاجی اولاد علی صاحب بقا بہاری

پھر کل کی طرح مجمع اغیار ہی رہا — قول وقرار آپ کا بیکار ہی رہا
خالی رہا نہ زینت پہلو سے دل کبھی — معشوق اک نہ ایک طرحدار ہی رہا
عالم کسی کے حسن کا مخبوط کر گیا — سرشار ہی رہا نہ مین ہشیار ہی رہا

جناب عبدالشکور خانصاحب برق داروغۂ صفائی شہر اجمیر

اپنی وفا پہ ناز ہو کسطرح مجھے — سو بیوفائیون پہ وفادار ہی رہا
اک تم کہ خون کرکے ہمارا مکر گئے — اک ہم کہ جرم عشق پہ اقرار ہی رہا

جو بات وان ہوئی ہمین معلوم ہو گئی — سینہ ہمارا مخزن اسرار ہی رہا
ای برق کوئی دم نہ میسر ہوئی خوشی — مین اک نہ ایک غم مین گرفتار ہی رہا

جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب بیتاب متوطن ضلع شاہجہانپور شاگرد جناب ناصر

پوچھا نہ اوسنے حال کبھی حال زار دل — گو زندگی سے اپنی مین بیزار ہی رہا
اک دن جھجک نہ کیا اوسنے مجکو قتل — کھینچے ہوے وہ ہاتھ مین تلوار ہی رہا
بیتاب کیا ہو خوف اسے روز حشر کا — حُب رسول کا جو طلبگار ہی رہا

جناب فقیر محمد یوسف خان صاحب آتش متوطن جاجمئو شاگرد جناب ذوق مرحوم

پھندے مین زلف کے مین گرفتار ہی رہا — مار سیہ گلے کا مرے ہار ہی رہا
اس دل کے سو علاج کیے تو نے چارہ گر — پر یہ حریص لذت آزار ہی رہا
ہر چند میری شکل سے نفرت رہی اونھین — لیکن مین اونکا طالب دیدار ہی رہا
دونون جہان سے کھو دیا آتش کو عشق نے — کافر رہا بتو نہ یہ دیندار ہی رہا

جناب منشی سری نواس صاحب متین زمیندار چیلا سنی

دل مبتلاے گیسوے خم دار ہی رہا — یہ اک نہ اک بلا مین گرفتار ہی رہا
ایفاے وعدہ خوب کیا آپ نے متین — محشر مین دیکھا جائیگا اقرار ہی رہا

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

مانا نہ عشق کو طالب دیدار ہی رہا — مو سے لے تو چپ ہوے تجھسے اصرار ہی رہا
کرتے ہین آہ یا یہ دل زار ہی رہا — یا دور آسمان دل آزار ہی رہا
تنہا بہشت مین بھی نرکھا گیا قدم — یارون کے واسطے پس دیوار ہی رہا
اوٹھا نہ وہ حجاب قیامت بھی ہو گئی — ای یار ہمسے وعدہ دیدار ہی رہا
بندہ تھا مین خدا کا نکیرین سے کہ گیا — اس بت کی بندگی کا بھی اقرار ہی رہا
آنکھین مزار مین بھی اوسیطرح وا رہین — مر بھی گیا تو منتظر یار ہی رہا
اللہ نے بھی بخش دیے جرم روز حشر — عاشق مگر بتون کا گنہ گار ہی رہا
اوڑ بھاگے ہمصفیر قفس توڑ توڑ کر — مین ناتوان بلا مین گرفتار ہی رہا

فرہاد و قیس تک تھے ہمارے بھی دل لوٹے — اب وہ ہمین ہے نہ کوئی یار ہی رہا

ہاتھ ایک دل پر ایک جگر پر رہا تو شے — کچھ بھی کیا نہ خلق مین بیکار ہی رہا

ٹھوکر سے غیر گنبدِ مدفن گرا گر اٹھ — چلیے یہی مہی مین سبکبار ہی رہا

دل اوسکے آگے آپ تڑپ کر نکل پڑا اٹھ — مجکو سوالِ وصل سے انکار ہی رہا

تاثیر دیدنی ہوئی ان آنکھون کے عشق کی — اچھا بھی ہو کے صورتِ بیمار ہی رہا

جھپکی پلک نہ وصل کی شب شوقِ دید مین — سویا کیا وہ شوخ مین بیدار ہی رہا

بس بس جفائین کر چکے لو مٹ گیا جلال — اب وہ وفا رہی نہ وفادار ہی رہا

جناب نواب محمد مرزا خان صاحب حشمت عرف منجھو صاحب لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

تجھ سے نگہ ملا کے گنہگار ہی رہا — آئینہ اس سبب سے سرِ دار ہی رہا

آنکھون کو دیکھ کر مری میت کی بولے وہ — مر جانے پر بھی طالبِ دیدار ہی رہا

پابندِ عشق کوئی کوئی ہے اسیرِ حسن — دونون مین اک نہ ایک گرفتار ہی رہا

اوس پر لگا دی غیر کی تصویر یار نے — آنکھون کی اوٹ روزنِ دیوار ہی رہا

آتا ہی میرے پاس مسیحا کبھی کبھی — اچھا ہوا ہمیشہ مین بیمار ہی رہا

مجھ سے کسی کا رازِ محبت نہ چھپ سکا — مجبور دل سے آنکھ سے ناچار ہی رہا

مین باوفا سمجھتا تھا دل کو ہزار حیف — کمبخت بیوفا کا طرفدار ہی رہا

سرگوشیان رقیبون نے کیا کیا کین حشمت — تو مبتلائے طرۂ طرار ہی رہا

جناب مولوی حافظ سید نذر الرحمن صاحب حفیظ عظیم آبادی

زلفون مین اس پری کی گرفتار ہی رہا — مجھ سے ہمیشہ دل مرا بیزار ہی رہا

کس دن بلایا گھر مین بتا تو نے اے پری — سایے کی طرح مین پسِ دیوار ہی رہا

اک دن ہوا نہ وصل میسر ہزار حیف — ہم سے ہمیشہ آپ سے اقرار ہی رہا

غیرون کو بے طلب کبھی بلایا حضور نے — مجھ سے ہمیشہ وعدۂ اقرار ہی رہا

کیونکر کسی کی زلف مین دل پھنس گیا حفیظ — مین تو ہمیشہ عشق سے بیزار ہی رہا

جناب خواجہ محی الدین صاحب حسرت لکھنوی

دل ہو گیا شہید تمنا کے ساتھ ہی   اب نوحہ گر نہ کوئی عزادار ہی رہا
مدت ہوئی کہ مجکو فلک نے مٹا دیا   مین ہی رہا نہ میرا دل زار ہی رہا
دل بھی لہو کے ساتھ ہی آنکھو سے بہہ گیا   بیمار ہی رہا نہ تو آزار ہی رہا
بزم طرب کو دور فلک نے مٹا دیا   ساقی نہ میکدہ نہ تو میخوار ہی رہا

جناب مرزا جان صاحب حبیب فرخ آبادی شاگرد جناب نادر

بوسہ عطا ہوا لب شیرین کا غیر کو   محروم اے حضور نمکخوار ہی رہا
آئے بہت سے رنج و تردد چلے گئے   دل مین رہا تو ایک غم یار ہی رہا
قابو مین اوسنے کر لیے میرے دل و جگر   ہمدرد کوئی پاس نہ غمخوار ہی رہا
تا زندگی نہ ترک محبت بتون سے کی   افسوس تو حبیب گنہگار ہی رہا

جناب صاحبزادہ محمد مرتضی خانصاحب حزر رئیس رامپور شاگرد جناب جلال

ہمکو خیال ابروئے خمدار ہی رہا   چلتا گلے پہ خنجر خونخوار ہی رہا
اللہ رے تغافل صیاد عمر بھر   گیسو مین دل کسیکا گرفتار ہی رہا
کس رشک گل نے آکے یہ پہلو مین گھر کیا   داغون سے سینہ غیرت گلزار ہی رہا
غمزہ کرشمہ ناز لگاوٹ ادا سے یار   انمین سے اک نہ ایک دل آزار ہی رہا
تربت مین نامہ بر کا فرشتون پہ ہے گمان   اب تک وہ انتظار خط یار ہی رہا
چمکی کبھی وہ برق تجلی نہ بام پر   مین تو کلیم طالب دیدار ہی رہا
کوئی گیا نہ دیر و حرم کیطرف حرد   مسجود خلق سنگ در یار ہی رہا

جناب خواجہ عبد الصمد صاحب خواجہ جاگیردار پرگنہ ناہن تعلقہ اکولہ

کیا پوچھتے ہو حال دل بیقرار کا   زلف صنم مین پھنس گیے وہ ناچار ہی رہا

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

دل مبتلائے لذت آزار ہی رہا   مرنا فراق یار مین دشوار ہی رہا
ہر دم یہ شوق تھا اسے قربان کیجیے   مین وصل مین بھی جان سے بیزار ہی رہا
احسان عفو جرم سے وہ شرمسار ہون   بخشا گیا مین تو بھی گنہگار ہی رہا

ہوتی ہین ہر طرح سے مریض سداریان ◆ دشمن کے پاس بھی وہ مرا یا رہی رہا

اون پہلوون سے ٹال دیا کچھ نہ کہہ سکے ◆ ہرچند اونکو وصل کا اقرار ہی رہا

زاہد کی توبہ توبہ رہی گھونٹ گھونٹ پی ◆ سو بوتلین اوڑا کے بھی ہشیار ہی رہا

دیکھین ہزار رشک مسیحا کی صورتین ◆ اچھا رہا جو عشق کا بیمار ہی رہا

صدقے مین تمنے چھوڑ دیے ہین بہت اسیر ◆ مین بھی رہا ہوا کہ گرفتار ہی رہا

لذت وفا مین ہے نہ کسی کی جفا مین ہے ◆ دلدار ہی رہا نہ دل آزار ہی رہا

جلوے کے بعد وصل کی خواہش ضرور تھی ◆ وہ کیا رہا جو عاشق دیدار ہی رہا

کہتے ہین جل کے غیر محبت ہے داغ کی ◆ معشوق اسکے پاس وفادار ہی رہا

جناب حکیم سید باقر علی صاحب دیوانہ خلف حکیم سید جعفر علی صاحب راضی متوطن جہ...

فرصت ملی نہ دام محبت سے رات دن ◆ دل مبتلائے زلف و رخ یار ہی رہا

غیرون کے دل شگفتہ ہوے وصل یار سے ◆ افسردہ اک ہمارا دل زار ہی رہا

جناب نواب مہدی حسنخانصاحب فغت لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

شب بھر شب وصال وہ بیدار ہی رہا ◆ ہشیار اسکو کہتے ہین ہشیار ہی رہا

نرگس کی طرح چشم تمنا کھلی رہی ◆ بیمار تیرا مر کے بھی بیمار ہی رہا

کہتا ہی انتظار نہ آئیگا حشر تک ◆ وعدہ خلاف میرے کبس اقرار ہی رہا

دل بھی ہمارے ساتھ تڑپتا تھا ہجر مین ◆ آخر شریک حال یہ غمخوار ہی رہا

بدلا نہ آسمان نے نیلا کبھی لباس ◆ تا حشر میرے غم مین عزادار ہی رہا

گھر مین رہا رقیب مبارک ہو آپکو ◆ میری لحد پہ سایۂ دیوار ہی رہا

دل ہاتھ سے گیا تو پھنسا قید زلف مین ◆ یہ ہمسے چھوٹ کر بھی گرفتار ہی رہا

رفعت کسی مسیح سے اچھا نہو سکا ◆ کمبخت مرتے مرتے وہ بیمار ہی رہا

جناب محمد اکبر خانصاحب رہبر از قصبہ زبدابن ضلع متھرا

محو خیال گیسوے خمدار ہی رہا ◆ عاشق ترا بلا مین گرفتار ہی رہا

اچھا ہوا مریض محبت نہ اے مسیح ◆ چشم سیاہ یار کا بیمار ہی رہا

ہرگز نہ اختلاط رقیبون سے کم ہوا | اونکو خیالِ خاطرِ اغیار ہی رہا
اے صبحِ شامِ وصل یہ کیا تفرقہ پڑا | پہلو مین دل رہا نہ وہ دلدار ہی رہا
اس عشق کا برا ہو کہ رہبر سا ہوشیار | رسوا رہا ذلیل رہا خوار ہی رہا

جناب مولوی محمد عظیم اللہ صاحب عمی سیدپوری شاگرد جناب ناسخ مرحوم

میرے لیے ہمیشہ وہ غمخوار ہی رہا | دلبر مدام میرا دل آزار ہی رہا
اک بات جذبِ عشق زلیخا کی رہ گئی | یوسف رہا نہ مصر کا بازار ہی رہا
نرگس کیطرح مجکو نہ صحت ہوئی نصیب | مین عشقِ چشمِ یار مین بیمار ہی رہا
ساغر کی مے کی شیشہ کی حاجت نہین ہوئی | مین عشقِ چشمِ یار سے سرشار ہی رہا
میری نہ پیاس چشمۂ کوثر سے بجھ سکی | مین حشر مین بھی تشنۂ دیدار ہی رہا

جناب محمد الہ داد خانصاحب رنجور محرر پولس اسٹیشن چھاتہ

اچھا مریضِ عشق کو ہوتے نہین سنا | زندہ اگر رہا بھی تو بیمار ہی رہا
سینے مین وہ اغلے گل عشق ہین کھلے | یہ باغ تو خزان مین بھی گلزار ہی رہا
رنجور کس سے حالِ دلِ زار مین کہون | مونس رہا نہ کوئی نہ غمخوار ہی رہا

جناب محمد عبد الرزاق صاحب راجی ہیڈ مدرس مدرسہ تانڈور

دیر و حرم سے برہمن و شیخ کو ہی ربط | قبلہ ہمارا خانۂ خمار ہی رہا

جناب بھگوان سہاے صاحب روح ساکن قصبہ کوراول انگور رکھیو رہ

نکلین اگر وہ گھر سے تو دیکھون کسی لیے | سایے کی طرح مین پسِ دیوار ہی رہا

جناب بانکے لال صاحب زار بدایونی از چھاتہ شاگرد جناب نیاز خیرآبادی

تیغِ ستم سے اصلی دل افگار ہی رہا | دشمن مرا یہ چرخِ جفاکار ہی رہا
وعدہ جو تجھ کیا بھی تو تیور بدل لیے | اقرار سے عیان ترے انکار ہی رہا
گاہک نہ کوئی یوسفِ دل کا مرے ہوا | مجمع حسینون کا سرِ بازار ہی رہا
عیسےٰ بھی سر پٹک کے فلک پر چلے گئے | بیمار تیرے عشق کا بیمار ہی رہا
چھوٹے سے خواب مین بھی تسلی نہ دی کبھی | مضطر ہمیشہ آپ کا غمخوار ہی رہا

مرنے کے بعد بھی مین رہا مستِ بیخودی
آنکھون کے سامنے درِ خمّار ہی رہا

ہم لطفِ دید لوٹتے ہین نازار رات دن
موسیٰ ہمیشہ طالبِ دیدار ہی رہا

جناب خواجہ زور آور علیخانصاحب زور حیدرآبادی جاگیردار بھنڈارج

ہر چند تجھ سے یار تو بیزار ہی رہا
سایے کی طرح مین پسِ دیوار ہی رہا

جناب خواجہ محمد باقر صاحب شیدا لکھنوی

عشقِ بتان گلے کا مرے ہار ہی رہا
مین پاے بندِ حلقۂ زنار ہی رہا

دل ہی رہا نہ عشقِ دل آزار ہی رہا
نے جنس ہی رہی نہ خریدار ہی رہا

محشر بپا بھی ہو چکا گذرا بھی روزِ حشر
یان انتظارِ جلوۂ دیدار ہی رہا

چھٹکارا پا کے دل سے ملی درد سے نجات
جبتک رہا یہ درپئے آزار ہی رہا

آتی ہے دامِ زلف سے آوازِ مرغِ دل
الجھون ہا ہوے مین گرفتار ہی رہا

کوئی نہ کوئی خانۂ دل مین رہا مقیم
پیکان اگر نکل گیا سوفار ہی رہا

ہر چند سر اوٹھایا قیامت نے اوسنے بھی
فتنہ گری مین بڑھ کے قدِ یار ہی رہا

یان مٹ کے خاک بھی اسی حسرت مین ہو گئے
اوسکا غرورِ مانعِ رفتار ہی رہا

آئی نہ راستی پہ کبھی طبعِ کج نہاد
خنجر کو آپ دیکھ لین خمدار ہی رہا

ق

پہونچا بھی قصرِ یار تک اک دن تو بدنصیب
محروم دیدِ حسنِ رخِ یار ہی رہا

آنے دیا نہ سامنے آدابِ عشق نے
سایے کی طرح مین پسِ دیوار ہی رہا

آنکھین سجھائین اسنے تو ہر اک کی راہ مین
شیدا اسے ہر کسی کو مگر خار ہی رہا

جناب سید کاظم حسین صاحب شفتہ ساکن کنتور از اطراف لکھنو مقیم حیدر آباد

دل کو خیالِ کاکلِ خمدار ہی رہا
نادان تختِ بلا مین گرفتار ہی رہا

امیدوارِ جلوۂ دیدار ہی رہا
عیسیٰ کے اشتیاق مین بیمار ہی رہا

بوسہ ملا دہن کا نہ حاصل ہوا وصال
ہر بات مین وہ مائلِ تکرار ہی رہا

تھوکا لہو محبتِ لبہاے سُرخ مین
بس کا فراقِ یار مین آزار ہی رہا

اچھا ہوا جو موت نے جھگڑے مٹا دیے
دشمن رہا نہ اپنا کوئی یار ہی رہا

مجھہ میری التجا سے اُنھین ضد سی ہوگئی ۔ لب پر ہمیشہ وصل سے انکار ہی رہا
گذری ہای عمر حسن پرستی مین شیفتہ ۔ پہلو مین اک نہ ایک طرحدار ہی رہا

جناب بابو نند پرشاد صاحب شوق ہیڈ کلرک دیوان شاگرد جناب جنت

دل کو خیالِ ابروے خمدار ہی رہا ۔ ہر دم گلے پہ خنجر خونخوار ہی رہا
آنکھون سے انتظار کا صدمہ نہ اُٹھ سکا ۔ خواہان تمھارا ایک دلِ زار ہی رہا

جناب احسان اللہ صاحب مہکری شباب ساکن ہنسور ۂ

دم بھی نکل گیا مگر آنکھین کھلی رہین ۂ ۔ بعدِ فنا بھی طالبِ دیدار ہی رہا

جناب بینی مادھو لال صاحب شوخ از گورکھپور ۂ

مستِ شرابِ حسن تھا کوئی حسین مگر ۔ دل میرا چھین لینے کو ہشیار ہی رہا

جناب سید سردار الدین صاحب شور متوطن ضلع نلدرگ حال مقیم پاتور

عاشق کے سامنے کبھی آیا نہ وہ صنم ۂ ۔ موسےٰ کی طرح طالبِ دیدار ہی رہا

جناب مولوی محمد عبد الحق صاحب صفا رامپوری شاگرد جناب جلال

جب سے کیا ہے عشق گنہ گار ہی رہا ۔ مین بیگنہ سزا کا سزاوار ہی رہا
وحشت مین ہم نکل گئے گو کوے یار سے ۔ آنکھون کے نیچے سایہ دیوار ہی رہا
ہم تو کبھی کے راہِ محبت مین مٹ چکے ۔ دل ہو قوت مائلِ پندار ہی رہا
تدبیر کوئی بن نہ پڑی وصلِ یار کی ۔ تقدیر کے کرشمون سے ناچار ہی رہا
ہمنے تو سبکو چھوڑ دیا اوسکے واسطے ۔ اوسکو خیالِ خاطرِ اغیار ہی رہا
عاشق سے اپنے گھر مین وہ چھپتے ہی رہے ۔ رُخ اونکا سوے روزنِ دیوار ہی رہا
جنت کا خواستگار رہا حشر مین ایک ۔ عاشق تمھارا طالبِ دیدار ہی رہا
آنکھو مین اوس مسیح کے گھر کر لیا تھا ۔ نرگس کی طرح دل مرا بیمار ہی رہا
اللہ رے وفا مری مین کوے یار مین ۔ مر کر بھی زیرِ سایۂ دیوار ہی رہا

جناب سید خدا بخش صاحب صادق ساکن منگلسی ضلع فیض آباد

منت بھی کی قدم پہ گرا مین لاکھون دن ۔ اونکو ہمیشہ وصل سے انکار ہی رہا

جناب محمد فاضل صاحب ضیغم ساکن کمپ مہو ضلع اندور

دل سے کبھی گیا نہ کسی زلف کا خیال تو | مین اس بلا سے بار مین گرفتار ہی رہا

جناب نواب محمد سجاد علیخان عرف بنن صاحب ضبط تلمیذ جناب جلال

انکار اونکو دل سے تھا انکار ہی رہا | اقرار منہ سے آپکا اقرار ہی رہا
کیونکر مین کرتا خواہش دل اپنی آشکار | شب بھر وہان تو مجمع اغیار ہی رہا
ہمدم وہ اب نہ آئینگے رات آئی ہے بہت | یا دس نجیبہ یار سے اقرار ہی رہا
کیا ہمکو بھیجیے گا تپ ہجر کا علاج | یہ جان نثار آپ کا بیمار ہی رہا
واعظ نے گو مذمت صہبا بیان کی | لیکن مین وضعدار تھا میخوار ہی رہا
سن سنکے نالے انکا وہ غصہ سے پوچھنا | شب بھر یہ ضبط کیا پس دیوار ہی رہا

جناب منشی محمد ظہور عالم صاحب ظہور شاہجہانپوری شاگرد جناب جلیل

اونکو ہمارے قتل سے انکار ہی رہا | آسان اگرچہ کام تھا دشوار ہی رہا
وان وصل سے کبھی ہو گئے اغیار بہرہ ور | یان اشتیاق جلوۂ دیدار ہی رہا
بولے وہ ناز سے مری پہلو مین بیٹھ کر | کیا اب بھی میرا نام ستمگار ہی رہا
اغیار راہ عشق کی سختی نہ سہ سکے | ثابت قدم تمھارا وفادار ہی رہا
رخصت ہوئی فراق مین صبر و قرار و ہوش | بس اک شریک حال دل زار ہی رہا

جناب سید عاشق حسین صاحب عاشق لکھنوی شاگرد جناب زیبا

عشق فترہ سے دل مرا افگار ہی رہا | اہل نظر کی آنکھونمین مین خار ہی رہا
وعدہ کیا وہ جو نہ وفا عمر بھر ہوا | اقرار بھی حضور کا انکار ہی رہا
جنت مین بھی نہ خواب ہوا چین سے نصیب | مجھکو خیال یار دل آزار ہی رہا
کوئی اوٹھا سکا نہ مجھے کوے یار سے | سایے کی طرح مین پس دیوار ہی رہا
کثرت ہی داغ دل کی ضعیفی مین بھی رہی | سینہ مرا خزان مین بھی گلزار ہی رہا
زاہد کے دل مین کفر نے کرلی تھی کیا جگہ | تسبیح مین جو رشتۂ زنار ہی رہا
صاحب تو دل کو لیتے ہی کچھ اور ہو گئے | وعدے ہی وہ رہے نہ وہ اقرار ہی رہا

یوسف کا ذکر سُنکے وہ کہتے ہین طعن سے
وہ حُسن کیا جو رونقِ بازار ہی رہا

ہم چشم دل سے دیکھ چکے لاکھ بار انھین
موسےٰ کو شوقِ دیدۂ رخِ یار ہی رہا

اپنی غرض کے عاشق و معشوق رہ گئے
یوسف کوئی رہا نہ خریدار ہی رہا

عاشق غریب آپ کی حسرت مین مرمٹا
صاحب کو اونسے ملنے سے انکار ہی رہا

جناب منشی محمد حسن صاحب عجیب گورکھپوری

کیسا ہوا تھا وعدۂ دیدار حشر پر
آیا جو روزِ حشر تو انکار ہی رہا

معلوم کیون نہو تی مجھے آمدِ رقیب
سایے کی طرح مین پسِ دیوار ہی رہا

ہر چند رازِ عشق چھپایا مگر عجیب
رسوائے شہر و کوچہ و بازار ہی رہا

جناب محمد صادق علی صاحب عاصی کرسوی مدرس مدرسہ منگلسی

ہون وہ مریضِ عشق جو بیمار ہی رہا
ہر دم تپِ فراق کا آزار ہی رہا

جانان کے بام تک نہ رسائی کبھی ہوئی
سایے کی طرح مین پسِ دیوار ہی رہا

جناب محمد مبین صاحب علیم مچھلی شہری از گورکھپور

کیونکر تین ہزار پہ آئے نہ راہ پر
بوسے کے دینے مین انھین انکار ہی رہا

آنکھین کھلی ہوئی ہین مری بعدِ مرگ بھی
دیدار کا ترسے مجھے آزار ہی رہا

جناب محمد عزیز احمد صاحب عزیز از مقام شکوہ آباد

میرا قدم نہ جذبِ محبت سے اٹھ سکا
سایے کی طرح مین پسِ دیوار ہی رہا

جناب محمد خان صاحب غریب سہارنپوری اہلمد منتی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر

دل کو کسی کی چشم کا آزار ہی رہا
ایسی نظر لگی کہ یہ بیمار ہی رہا

جادو بھی اوسکی چشم کہ ملتے ہی اک نظر
پہلو مین جان رہی نہ دلِ زار ہی رہا

ابروے یار نے بھی کبھی اختیار کی
برہم نہ مجھ سے گیسوے خمدار ہی رہا

ثابت قدم وہ راہِ محبت مین تھا مجھے
الفت کا زیرِ تیغ بھی اقرار ہی رہا

مین مرمٹا تھا سبز خطون پر جو اے غریب
مرقد کا میرے سبزہ نمودار ہی رہا

جناب مولوی عبد الغنی صاحب غنی چودہوری امام مسجد چوبداران شاگرد جناب ناصح

ہم مست ناز ہو کے رسولِ خدا ہوئے ‏— بلبل تو محوِ جلوۂ گلزار ہی رہا

جناب بابو بسنت حسین صاحب نعیم ساکن موضع نگھی پتہ دیوراج شاگرد جناب عجیب

صبر و شکیب و تاب و توان سب نکل گئے — اک درد تھا کہ دل کا یہ غمخوار ہی رہا

جناب سید شاہ فدا حسین صاحب فدا بہاری پسر حاجی شاہ عطا حسین صاحب شاگرد کیفی

ہر دم فراقِ یار کا آزار ہی رہا — جینے سے تنگ موت سے بیزار ہی رہا

فریاد ان بتوں کی جو کی جا کے حشر میں — آگے خدا کے بھی میں گنہگار ہی رہا

کچھ بھی نہ رعب حسن نے کہنے دیا مجھے — میں پہروں محوِ جلوۂ دیدار ہی رہا

آیا کبھی نہ پاس ہمارے وہ حیلہ جو — بوسہ کا وعدۂ وصل کا اقرار ہی رہا

فرقت میں کچھ مزا ہی نہ کچھ ہے وصال میں — وہ دل ہی اب رہا نہ وہ آزار ہی رہا

کیا خوب عشق کا ہے سلوک عاشقوں کے ساتھ — جس نے کہ دل دیا وہ صدا خوار ہی رہا

جناب سید افضل حسین صاحب فخر لکھنوی ملازم جیلخانہ کوٹہ

میں کشتگانِ ناز میں سردار ہی رہا — سر بھی جدا ہوا تو سرِ دار ہی رہا

آنے کہا تھا رات کو آتا وہ خواب میں — پر سو گئے نصیب میں بیدار ہی رہا

دل بھی ملایا خاک میں ارمان کی طرح — پھر بھی خطاب آپ کا دلدار ہی رہا

اے فخر تا بزیست نہ حاصل ہوا وصال — سمجھے تھے جس کو سہل وہ دشوار ہی رہا

جناب شیخ فدا حسین صاحب فدا ساکن قصبہ سکیٹ ضلع ایٹہ

جائے قیام کوچۂ دلدار ہی رہا — سایے کی طرح میں پسِ دیوار ہی رہا

قاتل مری خطا تو نہیں ہے کہ وقت قتل — چلنے سے تیرا خنجر خونخوار ہی رہا

جناب رکن الدین صاحب فرق طالعلم سکاچ مشن اسکول سیالکوٹ

جھانکا نہ اس نے روزنِ دیوار سے کبھی — سایے کی طرح میں پسِ دیوار ہی رہا

جس نے تمہاری نرگسِ بیمار دیکھ لی — اچھا نہ وہ ہوا کبھی بیمار ہی رہا

جناب فدا حسین صاحب فدا خیرآبادی وارد حیدرآباد دکن

پھیرا کیا جا کے غیر نے میری طرف سے منہ — پر شکر ہے کہ یار مرا یار ہی رہا

جناب حکیم محمد ابراہیم صاحب قسیم شاگرد جناب کلیم بنگلوری ؒ

جو خاکپاے سید ابرار ہی رہا ۔ جنّت مین جانے کا وہ سزاوار ہی رہا

جناب محمد شاہخان صاحب کاوش رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

دل محوِ فکرِ یار دل آزار ہی رہا ۔ مین با وفا رہا وہ جفا کار ہی رہا

حلق اپنا ہمنے کاٹ لیا اپنے ہاتھ سے ۔ اونکو ہمارے قتل سے انکار ہی رہا

ارمان میرے یون بھی ملے خاک مین کہ دل ۔ مشتاقِ پائمالیِ رفتار ہی رہا

جب او ٹھے اوسکے کوچے سے اسنے بٹھا لیا ۔ ہرحال مین یہ درد مددگار ہی رہا

اوسوقت ہاے ہمکو قفس سے ملی نجات ۔ جب موسمِ بہار نہ گلزار ہی رہا

مرکر بھی حسرتون کا نہ کچھ کم ہوا ہجوم ۔ لاشہ ہمارا ہاے گرانبار ہی رہا

دل کھول کر نہ ہمسے ملے وصل مین بھی وہ ۔ شب بھر اونھین تصورِ اغیار ہی رہا

بسمل رہے تصورِ مژگانِ یار مین ۔ ہردم گلے پہ خنجرِ خونخوار ہی رہا

کاوش یہ اپنی بخت کی خوبی کہ لیکے دل ۔ ہر عہد مین وہ درپئے آزار ہی رہا

جناب کنور بھگوان سنگھ صاحب کنور رئیس بھٹوارہ شاگرد جناب نعیم فیروزآبادی

دل عاشقِ رخِ بتِ عیار ہی رہا ۔ مثلِ کلیم طالبِ دیدار ہی رہا

دین کھو چکا ہون عشق مین جسکے خدائی شان ۔ اُس بت کو میرے ملنے سے انکار ہی رہا

دیکھا نہ اوس پری نے کبھی آکے بام پر ۔ سایے کی طرح مین پسِ دیوار ہی رہا

دلدار جانکر جسے دل ہمنے دیدیا ۔ افسوس اے کنور وہ دل آزار ہی رہا

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل عدالت فتحپور ہسوہ

بلبل غریب ہجر مین کس کس کے جان دے ۔ غنچہ رہا نہ گل نہ وہ گلزار ہی رہا

جناب مولوی ممتاز احمد صاحب ممتاز تھانوی شاگرد جناب داغ دہلوی

پیکان کوئی رہا نہ کوئی خار ہی رہا ۔ کانٹا مرے جگر کا دلِ زار ہی رہا

بیدادگر کے ہاتھ سے تعزیر کے لیے ۔ تقصیرِ عشق کا مجھے اقرار ہی رہا

اب منہ ہی کیا رہا کہ کوئی شے طلب کرون ۔ ہر اک سوال پر تمھین انکار ہی رہا

درد جگر کبھی تو رہا درد دل کبھی
اچھا کیا تھا عشق کہ بیمار ہی رہا

کچھ عرض مدعا مین خطا وار دل بھی ہے
یا لائق سزا لب گفتار ہی رہا

سب کچھ علاج ہو چکے اونکے مریض کے
باقی رہا تو شربت دیدار ہی رہا

دل بھی عجب بلا ہی کہ زلف دراز مین
جھٹکے اوٹھا اوٹھا کے گرفتار ہی رہا

کانٹون پہ لوٹ لوٹ کے کاٹی تمام رات
بستر کا تار تار مجھے خار ہی رہا

کس بیوفا نے وعدہ کیا تھا کہ رات بھر
ممتاز انتظار مین بیدار ہی رہا

جناب محمد عبد الکریم صاحب مضطر میرٹھی اہلکار ڈاکخانہ سفری لاہور

عیسیٰ مرے علاج مین ناچار ہی رہا
بیمار چشم یار کا بیمار ہی رہا

دامن چھڑا کے وہ تو گھر اپنے چلے گئے
سایے کی طرح مین پس دیوار ہی رہا

کیا کیا کیے تھے آپ نے وعدے نباہ کے
لیکن نہ اب وہ قول نہ اقرار ہی رہا

تفتیش نہ میرے حال کی اب کیا ضرور ہے
جب آپکو نہ مجھسے سروکار ہی رہا

درپردہ کام کر گئی اپنا نگاہ شوق
گو اونکو منہ دکھانے مین انکار ہی رہا

ایسا یہ کسنے جام محبت پلا دیا؟
مضطر تمام عمر جو سرشار ہی رہا

جناب حکیم سید احمد علی صاحب مسیحا رئیس حیدرآباد شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

اے آسمان تونے توجہ نہ کی کبھی
ارمان بوسہ رخ دلدار ہی رہا

ہونے دیا رہا نہ کبھی قید عشق نے
طوق گران گلے کا مرے ہار ہی رہا

بکنے کو آئے سیکڑون یوسف سے ماہرو
کوچہ بتون کا مصر کا بازار ہی رہا

اوس بت کے عشق کا یہ اثر ہے کہ تاحیات
میرے گلے مین رشتہ زنار ہی رہا

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیر تھوری ملازم فوجداری ضلع علیگڈھ

اقرار وصل مین اگر انکار ہی رہا
ملنا ہمارا آپ سے بیکار ہی رہا

آنسو تھمے کبھی نہ تمھارے فراق مین
رونیکا میری آنکھون کو آزار ہی رہا

ہوتے ہین ایسے مونس و ہمدم جہان مین کم
غم مین بھی غم ہمارا تو غمخوار ہی رہا

اک روز بھی رہا نہ گناہون سے پاک مین
ہر وقت مین خدا کا گنہگار ہی رہا

جناب گنج بہاری لال صاحب تسکین خلف لالہ لچھمن پرشاد صاحب ساکن قصبہ سیوہارہ

افسون چشم یار کا بیمار ہی رہا	الفت کا حشر تک مجھے آزار ہی رہا
بیٹھا تو پھر نہ کوچۂ دلدار سے اٹھا	سایے کی طرح میں پس دیوار ہی رہا
کیا دل لگے کسی کا گلستاں میں باغباں	غنچہ رہا نہ گل نہ وہ گلزار ہی رہا
شکوہ ہی کیا عدو کا گلہ کیا رقیب کا	وہ شوخ بھی تو درپئے آزار ہی رہا
پورا ہوا کبھی نہ ترا وعدۂ وصال	ہر روز مجھ سے وصل کا اقرار ہی رہا
دنیا و آخرت کا کیا کچھ نہ انتظام	تسکین تمام عمر میں بیکار ہی رہا

جناب ملا مظفر حسین صاحب مظفر ساکن بھوپال

غیروں کے ساتھ آیا مری قبر پر وہ شوخ	مرنے کے بعد بھی وہ ستمگار ہی رہا
ممنون ہوں میں اسکا کہ فرقت میں یار کی	درد جگر ہمیشہ مرا یار ہی رہا

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی مختار شکوہ آباد شاگرد داغ

ہر وقت شوق جلوۂ دلدار ہی رہا	موسے کی طرح طالب دیدار ہی رہا
کیونکر کہوں کہ سوتے ہیں معشوق دلنواز	میرا تو گلعذار دل آزار ہی رہا
بیٹھا جو ضعف سے تو قدم پھر نہ اٹھ سکا	سایے کی طرح میں پس دیوار ہی رہا
پایا نہ چین ہمنے زمانے میں ایکدم	برخاست پر یہ چرخ ستمگار ہی رہا

جناب شیخ مظہر علی صاحب مظہر لکھنوی تلمیذ جناب ہمت لکھنوی

مشتاق دید تھا جو ترا غیرت پری	سایے کی طرح میں پس دیوار ہی رہا
عشق بتاں میں لطف اٹھایا نہ کچھ بھی آہ	میں روز تازہ غم میں گرفتار ہی رہا
مینے تو اپنا نقد دل و جان دیا مگر	مظہر وہ میری شکل سے بیزار ہی رہا

جناب سید ابن رضا صاحب مہر رئیس آگرہ شاگرد جناب حسن شاہجہانپوری

حسرت نہ دل کی ایک بھی نکلی ہزار حیف	انکو شب وصال بھی انکار ہی رہا
گو مر گئے گیا نہیں شوق وصال یار	بعد فنا بھی عشق کا آزار ہی رہا

جناب محمود بیگ صاحب ممتاز ملازم کلب کوئٹہ

منت کبھی عاجزی بھی ختم تنا مدبھی کی ڈلے — بوسے کے دینے سے اُسے انکار ہی رہا
سر زیر تیغ شوق شہادت مین رکھدیا — پر اسکو قتل سے مرے انکار ہی رہا
آئے نہ ایک روز عیادت کو وہ مری — گو عمر بھر مین ہجر کا بیمار ہی رہا

جناب محمد اسحاق خانصاحب مائل از قصبہ برلہ

بیتاب و بیقرار ہی بچپن سے ہے کبھی — اے دل تجھے تو اک نہ اک آزار ہی رہا
ای یار تم تو چھوڑ کے تنہا چلے گئے — مونس تمام رات دل زار ہی رہا
جینے نہ پایا چین کبھی ہجر یار مین — دل کو ہمیشہ اک نہ اک آزار ہی رہا

جناب راج نراین صاحب مطیر پسر رائے کشن پرشاد صاحب تحصیلدار

غیر و نپہ ہو گی مہر و محبت کی ہان نظر — وہ ظلم پیشہ مجھسے تو بیزار ہی رہا
اس در سے فیضیاب ہوے لاکھون پر مطیر — سایے کی طرح مین پس دیوار ہی رہا

جناب میر محمد حسین صاحب محمد رمیں بہاری شاگرد جناب عشیر لکھنوی

دل کو خیال کاکل خمدار ہی رہا — ہر دم مرا اس بلا مین گرفتار ہی رہا

جناب پورن لال صاحب ممتاز شاگرد جناب احسان مکنپوری

وعدے پہ اپنے کیجیے کب آئے حضور آپ — ہر روز گرچہ آنے کا اقرار ہی رہا

جناب عبد المجید صاحب مجید شاگرد جناب منعم مکنپوری

دیکھی حضور خوب مسیحائی آپ کی — بیمار ہجر دیکھیے بیمار ہی رہا
جھگڑے مین ساری رات بسر ہو گئی مجید — انکار اودھر رہا۔ ادھر اصرار ہی رہا

جناب محمد نظیر صاحب نظیر وکیل فتح پور

دل مبتلائے گیسوئے خمدار ہی رہا — افسوس یہ بلا مین گرفتار ہی رہا
نوک مژہ کا جو تری عاشق ہوا مدام — منصور کی طرح وہ سر دار ہی رہا
آیا جو مجکو غش تو گرا پائے یار پر — بیہوش ہو نے پر بھی مین ہشیار ہی رہا
بدلے اگرچہ طرز ستم نے ہزار رنگ — تم بیوفا رہے مین وفادار ہی رہا
بخشا ئینگے گناہ محمد نظیر کے — گو وہ تمام عمر گنہگار ہی رہا

جناب مولوی محمد شفیع صاحب ناصر رامپوری از جودھپور

دل محو نعت احمد مختار ہی رہا
دیوانہ اپنے کام مین ہشیار ہی رہا
حق مین نہ اُسکے کوئی موثر دوا ہوئی
بیمار ہجر آپ کا بیمار ہی رہا
مین خون گرفتہ دیکھتے ہی ہوگیا شہید
ناصر وہ ہاتھہ مین لیے تلوار ہی رہا

جناب پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب نور انوپ شہری ماسٹر اسکول جھبر تپور

سُننے کو بزم یار مین غیرونکی گفتگو
سایے کی طرح مین پس دیوار ہی رہا
وحشت نے جب ستایا گیا کوے یار مین
دیوانہ ہونے پر بھی مین ہشیار ہی رہا

جناب بابو منگل سین صاحب نہال کلرک ڈاکخانہ سفری لاہور

کوچے مین تیری صبح سے تا شام اے پری
سایے کی طرح مین پس دیوار ہی رہا

جناب بنواری لال صاحب نور از ہانسی ضلع حصار

آیا نظر جو بام پہ مجھکو وہ مہ لقا
سایے کی طرح مین پس دیوار ہی رہا

جناب محمد شفیع صاحب ناظم سب اورسیر مین پوری

اون گیسوؤن سے اسکو سرو کار ہی رہا
دل اس بلا مین اپنا گرفتار ہی رہا
ہاجر صنم مین جان بھی ہمسے نہ دی گئی
مرنا تھا گوکہ سہل یہ دشوار ہی رہا

جناب عبد الغفار خان صاحب ناطق ساکن مئو قائم گنج ضلع فرخ آباد

دل مبتلاے ابروے خم دار ہی رہا
سر اپنا زیر خنجر خونخوار ہی رہا
افسوس ہے کہ اپنی رسائی نہوسکی
کوچے مین تیرے مجمع اغیار ہی رہا
پہونچا بلند ہوکے نہ بام مراد پر
نالہ تھا ناتوان پس دیوار ہی رہا

جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

فرقت مین اپنی جان سے بیزار ہی رہا
آئی نہ مین اجل کا طلبگار ہی رہا
راحت کبھی ملی نہ حسینونکے ہاتھہ سے
کوئی نہ کوئی درپے آزار ہی رہا
مین کھینچنے لگا تو تڑپ اسکی بڑھ گئی
ظالم کا تیر دل سے مرے پار ہی رہا
ذلت کسی نے دی تو جھکا اور سر مرا
سبکی ہوئی مگر مین گرانبار ہی رہا

پورا نہ ایکدن بھی ہوا اوس سے نصیب
برسون کسی سے وصل کا اقرار ہی رہا

کافی ہوا نہ روزِ قیامت حساب کو
دن ختم ہوگیا مرا اظہار ہی رہا

رشکِ عدو کبھی تو کبھی دردِ دل ہوا
مین اک نہ اک بلا مین گرفتار ہی رہا

صحت ہوئی نہ الفتِ چشمِ نگار سے
بیمار کا مریض بھی بیمار ہی رہا

ہشیار اسکو کہتے ہین اے یاس وصل مین
تا صبح یار شام سے ہشیار ہی رہا

جناب عبد الغفور صاحب متیم میتو ڈاکٹر جبیل گونڈہ

محشر مین بھی نہ داد ملی جور بت کی حیف
اللہ بھی اوسی کا طرفدار ہی رہا

جناب محمد خدا داد خانصاحب اخگر کوتوال چھاؤنی کھیر واڑہ

در ذات اونکی بزم مین آئے گئے رقیب
سایے کی طرح مین پسِ دیوار ہی رہا

اُس بت کا وصل مجکو ہوا بار ہا نصیب
فضلِ خدا سے بخت مددگار ہی رہا

صحت ہوئی نہ بوسۂ عنابِ لب سے بھی
بیمار ہوکے عشق مین بیمار ہی رہا

اک میری یاد تھی نہ انھین آئی بھول کر
اک دردِ دل کہ یہ مرا غمخوار ہی رہا

جناب سید حشمت علی صاحب بیکس ساکن قصبہ کندرکھی مقیم نظامت بانگردل

سودائے زلف و خال و خطِ یار ہی رہا
مین اک نہ اک بلا مین گرفتار ہی رہا

کہتے ہین لوگ شیشۂ دل ہے خدا کا گھر
میرے تو دل مین عکسِ رخِ یار ہی رہا

جناب محمد مسیح اللہ صاحب حافظ خلف الرشید جناب احسان مکنپوری

آئے نہ ایک روز بھی بندہ نواز آپ
حافظ سے روز آنیکا اقرار ہی رہا

جناب حکیم سید وزیر علی صاحب حزن شاگرد جناب منعم مکنپوری

اے وائے بیکسی کہ نہ تھا یاس ہجر مین
کوئی رہا انیس نہ غمخوار ہی رہا

تھین اُنکے التفات مین سو آفتین خدا
اچھا ہوا جو یار دل آزار ہی رہا

جناب اومان شنکر صاحب طپش قانونگو قائم گنج شاگرد جناب نادر مرحوم

دردِ فراق درپئے آزار ہی رہا
اچھا بھلا مین عشق مین بیمار ہی رہا

باقی ہی ذکرِ خیر زلیخا کے عشق کا
یوسف رہا نہ مصر کا بازار ہی رہا

سلہ یہ غزلین دیر مین وصول ہوئین اس سبب سے ردیف وار درج نہو سکین ۱۲

کافر او سے غرورِ عبادت نے کر دیا
زاہد بھی بندۂ بتِ پندار ہی رہا

کرتا رہا جنون مین بھی پریون کی جستجو
دیوانہ اپنے کام مین ہشیار ہی رہا

جناب محمود حسن صاحب عقیل بارہوی شاگرد جناب اَوج لکھنوی

پھرون شبِ وصال مین اصرار ہی رہا
اقرار سے مگر انھین انکار ہی رہا

افسوس اُنکی بزم مین داخل ہوے رقیب
سایے کی طرح مین پسِ دیوار ہی رہا

جناب مولوی محمد یحییٰ علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی نگینہ

اس گلبدن کے عشق مین گو زار ہی رہا
آنکھون مین دشمنونکی تو مین خار ہی رہا

فرقت کی بیکسی مین کسی نے دیا نہ ساتھ
اللہ رکھے غم کو یہ غمخوار ہی رہا

یان گھٹ گیا مین ضعف سے وان بڑھگیا حسن
ہڈ ہڈ اُدہ مین رہا نہ وہ دابِ یار ہی رہا

جناب بالکرشن صاحب قمر خلف رادھے لال صاحب شاگرد جناب آمیر لکھنوی

مین بدنصیب طالبِ دیدار ہی رہا
روزن کو تاکتا پسِ دیوار ہی رہا

خود چھیڑ کر بتون کو بلا مین پھنسا گیا
دل آشنائے لذتِ آزار ہی رہا

بی امراؤ جان صاحبہ ناز از اجمیر شریف

دل مین تصورِ گلِ رخسار ہی رہا
سینہ ہمارا غیرتِ گلزار ہی رہا

آئے بھی اور چلے بھی گئے انسے ملکے لوگ
مین تاک جھانک مین پسِ دیوار ہی رہا

قاتل نے بعدِ قتل بھی بخشا نہ جرمِ عشق
عاشق سزا بھی پا کے گنہگار ہی رہا

سودا ہے چشمِ یار سے خالق بچائے ناز
جسکو لگا یہ روگ وہ بیمار ہی رہا

بی امراؤ جان صاحبہ نازک طوائف بالی شاگرد جناب نور

لکھوی فراقِ یار مین ہمنے تمام عمر
راضی ہوا نہ ہمسے وہ بیزار ہی رہا

اطلاع

پرچہ پہونچتے ہی فوراً اس طرح مین زمین بھی ایسا او نھین چھیڑون کہ بہت یادگار رہین غزلیات بھیجنا چاہیے اور طرح ذیل مین ۲۰ ستمبر تک۔ ورنہ درج ہونے سے رہجا ئینگی۔

سر پٹیتی لحد پہ مری آرزو نہو

آرزو قافیہ۔ نہو ردیف۔

دلچسپ

ہندوستان کے معزز خاندانون کی حالت کا آئینہ۔ انگریزی بلیغ انشاپردازی کا نمونہ۔ حرفون کے ذریعے سے تصویر دکھادینے کا آلہ۔ اُردو کو ایک باعزت زبان بنانے کی کل۔ دلون پر عمدہ اثر ڈالنے کی حکمی قوت۔ یا اس نہایت ہی عمدہ طبعزاد دل کا پہلا حصہ "فرخ اور مہدی" مصنفہ جناب منشی محمد عبدالحلیم صاحب شرر قومی زبان کے جان نثار "پیام یار" کی کوشش سے خوشرنگ اور بیش قیمت کاغذ پر بہت پاکیزہ خط مین بڑے اہتمام کے ساتھ ملک پر مہذب اثر ڈالنے کے لیے طبع کیا گیا ہی۔ عالیدماغون سے توجہ کی امید ہے۔ مصنف کے عمدہ خیالات اور طرز تحریر سے ملک خوب واقف ہے۔ تصریح کی ضرورت نہین۔ قیمت مع محصول ڈاک ۶ ر ہے ۔

المشتہر۔ محمد نثار حسین "نثار" مہتمم پیام یار۔ لکھنؤ

ضرور ملاحظہ فرمایئے!

(۱) کل خریدار بطور خود سمجھہ کر کہ کس مہینہ اور کس سنہ سے پیام یار اونکے نام جاری ہوا ہے سال کے پورے ہوتے ہی فوراً پیشگی قیمت روانہ فرمایئن کیونکہ اس قلیل قیمت مین اتنی وسعت نہین کہ بذریعہ کارڈ یاددہانی کیجاے۔

ہمکو حیرت ہی کہ ایک روپیہ سال ارسال کرنے مین بھی تساہل واقع ہوتا ہے۔

بہ مجبوری اب عام طور پر اطلاع دیجاتی ہے کہ بعد ماہ پانچ روپیہ سالانہ کے حساب سے جس طرح ممکن ہوگا قیمت وصول کیجائیگی۔ اوسوقت گستاخی معاف ہو۔ ہم صاف معاملہ کو بہت پسند کرتے ہین۔

اسی وجہ سے پیام یار بغیر وصول کسی صاحب کے نام پر نہین جاری کیا جاتا۔ قیمت ختم ہونے پر فوراً دوسری پیشگی قیمت روانہ فرمایئن۔ ورنہ دو مہینے گذرنے پر بقایا بعد شمار ہوگا۔

سنہ ۹۴ یا سنہ ۹۵ سے جن حضرات کو پیام یار جاتا ہے اونکی قیمت ختم ہوئی عرصہ گذر گیا۔ اونکو قیمت ارسال کرنے مین عجلت چاہیے۔

(۲) کاؤ منی آرڈر مین صاف صاف اپنا نام اور پتہ لکھنا چاہیے۔

(۳) پوسٹل نوٹ جو ڈاکخانہ کے ذریعے سے ارسال ہو اوسکے ساتھہ کارڈ ضرور لکھہ کر منسلک کرنا چاہیے۔ ورنہ اوس نوٹ کے نمبر لکھہ کر بقایا امانت جمع کر دیا جاتا ہے۔ اور تعمیل ارشاد مین کوتاہی ہوتی ہے کیونکہ مرسلہ کا نام و نشان نہین معلوم ہوتا۔

(۴) کل خط و کتابت محمد نثار حسین "نثار" مہتمم پیام یار کے نام لکھنؤ چوک کے پتہ سے ہونا چاہیے۔ بعض صاحب گولہ گنج کے پتہ سے پریس مین خطوط بھیجدیتے ہین جس سے دیر مین خط پہونچتا ہے۔

(۵) شعرا اکو غزلیات جلد ارسال کرنا چاہیے۔ تاکہ پیام یار کو تاریخ معینہ پر شایع کرنے کا موقع ملے۔

(۶) پیام یار کے خریدارون اور عزت افزائی کرنے والون کو "دلچسپ" کی خریداری کے لیے عجلت کرنا چاہیے کہین ایسا نہو کہ اونہین یہ بیش قیمت رسالہ نہ مل سکے۔ اور اونکی نہ تعمیل کر سکنے کے باعث ہمکو ندامت اوٹھانا پڑے۔ ۶ ر قیمت دلچسپ درخواست کے ساتھہ بھیجنا چاہیے۔ اوسکا حساب پیام یار سے علحدہ ہے۔

(۷) ناظرین اپنے احباب کو بھی "دلچسپ" کی خریداری کی جانب متوجہ فرمایئن تاکہ مصنف کا حوصلہ بڑھے۔ اور اطمینان و انتظار کے ساتھہ اس مفید اور بیش قیمت تصنیف کے ذریعے سے ملک کی خدمت کرنیکا سلسلہ قائم رہے۔

(۸) عام اہل الراے و ملکی بہی خواہون اور مضمون نگار مصرون سے عرض ہی کہ دلچسپ پر منصفانہ آزادی سے راے بہت جلد ظاہر کرین تاکہ آیندہ حصون مین اونکے قابل تسلیم خیالات ملحوظ رکھے جائین۔ جو معزز راے ظاہر فرما چکے ہون اونکا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

سنہ ۹۴ کے پیام یار کی جلد

سنہ ۹۴ کی پیام یار کی پوری دو تین جلدین فقط موجود ہین۔ جنمین "شب وصل" اور "شب غم" بھی درج ہین۔ بیشتر حضرات بذریعہ خطوط دریافت کیا کرتے ہین۔ قیمت فی جلد ۴ ر مع محصول ڈاک جن قدردانون کو خریدنا منظور ہو جلد درخواست مع قیمت ارسال کرنا چاہیے۔

سنہ ۹۵ کی پوری جلدون کے علاوہ اکثر متفرق نمبر ہین جنکی قیمت بدستور فی نمبر ۲ ر ہے۔

مہتمم پیام یار

پیام یار

نمبر ۹ بابت ماہ ستمبر ۱۸۸۵ء عیسوی جلد ۳

نالۂ بلبلِ شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار

لکھنؤ چوک

مطبع منشی محمد علی حسین لکھنؤ واقع گولہ گنج میں طبع ہوا

مصرع طرح پیام یار

مین بھی ایسا اُنھین چھیڑون کہ بہت یاد کرین

جناب سید بہادر حسین خانصاحب انجم لکھنوی فوٹوگرافر شاگرد جناب امیر مرحوم

ایک فتنہ بھی جفا کا جو تری یاد کرین
حشر تک بات نہ تجھسے تری ناشاد کرین

کیا عجب حشر مین بھی مجھپہ وہ بیداد کرین
غیر کے عفو جرائم کے لیے یاد کرین

مین وہ مجنون ہون جو ای غیرت لیلی چاہون
میرے ویرانے کو پریان ابھی آباد کرین

دم محل منہ سے نکلجاتے ہین اب نالہ و آہ
یہ ہوا خواہ نہ مٹی مری برباد کرین

کم نہین عشق مین کچھہ حوصلہ دل میرا
چرخ بھی ظلم کرے آپ بھی بیداد کرین

دم نکلجائے یقین ہے جو نہ بڑھے دل میرا
وہ اگر وعدہ وصلت سے مجھے شاد کرین

شرط الفت مجھے رخصت نہین دیتی ورنہ
مین بھی ایسا اُنھین چھیڑون کہ بہت یاد کرین

ہجر کی ردِّ بلا کے لیے ہے قصد اپنا
طائر جان کو تری راہ مین آزاد کرین

نیم بسمل ہے حسینونکے ستم سے عالم
ظلم بڑھ جائے جو کچھہ رحم یہ جلاد کرین

یہ نئی انکی نزاکت ہے نئی ہے بیداد
چرخ تعمیل کرے وہ ستم ایجاد کرین

چار جانب ہے زمین بہر فشار آمادہ
پنجتن قبر مین انجم تری امداد کرین

جناب احسان علیخانصاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

ہمنے مانا کوئی تازہ ستم ایجاد کرین
جسمین کچھہ لطف کا پہلو ہو وہ بیداد کرین

نامرادون کو اگر وصل سے وہ شاد کرین
نہ کبھی روئین نہ چلائین نہ فریاد کرین

اسسے کیا خانہ خرابی کا گلہ جو یہ کہے
کون ویران ہوا ہے جسے آباد کرین

خاک اوڑائین بھی تو دین گوشہ دامن مین جگہ
کبھی برباد نہو جسکو وہ برباد کرین

جانب غیر نہین لطف و محبت کی نگاہ
میرا کہنا ہے غلط آپ ہی ارشاد کرین

اسلیے دلمین ہے درد و غم و حرمان کا ہجوم
کہ شب ہجر مین ہم دھوم سے فریاد کرین

مرنیوالون کو الٰہی یہ تحمل ہو عطا
اُف کبھی منہ سے نہ تہ خنجر جلاد کرین

جان بھی آہ کے ہمراہ لبون تک پہنچ آئے
ہم جو مرنے کی تمنا دم فریاد کرین

اپنا ہر شعر وہ ہوتا ہے کہ حاسد احسان
سنکے کہتے ہین ذرا آپ پھر ارشاد کرین

جناب شیخ احمد حسین صاحب احمد ملازم محکمہ اجنٹی ریاست چرکھاری

نام کلام اس سے تصور میں سدا ہنستے ہیں
دل ناشاد کسی طرح سے تو شاد کریں

جناب اظہر حسین صاحب اظہر لور کھپوری

[illegible] نہیں راہ وفا سے ہرگز
ستم ایجاد ہزاروں ستم ایجاد کریں

جناب منشی محمد علاؤ الدین خانصاحب اختر شاہ آبادی شاگرد جناب بسمل

[illegible] ہی جھٹکانے لگ جائے
اپنے ہاتھوں سے مری خاک وہ برباد کریں

جناب محمد احسان اللہ صاحب احسان مدرس مدرسہ فیض عام شاگرد جناب میر تاج مکنوری

[illegible] ہوتا
اونسے کہدے یہ کوئی وہ نہ مجھے یاد کریں

جناب حشمت علی صاحب بکیس ساکن ضلع مرادآباد از ما نگرول اجیوتانہ

[illegible] کبھی [illegible]
اوسکے بندوں پہ یہ بت دیکھکے بیداد کریں

جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بیتاب متوطن ضلع شاہجہانپور شاگرد داغ

الٰہی ہو جائے شب وصل جو قسمت سے نصیب
میں کبھی ایسا انھیں چھیڑوں کہ بہت یاد کریں

جناب محمد تصدق حسین صاحب بیباک شاگرد جناب فرقت شاہجہانپوری

[illegible] وفا [illegible] تصور [illegible]
اوسکے ہوتے ہوئے کیوں یار مجھے یاد کریں

جناب سید عبد العلی معروف بہ نواب عبد اللہ صاحب تسکین ہاپوڑی از چھچھراون

دل [illegible] نظر آتا تھا
بھول آئے ہیں ہمیں آپ ذرا یاد کریں

[illegible] دل ٹھنڈا
اور جو آپ کو کہنا ہو وہ ارشاد کریں

ایک تو قید قفس [illegible] ہیں اسیران قفس
اُسپہ تاکید کہ ہرگز نہ یہ فریاد کریں

[illegible] دکھا دیں اپنا
کچھ تو بسمل کی تسلی دم بیداد کریں

سر کے بل آنے کو حاضر ہی خدا شاہد ہے
آپ تسکین کو جسوقت ذرا یاد کریں

جناب منشی لالہ بسری نواس صاحب متین زمیندار چلاسنی

شوخی [illegible] انکی تو فدا ہیں لاکھوں
دیکھیے کس دل ناشاد کو وہ شاد کریں

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

جب کبھی طرز ستم کوئی وہ ایجاد کریں
یاد رکھیں کسی بھولے ہوئے کو یاد کریں

قتل ہی آپ کریں یا ہمیں آزاد کریں
دائم الحبس محبت کی کچھ امداد کریں

بخت بد دل کی خوشی کا کوئی پہلو تو نکال
کہہ کے ناشاد ہی ہمکو وہ کبھی شاد کرین

حضرتِ دل تو یہ فرماتے ہین دو عشق مین جان
آپ کی آمین ہی کیا رائے کچھ ارشاد کرین

ہمنے لکھا ہی اُسی خاک مین ملنا اپنا
خط کو چھونکے نہ صبا کے کہین برباد کرین

بت سی بینے بھی تو ہان اُنکو بنایا ہی خدا
وہی کچھ میری نہ اللہ سے فریاد کرین

حسرتِ ذبح نے برسون جنھین تڑپایا ہی
کوئی دم چین تہِ زانوِ جلاد کرین

کھینچی تھی کیون کوئی تصویر کہ صدمے کھینچے
تو یہ اس کام ہی سے مانی و بہزاد کرین

دل ویران مین تو خاک اُڑتی رہیگی یونہین
آپ پہلو کو نکل کر مرے آباد کرین

دیکھین تو بھاگ نکلتی ہین جفائین کہ وفا
ہم اُٹھاتے ہین ستم وہ ستم ایجاد کرین

بھول جائینگی کسی بُت سے شکایت کبتک
اے جلال اس سے خدا ہی کو نہ ہم یاد کرین

جناب منشی جواہر سنگھ صاحب جوہر لکھنوی ممتاز دربار رام پور شاگرد [illegible]

اُنسے اتنا نہوا گھر مرا آباد کرین
آکے اک دن دلِ ناشاد کبھی شاد کرین

انقلاب ایسا دکھائے یہ جہان الفت
ہم فراموش کرین آپ ہمین یاد کرین

سجدے کرنے لگے اگر پاؤن پر اپنے وہ بت
سجدہ اُس رخ طرف کعبہ نہ زہاد کرین

جناب محمد رضا علی صاحب جوہر مختار فتحپور خلف حاجی سید محمد حاتم علی صاحب

ہمکو ناشاد کرین غیر کو وہ شاد کرین
للہ الحمد کسی طرح تو وہ یاد کرین

عاشقِ مصحفِ رخسار ہین جو سو جان سے
کسطرح سورہ و الشمس نہ وہ یاد کرین

جناب محمد عمر صاحب جنون ابن مولوی محمود میان صاحب وکیل عدالت منگلور

سبحۂ حسن والیِ منگلور ہے دیکھی ہمنے
نام حاتم کبھی بھولے سے نہ ہم یاد کرین

درد بھی سینے مین اُٹھتا ہے تو میٹھا میٹھا
کیون نہ ہم تیری جفاؤن کا مزا یاد کرین

جناب شاہزادہ مرزا رحیم الدین صاحب عالم صاحب دہلوی

غم نہ مرنے کا رہے ہم دلِ ناشاد کرین
ایسے خوش ہون کہ نہ بھولے تجھے ہم یاد کرین

جس قدر آپ کا جی چاہے وہ بیداد کرین
مگر اک دل نہ دکھائین کہ جو فریاد کرین

ہمسے زندان مین عدو کو نہین دیکھا جاتا
اُسکو گر قید کیا ہی تو ہمین آزاد کرین

ہمنے رسوائی کا محشر مین تری پاس کیا
ورنہ دل مین تو یہ آئی تھی کہ فریاد کرین

کھینچکر یار کی تصویر مٹایا ہمکو
کس سے فریاد ستم رانیِ بہزاد کرین

مشوری غیر سے ہوتی ہین مٹانے کے لیے
وہان تو یہ مدنظر ہی اسے برباد کرین

روزِ محشر کی دوہائی کا گلا بیجا ہے
آپ دل مین تو ذرا اپنے ستم یاد کرین

جان و دل کرچکے پہلے ہی فدا اُسپہ حیا
اب دہرا کیا ہی جو ہم خاطر صیاد کرین

جناب شیخ واجد حسن صاحب حلیم فتحپوری

ہمپہ کتنا ہی ستم بانی بیداد کرین
ہم وہ خوگر ہین مصیبت کی نہ فریاد کرین

اپنی خواہش کا تو بالعکس اثر ہوتا ہے
اب دعا کے لیے طرزِ دگر ایجاد کرین

اونسی شکوہ نہین گر ہی تو گلہ بخت کا ہی
غیر کو شاد کرین ہمکو وہ ناشاد کرین

جناب مولوی حافظ سید نذر الرحمن صاحب حفیظ عظیم آبادی

آپ تو ورزِ ستم پر ستم ایجاد کرین
ہم خطا وار ہون بھولے سے جو فریاد کرین

زندگی بھر تو سہی جور و جفا او ظالم
داورِ حشر سے اب کیا تری فریاد کرین

حشر مین حسرتِ دیدار نکلنی معلوم
دل کو کیون وعدہ فردا پہ بھلا شاد کرین

جناب سید ولایت حسین صاحب حقیر ردولوی شاگرد جناب فائز بنارسی

رات بھر کوچہ گیسو مین بھی ڈھونڈھ آئے ہین
اب کہان جاکے تلاشِ دلِ ناشاد کرین

حشر مین پائین جو اک دم کو زبان خنجر کی
تیرے کشتے دہنِ زخم سے فریاد کرین

انکے دامن ہی سے لپٹے گی یہ سب اوڑ کر
خاکِ عاشق ہی ذرا سوچ کے برباد کرین

مشق کرتے ہین سنا ہی وہ نئی طرزِ ستم
ای حقیر آپ بھی نالہ کوئی ایجاد کرین

جناب امام الدین صاحب حیران ہریانوی ملازم ڈاکخانہ احمد پور ریاست بہاولپور

ضعف کا میری اثر اُسکو نہ چلنے دے گا
سان پر تیز وہ کو خنجر فولاد کرین

ای جفا کار جفا اونپہ بھی ہو میری طرح
تجھسے تو اغیار بھی الفت کے مزے یاد کرین

وصل کی فکر مین آئینہ صفت ہین حیران
خاک تسکین تری ہم اے دلِ ناشاد کرین

جناب محمد فصاحت حسین صاحب حسرت پیشکار عدالت منصفی بانکی پور

اب یہی دل مین ٹھنی ہی کہ کسی دن جاکر
مین بھی ایسا انھین چھیڑون کہ بہت یاد کرین

جناب محمد مسیح اللہ صاحب حافظ خلف الرشید جناب احسان ملیتوری

آگیا موسم گل چاہیے توبہ شکنی
کہدو میخوارون سے میکدے آباد کرین

جناب مولوی سید محمد مصطفےٰ صاحب خورشید لکھنوی

ہم وہ بسمل نہین جو شکوۂ جلاد کرین
زخم سان منہ جو کھلے بھی تو نہ فریاد کرین

حسرتون نے مرے دل سے یہ صدا دی دم نزع
جسکو آباد کیا کیا اُسے برباد کرین

دل جلے ہمسے بھی ہونگے نہ کہین مثل چراغ
سمجھین بیدرد ہنسی اُسکو جو فریاد کرین

مٹی دینے مین تو لازم نہین پرہیز اُنھین
اسطرح سے تو مری خاک نہ برباد کرین

رنگ چہرون سے اوڑے ضبط اگر مانع ہو
دل دُکھے اُنکے اگر پردے مین فریاد کرین

شکوۂ ظلم سے عاشق کی غرض اتنی ہے
کہ نہ وہ میری طرح اور پہ بیداد کرین

ان بتون کا بھی ہو منا صفت رعد و برق
آپ ہی ظلم کرین آپ ہی فریاد کرین

جناب صاحبزادہ محمد مرتضی خانصاحب اختر رئیس رامپور شاگرد جناب داغ دہلوی

دل مین جا اور گھر آنکھو نہین یہ یاد کرین
دونون ویرانون کو اگر مہر سے آباد کرین

مین بھی اللہ سے روز ایک نیا دل مانگون
آئے دن آپ جو نازون سے ستم ایجاد کرین

جھوٹے وعدون ہی سے اک کاش مجھے دین تسکین
جو نہین مہر سے دل شاد تو ناشاد کرین

خلشین درد کی یارب انہین یہان روز افزون
ظلم پر ظلم وہ بیداد پہ بیداد کرین

کوچے تک اُسکے پہونچ جاے اگر میری خاک
شوق سے جھونکے صبا کے اُسے برباد کرین

کھینچ نہین سکتا ادا اون کا کسی کی نقشہ
کچھ بن آتی نہین کیا مانی و بہزاد کرین

حشر مین بھی ہو اختر وہ انکی اگاوٹ مانع
کشتۂ ظلم نہ بیداد کی فریاد کرین

جناب خواجہ عبد الصمد صاحب خواجہ جاگیردار پرگنہ نامن متعلقہ اکولہ

دل کے دینے مین نہین عذر مگر ڈر یہ ہے
اسکو لیجا کے کہین آپ نہ برباد کرین

جناب حکیم میر وزیر علی صاحب خرد شاگرد جناب منعم نگینوری

بخت برگشتہ سے اپنے ہی شکایت ہمکو
مہربان آپ سے کیا شکوۂ بیداد کرین

جناب حکیم مرزا فدا احمد صاحب دانش لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

کسلئے آنکے ترے اس ظلم کی فریاد کرین
دل سے تو ہمکو بھلائے تجھے ہم یاد کرین

دم گھٹا جاتا ہے اے ضبط محبت اب تو
ہم کہان رو دین کہان بیٹھکے فریاد کرین

خوش نصیب اسمین ہے معلوم نہین کون اے دل
جسکو وہ شاد کرین یا جسے ناشاد کرین

دل ہوا ہے درد جگر آہ اثر دار رکھے دن
میرے ہمراہ کہین وہ بھی نہ فریاد کرین

وصل مین بھی یہی کہتا ہون بہ شان افغان
کیا گھڑی بھر کے لیے آپ سے دلشاد کرین

عشوه و ناز و ستم ایک هین سب آپ مین
کس سے اے دیدهٔ نم شکوهٔ بیداد کرین

هوگئی ضبط محبت سے کسی کے آگے
اشک آه دل بیتاب کی امداد کرین

جناب مرزا شبیر علیخان صاحب سالک لکھنوی

ایک صورت سے نه فرقت مین تجھے یاد کرین
کبھی رو دین کبھی تڑپین کبھی فریاد کرین

اوبت الله سے کیا شکوهٔ بیداد کرین
جی مین آتا هی تجھی سے تری فریاد کرین

میرے وعدے بھی انھین بھول گئے غیر کے بھی
شاد کو سوچ رهے هین که کسے یاد کرین

راه اعدا سے رکھتے هین خدا و بت سے
ایک گر ظلم کرے ایک سے فریاد کرین

دشمنی غیر کی رکھنے کو تو رکھین دل مین
یه هو کیونکر که اسی سے تجھے پھر یاد کرین

دل رقیبون سے سنبھلوا کے ستم کیون کیجے
یون نهین کهدیجیے هم سے که نه فریاد کرین

یاد آتا هی نه جو انھین بھولین کسے کیا
جسکو بھولے هی نهون هم اسے کیا یاد کرین

چھینکر دل مرے نالون کے هین لوٹتے گلے
آپ هی ظلم کرین آپ هی فریاد کرین

تم وفاؤن کو هماری که بھلا دو همکو
هم جفاؤن کو تمهاری که تمھین یاد کرین

هجر مین بس اسی امید پہ جیتے هین رسا
اسکو هم بھول گئے هین وه کبھی یاد کرین

جناب منشی محمد حیات بخش صاحب رسا اهلکار مصطفے آباد شاگرد جناب داغ

دل مین اگر مجھے ممنون کرین شاد کرین
اُنکے رهنے کا یه گھر هی اسے آباد کرین

وصل کی رات تو آنے دو وه آئین تو سهی
مین بھی ایسا انھین چھیڑون که بهت یاد کرین

ایک دل ناز تھا جسپر وه کیا نذر بتان
هاے اب کسکا سهارا هی جو فریاد کرین

مجھسے دیکھا نهین جاتا که ستم هو اسپر
میرے آگے وه مرے دل پہ نه بیداد کرین

آپ کو چاها بلا شک مین مکرتا تو نهین
آپ اس جرم پہ جو چاهین وه بیداد کرین

پھر گردون کو بھی هو جاے سنبھلنا مشکل
تیرے دیوانے اگر نالهٔ فریاد کرین

نه تو کچھ حسن اٹھایا نه مزه کچھ پایا
عمر رفته تجھے کس بات پہ هم یاد کرین

انکو آیا تو غریبون کا ستانا آیا
یه نه آیا که کبھی وصل سے دل شاد کرین

جناب نواب مهدی حسنخان صاحب رفعت لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

رحم تجھین اسے همپر جو وه بیداد کرین
منه کو آجاے کلیجا تو نه فریاد کرین

بھول جائین وه همین هم کبھی بھولین نه انھین
انکو هم یاد نه آئین هم انھین یاد کرین

مین طلب کرتا ہون بوسہ تو بگڑتے ہین وہ — لے کے کچھ مجھسے بھی بھولے ہین اُسے یاد کرین
تو تو کرتا ہی رقیبون سے ہمارا شکوہ — ہم خدا سے بھی نہ ظالم تری فریاد کرین؟
ہی یہ حسرت مرے ارمان نکلکر شبِ وصل — دلمین رہ کر کبھی گھر غیر کا آباد کرین

جناب مولوی محمد عظیم اللہ صاحب رغمی سیدپوری شاگرد جناب ناسخ مرحوم

آئین وہ میرے سیہ خانے کو آباد کرین — ایک شب تو دلِ ناشاد کو وہ شاد کرین
نجد مین قبر پہ مجنون کی چلو ہو آئین — فاتحہ پڑھ کے بہت روئین اُسی یاد کرین
ظلم وہ کرتے ہین کرلین وہ مگر محشر مین — مین بھی ایسا انھین چھیڑون کہ بہت یاد کرین

جناب محمد اکبر خانصاحب رہبر از قصبہ زیدابن

لطف ہو حشر مین ہم نالہ و فریاد کرین — اور آ آکے خوشامد ستم ایجاد کرین
داورِ حشر سُنے جب نہ بتون کی فریاد — سامنے کسکے بھلا شکوہ بیداد کرین

جناب سید محمد حسین صاحب رسا حا لتعلم انٹرنس کلاس کالج جھالراپاٹن

مدد ای رنج و غمِ ہجر کہ دل تنہا ہے — دوست وہ ہین جو بُرے وقت مین امداد کرین

جناب بابو گنگا سروپ صاحب رحمت خلف کندن لال صاحب سلخوان عدالت حضور

جس طرف دیکھتے ہین تو ہی نظر آتا ہے — پھر بتا کس سے ترے جور کی فریاد کرین

جناب محمد شرف الدین صاحب زخمی جائسی استاد بابو رندہیر سنگہ صاحب

ہجر مین کرلین ستم وصل ہین انشاء اللہ — مین بھی ایسا انھین چھیڑون کہ بہت یاد کرین
خاک اڑاتے ہین عبث بعدِ فنا تربت پر — اے حضور آپ نہ مٹی مری برباد کرین
ضبط آ آکے دباتا ہے گلے کو ہردم — کسطرح ہجر مین ہم نالہ و فریاد کرین

جناب بانکی لال صاحب زار بدایونی از متھرا شاگرد جناب نیاز خیرآبادی

پھر زمانے مین جفاکش نہ ملے گا مجسا — اُن سے کہدو کہ وہ دل کھول کے بیداد کرین
میکدہ چھوڑکے دکھلائین نہ کعبے مین مجھے — بعد مرنے کے نہ مٹی مری برباد کرین

جناب سالک رام صاحب سالک محافظ دفتر فوجداری سرکار جھالاوار

ہاے لطف ہو جو وہ بیداد کرین — ظلم ایسا ہو مگر جسکو کہ ہم یاد کرین
ڈھونڈھ رکھہ تو بھی ذرا جذب کو اپنے ای دل — شبِ وعدہ ہی تغافل کو نہ وہ یاد کرین
کیا مزہ ہو مرے نالے مین اثر آجاے — وہ بھی ہاتھون سے جگر تھام کے فریاد کرین

جناب محمد محسن صاحب سحر مانوری خلف منشی مبارک علی صاحب تحصیلدار پوره

کون ہی جس سے ترا شکوۂ بیداد کرین
ہی مناسب کہ تجھی سے تری فریاد کرین

جناب منشی سید ولایت احمد صاحب نسیم سب انسپکٹر ترکلوا شاگرد جناب امیر

خاکِ تربت کو مری شوق سے برباد کرین
لطف تب ہی کہ پسِ مرگ بھی بیداد کرین

ایک دفتر ہی شکایت کا بھرا سینے مین
سامنے اُسکے بھی جب حضرتِ دل یاد کرین

اک ہی دل سو ارمان ہین لاکھون آئین
اور دل لائین کہان سے جو تمھین یاد کرین

ہاتھ سینے پہ نزاکت سے وہ رکھہ کر بولے
ارے کمبخت اسی دل سے تجھے یاد کرین

ہی انھین کی تو جگہ خانۂ دل مین میرے
اُن سے کہدو کہ سمجھکر اسے برباد کرین

کبھی آنکھون مین کبھی دل مین ہمارے آئین
گھر یہ اُجڑے ہین پڑے اُنکو بھی آباد کرین

اُسکے کوچے مین منادی ہی کہ بولے نہ کوئی
دردِ دل چاہتا ہی چیخ کے فریاد کرین

بیقراری کا بُرا ہو کہ گلی مین اُسکی
دل کو روکین کہ جگر تھامین کہ فریاد کرین

جان و دل جسم و جگر سب تو کیے نذر نسیم
اب رہا کیا ہی جو ہم خاطرِ صیاد کرین

جناب پنڈت شیو ناتھہ صاحب شیدا شاگرد جناب امیر لکھنوی

وہ مجھے بزم مین اپنی نہ بلا مین نہ سہی
پر مرے بھولے ہوے نام کو تو یاد کرین

شکوۂ جور و جفا مجھہ سے نہوگا تا زیست
جتنے چاہین وہ ستم پر ستم ایجاد کرین

جناب لالہ گنپت راے صاحب شعلہ رئیس شکوہ آباد

آپ کا تیر کبھی پہلو مین ہمارے نہ رہا
کون سی بات پہ پھر آپکو ہم یاد کرین

محفلِ بادہ کشان مین کبھی آئین تو سہی
شیخ صاحب کو وہ چھیڑین کہ بہت یاد کرین

جناب سید محمد باقر صاحب شوق ابن سید قاسم علی صاحب رئیس قصبہ کٹھر

جذبۂ عشق دکھادے جو ذرا تو تاثیر
پھر بھلا کاہے کو ہم نالہ و فریاد کرین

ایک بلا مین اگر حضرتِ واعظ رندو
تم بھی ایسا اُنھین چھیڑو کہ بہت یاد کرین

جناب جانکی سنگہ صاحب مشرق شاگرد جناب فرحت شاہجہانپوری

ہی یقین ارض و سما زیر و زبر ہو جائین
ہم کسی روز اگر نالہ و فریاد کرین

جناب پنڈت جیوت ستوکل صاحب رئیس گورکھپور تلمیذ جناب عجیب گورکھپوری

عشق کے قتل سے آگاہ اگر ہو جائین
بلبلو پھر نہ جفائین کبھی صیاد کرین

جناب مولوی محمد عبدالحق صاحب صفا رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

جو ستم چاہیں وہ مجھ پر ستم ایجاد کریں — ہاں مگر ایک تغافل کی نہ بیداد کریں
ایسا بھولے ہیں کہ کرتے نہیں برسوں اب یاد — کبھی آتوں کو بلاتے تھے وہ دن یاد کریں
پاس میرے وہ نہیں آتے نہ آئیں لیکن — دور سے آنکھ ملا کر تو کبھی شاد کریں
قہقہے غیر کے گھر وہ تو لگائیں اور ہم — اپنے غمخانے میں بیٹھے ہوئے فریاد کریں
قتل کرنے ہمیں آتا ہے تو ناکام نجائے — ہوسکے ہم سے تو کچھ خاطرِ جلاد کریں
عمر گذری کہ میں پامال غم و رنج و ملال — ہاتھ آجائے خوشی کوئی تو دل شاد کریں

جناب محمد عبدالشکور صاحب صابر زمیندار جیتورا ضلع فتحپور

جب کبھی بھول کے بھی ہمکو نہ وہ یاد کریں — کسطرح پھر دلِ ناشاد کو ہم شاد کریں
تو سنے یا نہ سنے تیرے سوا اے ظالم — کس سے جا کر تری بیداد کی فریاد کریں
پہونچے اک ذرہ نہ جب اڑ کے تری دامن تک — خاک کیوں اپنی تری راہ میں برباد کریں

جناب محمد اسمٰعیل صاحب صابر مچھلی شہری از گورکھپور

ظلم سے ظلم وہ بیداد سی بیداد کریں — ہم وہ صابر ہیں نہ منہ سے کبھی فریاد کریں

جناب مرزا محمد اصغر صاحب ضبط لکھنوی سب رجسٹرار قیصر گنج

دل کو دیکھیں کہ انھیں حضرتِ غم یاد کریں — روئیں کسکے لیے کسکے لیے فریاد کریں
ظلم جو چاہے کرے تو بتِ خود سر ہم — کوئی سنتا نہیں کس سے تری فریاد کریں

جناب بہاری سنگھ صاحب ضبط شاگرد جناب فرقت شاہجہانپوری

بھول جانے کا ہمیں کچھ نہیں شکوہ لیکن — یہ شکایت ہے کہ غیروں کو وہ کیوں یاد کریں

جناب سید مظہر حسین صاحب ضو طالب علم سکنڈ کلاس کالج جھالراپاٹن

مدتوں سے ہے ہمارا دلِ نالاں ویران — بھیجدو اپنا تصور اسے آباد کریں

جناب فدا علی عرف اچھے صاحب عیش لکھنوی

ہم جو دیوانے قیامت میں طلب داد کریں — شورِ محشر کبھی ہو خاموش وہ فریاد کریں
بھولیں رندانِ قدح کش نہ ہمیت میری — جب پئیں بادہ گلگوں تو مجھے یاد کریں
سال بھر خون کے آنسو ہمیں رلوائے فلک — شاد اک روز جو ہم خاطرِ ناشاد کریں
میری جانب سے جو کرتا ہے شکایت کوئی — کہتے ہیں جائیں خدا سے مری فریاد کریں

ظلم اُٹھانے کے لیے ہم بھی جگر لائین نیا
اب ہر روز جو تازہ ستم ایجاد کرین

تا کجا ضبط اب آتا ہی کلیجا مُنہ کو
دیجیے حکم تو ہم نالہ و فریاد کرین

بعدِ مردن جو ہمین اُنکے ستم یاد آئین
ہی یقین ہم رہین گور سے فریاد کرین

جناب منشی سید عاشق حسین صاحب عاشق لکھنوی شاگرد جناب بیا

جو ستم چاہین شبان ستم ایجاد کرین
مین کبھی فریاد کرون وہ کہ بہت یاد کرین

انقلابِ اثرِ عشق جو ہجو د کر[illegible]
بھول جاؤن مین انھین اور وہ مجھے یاد کرین

کہتے ہین دیکھین بھلا کسکی خدا سنتا ہی
ہم بھی کرتے ہین دعا آپ بھی فریاد کرین

مجھسے کرتے ہین عبث ترکِ وفا کا شکوہ
اک ذرا اپنی جفاؤن کو تو وہ یاد کرین

جناب کنور عنایت سنگھ صاحب عنایت رئیس لکھنؤ و تعلقدار بریلی

اجل آ یاد کرے جسکو نہ وہ یاد کرین
ہاے کسطرح دلِ غم زدہ ہم شاد کرین

ہم خوشامد سے لجاجت سے وفا سے پیش آئین
آپ فرمائین ستائین ہمین بیداد کرین

کیسے نادان ہین جو سمجھاتے ہین تکو افسوس
کوئی پوچھے تو کہ دل ہجر مین کیا شاد کرین

جناب پنڈت شیوراج ناتھ صاحب عاشق شاگرد جناب امیر لکھنوی

جس قدر چاہین ستم یہ ستم ایجاد کرین
شاد ہو ہو کے تجھے شوق سے ناشاد کرین

تب تو یہ دل ہو مزہ ظلم اُٹھانے مین جو دو
آ تجھے نئے جور نرالے ستم ایجاد کرین

عشق تھا مجکو کسی رشکِ پری کا عاشق
میری تربت کا طواف آکے پری زاد کرین

جناب محمد یحیی علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی نگینہ

ایسے احباب ستم تازہ کوئی یاد کرین
وہ ستم پہلے مجھی پر ستم ایجاد کرین

مجھسا دنیا مین ستم کش نہ ملیگا اُنکو
میرے ہوتے ہوئے کیون غیر پہ بیداد کرین

فصلِ گل آئی ہی گلشن مین قفس مین ہم ہین
ہاے اسیر یہ ستم ہی کہ نہ فریاد کرین

جناب حافظ محمد عبد الغفور صاحب عاشق نمبردار جنیورا ضلع فتحپور ہسوا

قتل لالہ ہے نہ کیون زخمِ جگر کھل جائین
جب کبھی تیغِ تبسم کو تری یاد کرین

کوچہ زلف سے آئین جو ہوا کے جھونکے
نکہتِ گل کو چمن مین ابھی برباد کرین

خوش قدون کی مین محبت مین موا ہون عاشق
خوب ہو دفن جو مجکو تہِ شمشاد کرین

جناب منشی محمد حسن صاحب مجیب گورکھپوری

وہ کوئی اور نہین ہین کہ مین شاکی ہون عجیب
مین کوئی غیر نہین ہون کہ مجھے یاد کرین

جناب منشی دیبی دیال صاحب عابد وکیل قنوج ضلع

کبھی زلفون مین چھپا مین کبھی رخ دکھلا مین
وہ کبھی دل کو پریشان تو کبھی شاد کرین

جناب بابو محمد یوسف صاحب عزیز شاگرد جناب مدرس از کیمپ انبالہ

آپ تشریف اگر لائین تو دل شاد کرین
دل غمگین کو مرے رنج سے آزاد کرین

جناب عبدالستار خانصاحب عاجز از بریلی

اے فلک ہوگا کبھی وصل ہمین اسکا نصیب
یا شب و روز یونہین نالہ و فریاد کرین

جناب محمد خانصاحب غریب اہلمد منشی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر سہارنپور

اتنا احسان مرے حال پہ صیاد کرین
فصل گل آئی ہے دو روز کو آزاد کرین

شکوہ کس بات کا ان سے دل ناشاد کرین
یاد کس روز وہ کرتے تھے کہ اب یاد کرین

چین دیتی نہین دن رات تری بیتابی
رکھ کے پہلو مین تجھے کیا دل ناشاد کرین

یاد آجاتی ہین اپنی ہی وفائین ورنہ
اسقدر آنکھ بھلاؤن کہ بہت یاد کرین

دل لگی کی کوئی صورت نظر آئے زاہد
ان حسینون سے اگر خلد کو آباد کرین

جناب سالار مسعود صاحب غازی پلٹن حوالدار بارھوین پلٹن بنگلور

غیر تو سامنے میرے نہ یہ بت یاد کرین
مجھپہ ایسی نہ خدا کے لیے بیداد کرین

اُنسے اب وصل کی امید نہین ہے ہمکو
شاد کسطرح تجھے او دل ناشاد کرین

جناب مولوی غلام امام صاحب غنی متوطن قصبہ مصطفے آباد ضلع مین پوری

اے غنی اب تو تمنا ہے دلی ہای تو یہ ہے
اس دل زار مین اگر وہ تجھے شاد کرین

جناب ہرگوبند صاحب فوق انچارج انسپکٹر جنگل ریوان

قتل کرکے مجھے پچھتاتے ہین اور کہتے ہین
حیف اب کسکے لیے ہم ستم ایجاد کرین

ہچکیان آتی ہین جو ظالم کو خفا ہوکے کہا
عہد و عشاق سے ہرگز نہ مجھے یاد کرین

قتل کرکے بت ظالم نے زبان بھی کاٹی
تا نہ ہم حشر کو اللہ سے فریاد کرین

جناب شیخ فدا حسین صاحب فدا ساکن قصبہ سکیٹ ضلع ایٹہ

کبھی شکوہ نکرین اور نہ فریاد کرین
آیک شب آپ جو خلوت مین ہمین یاد کرین

زلف و رخسار کو دیکھین جو تری اہل نظر
کبھی والشمس تو واللیل کبھی یاد کرین

جناب سید یوسف حسین صاحب قیاس خلف اکبر جناب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال

چاہنے والون پر اپنے نہ وہ بیداد کرین
نہین ایسا نہ ہو اُلٹا کہے یہ فریاد کرین

غیر کے گھر تو وہ ہر روز رہین آتے جاتے
میرے اُجڑے ہوئے گھر کو کبھی آباد کرین

مجکو آوارہ و سرگشتہ کیا خوب کیا
دل کو تو میرے مری طرح نہ برباد کرین

جو گرِ رنج و تعب عشق مین ایسا ہو نہین
کچھ تو پہنچے راحت مرے دلکو جو وہ بیداد کرین

ستم و جور مین ایجاد ہے اُنکا ہر روز
نالہ و آہ مین ہم بھی کوئی ایجاد کرین

ہچکیان آنے لگین دل کو خبر ہو جائے
کبھی بھولے سے بھی مجھکو وہ اگر یاد کرین

ہم کرین اُنسے وفا اور وہ کرین ہمپہ جفا
ہم اُنھین شاد کرین وہ ہمین ناشاد کرین

ضبط کرتے ہین وگرنہ ترا دل تو کیا ہے
عرش ہلجائے اگر درد سے فریاد کرین

لے گئے چھین کے وہ دل کو ہمارے تو قیاس
وہی بتلائین کہ کس دل سے اُنھین یاد کرین

جناب حکیم سید قاسم علی صاحب قاسم لکھنوی برادر زادہ و شاگرد جناب جلال

فصلِ گل آئی تو گل سرو کو آزاد کرین
اور اسیر آپ کے دیوانے کو صیاد کرین

مجکو موقع نہین ملتا ہے وگرنہ ہمدم
مین کبھی ایسا اُنھین چھیڑ دون کہ بہت یاد کرین

خاک مین عاشقِ ناشاد کی ملجائیگی خاک
آسمان لاکھ طرح سے اسے برباد کرین

حسرتِ وصلِ صنم اور ہمین! اللہ اللہ!!
کچھ سمجھ لین تو دعا اے دلِ ناشاد کرین

یاد کہتی ہے کسی کی کہ نہ چپ رہ قاسم
ضبط کہتا ہے نہ ہم بھول کے فریاد کرین

جناب شیخ قدرت علی صاحب قدرت سہوری شاگرد جناب عاشق لکھنوی

جی مین آتا ہے کہ یون ہجر مین دلشاد کرین
کبھی رو دین کبھی پیٹین کبھی فریاد کرین

آپ آئین نہ جنازے پہ مرے غیر کے ساتھ
اور سب ظلم سہون لیکن نہ یہ بیداد کرین

اُن سے کہدے کوئی دم بھر کو مرے دلمین آئین
کبھی یہ اُجڑی ہوئی بستی بھی آباد کرین

غیر کا بھی اُنھین پاس اور عاشقِ بیدل کا بھی پاس
کسکو وہ شاد کرین اور کسے ناشاد کرین

جناب حکیم محمد ابراہیم صاحب نسیم شاگرد جناب کلیم بنگلوری

کوئے جاناں مین جو اِک قبر کی جا ملجائے
باغِ جنت کو نہ بھولے سے کبھی یاد کرین

جناب محمد شاہ خانصاحب کاوش رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

مجکو واپس جو وہ میرا دلِ ناشاد کرین
پھر تو یون دل کو چھپاؤن کہ بہت یاد کرین

ہاے تقدیر کہ جس دل کو وہ آباد کرین — خاک مین خود ہی ملا کر اسے برباد کرین
شرط ہی اہل مروت کے لیے پاس وفا — بھول جانے کو ترے ہم نہ کبھی یاد کرین
امتحان کاش وہ لین جذب محبت ہی کا — تیری تسکین یونہین اے دل ناشاد کرین
خود فراموش نہوگا کوئی ہمسا کاوش — جسکو دل دیدین اسے بھی نہ کبھی یاد کرین

جناب پی بی موہن صاحب کیفی دہلوی

ہم ضعیفون مین کہان دم ہی کہ فریاد کرین — ان سے اب کہدو کہ دل کھول کے بیداد کرین
طرز شیون کوئی اب ڈھنگ کا ایجاد کرین — بت بھی سنکر جسے اللہ سے فریاد کرین

جناب امیر محمد خانصاحب گرامی لکھنوی شاگرد جناب نامی لکھنوی

کون سنتا ہی کہان شکوہ بیداد کرین — دل مین ہی اب ترے آگے تری فریاد کرین
کیا ہوا سرد ہی گھنگھور گھٹا چھائی ہی — جیسے اے حسرت دل ہمکدہ آباد کرین

جناب محمد عبد اللطیف خانصاحب لطیف رئیس مصطفے آباد

ہم نہ آئو تو پھر اسمین کسے آباد کرین — کیونکر اپنے دل ناشاد کو ہم شاد کرین
حشر مین کیسلیے گھبراتے ہوے پھرتے ہو — ہم نہین ایسے کہ جو شکوہ بیداد کرین

جناب محمد لطیف الدین صاحب لطیف مولوی ملازم تعلقدار سیوان شاگرد جناب

فصل گل ختم ہوئی آگئی گلشن مین خزان — کیون رہائی کے لیے منت صیاد کرین

عالیجناب شیخ احمد حسین خانصاحب بہادر مذاق والی ریاست پریاوان ودوہ

غم احباب مین کیا نالہ و فریاد کرین — اے دل زار کسے روئین کسے یاد کرین
نور کے سانچے مین ڈھالا ہی کسی نے تمکو — اے بتو کیا صفت حسن خدا داد کرین
محضر حال غم و درد جو عاشق لکھے — اپنی مہرین ابھی داغ دل ناشاد کرین
ہی خدا خالق بر حق تو حسین ہین یہ بت — اے دل زار کسے بھولین کسے یاد کرین
سنگدل سخت جگر ہی نہ سنیگا صیاد — لاکھ مرغان قفس نالہ و فریاد کرین
مین کبھی نام نہ لون نامہ و پیغام تو کیا — اسطرح انکو بھلاؤن کہ بہت یاد کرین
کبھی شکوہ نکرین تیری جفا کاری کا — کبھی اُف منہ سے نہ ہم اے ستم ایجاد کرین
کھینچے لیتے ہین تصور مین ہم انکی تصویر — کہدو تکلیف نہ اب مانی و بہزاد کرین
حج کعبہ ہو مدینے کو پہونچ جائے مذاق — یا رسول عربی آپ جو امداد کرین

جناب حکیم میر کاظم علی صاحب مثال لکھنوی برادر خرد و شاگرد جناب جلال لکھنوی

بجکو ای ترک ہم ایسا ستم ایجاد کرین ؎ | شوخیان تیری تڑپ کر تری فریاد کرین
دیکھیے پھر بھی پیارے ہین انھین ہم بھی عزیز | اسکو بندہ وہ بنائین کسے آزاد کرین ؎
ہم وہ مرشد ہین کہ سوتے مین کرین منہ لدہا | حضرتِ خضر جدہر جانیکو ارشاد کرین
نکرین رحم مین خواہانِ ترحم کب ہون | ایک صورت ہے ستم توستم ایجاد کرین
سیکھ لین رمز کی جو باتین ہین مجھسے آکر ؎ | شیخ پھر جا کے کہین عشقِ خداداد کرین
نوک کی لیتی ہین جسطرح ادائین انکی ؎ | چھیڑ یون دل سے بھلا نشترِ فصّاد کرین
ہم کدورت کا گذر ہونے ندین حبرِ دل تک | خاک مین آپ ملا کر اسے برباد کرین ؎
انکو عادت تو پڑی اسکی بچیگا کب غیر ؎ | شوق ہے پہلے مجھے کشتۂ بیداد کرین
سیدھی رفتار تو کرتی ہے قیامت برپا | کج روی کے وہ چلین چرخ سے کیون یاد کرین

جناب مولوی ممتاز احمد صاحب ممتاز تھانوی شاگرد جناب داغ دہلوی

کیا سفارش تری اے خاطرِ ناشاد کرین ؎ | ضد مین آکر وہ کہین اور نہ بیداد کرین
ٹھیکیو منین وہ اڑاتے ہین اڑائین مجکو | مین بھی ایسا انھین چھیڑون کہ بہت یاد کرین
دیکھ کر حال ترا منہ کو کلیجا آیا ؎ | جز دعا تیرے لیے کیا دلِ ناشاد کرین
تابِ نظّارہ نہین دیکھتے ہم آنکھو نمین ؎ | دل ہی کو آئینۂ حسن خداداد کرین ؎
ایک عیار زمانے کا ہی وہ اے ممتاز | ہمتو بھولے سے بھی اسکو نکبھی یاد کرین

جناب نواب محمد عبد اللہ خانصاحب متخلص بہ طالب رئیس احمد پور شاگرد جناب داغ

رات دن آپتو غیرون ہی سے دل شاد کرین | ہم بھلا کون ہین کیون آپ ہمین یاد کرین
جی مین آتا ہی کہ اب ہم تری فریاد کرین | تجکو مشہور جہا منین ستم ایجاد کرین ؎
آپ بحضرتِ دل جائین وہان مرنے کو | مجھے لیجا کے نہ مٹی مری برباد کرین ؎
جو زمانے کے حسینون کی ہو عادت سے جدا | آپ ایسی کوئی طرزِ ستم ایجاد کرین ؎
عشق تاثیر دکھائے تو مزا آجائے ؎ | مین انھین یاد کرون اور وہ مجھے یاد کرین

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرسیوری ملازم فوجداری علیگڈھ

نام سنکر جنکے متنفر ہے مجھے واسے نصیب ؎ | آج انھین لوگون کو مرے سامنے وہ یاد کرین
دن جوانی کے گئے عشقِ حسینا منین مجید | اب پیری مین تو اللہ کو ہم یاد کرین ؎

جناب سید ابن رضا صاحب مہر رئیس آگرہ تلمیذ جناب حسن شاہجہانپوری

فصل گل آئی ہی گھنگھور گھٹا چھائی ہے	ہین کہان رند چلین میکدہ آباد کرین
آؤ سینے سے لپٹ جاؤ کہ ہی وصل کی شب	آج تو اس دل ناشاد کو ہم شاد کرین

جناب مولوی قادر بخش صاحب مدرس از موضع بیبال ضلع انبالہ

جس قدر چاہین وہ دل کھول کے بیداد کرین	ہم نہین ایسے تنک ظرف کہ فریاد کرین
حشر مین گرمی خورشید سے دل ہی بیتاب	ہم ترا سایۂ دیوار نہ کیون یاد کرین

جناب مولوی شیخ رسول بخش صاحب مشکور گورکھپوری

لذتِ زخم جگر اور تمنائے وصال	بھول جائین کسے فرقت مین کسے یاد کرین
اسکی تصویر کا نقشہ نہ کھچے گا مشکور	لاکھ تدبیر اگر مانی و بہزاد کرین

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی مختار شاگرد جناب داغ

پاس ہی دل کا ترے ورنہ فلک تو کیا ہی	عرش ہلجائے اگر ہم کبھی فریاد کرین

جناب ممتاز علی صاحب ممتاز ساکن سنگلسی ضلع فیض آباد

صورتِ نقشِ قدم کوچہ جانا نمین ہون	گرد اڑا کر نہ بگولے مجھے برباد کرین

جناب محمد اسحاق خانصاحب مائل از قصبۂ بریلہ

مُنہ نہ موڑ دن گا بتون سی کبھی مین تا صبح	خواہ وہ ظلم کرین خواہ وہ بیداد کرین

جناب ملا مظفر حسین صاحب مظفر ساکن بھوپال

دل کے ہمراہ جگر منہ کو ہمارا آئے	ظلم اور جور جو ہم انکے کبھی یاد کرین

جناب محمود بیگ صاحب ممتاز ملازم کلب کوئٹہ

یہ تمنا ہی کہ اگر وہ پس مردن بھی	ہاتھ سے اپنے مری خاک کو برباد کرین

جناب کنج بہاری لال صاحب کمین خلف لالہ لچھمن پرشاد صاحب متوطن قصبۂ سندیلہ

رحم اتنا ہی مرے حال پہ صیاد کرین	یا مجھے ذبح کرین یا مجھے آزاد کرین

جناب لالہ پورن لال صاحب ممتاز شاگرد جناب احسان مکینوری

میکشو تم وہ کہ گھنگھور گھٹا ئین آئین	دل یہ کہتا ہی چلو میکدہ آباد کرین

جناب عبد المجید صاحب مجید تلمیذ جناب منعم مکینوری

ضبط کو چھوڑ کے کیون نالہ و فریاد کرین	دل ہی دل مین نہ انھین کسلیے ہم یاد کرین

جناب محمد مهدی حسنخانصاحب مهدی از گورکهپور

زرع مین آے دکھادین ہمین صورت اپنی — اب زیادہ ستم ایجاد نہ بیداد کرین

جناب منشی علام محمد صاحب منشی سررشتہ دار پولیس سپرنٹنڈنٹ جونا گڈہ شاگرد خورشید حسین

حشر کرتا ہی ترا نازسے چلنا ہرسو — پھر ہی کیا چیز قیامت جو اسے یاد کرین

جناب مولوی صولت حسین صاحب نوازش از مونگیر

کس سے فریاد تری او ستم ایجاد کرین — کون سنتا ہی کہان شکوہ بیداد کرین

ہوگیا دل مین وہی شوق اسیری پیدا — چلکے پھر خانۂ صیاد کو آباد کرین

جناب منشی محمد نظیر صاحب نظیر وکیل فتحپور

صدمۂ ہجر سے رو مین تو زمین کانپ اٹھے — عرش ہلجاے جو ہم نالہ و فریاد کرین

یہ تو معلوم ہی اقرار پہ آئینگے ضرور — جھوٹے وعدون ہی سے وہ دلکو مرے شاد کرین

جناب پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب نوزاں نوپ شہری ماسٹر اسکول لکھنؤ

دردِ فرقت مین بتا کیا ترے ناشاد کرین — دل کی اب یاد کرین یا کہ تری یاد کرین

حکم کردو کہ مین قربان تو ہولون تجھپر — تیز دستی نہ مرے قتل مین جلاد کرین

جناب سید نظیر حسین صاحب نظیر ساکن لکھنؤ خلف سید وزیر حسین صاحب

ہوگا حاصل ہمین کیا وعظ کی صحبت مین بھلا — چلو اے دوستو میخانے کو آباد کرین

جناب پنڈت بھوانی شنکر صاحب ناگر خلف سیٹھ بابو شنکر صاحب لکھنوی

ہمتو فرقت مین سدا نالۂ و فریاد کرین — آپ وہ ہین کہ نہ بھولے سے کبھی یاد کرین

جناب سردار محمد حسینخانصاحب نیاز ولایتی از گجرات

او دل سے کہنا یہ صبا جاکے بعد تجہیز و نیاز — کشتۂ تیغِ ادا پر نہ وہ بیداد کرین

جناب قاضی ولی الحق صاحب ولی ردولوی انسپکٹر سروے

پھول نرگس کے سرِ قبر چڑھا مین لاکر — کشتۂ چشمِ سیہ کو وہ اگر یاد کرین

لاش پر آپ کو آنے مین یہ ضد ہی صاحب — آپ مٹی نہ مری مفت مین برباد کرین

ایسی ہنگامی مین کیا جانیے کیا بین آئے — خوب ہو حشر مین ہمکو نہ اگر یاد کرین

ہم کسی کے قدِ موزون کے جو کشتہ ہین ولی — دفن سب ہمکو چمن مین تہِ شمشاد کرین

جناب وحید الحق صاحب وحید ردولوی خلف قاضی مظہر الحق صاحب انسپکٹر

ظلم پر ظلم وہ بیداد پہ بیداد کرین — ذکر کیا ہم جو کبھی نالہ و فریاد کرین

سن ہی کم طرزِ جفا سے نہین واقف وہ شوخ — ہان کہین غیر نہ اسکو ستم ایجاد کرین

جناب غلام قادر صاحب وصل مدراسی اور سید سلیم شاگرد جناب امیر لکھنوی

انکا دشمن سا ہو دشمن تو کرین رحم اسیر
رحم تجھپہ نہ مگر اے دل ناشاد کرین

موسم گل مین بھی ہمکو نہین کرتا آزاد
ہائے ہم جا کے کہان شکوۂ صیاد کرین

جناب سید فدا حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

ضبط ایسا کرین ہم لوگ جسے یاد کرین
منہ کو آجائے کلیجا تو نہ فریاد کرین

بعد مرنے کے تو آرام نہ مجھے لینے دین
نہ مری طرح مری خاک کو برباد کرین

چرخ بھی تیری طرف بخت بھی یاور تیرا
کس سے شکوہ ترا ہم اے ستم ایجاد کرین

مجکو ہر ظلم مین ملتا ہی نیا ایک مزا
شوق سے وہ بھی ہزارون ستم ایجاد کرین

دل مرا کہتا ہی جاؤنگا حسینو نمین ضرور
مجھسے اس باب مین کچھ آپ نہ ارشاد کرین

بوسون تک خیر ہی کل وصل پہ تو مچلے گا
آج خاطر جو تری اے دل ناشاد کرین

بستا ہون جدائی مین یہ حسرت ہی انھین
اجڑے پہلو کو کسی درد سے آباد کرین

انقلاب ایسا دکھا دے کبھی مجکو بھی فلک
مین انھین دل سے بھلا دون وہ مجھے یاد کرین

سر حسینون کے کھلین یاس مری میت پر
میرے مرجانے کا ماتم مرے جلاد کرین

جناب سید محمد زکی عرف محمد صاحب الم لکھنوی شاگرد جناب میر مونس مرحوم

نہ جلی غیر نہ کچھ دلمین اثر انکی ہوا
خاک اے نالۂ دلسوز تجھے یاد کرین

جان جان تیر مژہ شوق سے سینے مین در آئین
پاس دل کا نہ تری ناوک بیداد کرین

جناب مرزا آغا جان صاحب آغا خلف منشی احمد جان صاحب کارپرداز سونگیڑہ

خوگر ظلم و ستم عشق مین ایسا ہو نہین
چین پڑتا نہین جبتک وہ نہ بیداد کرین

بنکے تیر الٹی اترتے ہین کلیجے مین مرے
نالے کیا خاک اثر اے دل ناشاد کرین

جناب مرزا قاسم علی بیگ صاحب جگر شاگرد جناب جولان از حیدرآباد

کسطرح اس دل ناشاد کو ہم شاد کرین
نہ وہ خود آئین نہ بھولے سے ہمین یاد کرین

ہم انھین یاد کرین وہ نہ ہمین یاد کرین
کیا کرین مجھسے نہ اگر نالہ و فریاد کرین

جناب منشی اولاد علی صاحب حسرت خیرآبادی از گڈھی آنب یائی

عرصۂ حشر مین اللہ جو مجھسے پوچھے
ہر لب زخم سے قاتل تری فریاد کرین

جناب منشی امیر الحق صاحب شمیم از گڈھی آنب یائی

جب وہ یارب کوئی تازہ ستم ایجاد کرین
امتحان پہلے مجھی پر دم بیداد کرین

قبر مین ہم تری بیداد اگر یاد کرین
چونک اٹھین گور نمین مردے بھی وہ فریاد کرین

ٹ [illegible] دل [illegible] وصول ہوئے ہیے ترتیب نسخہ سومین [illegible]

جی مین آتا ہی کرین ارض و سما زیر و زبر — تا کسی ضبط فغان اے دل ناشاد کرین
ہمسے بیگانہ ہوا یار کے ہمراہ چلا شہ — اب تو کیا تیری شکایت دل ناشاد کرین
یاد کرتے نہین جو دیدہ و دانستہ تمیمؔ — کاش ا بھولے سے وہ مجکو کبھی یاد کرین

جناب نواب محمد سجاد علیخان عرف ننھن صاحب ضبط شاگرد جناب جلال لکھنوی

تجھسے شکوہ ترا کیا او ستم ایجاد کرین — حشر برپا ہو تو البتہ فریاد کرین
حکم یہ ہی کسی بے رحم کا مظلومون پر — دم نکلجائے نہ پر شکوۂ جلاد کرین
دل پہ کیا گذرے گی او قید کے کرنے والے — ہم اسیری مین اگر لطف چمن یاد کرین
خوب ہو گر وہ ترے جانے سے پہلے قاصد — خود بخود دل مین یہ آئی کہ ہمین یاد کرین
تربت ضبط پہ دو پھول چڑھا مین وہ اگر — روح کو شاد کرین اور بہت شاد کرین

جناب احمد علی صاحب عشرت ساکن ضلع گیا شاگرد جناب شوخی زہوری

گلہ جور کرین شکوۂ بیداد کرین — سننے والا ہو تو ہم بھی کوئی فریاد کرین
فصل گل مین بھی رہائی کی نہ صورت ہوگی — کیا اسیران قفس خاطر صیاد کرین
ہاتھ ہونگے نہ گریبان سے کبھی صلح پذیر — یا یون کہتے ہین چلو نجد کو آباد کرین
ناز کی حسن پریزاد کے بدلے سو رنگ — دل مین کچھ قصد اگر مانی و بہزاد کرین
ساعت وصل ہے کم قصۂ الفت ہی دراز — عرض مطلب کرین یا شکوۂ بیداد کرین

جناب مولوی محمد سعید صاحب عرشی ساکن گکاوگھی

کھو دیا دونون جہان سے ہمین تو نے ظالم — کس سے شکوہ ترا ہم اے دل ناشاد کرین
سخت جان ہو نہین ذرا دھیان ہی اسکا بھی — قتل کو تیز بہت خنجر فولاد کرین

جناب محمد عبد العزیز صاحب عزیز طالب علم مدرسۂ لطیفہ ساکن حراست لور

رحم کر بہر خدا اے بت کافر ہم پر — کبتلک ہجر مین ہم نالہ و فریاد کرین

جناب سید ظل حسین صاحب فضا شاگرد جناب بقا لکھنوی

گر نہ ہم پاس دل نازک صیاد کرین — قفس تنگ مین جی کھول کے فریاد کرین
ہچکیان ہجر مین آئین بھی تو یہ دل نے کہا — غیر ممکن ہے کہ وہ اور ہمین یاد کرین
اپنے کوچہ ہی مین وہ دفن کرین بعد فنا — خاک مین مجکو ملا کر تو نہ برباد کرین

جناب محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز میرٹھی تلمیذ جناب عشیر لکھنوی

ہوش کی طرح تصور بھی نہ گھر کا آیا — ہمسے بیہوش بھلا خاک وطن یاد کرین

جناب محمد عبد الغفار خان صاحب ناطق ساکن نو قائم گنج ضلع فرخ آباد

بعدِ مردن بھی انھین مجھسے کدورت ایسی ہے — کہ مری خاک بھی پا جائین تو برباد کرین
آرزو مند ہین پابوس کے خوش ہین اس سے — وہ جو پامال ہمارا دلِ ناشاد کرین

جناب محمد شفیع صاحب ناظم سب اور سیر ڈویژن مین پوری

جذبہ عشق کی یارب ہو کچھ ایسی تاثیر — وہ ہمین یاد کرین ہم نہ انھین یاد کرین

جناب ناصر خان صاحب ناصر بنگلوری شاگرد جناب میر فیاض علی صاحب لکھنوی

روزِ اول سے ترے حصے مین لکھا ہی غم — شاد کیونکر تجھے ہم اے دلِ ناشاد کرین

بی چلبلی صاحبہ چلبلی طوائف نوربھپور

کیا غضب ہی مرا دل لے کے ملین غیر دن سے — مجکو لوٹین مرے دشمن کا گھر آباد کرین
مجکو آتا ہی مزہ انکی جفا مین کیا کیا — کہہ دو رک رک کے ذرا مجھپہ وہ بیداد کرین

غزل فرمایشی جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل عدالت فتحپور

الفلک کیون نہ ترا شکوہ بیداد کرین — خون دل پیتے ہین اسطرح نہ فریاد کرین
سیر گلشن کی کرین خدمتِ شمشاد کرین — یاد ہی گل نہ کسی کا نہ آزاد کرین
جی مین آتا ہی نئی شہر کی بنیاد کرین — لا پرستان سے آباد پریزاد کرین
حق نے بخشی ہی وہ خوبی کہ جو یوسف مین تھی — کیون نہ وہ ناز بہ این حسنِ خداداد کرین
کرتے جا جا کے رقیبون مین ہین شکوہ میرا — شادمان انکو کرین دل مرا ناشاد کرین
جان لیتی ہین حنابستہ پا ملین ملکِ مہندی — خون ہاتھون سے نہ عاشق کا یہ جلاد کرین
تخلیے مین مجھے مل جائین اگر موقع سے — مین بھی ایسا انھین چھیڑون کہ بہت یاد کرین
قیس صحرا مین تو فرہاد پہاڑ دنیہ رہا — ہم کہان اس دلِ ناشاد کو آباد کرین
بادِ تند اور بگولے سے یہ کہتا صرصر — بعد مرنے کے مری خاک نہ برباد کرین
حشر مین پیشِ خدا جبکہ ہوا انصاف کریم — ہم بھی تو پیشِ نظر عشق کی اسناد کرین

غزلیات غیر طرح

جناب احسان علی خان صاحب احسان شاہجہانپوری

نگاہین کھینچی ہین اک نئے انداز سے — ادہر ہی ہم انھین پردہ ادہر
ابھی غفلت سے چشم شوق تھی بند — تمہارے دل مین ہم آئے کہ دیر سے
مددگار ہی گرانبار کمی مدد کر — گری جاتے ہین ہم اسکی نظر کی
چھپایا انجمن مین جو بنا اپنا — کسی کی ڈھونڈتی ہی دل نظر سے
یہ بھی ہو گئی نالے ہمارے — گلے مل مل کے رو دیتے ہین کسی
تہ و بالا ہوا جاتا ہی عالم — قیامت نکلے وہ اٹھے مین گھر
دلِ مضطر کو سمجھاتے ہین ہم [illegible] — کوئی آتا ہی ہوگا اب ادہر
اجل کی آرزو ہی [illegible] — شاہجہ کا مکس بیداد کرے
دکھائین موت کی ہیچکی احسان — لگے معلوم ہما یہ پیش

جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی

ادہر ہی درد اٹھا کہہ دیا — جگر میرا کسی ہی دیکھین جگر سے
کسی ظالم کی یاد آئی جو دیتی ملین — نکار اور دمین ہن پھیر
کہان جاتی ہی تجھہ تبلا نبضت — کوئی پوچھے یہ آہ بے اثر سے
جنازہ درپہ عاشق کا جو نکلا — نکل آیا تڑپ کر کوئی گھر سے
کسی کے تیر کے پیکان کی خاطر — لڑائی ہو گئی دل سے جگر سے
کسی کو روئے گر یاد نہ اشک — لپٹ جا مری حسرت کمرے
کو کی تقدیر کی افتاد دیکھی — مرا خط گر گیا پیغامبر سے
سوا بیہوش ہو کر جو ذرا بھی — سوا مدفون نہ دی امان
عدو پر مہربان ہین وہ بہت یاس — کبھی دیکھین انھے سیدھی نظر سے

دلچسپ

ہندوستان کے معزز خاندانون کی حالت کا آئینہ - انگریزی طبع انشاپردازی کا نمونہ - حرفون کے ذریعے سے تصویر دکھا دینے کا آلہ - اردو کو ایک باعزت زبان بنانے کی کل - دلون پر عمدہ اثر ڈال لینے کی حکمی قوت - یا اس نہایت ہی عمدہ طبعی ناول کا پہلا حصہ "فرخ اور مہدی" مصنفہ جناب منشی محمد عبد الحلیم صاحب شرر قومی زبان کے جان نثار "پیام یار" کی کوشش سے خوشرنگ اور بیش قیمت کاغذ پر بہت پاکیزہ خط مین بڑے اہتمام کے ساتھ ملک پر مہذب اثر ڈال لینے کے لیے طبع کیا گیا ہے - ناظرین با مذاق سے توجہ کی امید ہے - مصنف کے عمدہ خیالات اور طرز تحریر سے ملک خوب واقف ہے - تعریف کی ضرورت نہین - قیمت مع محصول ڈاک ۶ر ہے ۔

المشتہر - محمد نثار حسین "نثار" مہتمم پیام یار لکھنؤ

ضرور ملاحظہ فرمائیے!

(۱) کل خریدار بطور خود سمجھ کر کہ کس مہینے اور کس سنہ سے پیام یار اُنکے نام جاری ہوا ہے - سال کے پورے ہوتے ہی فوراً پیشگی قیمت روانہ فرمائین - کیونکہ اس قلیل قیمت مین اتنی وسعت نہین کہ بذریعہ کاڈ یاد دہانی کیجائے - ہمکو حیرت ہے کہ اکثر روپیہ سال ارسال کرنے مین ہی تساہل واقع ہوتا ہے - بمجبوری اب عام طور پر اطلاع دیجاتی ہے کہ تمتما بعد پانچ روپیہ سالانہ کے حساب سے جس طرح ممکن ہوگا قیمت وصول کیجائیگی - اُسوقت گستاخی معاف ہو ہم صاف معاملہ کو بہت پسند کرتے ہین - اسی وجہ سے پیام یار بغیر وصول قیمت سالانہ کسی صاحب کے نام پر نہین جاری کیا جاتا - قیمت ختم ہونے پر فوراً دوسری پیشگی قیمت روانہ فرمائین - ورنہ دو مہینے گذر جانے پر بمد باقی شمار ہوگا - ۹۳ء یا ۹۴ء سنہ سے جن حضرات کو پیام یار جاتا ہے اونکی قیمت ختم ہوئے عرصہ گذر گیا - اونکو قیمت ارسال کرنے مین عجلت چاہیے -

(۲) کاڈ مشترکہ منی آرڈر مین صاف صاف اپنا نام اور پتہ لکھنا چاہیے -

(۳) پوسٹل نوٹ جو ڈاکخانے کے ذریعے سے ارسال ہو - اُسکے ساتھ کاڈ ضرور لکھ کر منسلک کرنا چاہیے - ورنہ اُس نوٹ کے نمبر لکھ کر بمد امانت جمع کر دیا جاتا ہے - اور تعمیل ارشاد مین کوتاہی ہوتی ہے - کیونکہ مرسلہ کا نام و نشان نہین معلوم ہوتا -

(۴) کل خط و کتابت محمد نثار حسین "نثار" مہتمم پیام یار کے نام لکھنؤ چوک کے پتے سے ہونا چاہیے - بعض صاحب گولہ گنج کے پتہ سے پریس مین خطوط بھیجدیتے ہین جس سے دیر مین خط پہونچتا ہے -

(۵) - شعرا کو غزلیات جلد ارسال کرنا چاہیے - تاکہ پیام یار کو تاریخ معینہ پر شایع کرنے کا موقع ملے -

(۶) پیام یار کے خریدارون اور عزت افزائی کرنے والون کو "دلچسپ" کی خریداری کے لیے عجلت کرنا چاہیے - کہین ایسا نہو کہ اُنھین یہ بیش قیمت رسالہ نہ مل سکے - اور اونکی نہ تعمیل کر سکنے کے باعث ہمکو ندامت اُٹھانا پڑے - ۶ر قیمت دلچسپ درخواست کے ساتھ بھیجنا چاہیے - اُسکا حساب پیام یار سے علحدہ ہے -

(۷) ناظرین اپنے احباب کو بھی "دلچسپ" کی خریداری کی جانب متوجہ فرمائین تاکہ مصنف کا حوصلہ بڑھے - اور اطمینان و انتظام کے ساتھ اس مفید اور بیش قیمت تصنیف کے ذریعے سے ملک کی خدمت کرنیکا سلسلہ قائم رہے -

(۸) عام اہل الرائے و ملکی ہی خواہون اور صحیفہ نگار ہمعصرون سے عرض ہے کہ "دلچسپ" پر منصفانہ آزادی سے اپنی رائے جلد ظاہر کرین تاکہ آئندہ حصون مین اُنکے قابل تسلیم خیالات ملحوظ رکھے جائین - جو ہمعصر رائے ظاہر فرما چکے ہین اونکا شکریہ ادا کیا جاتا ہے ۔ مہتمم پیام یار

۹۴ء سنہ کے پیام یار کی جلد

۹۴ء سنہ کے پیام یار کی پوری دو ہی جلدین دفتر مین موجود ہین - جنمین "شب وصل" اور "شب غم" بھی درج ہین - بیشتر حضرات بذریعہ خطوط دریافت کیا کرتے ہین - قیمت فی جلد ۸ر مع محصول ڈاک ہے جن قدردانون کو خریدنا منظور ہو جلد درخواست مع قیمت ارسال کرنا چاہیے -

۹۳ء سنہ کی پرچی جلدون کے علاوہ اکثر متفرق نمبر ہین جنکی قیمت بدستور فی نمبر ۲ر ہے ۔

مہتمم پیام یار

PAYAM-I-YAR

پیام یار

نمبر ۱۰ بابت ماہ اکتوبر ۱۸۹۵ عیسوی جلد ۳

نالۂ بلبلِ شیدا تو سنا ہنس ہنس کر

اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک کارخانۂ عطر و مہتمم پیام یار

لکھنؤ چوک

مطبع منشی محمد علی حسین لکھنؤ واقع گولہ گنج میں چھپا

مصرع طرح پیام یار

مری شبیہ لحد پہ مری آرزو نہو

جناب احسان علیخانصاحب احسانؔ شاہجہانپوری شاگرد جناب جلالؔ لکھنوی

ناخوش مرے تڑپنے سے اے تند خو نہو ۔ کیونکر قرار آئے جو پہلو مین تو نہو

محروم دید مجھسا خدائی مین کون ہے ۔ آئینہ بھی بنون تو وہ بت روبرو نہو

تاکید شام ہی سے ہی اُنکی شب وصال ۔ ہمیو قع آج ہمسے کوئی گفتگو نہو

کانٹا سی میرے دل مین کھٹکتی ہے کوئی چیز ۔ ای رشک گل کہین یہ تری آرزو نہو

تازہ ہوا ہی سونگھتے ہی کیون دماغ جان ۔ ایدل کہین یہ میرے ہی یوسف کی بو نہو

دل کے سوا وہ آنکھ مین رہتے نہین کبھی ۔ یہ پردہ ہای آنکھین کہ کوئی روبرو نہو

کہتا ہی دل خیال سے اُنکے شب فراق ۔ کیونکر ہمین ہو صبر جو ہم بزم تو نہو

ناوک کو دیکھ لیجیے دل سے نکال کر ۔ لپٹی ہوئی غریب کوئی آرزو نہو

جو کام ہم بنا مین بگاڑے اُسیکو تو ۔ ای آسمان دیکھ ہمارا عدو نہو

جو اشک چشم تر مین تھے سب خشک ہو گئے ۔ ایسا بھی کوئی عشق مین بے آبرو نہو

احسان کیا ستم ہی کہ جھنجھلا کے وہ کہین ۔ ہان ہان رقیب ہو مری محفل مین تو نہو

جناب منشی اشرف علی صاحب اشرفؔ لکھنوی شاگرد جناب تسلیمؔ دہلوی مغفور

دم بھر جدا کبھی وہ بت ماہ رو نہو ۔ یہ چرخ فتنہ ساز مرا گر عدو نہو

ساقی نہوگی جام سے آسودگی کبھی ۔ خم کو لگا دے مُنہ سے مرے گر سبو نہو

تیرے سبب سے ہوتی ہی راحت سے شب بسر ۔ آ جائے خواب مرگ جو پہلو مین تو نہو

جلوہ دکھا دے ای بت خلوت نشین مجھے ۔ وہ بھی بشر ہے جسکو تری آرزو نہو

آن جاہلون کی بزم مین جانیسے فائدہ ۔ اشرف دُر سخن کی جہان آبرو نہو

جناب شیخ فیض الدین صاحب اثرؔ شاہجہانپوری شاگرد جناب احسانؔ شاہجہانپوری

مین خاک اُڑاؤن دشت کی پریشان بھی تو ہو ۔ برباد یون غریب کوئی کو بکو نہو

کہتا ہی دل تصورِ جانان سے ہجر مین
ملجاؤن خاک مین جو مرے پاس تو نہو

ظالم کی دوستی کا نہین کچھ بھی اعتبار
ای آسمان میرا طرفدار تو نہو

مجھ سخت جان سے آج کے دن ہے تقابلہ
مقتل مین تیغ بھی کہین بے آبرو نہو

محفل مین کہہ رہی ہین اشارے سے باربار
غیرون کے آگے رات کی کچھ گفتگو نہو

ای بیوفا بتا ہی یہی شان اتحاد
مجکو تو آرزو ہو تجھے آرزو نہو

تنگ آگیا ہون رنج رقابت سے ای اثر
اب یہ دعا ہی کوئی کسی کا عدو نہو

جناب میر محمد زکی صاحب المؔ لکھنوی شاگرد جناب منشی لسن مغفور لکھنوی

دشمن ہو کل جہان اگر دوست تو نہو
ای دوست تو ہو دوست تو کوئی عدو نہو

کیا قہر ہی رقیب کو پہلو مین دے کے جا
ارشاد مجھ سے ہوتا ہے آزردہ تو نہو

پھوٹے وہ آنکھ جو نہ پڑے روی یار پر
شل ہو وہ دستِ شوق جو طوقِ گلو نہو

چلتا ہی کوئی سامنے سینہ اُبھار کر
پامال کیون مرادل پُر آرزو نہو

مرجاؤن سر ٹپک کے یقین ہے شبِ فراق
ای شوقِ وصلِ یار اگر دل مین تو نہو

وہ بی حجاب ہوتے ہین عاشق سے جس گھڑی
اسوقت ای حیا خللِ انداز تو نہو!

انکو ہوا ہی دعوئے یکتائی اسقدر
کہتے ہین آئنہ سے مرے روبرو نہو

یارب المؔ کی طرح بتون کی تلاش مین
رسوا ذلیل خوار کوئی کو بکو نہو

جناب منشی محمد علاؤ الدین خانصاحب اخترؔ شکوہ آبادی شاگرد جناب رسا

عشقِ رسولِ پاک کی کم آرزو نہو
بجز کوے مصطفےٰ مجھے کچھ جستجو نہو

بستر کے تار خار ہون تاریک ہو جہان
آغوش مین جو رات کو وہ ماہرو نہو

پھر جاے بعد مرگ بھی آکر نہ وہ جنم
سربیٹتی لحد پہ مری آرزو نہو

جناب حافظ محمد ابرار عالم صاحب ابرارؔ فتحپوری شاگرد جناب سیر فرخ آبادی

پیر مغان سے سلسلہ ملنا محال ہے
جبتک نصیب بیعتِ دستِ سبو نہو

بدنام ہونگے آپ کہے گا زمانہ کیا!
دامن تو دیکھیے کہین میرا لہو نہو

جناب مرزا قاسم علی بیگ صاحب اخگرؔ برادر و شاگرد جناب جولان از حیدر آباد

آئین جو تیرے کوچہ رشک بہشت مین ہٹ
جنت کی زاہدون کو کبھی آرزو نہو

جناب احمد حسین خانصاحب احمد از جھالاوار شاگرد جناب جاوید رامپوری

تو مین وہ پانون جنکو تری جستجو نہو
ٹوٹے وہ دل کہ جسمین تری آرزو نہو

جناب سید امیر علی صاحب اثر عرائض نویس تحصیل شکوہ آباد

پھر ایسا تیرے روضہ انور کا شوق ہے
جنت بھی گر ملے تو مجھے آرزو نہو

ہی التجا اثر کی شب در دراے رسول ہے
تیرے سوا کسی کی مجھے آرزو نہو

جناب شیو پرشاد صاحب اسیر نائب رجسٹرار قانونگو تحصیل مصر کھ

ارمان دل کے دل ہین رہے اپنے کیا عجب
سر پیٹتی لحد پہ مری آرزو نہو

جناب سید اظہر حسین صاحب اظہر ساکن چھپرہ ضلع سارن

اظہر ہمیشہ کرتا ہی تو مدح پنجتن
شہرہ ترے کلام کا کیون چارسو نہو

جناب محمد اسد اللہ خانصاحب اسد شاگرد جناب رسا از شکوہ آباد

شرمندہ آج مجھسے مری آرزو نہو
کوے صنم کو جاتا ہون یارب عدو نہو

جناب شیخ اولاد حسین صاحب اول فتحپوری شاگرد جناب عاشق حیدری

زیر نقاب جو رخ خورشید رو نہو
آئینہ لیا ہی ماہ کبھی روبرو نہو

جناب شیخ محمد امداد علی صاحب امداد داروغہ بہائر غیرت گنج علاقہ بھوپال

امداد دی ہی جان حسنین حیدر یار ہے
سر پیٹتی لحد پہ مری آرزو نہو

جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب بیتاب متوطن ضلع شاہجہانپور شاگرد جناب داغ

یارب کوئی زبان پہ مری نعت گو نہو
خیر عشق مصطفٰے کے کوئی آرزو نہو

آتی ہی روز گور غریبان سے کچھ صدا
سر پیٹتی لحد پہ مری آرزو نہو

وہ جان و دل کو لے کے ہوئے ہین کنارہ کش
ایسا جو مال جائے تو کیون جستجو نہو

جناب منشی سید عابد حسین صاحب بیدل ساکن نہٹور ضلع بجنور مقیم جود پور

جلجائے دل وہ شعلۂ نار جحیم سے
عشق رسول پاک کی جس دل مین بو نہو

مانع حیا ہی سامنے آنے سے جو تمھین
پردے سے کچھ کلام ہو گر دو بدو نہو

جناب بابو بختاور سنگھ صاحب بخت خزانچی ہمراہی بونڈری کمیشن افغانستان

اپنی جفا پہ کاش نہوتے وہ منفعل	شاید کہ اب نظر بھی کبھی روبرو نہو
برباد جیسا بخت کمیشن کے ساتھ ہے	آوارہ اسطرح سے کوئی کو بکو نہو

جناب سید حشمت علی صاحب بیکس ساکن ضلع مرادآباد مقیم نظامت مانکروں

حسرت پیاہی گور غریبان مین چارسو	سر پیٹتی لحد پہ مری آرزو نہو

جناب منشی محمد ابراہیم صاحب بیدل محرر کچہری فوجداری شیوراج جودہپور

مرنے سے میرے اسکو مری جستجو نہو	سر پیٹتی لحد پہ مری آرزو نہو
ہاتھوں اچھل رہا ہے کلیجہ فراق مین	پہلو مین اسکے آج ہمارا عدو نہو

جناب عبدالرزاق صاحب بہار حسیم آبادی ضلع چھپرہ

آتی ہی کسکے نالہ و فریاد کی صدا	سر پیٹتی لحد پہ مری آرزو نہو

جناب محمد یوسف خانصاحب تشنہ بلند شہری شاگرد جناب ذوق مرحوم

وہ چیرتے ہین دل کو مرے اس گمان پر	اسمین بھرا ہوا کہین رشک عدو نہو
تنہا کبھی نہ اٹھونگا مین انکی بزم سے	جبتک ہجوم یاس مری چارسو نہو

جناب سید عبدالعلی معروف بہ نواب عبداللہ صاحب تسکین ہاپوڑی ارجھپراون

پابند زلف اے دل پر آرزو نہو	ظالم خدا کے واسطے دیوانہ تو نہو
زلف پریشان کا عبث ہی تجھے خیال	تسکین دیکھہ اسمین گرفتار تو نہو

جناب منشی ہری نواس صاحب تمیز زمیندار چلاسنی ضلع ایٹہ

ذلت نہو اٹھاؤن نہ جوروستم کبھی	پہلو مین میرے اے دل نادان جو تو نہو

جناب منشی تفضل حسین صاحب تفضل ناظر کلکٹری مین پوری

پیچیدگی ہاے آج بہت گرد باد مین	تربت پہ خاک اڑاتی مری آرزو نہو
ہمکو کبھی تمسے ملنے کی خواہش نہین رہی	اچھا نہین ہی تم مین وفا کی جو خو نہو

جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

تصویر تیری سامنے ہو اور تو نہو	پھر ہمسے کیون اشارہ دلنشین گفتگو نہو

چشمک ہی قاتلِ دلِ پُر آرزو نہو • شاید تری نگاہ نے مارا ہو تو نہو
سو بار دل سے جاؤ چلیے آؤ لاکھہ بار • تم ہو یہ کوئی نکلی ہوئی آرزو نہو
ہمتو نشان دیتے ہین دل مین کسی کے ہیں • پیکان کی اپنی تمکو نہین جستجو نہو
کیا کیا گرے نظر سے نیک کہ ہماری تنک • یون بزم یار مین کوئی بے آبرو نہو
فریادِ عاشقان سے ہی آئی غضب مین جان • کہتے ہین تنگ آکے بشر خوبرو نہو
چلا کے لاش پر مری نوحہ نہ کیجیے • آہستہ روئیے کہین دردِ گلو نہو
مرجاؤن راہ چلتی نہ چالون پر آپ کی • سب کچھہ سہی یہ حشر مرے روبرو نہو
کچھہ میرے خون کا نہین گردن پر انکی بوجھ • اتنا بھی بار فاؤن کا ہلکا لہو نہو
سچ ہی کہ بے طبیب سنبھلتا نہین مریض • دل کو سنبھالے کون جو اے درد تو نہو
گم ہی نگاہِ شوق کسی کی تلاش مین • آنکھین تو ڈھونڈھتی ہین ہمین جستجو نہو
یون شیخ جان رہین مرے دشمن نصارتی تنی • پوری خدا کرے یہ تری آرزو نہو
تم دل پکڑ لو مجھسے یہ دیکھا نہ جائے گا • آئینے سے دوچار مرے روبرو نہو
کیا حال سوزِ دل کہین چھالے زبان کے • خود منہ سے پھوٹنے مین کوئی گفتگو نہو
ناصح سا دوست عشق بتا نمین کہان جلال • یعنی عدو بنانے سے بھی جو عدو نہو

جناب محمد عمر صاحب جنون ابن مولوی محمود میان صاحب وکیل عدالت منگلور

کیون خفتگانِ خاک مین اک شور ہے بپا • سرتیتی لحد پہ مری آرزو نہو
کوٹھے پہ تم چڑھو تو خجالت سے چاند بھی • چھپ جائے زیر ابر کبھی روبرو نہو

جناب مشتاق مجتبی صاحب جنون امروہوی شاگرد جناب شاعر

شہرہ جو انکے حسن و ادا کا ہی جا بجا • چرچا ہمارے عشق کا کیون کو بکو نہو
کسکا گلہ جنون یہ مقدر کا ہے لکھا • پہونچے عدو تو بزم مین او رحیف تو نہو

جناب بابو سید محمد علی صاحب جوش کلرک محکمۂ انجنیری ریاست جھالاوار

کہتے ہین جسکو عشق وہ جلوہ ہی حسن کا • گر یہ نہو تو اسکی کہین جستجو نہو
جس حسنِ دلفریب کا عالم مین شور ہے • در پوست دل مین جوش وہ ہی خوبرو نہو

جناب شاہزادہ صاحب عالم مرزا رحیم الدین صاحب حیا دہلوی

الفت نہو بتون کی کوئی آرزو نہو — پہلو مین گر رہے دل بیتاب تو نہو

وہ چاک سینہ کیا ہی وہ چاک جگر ہی کیا — [illegible]ون مین ہزار بار کبھی جنمین رفو نہو

جاتا تو ہون گلی سے تمہاری مگر بشرط — یاد آئین گر ستم تو مری جستجو نہو

قاتل ہی ایک ایک کا باعث ہے عشق کے — گریہ نہو تو کوئی کسی کا عدو نہو

وہ آتے ہین جو یان تو جلانے کو آتے ہین — ممکن نہین کہ ذکر وفائے عدو نہو

زخم دل و جگر کا تو سینا محال ہے — دامن کا چاک پارۂ گردون سے رفو نہو

لطف شب وصال تو جب ہی کہ اے حیا — معشوق زود رنج نہو تند خو نہو

جناب منشی میر محمد ولایت حسین صاحب حقیر دہلوی شاگرد جناب فائز

اک حشر اور حشر مین ہو جائیگا بپا — بہتر ہے وہ کسی کے اگر روبرو نہو

کھو جائے دو جہان سے اگر تیری یاد مین — پھر ہمکو اپنے دل کی کبھی جستجو نہو

رسوائیونکا انکی ہے ایسا مجھے خیال — دل بھی جلا مین وہ تو کسیطرح بو نہو

وہ کیون چھپے ہماری جنازے کو دیکھکر — لپٹی ہوئی کفن سے کوئی آرزو نہو

سیندور کا ہی خلق کو جسپر گمان حقیر — قاتل کے سر چڑھا یہ کسی کا لہو نہو

جناب مولوی حافظ سید نذر الرحمن صاحب حفیظ عظیم آبادی

انسان کو کسی کی اگر جستجو نہو — آوارہ اے حفیظ وہ پھر کو بکو نہو

دیکھے یہ چاند سا ترا چہرہ جو ماہتاب — پھر حشر تک یقین ہے ترے روبرو نہو

جناب منشی اولاد علی صاحب حسرت خیرآبادی اہلمد ڈاک گدھی آبنا یانی

گر چشم و دل مین یار رہے تو ہی جلوہ گر — امید کچھ نہ تجھسے [illegible] آرزو نہو

جناب شیو دیال صاحب خادم خلف جناب بہوش وکیل لکھنؤ

معشوق کیا کہ حسن ہی ہو نیک خو نہو — گل کیا کہ جسمین رنگ ہی ہو اور بو نہو

سرخی ہی آسمان پہ بہت عرصے سے نمود — اندیشہ ہی یہی کہ ہمارا لہو نہو

گردش مین مہر و مہ ہین اسی طرح روز و شب — انکو بھی یار تیری کہین جستجو نہو

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

محشر مین اور اون سے مری دو بدو نہو
کہنے کی بات ہی جو کوئی گفتگو نہو

کھٹکا ہوا ہون خارِ تمنا سے اسقدر
ڈرتا ہون یاس سے بھی کہین آرزو نہو

لے تو چلا ہی ناصحِ نادان پیامِ وصل
مین شرط باندھتا ہون جو بے آبرو نہو

ای دردِ عشق خانۂ دل گھر ترا ہی
آباد یہ مکان تو جب ہو کہ تو نہو

اس فکر مین کچھ ان سے نہ ہم بات کر سکے
یہ گفتگو نہو کہین وہ گفتگو نہو

مین رنگ دیکھکر نکرونگا یقین کبھی
جبتک عدو کے خون کی خنجر مین بو نہو

چاکِ دلِ رقیب کی جب فکر کیجیے
پہلے یہ دیکھ لیجیے بہلا رفو نہو

کافر خدا کرے کہ غلط ہو مرا گمان
جو مین سمجھ رہا ہون وہ ای کاش تو نہو

کیا رشک ہے کہ طالبِ ہجران ہون اسلیے
جو مجکو ہی رقیب کو وہ آرزو نہو

مجکو جنابِ شیخ کی دعوت ضرور ہی
ایسی کہین شراب ملے جسمین بو نہو

دل کو مسل مسل کے ذرا ہاتھ سونگھیے
ممکن نہین کہ خونِ تمنا کی بو نہو

زاہد مزا تو جب ہی عذاب و ثواب کا
دوزخ مین بادہ کش نہو جنت مین تو نہو

دستِ دعا کو ملتی ہے تاثیر عرش سے
جو ہاتھ سے ہو پاؤن سے وہ جستجو نہو

غش آنجائے دیکھ کے قاتل کو موجِ خون
نازک مزاج کا کہین ہلکا لہو نہو

یہ ٹوٹ کر کبھی نہ بنے گا کسی طرح
زاہد شکستِ توبہ شکستِ سبو نہو

ای داغ آکے پھر گئے وہ اسکو کیا کرین
پوری جو نامراد تری آرزو نہو

جناب حکیم احمد حسین صاحب دانش شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

وعدے کی شب بھی مہندی لگا دیکا عذر ہے
معشوق تیری طرح کوئی حیلہ جو نہو

دلبر نگاہ و ناز تو دلکش ادائے حسن
کیسے نثار خاطرِ پر آرزو نہو

قربان تجھپہ لاکھ تمنائین وصل کی
یہ کیا کہ آرزو ہو مرے دل مین تو نہو

ملتا ہی عاشقون کو جبھی لطفِ اتحاد
معشوق بدمزاج نہو تندخو نہو

اچھا نہین ہی دیدۂ تر سے مقابلہ
اے ابر میرے سامنے بے آبرو نہو

جناب نواب مہدی حسنخانصاحب رفعت لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

راحت ہوا ہی فلک جو مرے سر پہ تو نہو	پھر دوست کے سوا کوئی بیداد گر نہو
آمادہ قتل غیر پہ او کینہ جو نہو	تلوار مین بھرا ہوا امید اہو نہو
رہ رہ کے ڈھونڈھتا ہی جیسے دلمین تیر یار	حسرت مری نہو وہ مری آرزو نہو
پایا تجھے تو کھو گئے میرے حواس و ہوش	میری طرح کسی کو تری جستجو نہو
دامن سے اپنی اشک نپوچھو مرے کبھی	دشمن کے سامنے بھی مری آبرو نہو
یہ جان لو تو دم بھی نکلتے نہ دیکھو تم	شاید کسی کے دل مین یہی آرزو نہو
پھر اسمین چٹکیان تجھے لینے سے فائدہ	کمبخت اف بھی کرنیکی جس دلمین خو نہو
کانٹی الجھ کے خوب ہی جنگل کے دیکھ لین	دامن پھٹا نہو کہین اسمین رفو نہو
رفعت کو تمنے بوسہ دیا آگے غیر کے	کاٹو تو مارے شرم کے اسمین لہو نہو

جناب پھلوان سہائے صاحب روح ساکن قصبہ کوراول

تسکین کس طرح ہو دل بیقرار کی	جبتک کوئی حسین مرے روبرو نہو

جناب محمد حیات بخش صاحب رسا اہلکار مصطفے آباد شاگرد جناب داغ

جسمین برائے نام بھی الفت کی بو نہو	تو رہنے بت ہو تو تجھے آرزو نہو
غم ہو الم ہو یاس ہو جو کچھ ہو سب قبول	اس دل مین ان بتون کی اگر آرزو نہو
میرا سا دل خدا کسی دشمن کو بھی نہ دے	میری سی عید کو بھی تری آرزو نہو
پامال ہو یہ دل تو مجھے کچھ نہو الم	کھو جائے یہ تو اسکی مجھے جستجو نہو
تجھپر رسا بتون نے ہزارون ستم کیے	افسوس ہے کہ پھر بھی خبردار تو نہو

جناب محمد اکبر خانصاحب راہبر محرر چنگی قصبہ نزیدا این نہ

اہی قبر پاس خاطر مہمان ضرور ہے	اسدرجہ تنگ میرے لیے دیکھ تو نہو

جناب محمد عبد الرزاق صاحب راجی میر مدرس مدرسہ ہلسنور

امید ین ساری دل کی ہو مین پاین یا الہی	اب آرزو یہی ہے کہ کچھ آرزو نہو

جناب شیخ علیخان صاحب زیبا لکھنوی شاگرد نواب محمد حسنخانصاحب شمیم

جناب سید ولایت احمد صاحب تسنیم سب انسپکٹر ترکلوا شاگرد جناب امیر لکھنوی

پھوٹے وہ آنکھ جسمین کہ اے یار تو نہو
ٹوٹے وہ دل کہ جسکو تری آرزو نہو

محشر مین چھپتے پھرتے ہین وہ مجکو دیکھ کر
ڈرتے ہین آج مجھسے کہین گفتگو نہو

مین ہون گناہگار وہ بیچارہ بے گناہ
دشمن ہو تم مرے مرے دل کے عدو نہو

اُسکی گلی مین خوف یہ دشمن کا ہی مجھے
سائے سے چونکتا ہون کہ یہ بھی عدو نہو

مدفن مرا ہو کوچۂ جانان مین بعدِ مرگ
برباد تا کہ خاک مری کوبکو نہو

ای یار دیکھ بھال کے تو میرے دل کو روند
پامال اِسکے ساتھ تری آرزو نہو

آئے ہین اوڑھ کر جو دوپٹہ وہ سرخ آج
ڈرتا ہون سر چڑھا یہ کسیکا لہو نہو

مہندی ملی جو ہاتھ مین اُس شوخ نے تو یان
آنسو ٹپک پڑے کہ کسیکا لہو نہو

اللہ ری نخوت اُس بتِ یکتا کی اے تسنیم
قدغن ہی آئینہ بھی مرے روبرو نہو

جناب منشی محمد امیر الحق صاحب تسنیم متوطن مضافاتِ دہلی از گڈھی آپنا پانی

غارت وہ دل ہو درد کی جس دل کو خو نہو
پھوٹے وہ آنکھ جسکے کوئی روبرو نہو

تولے ہوئے وہ تیغ دودم پھر رہا ہے آج
میری ہی ہاے اُسکو کہین جستجو نہو

جناب خواجہ محمد باقر صاحب شیدا لکھنوی

غم کا مشیرِ کار جو اے درد تو نہو
گھٹ گھٹ کے یون کسی کا کلیجا لہو نہو

جناب سید کاظم حسین صاحب شیفتہ ساکن کنتور از اطرافِ لکھنو مقیم حیدرآباد

وحشت مین اے جنون کہین طوقِ گلو نہو
پرزے ہو اسطرح کہ گریبان رفو نہو

ہی رہروانِ راہِ وفا کی زبان پر یہ
ٹوٹین وہ پاؤن جنکو تری جستجو نہو

دھبا لگا ہی بے اثری کا تو آہ مین
آنسو نکل کے آنکھ سے بے آبرو نہو

ایدل سمجھ گیا ہون کہ تیر افسانہ ہے
مت جا یہ اضطراب جو پہلو مین تو نہو

یہ خون شیفتہ ہے دکھائیگا اپنا رنگ
ای ترکِ شوخ اور کسی کا لہو نہو

جناب مرزا محمود شاہ صاحب شاگرد گورگانی مدرس مدرسۂ دہلی

حسبِ مراد کام ہزارون ہین مرے
گر یار تجھ مین ایک بگڑنے کی خو نہو

جناب بینی مادھو لال صاحب شوخ ازگورکھپور

ارمان اگر جہان کے بھرے ہوں تو کچھ نہیں	دل میں وصال یار کی گر آرزو نہو

جناب لالہ گنپت رائے صاحب شعلہ رئیس شکوہ آباد

ہی اشتباہ دست حنائی کو دیکھ کر	اسمیں کسی شہید جفا کا لہو نہو

جناب بابو محمد حسین صاحب شائق ڈسپیسنگ ریکارڈ کلرک ڈاکخانہ سفری انبالہ

اتنا کہاں دماغ جو ناصح سمجھ سکے	سینے میں جبکہ دل ہو تو کیوں آرزو نہو
ایسا ہوں آپ کے لب جان بخش کا مریض	مر جائے پر مسیح سے بھی چارہ جو نہو

جناب محمد عمر صاحب شفا رئیس اعظم مچھلی شہر

کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہو	انسان نہیں وہ جسکو تری جستجو نہو
ساری چمک دمک ہے رخ تابناک کی	اندھا ہو آئینہ جو ترے روبرو نہو
چاروں طرف ہی ایک ترے دم کی روشنی	اندھیر ہی جو بزم میں اے شمع تو نہو

جناب لکھوری پربھو نرائن صاحب صادق مختار رانچی

کہتے ہیں شور حشر ہی پر مجکو ہے گمان	سر پیٹتی لحد پہ مری آرزو نہو
وہ آدمی نہیں جو نہو خوبرو پسند	وہ دل نہیں ہے جسمیں محبت کی بو نہو
دیکھو تو بوسے لیتے ہیں جھک جھک کے کسکے دم	تصویر انکی آئینہ میں روبرو نہو

جناب صولت حسین صاحب صولت خلف و شاگرد جناب نوازش مونگیری

دامن پہ آسمان کے یہ رنگ شفق نہیں	صولت یہ حسرتوں کا کسی کی لہو نہو

جناب نواب محمد سجاد علیخاں صاحب ضبط لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

یارب عزیز خلق کوئی خوبرو نہو	اور ہو تو اسکی دل میں مری آرزو نہو
کیا خوف ہمکو گردش لیل و نہار سے	کیوں ڈر ہو آسمان کا جب تم عدو نہو
وعدہ خلافیاں جو کرے روز وہ حسین	کیوں میرے دل میں کشمکش آرزو نہو
تسکین درد میں دل مضطر ضرور ہے	لیکن وہ کب کہ پہلوئے عاشق میں تو نہو
اے ضبط دل کو تھام کے آنسو کو روک لو	آئے ہو بزم غیر میں بے آبرو نہو

جناب سید مظہر حسین صاحب مضبوط العلم کالج جھالراپاٹن

کیسی یہ آرہی ہے صدا دیکھنا ذرا
سر پیٹتی لحد پہ مری آرزو نہو

جناب عابد حسین صاحب عابدؔ سوانی پیشکار تحصیلی لڈہ ملک گوالیار شاگرد [illegible]

بسمل سا کسی سے بھی چارہ جو نہو
قاتل لگا وہ زخم کہ فکر رفو نہو

ہر جا بیان کی طرح دہان کو بکو نہو
تو اس چمن میں پھول ہے پھولونکی بو نہو

کہتے ہو کون زندگی میں پوری [illegible] نہو
مجھکو دکھاؤ تو دل پر آرزو نہو

پلٹا ہے ناامید کوئی کوئے یار سے
یارب کہیں مراد دل پر آرزو نہو

اللہ ری نیاز سے نفرت یہ ناز کو
دل مانگتے ہیں جسمیں کوئی آرزو نہو

آنکھ وہ تو آئے ہیں لیکن یہ دل میں ہے
یہ رات وصل کی شب مرگ عدو نہو

یہ خوف ہے کہ دل نہ لگی ہے یاس کو
پوری خدا کرے کہ مری آرزو نہو

وہ آئیں بیٹھے گھر کہاں ہیں میرے نصیب
پردے میں انکے اے ملک الموت تو نہو

فرقت کی رات رشک ہے یارب [illegible]
یہ شمع دولت شب وصل عدو نہو

آتا ہے رشک تجھے نہ دیکھو دم خرام
نقش قدم سے آنکھ کہیں دوبدو نہو

عابد تجھے اپنے نام کا بھی پاس چاہیے
پڑھتے رہو نماز نہیں ہے وضو نہو

جناب شیخ فدا علی عرف اچھے صاحب عیش لکھنوی

وہ سر کہے کہ جسمیں سر جستجو نہو
وہ دل ہے خراب کہ جس دل میں تو نہو

عاشق وہ کیا جو ظلم اٹھانیکی خو نہو
معشوق کیا جو شوخ نہو خوبرو نہو

میرا شب فراق میں جینا محال ہو
اے آرزوئے وصل اگر دل میں تو نہو

آتی ہے روز گور غریبان سے کچھ صدا
سر پیٹتی لحد پہ مری آرزو نہو

بخشے بجا ہیں حشر کے دن بھی گناہگار
رحمت مرے کریم کی گر حیلہ جو نہو

منظور ضبط راز محبت جو ہو مجھے
مثل کباب دل کو جلاؤں تو بو نہو

کہتی ہے مجھسے آہ مجھے کھینچیے تو آپ
پھر دیکھیے تو یہ فلک کینہ جو نہو

جناب کنور عنایت سنگھ صاحب عنایت رئیس بریلی

آئی کہان سے گریہ وزاری کی یہ صدا | سر پیٹتی لحد پہ مری آرزو نہو
حیرت وہ اسمین دیدۂ عاشق کی دیکھ کر | کہتے ہین آئینے کو مرے روبرو نہو
وہ سر ہی کیا کہ جسمین نہ سودا ہو یار کا | وہ دل ہی کیا کہ جسکو کوئی آرزو نہو
سو باف سرخ ہی تری چوٹی مین خوشنما | سر پر چڑھا صنم یہ کسی کا لہو نہو
تعریف کیا بیان ہو تمھارے جمال کی | تم قدرت خدا کا صنم اک نمونہ ہو
مجھ علم وفضل کی ہی عنایت وہان بار | عالم مین بے نشان کبھی لکھنؤ نہو

جناب احمد علی صاحب عشرت ساکن ضلع گیا شاگرد جناب شوخی رامپوری

ٹوٹین وہ پاؤن جنکو تری جستجو نہو | وہ دل ہو خاک جسمین تری آرزو نہو
صبح شب فراق کا جلوہ اُسے نصیب | روئے شب امید سے جو روبرو نہو
آتا ہی پیار شوخی رفتار برق پر | طرز خرام نازبت تند خو نہو
رہجائیگا مگر دم شمشیر تشنہ کام | ایسا نہو رگون مین ہماری لہو نہو
اللہ ری ضد وہ سنتے ہین عشرت کے جب پیام | کہتے ہین بیت سامنے یہ گفتگو نہو

جناب حافظ محمد عبد الغفور صاحب عاشق منیر دار جیورا

عبد الغفور شیفتہ اُس گل پہ تو نہو | جسمین وفا کا رنگ محبت کی بو نہو
حیران ہوگئے آئنہ کو تکلیا ہو نہین | تو بھی وہ کہتے ہین کہ مرے روبرو نہو
قبلہ بھی ہو تو مین نکرون سجدہ اُسطرف | جبتک کہ آستان صنم روبرو نہو
وہ رشک حور آئے جو گلگشت کے لیے | جو باغ ہو بہشت برین کا نمونہ ہو
عاشق مین ہی ہون والی اقلیم نظم ونثر | شہرت مرے کلام کی کیون چارسو نہو

جناب محمد یحیی علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی نگینہ

نکلی نہ ایک بھی کبھی اس دل کی آرزو | یہ آرزو ہی اب کہ کوئی آرزو نہو
کہتا ہی رشک دیکھ کے غیرونکو زیر تیغ | ہی ہی گلوے غیر ہو میرا گلو نہو
کھا کھا کے تجکو جیتے ہین ہم تو فراق مین | ہم بھی نہون جہان مین اے غم جو تو نہو
آتا نہین قرار دل بیقرار کو | پہلو مین جبتک اپنے کوئی خوبرو نہو

...م یار

...ارامزا وصال مین ہے چھیڑ چھاڑ کا — معشوق کیا ہی وہ جو ذرا تند خو نہو

...اب منشی رامچند رصاحب عیش نائب فوجدار جھالاواڑ شاگرد جناب جاوید

...شمن کو آبِ تیغ پلاتے ہین آج وہ — کسطرح میرا رشک سے پانی لہو نہو
...وہ آہ کیا جو بام کی اونکی نہو کمند — وہ نالہ کیا جو رنج فزائے عدو نہو
...س شرط پر اجازتِ اظہارِ حال ہے — ایما نہو اشارہ نہو گفتگو نہو

جناب محمد عبد الرؤف خانصاحب عیاش رامپوری از جھالاوار

...خط اسکا لے کے آیا بلانے کو نامہ بر — لیکن یہ خوف ہی کہ فریبِ عدو نہو
...ہرگز نہین کسی کے فرشتونکو بھی خبر — مضطر ہمارے آنے سے احباب تو نہو

جناب محمد عبد العزیز صاحب عزیز برادر گوہر ویلوری

...آئے نہ بہرِ فاتحہ وہ اس خیال سے — سر پیٹتی لحد پہ مری آرزو نہو
...کہنے لگا بگڑ کے وہ سنتے ہی میرا نام — ہرگز کسی کا ذکر مرے روبرو نہو

جناب ریاض علی صاحب عاشق منشی پیشی روبکاری ملقبیس جہان بیگمصاحبہ بھوپال

...شب کو اگر بغل مین مری یار تو نہو — کیونکر نہ مرگ کی مجھے پھر آرزو نہو

جناب محمد خانصاحب غریب اہلمد پیشی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر سہارنپور

...سر مین بھری ہوئی جو تری جستجو نہو — آوارۂ تلاش کوئی کو بکو نہو
...کیفیتِ حیات مری لالہ گون ہے — بے روح وہ بدن ہے کہ جسمین لہو نہو
...اے دل دوئی مین جلوۂ وحدت کہان نصیب — لطفِ وصالِ یار جب آئے کہ تو نہو
...آتا ہی ہمکو چشمِ تصور سے دیکھنا — آنکھون سے وہ چھپے جو کبھی روبرو نہو
...ہی ہر سوال بوسہ پہ دشنام کا مزا — کیا لطفِ عشق یار اگر تند خو نہو
...مین ہی نہین ہون تنگ زمانے سے ای غریب — یہ کسکا آشنا ہی جو میرا عدو نہو

جناب مولوی غلام امام صاحب غنی متوطن قصبہ مصطفے آباد

...کیونکر قرار آئے دلِ بیقرار کو — ہی زندگی خراب جو تو روبرو نہو
...جو اک نظر ترے رخِ زیبا کو دیکھ لے — تا حشر دوسرے کی اُسے جستجو نہو

جناب سالار مسعود صاحب غازی تنخواہ دار بارھوین پلٹن بنگلور

آتے تو دو بہار گریبانِ صبح کے نہ
پرزے اوڑا اون ایسے کہ جاے رفو نہو

شیطان کا بہشت برین مین ہی کام کیا
لازم ہے یہ کہ گھر مین تمھارے عدو نہو

جناب محمد عبد الغفور خانصاحب غفور شاگرد جناب ساز شکوہ آباد

کیون لیچلا ہی دل مجھے قاتل کے سامنے
گردنپہ اسکی مفت مین میرا لہو نہو

جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی خلف امانت مرحوم

ای ابرتر جہان مین بپے آبرو نہو
ہمسر ہمارے دیدہ گریان سے تو نہو

قاتل کے ہاتھ پاؤن جو ہین سرخ اسقدر
شامل کہین حنا مین ہمارا لہو نہو

گانے کا شغل کیجیے گلزار مین نہ آپ
بلبل کی چشم زخم سے دردِ گلو نہو

حیران کیون کھڑا ہی درِ میکدہ پہ شیخ
کہدو کہ آئے شوق سے گر بے وضو نہو

اُترا ہی دلمین لشکر رنج و غم و ملال
ہی بھیڑ پایمال کوئی آرزو نہو

ہمتو کہین ضرور دلِ مضطرب کا حال
پر کیا کرین جو ہوش ترے روبرو نہو

کہتی ہی روز باغ مین یہ عندلیب زار
مین پھول بین ضرور سماؤن جو بو نہو

جناب سید حسن صاحب فوق رامپوری شاگرد جناب داغ دہلوی

گرانمین روٹھنے کی بگڑنے کی خو نہو
دل پایمال کشمکش آرزو نہو

ای دل ہجوم شوق مین بیتاب تو نہو
ای اشک گر کے آنکھ سے بے آبرو نہو

کرتے ہین جب وہ قتل مجھے اُف رے ننگِ عشق
آتا ہی رشک غیر کی یہ آرزو نہو

مہندی سے ہاتھ سرخ تمھارے کبھی نہون
جبتک شریک اسمین ہمارا لہو نہو

دل ٹکڑے ہی ادہر تو جگر چاک ہے ادہر
کسکا رفو ہو عشق مین کسکا رفو نہو

سنتے نہین وہ اور کبھی ہین میری وصل مین
ڈرتے ہین دل مین اور کوئی آرزو نہو

ہمتو ہزار بار کہین تجھسے حال دل
پر کیا کرین جو ہمسے مخاطب ہی تو نہو

جناب شیخ فدا حسین صاحب فدا ساکن قصبہ سکیٹ ضلع ایٹہ

وہ شمع کیا ہی جسکو لگی ہو نہ لو تری
وہ بزم کیا ہی جسمین تری گفتگو نہو

جناب منشی محمد احمد صاحب فریاد خیرآبادی شاگرد جناب مضطر

اسطرح ہمکو عشق بت ناپرو نہو — جب دل دیا خدا نے تو کیون آرزو نہو

جناب ہرگوبند صاحب فوق انچارج انسپکٹر جنگل علاقہ ریوان

حسرت نہو ملال نہو آرزو نہو — کچھ بھی نہو جو اے دل کمبخت تو نہو

جناب محمد رکن الدین صاحب فرق طالبعلم سکاچ مشن سکول سیالکوٹ

سب خواہش وصال مری دور ہوگئی — یہ آرزو ہے یار! کوئی آرزو نہو

جناب بالکرشن صاحب قمر لکھنوی شاگرد جناب امیر لکھنوی

جنت مین چاہی حور رہے یا پری رہے — کیا واسطہ مجھے جو مرا ماہرو نہو

اے چشم و دل سنبھالے رہو اشک و آہ کو — الفت کا میری ذکر کہین کو بکو نہو

جناب سید یوسف حسین صاحب قیاس خلف اکبر جناب یاس شاگرد جلال

چھوٹے وہ آنکھ جسمین کہ ہر وقت تو نہو — وہ دل لہو ہو جسمین تری آرزو نہو

کیا کیا اٹھائے رنج نہ گردون کے ہاتھ سے — جیسا مرا عدو ہے کسیکا عدو نہو

جیتا ہون آسرے پہ ترے اے خیال یار — ہو جان بھی نہ تن مین اگر دل مین تو نہو

صبح شب وصال یہ کہتا ہون انسے مین — ٹھہرو کہ دل مین اور کوئی آرزو نہو

ہنگام گریہ ہو جو نہ عیسے لبونکا دھیان — آنسو کے ساتھ آنکھ مین جیتا لہو نہو

بیوجہ آج دل کا تڑپنا نہین قیاس — پہلو مین یار کے کہین میرا عدو نہو

جناب محمد شاہجہان صاحب کاوش رامپوری شاگرد جناب جلال

اسکا مضائقہ نہین گر دل مین تو نہو — ہان یہ ستم ہے یار تری آرزو نہو

بدنام جذب دل کو کسی کے عبث نکر — تیر ہی بلانے والی تری آرزو نہو

چھپ جاؤ اپنے ڈھونڈھنے والے کے دلمین تم — تا کارگر عدو کی وہان جستجو نہو

اٹھنا تھا اسکے ساتھ ہی پہلو سے مجکو بھی — بہتر شریک حال جو اے درد تو نہو

تا حشر اتحاد رہے یونہین یا خدا — رنجش کی مجھ مین یار مین کچھ گفتگو نہو

ملجائے یونہین حشر مین داد ستم ہمین — وہ خوبرو خدا کے کہین روبرو نہو

...ب نہ درد دل کی دوا کرسکے مسیح
چاک جگر کا چارہ گردون سے رفو نہو

...اعت وصال یار کی کیون آکے ٹل گئی
اے دوست اپنا بخت ہی اپنا عدو نہو

...باد خاک ہوگا وہ دل جسمین ایک بھی
حسرت نہو امید نہو آرزو نہو

جناب پی۔ بی۔ موہن صاحب کیفی دہلوی

یہ کون رو رہا ہی ذرا دیکھہ بیکسی
سر پیٹتی لحد پہ مری آرزو نہو

زاہد کو حور کی ہی تو مجھکو بتون کی دھن
ایسا بھی کوئی ہی جسے کچھہ آرزو نہو

کیفی یہ لال لال جو ڈورے نمود ہین
آنکھو نمین جم گیا یہ جگر کا لہو نہو

جناب فتح الدین صاحب لاغر کھیلوری مدرس اسکول بٹالہ

پھیلا ہی جسکا فیض زبان اک جہان مین
شاید وہ سرزمین سخن لکھنو نہو

جناب محمد عبد اللطیف خانصاحب لطیف رئیس مصطفے آباد

اس دل کی بیقراریون سے مجکو خوف ہے
رسوا یہ بدنصیب کہین کو بکو نہو

جناب سید محمد مہدی صاحب مہدی خلف الصدق جناب جلال لکھنوی

اے دل کچھہ آہین کھینچ جو نالے بجو نہو
چپ یون کسی کی یاد مین کمبخت تو نہو

کیا دل مین ہم کے دل سے نکلنا بھی فرض ہے
ارمان دیکھو تم نہ بنو آرزو نہو

گھر گھر پھرے وہ گھر سے جو نکلا نہو کبھی
کھوئے ہوئے کی اپنے اُسے جستجو نہو

جب جانون مین کہ داور محشر کے سامنے
پردے سے تم نکل کے مرے روبرو نہو

مہدی سنا ہی جلوہ گہ یار سے کوئی
مایوس گھر پھر آئین شاید وہ تو نہو

جناب مولوی ممتاز احمد صاحب ممتاز تھانوی شاگرد جناب داغ دہلوی

حسرت نہو ملال نہو آرزو نہو
جھگڑا ہی یہ نہو دل شیدا جو تو نہو

جاتا ہون بزم یار مین اے دل رہی خیال
بیٹھو رہے قرینہ کوئی گفتگو نہو

کیا دیکھہ لینگے ہم نہ تصور کی آنکھہ سے
ہوتا نہین وہ شوخ اگر روبرو نہو

اللہ حسن دے تو ملے حسن خلق بھی
وہ گل ہی خار جسمین بجز رنگ بو نہو

آئے ہین تنگ ایسے ہم اس دل کے ہاتھ سے
کھویا بھی جائے یہ تو ہمین جستجو نہو

سیکش لپٹ پڑین نہ بلا کی طرح تجھے   اے محتسب صدائے شکستِ سبو نہو
الفت جتا کے دوست کو دشمن بنا لیا   یارب مری طرح کوئی اپنا عدو نہو

جناب نواب تصدق حسین عرف چھوٹی صاحب ماہر رئیس لکھنؤ

بلبل نہین ہے وہ جسے الفت کی خو نہو   گل ہے وہ خار جسمین محبت کی بو نہو
لاکھون ہین حسرتین اسی خانہ خراب کو   پہلو مین دل نہو تو کوئی آرزو نہو
خنجر ابھی نہ غیر کی خاطر اٹھائیے   تب اختیار ہے جو ہمارا گلو نہو
جسجا ہجوم حسرت و رنج و ملال ہے   شاید وہین مرادِ دلِ پُر آرزو نہو
ماہر کرو تو شیوۂ خاموشی اختیار   ممکن نہین کہ بند زبانِ عدو نہو

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرتپوری ملازم فوجداری ضلع علیگڈھ

کافر ہو آنکھ پھر کے جو دیکھے کبھی اسے   حورِ بہشت مین جو تمھاری ہی خو نہو
مر جاؤن پر نجاؤن کبھی باغِ خلد مین   جبتک کہ میرے ساتھ مری جان تو نہو
مین اسکی آرزو مین دل و جان فدا کرون   افسوس ہے کہ اسکو مری آرزو نہو

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی مختار شکوہ آباد شاگرد داغ

جلوہ نما جب آنکھ مین وہ شمع رو نہو   موسی کی طرح طور کی کیون جستجو نہو
عاشق وہ کیا قضا کی جسے آرزو نہو   مقتل مین جا کے جان نہ دے سرخرو نہو
کیا تاب ماہ کی جو کرے تجھسے ہمسری   خورشید جب فلک پہ ترے روبرو نہو

جناب محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز میرٹھی شاگرد جناب عشیر لکھنوی

ممتاز منہ کفن سے ذرا کھول دیکھہ تو   سر پیٹتی لحد پہ تری آرزو نہو

جناب مرزا محمود بیگ صاحب ممتاز از کلب گونڈہ

آنکھون سے اپنی روضۂ احمد جو دیکھ لون   باغِ جنان کی دل مین کبھی آرزو نہو

جناب منشی افتخار حسین صاحب مضطر خیرآبادی

ہر وقت سر بسجدہ ہین اک بت کی یاد مین   ہم وہ نماز پڑھتے ہین جسمین وضو نہو

جناب شیخ مظہر علی صاحب مظہر لکھنوی شاگرد جناب ہمت لکھنوی

بوسہ جو مین نے مانگا تو جھنجھلا کے یہ کہا
خاموش ایسی بار یہ گر گفتگو نہو

جناب محمد اسحاق خانصاحب مائل از قصبہ برلہ

جس سے کہ میرا آج معطر دماغ ہے
ای دل کسی کی زلف معنبر کی بو نہو

جناب عبد القادر صاحب متین حلیم آبادی ضلع چھپرہ

یہ کسلئے نور کی ہی تجلی جہان مین
تو کھلے یہ بے نقاب مرا ماہرو نہو

جناب محمد عبد الکریم صاحب مضطر ہیڈ کلرک ڈاکخانہ سفری لاہور

تو مین وہ پاؤن جنکو تری جستجو نہو
غارت وہ دل ہو جسمین تری آرزو نہو

تصویر اسکی دل مین تصور نے کھینچ لی
ہوتا نہین ہے خیر جو وہ روبرو نہو

جب حسن و عشق لازم و ملزوم ہو چکے
کیون دلربا کی دل کو مری جستجو نہو

جان حزین کو چین اسیوقت آئیگا
پہلو مین یا تو دل نہو یا آرزو نہو

مضطر بتون کے کوچے مین پھرنے سے باز آ
رسوا خدا کے واسطے تو کوبکو نہو

جناب جگیشر پرشاد صاحب مقبول شاعر راجہ صاحب بہادر سنگرولی

دیکھو لحد ہے آتی ہے ماتم کی یہ صدا
سرپیٹتی لحد یہ مری آرزو نہو

حضور پرنور نواب محمد کلب علیخانصاحب بہادر نواب فرمانفرمای رامپور

گر تم سے خونبہا کی کوئی گفتگو نہو!
کیا ذکر موت کا بھی مری کو بکو نہو؟

ہوتے جو بے غرض تو نہ پڑتے عذاب مین
یارب کسی کے دل مین کوئی آرزو نہو

احوال ہجر پوچھ رہا ہی اسی سے تو
جس بے زبان سے آگے تری گفتگو نہو

کہلا ہی بھیجو جھوٹ تسلی کے واسطے
اقرار وصل تم سے اگر دو بدو نہو

فریاد کی امید ہی سبکو جزا کے دن
ہو طرفہ یہ بھی سیر کہ محشر مین تو نہو

ہر ذرے مین ہزار بلاؤن کے جلوے ہین
میری ہی خاک دیکھو کہین کوبکو نہو

نواب اسی سے چاہتے ہو بڑھ چڑھا بیان
بندہ تو کیا خدا کے بھی جو روبرو نہو

جناب محمد علی حسینخانصاحب نشاط رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

وہ آنکھ کیا کہ جسکو تری آرزو نہو
پتھر وہ دل ہے جسمین تری آرزو نہو

PAYAM-I-YAR

پیام یار

نمبر ۱۱ بابت ماہ نومبر ۱۸۹۵ء جلد ۳

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر

اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتب

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار

لکھنؤ چوک

مطبع منشی محمد علی حسین واقع لوگنج میں چھپا

مصرع طرح پیام یار

حسینون کے بگڑنے مین بھی اک عالم نکلتا ہے

جناب مولوی محمد عبد الرزاق صاحب آشنا ساکن گجرات پور متصل اکاٹ

مدینہ کے سفر کو ہند سے عالم نکلتا ہے
الٰہی کب اِحمد مین ہمارا دم نکلتا ہے

اوسی کے واسطے ہے باغِ جنت حور و غلمان بھی
زیارت کو نبی کی جو خوش و خرم نکلتا ہے

صدائے مرحبا آتی ہے ہر دم عرشِ اعلےٰ سے
زبان سے میری وصفِ مصطفےٰ جس دم نکلتا ہے

فراقِ احمدِ مختار مین دل خون ہے سیلا
بجائے اشک آنکھون سے لہو ہر دم نکلتا ہے

پیامِ یار سے آیا ہے یہ مصرع ہمین آشنا
حسینون کے بگڑنے مین بھی اک عالم نکلتا ہے

جناب احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

نہ پوچھو وصل کیا شئی ہے کہ جس پر دم نکلتا ہے
یہ وہ آیا ہوا ارمان ہے جو کم نکلتا ہے

خموشی سے وہ بت آئینۂ خوبی نہو کیونکر
کہ چپ رہنے مین بھی تصویر کا عالم نکلتا ہے

ترا ابھرا ہوا جوبن تری جادو بھری آنکھین
انھین پر جان جاتی ہے انھین پر دم نکلتا ہے

عدو کو مین بتاتا آرزو اپنی معاذ اللہ!
تمھین نے کیون نہ پوچھا کس ادا پر دم نکلتا ہے

عدو کے سامنے رو رو کے اظہارِ الم کیا !
ترا مطلب بھی کچھ اے دیدۂ پرنم نکلتا ہے!

عزا داری ہماری حسرتِ گذشتہ کی کی سب نے
ہجومِ آہ بھی بن کر صفِ ماتم نکلتا ہے

تجھے جو آنکھ دیکھا کرتی ہے دشمن کے پہلو مین
اسی سے اشکِ حسرت بنکے تیرا غم نکلتا ہے

ہمارے پوچھنے والون سے کہتا ہے وہ بت اکثر
وہی احسان اِس کوچے سے جو ہر دم نکلتا ہے

جناب منشی اشرف علی صاحب اشرف لکھنوی شاگرد جناب نسیم دہلوی مغفور

ادھر سے دیکھین کب وہ فتنۂ عالم نکلتا ہے
ہماری جان جاتی ہے ہمارا دم نکلتا ہے

ہجومِ نوحہ خوان ہے تیرے عاشق کے جنازے پر
ٹھہر دم لے اسیرِ حلقۂ ماتم نکلتا ہے

یہ آفت کسکے سر جائے نظر بدلی ہے قاتل کی
الٰہی خیر خنجر میان سے ہر دم نکلتا ہے

مرے سر کی قسم کھاتے ہو لوگون کو حسد ہوگا
مرے کار رشک سے دشمن قسم سے سم نکلتا ہے

الٰہی رحم کر اب کھو دے غفلت اہل دنیا کی
نہین دل مین سماتا تو زبان سے ہم نکلتا ہے

انکھین آئے نہ آئے رحم تو آنسو بہلائے جا
ترا تو حوصلہ اے دیدۂ پرنم نکلتا ہے

فروغ حسن سے اسکے فقط اشرف نہین بیخود
جگر تھامے ہوئے ہاتھون سے اک عالم نکلتا ہے

جناب آغا جان صاحب آغا از ریاست سونگھیرہ شاگرد جناب امیر لکھنوی

یہ خوش طالع ہے کون ایسا یہ کسکا دم نکلتا ہے
کہ گھر سے آج وہ کرتا ہوا ماتم نکلتا ہے

ادا ہے کونسی جورونمین جسپر دم نکلتا ہے
اسی کافر مین بھی زاہد وہی عالم نکلتا ہے

تری نظرونمین بھی تیر قضا کا رنگ ہے ظالم
جسے تو دیکھ لیتا ہے اُسی کا دم نکلتا ہے

چھپانا منہ نہین زیبا تجھے اسوقت آخر مین
ذرا صورت دکھا جا آج میرا دم نکلتا ہے

کرین تسکین دل کسطرح ہم مجبور ہین ناصح
وہ بن ٹھن کر نکلتا ہے تو اپنا دم نکلتا ہے

جناب منشی محمد عبد العزیز صاحب انجم روزنامچہ نویس محکمہ ڈیوڑھی بھوپال

جو کہتا ہون کہ مرتا ہون تو فرماتے ہین وہ ہنسکر
تعجب کیا ہے مجھ پر سیکڑون کا دم نکلتا ہے

غضب مین جان ہے یہ بھی بھلا کچھ رشک ہے انجم
جفا کرتے ہین وہ غیرون پہ تیرا دم نکلتا ہے

جناب قاضی محمد احسن الدین صاحب احسن رئیس و ممبر کمیٹی قصبہ نگینہ

بھلا جانبر ہو کیونکر اس بت سفاک سے کوئی
کہ جسکی ہر ادا مین اک نیا عالم نکلتا ہے

جناب آتما سنگھ صاحب امین طالب علم انٹرنس کلاس امریکن مشن سکول سیالکوٹ

نگاہ لطف کی امید اُس سے رکھ نہ اے امین
انھین کیا مر رہا ہے کون کسکا دم نکلتا ہے

جناب شیخ اولاد حسین صاحب اوّل محرر شیخ محمد نظیر صاحب وکیل فتحپور

جو آنا ہے تو آ اے رشک مسیحا جلد آ ورنہ
کوئی دم مین مریض ناتوان کا دم نکلتا ہے

جناب منشی مولوی محمد اسمعیل صاحب بیتاب متوطن ضلع شاہجہانپور شاگرد داغ

بپا ہے شور زندان مین چلو زندانیو دیکھو
تماشا ہے اسیر کاکل پر خم نکلتا ہے

دم آخر ہے ہچکی آرہی ہے یاد مین تیری
دکھا جا اپنی صورت کو ہمارا دم نکلتا ہے

مین ضبط گریہ کرتا ہون بخوف ننگ رسوائی
یہ باعث ہے جو اشک آنکھون سے اب کم کم نکلتا ہے

بناوٹ کی نہین حاجت جہانمین خوبرویونکو
حسینون کے بگڑنے مین بھی اک عالم نکلتا ہے

نہ واعظ کر نصیحت مجکو ترکِ عشقِ خوبان کی
مثل مشہور ہے ناصح پھنسا دل کم نکلتا ہے

جناب منشی محمد امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی

طریقِ عشق مین ہمراز نامحرم نکلتا ہے
سمجھتے ہین جسے ناآشنا ہمدم نکلتا ہے

لبون تک آکے پھر جاتی ہے ربانِ منتظر میری
نہ وہ بیرحم آتا ہے نہ میرا دم نکلتا ہے

بھرا ہو سوزشِ دل کا کہ تنگ آیا جو سینے مین
رواں بنکر خیالِ کاکلِ خم نکلتا ہے

نہین معلوم کسکی آمد آمد وقتِ آخر ہے
کہ رک رک کر مرے سینے سے میرا دم نکلتا ہے

کسی نے بھی نہ پوچھا کُشتے کی تربت سے
ہمیشہ پاس سے ہر چند اک عالم نکلتا ہے

الٰہی نزع مین یاد آسکے کسکے عارضِ گلگون
کہ موجِ بوے گل بنکر ہمارا دم نکلتا ہے

مین کسکی پاے حنائی کا کشتہ ہون کہ مدفن سے
گریبان پھاڑنے کو پنجۂ مریم نکلتا ہے

یہ رتبہ ہے تری ناوک کا جب آتا ہے دل مین
بے تعظیم درد اٹھتا ہے تن سے دم نکلتا ہے

تمنا کیا کرون مین دل کے ہوتے سیرِ جنت کی
یہ وہ عالم ہے جسمین روز اک عالم نکلتا ہے

بدلجاتی ہے دو ساغر مین کیفیت طبیعت کی
فقیر آتا ہے میخانے سے بنکر جم نکلتا ہے

یہانتک ناتوانی ہے کہ روزِ وصل سینے سے
جو حسرت بھی نکلتی ہے تو میرا دم نکلتا ہے

وہ ہون دل سوختہ مثلِ لبِ زخم بزمِ شادی مین
دمِ خندہ بھی منہ سے نالۂ ماتم نکلتا ہے

مرا داغِ جوانی وقتِ پیری بھی چمک اٹھا
ستارہ صبحِ عشرت کا شبِ ماتم نکلتا ہے

در اندازون کی ضد سے کوچۂ جاناں کو جب چھوڑا
ہوا غل قدسیون مین خلد سے آدم نکلتا ہے

نگاہِ حسرت آلودہ نے میری کردیا بدظن
وہ کچھ شرما گیا تسلیم ادھر سے کم نکلتا ہے

جناب مرزا محمد یوسف خان صاحب تشنہ بلند شہری شاگرد جناب ذوق مرحوم

سیاہی دل کی چھٹ جاتی ہے توبہ کر نسیے ناصح
مگر سوداے الفت دل سے ہمراہِ دم نکلتا ہے

اگرچہ تنگ رکھتا ہے دلِ محزون کا غم سینہ
مگر دیکھو تو مشکل مین یہی ہمدم نکلتا ہے

جناب منشی سری نواس صاحب تمیز زمیندار چلاسنی

مسیحائی تمھاری لون سے دن کام آئیگی
لبون پر جان آئی ہے مرا اب دم نکلتا ہے

جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

وہ ارمان ہی محبت جسکو لیکر دم نکلتا ہی
نکلتا ہو مری پر زندگی مین کم نکلتا ہی

یہان آنکھون سی اشکِ گرم گو پیہم نکلتا ہی
وہ آنسو جس سے کوئی دن پسیجے کم نکلتا ہی

دعا مین [illegible] تو کبھی رنج وہ دلکو دیے جاتی ہین
مری راحت کا پہلو آہ مین ای ہمدم نکلتا ہی

دلون [illegible] دیمین یون ہنسی ہی آمد شد
پریشان کوئی جاتا ہی کوئی برہم نکلتا ہی

پھری کیون کو بکو جو ڈھونڈتا ہو دل ہی مین سبکو
جسی ہی جستجو تیری وہ گھر سے کم نکلتا ہی

نہین معلوم ہمی آج ان آنکھونکا ہی کیسا شغل
گیا جو دیکھنے با دیدۂ پُر نم نکلتا ہی

ملے ہین [illegible] بی کے لیے بس ہاتھ عاشق کو
کوئی کام اور کب اپنی بجز ماتم نکلتا ہی

تلاشی لی ہی اتر آ کے خلوتخانۂ دل کی
نکلتی ہی تو انکی آرزو یا غم نکلتا ہی

بہت سی آرزوئین نوحہ گر ہین ساتھ تھا ایسے
جنازہ ایسے مجمع سے کسی کا کم نکلتا ہی

نکالی حسرتِ دیدار [illegible] دیکھتے جاؤ
کہ آنکھون سے کسی مشتاق کی یون دم نکلتا ہی

جلال اک [illegible] تماشا ہو اسکی محفل سی بھر اودھر
وہان سے جو نکلتا ہی خوش و خرم نکلتا ہی

جناب مولوی محمد عمر صاحب جنون وکیل عدالت بندر منگلور

وہان [illegible] طالب ہی [illegible] کا خم نکلتا ہی
ہمارے دل سی وہ [illegible] نالۂ برہم نکلتا ہی

نثار دامِ گیسو کی طرف وہ کرکے کہتے ہین
پھنسا جو مرغِ دل آ مین وہ اکثر کم نکلتا ہی

چمن کی سیر مین اونکی نزاکت ہو گئی ظاہر
کہا گھبرا کے بوے گل سے میرا دم نکلتا ہی

ہوائی زلفِ پیچان نے پریشان کر دیا ایسا
کہ نالہ بھی دلِ صد چاک سے برہم نکلتا ہی

کسی کے تیر نے قبضہ کیا ہی دلپہ عاشق کے
جو صاحبخانہ بنتا ہی وہ گھر سے کم نکلتا ہی

مین روتا اسکے کوچے سے جو نکلا لوگ چلائے
تماشا دیکھنا فردوس سے آدم نکلتا ہی

خدا حافظ ہی اب [illegible] گردشِ گردان کا
شبِ فرقت مین دل سے نالۂ پیہم نکلتا ہی

جنون کی سخت جانی تیغ قاتل کی ہوئی قاتل
کری ایسی کہ گویا خود ہی اسکا دم نکلتا ہی

جناب مشتاق مجتبٰی صاحب جنون امروہوی شاگرد جناب شاعر

یقین ہوتا ہی بیتاب اسکا مقصد ہو گیا حاصل
عدو آج اس مکان سی کچھ خوش و خرم نکلتا ہی

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

تڑپنے سے دلِ بیتاب کوئی غم نکلتا ہے
ٹھہر جا صبر کر مضطر نہو کیون دم نکلتا ہے

وہ گھبراتے ہین کیا کیا جب ہمارا دم نکلتا ہے
گمان یہ ہے کہ دم کے ساتھ اسکا غم نکلتا ہے

ہماری دم نکلنے مین بھی اک عالم نکلتا ہے
کہ وہ مشتاق ہین دیکھین تو کیونکر دم نکلتا ہے

جو آئے نامہ بر رشکِ عدو کا ذکر کہدینا
یہ کینہ صاحبِ غیرت کی دل سے کم نکلتا ہے

کوئی کیا نبض دیکھے دستگیری کیا کرے قسمت
ترے بیمارِ غم کا ہاتھ پکڑے دم نکلتا ہے

امیدِ فاتحہ کیا کشتۂ تیغ تغافل کو
کہ میری قبر سے منہ پھیر کر عالم نکلتا ہے

وہ میرا ذکر یون کرتے ہین غیرونکے جلانے کو
اگر ڈھونڈھو تو ایسا آدمی بھی کم نکلتا ہے

کمی کیا پڑ گئی ہے جا بجا ہنر ڈالو کی اے قاتل
کہ اب تلوار کم کھنچتی ہے خنجر کم نکلتا ہے

گلا کیسا کہان کا رنج کسکا جان بلب ہونا
جب اُسنے پیار سے پوچھا تمھارا دم نکلتا ہے

کوئی کیا چل سکیگا اس خرامِ ناز سے بڑھکر
قیامت کا تمھاری ٹھوکرون مین دم نکلتا ہے

تمھین میرے مسیحا ہو تمھین میری تمنا ہو
تمھین پر جان جاتی ہے تمھین پر دم نکلتا ہے

نقابِ روی روشن سے رخِ پرنور کا جلوہ
جو چھن چھن کر نکلتا ہے تو یہ کیا کم نکلتا ہے

الٰہی خیر کرنا آج کوئی داغ کے گھر سے
نہ بے شیون نکلتا ہے نہ بے ماتم نکلتا ہے

جناب منشی محمد ذاکر علی صاحب ذاکر محافظ دفتر کمشنری مال آگرہ شاگرد مہر

لبِ شیرین کے بوسون سے ہمارا دم نکلتا ہے
برا قسمت کا ہو یان قند سے بھی سم نکلتا ہے

تہ خنجر سے ان ایسا محو دیدارِ رخِ قاتل ہے
خبر یہ بھی نہین مجھکو کہ میرا دم نکلتا ہے

نشاط افزا ہے دورِ ساغرِ مے سبکو اے ساقی
نکلتا ہے جو محفل سے تری بے غم نکلتا ہے

حضرت ریاض

ہماری دل مین ہے جو داغ ایسا کم نکلتا ہے
یہ بن بنکر چراغِ محفلِ ماتم نکلتا ہے

تری ٹھوکر کے فتنے کو نہ اتنا ہم سمجھتے تھے
یہ ظالم تو قیامت سے قدِ آدم نکلتا ہے

جہان ہم خشتِ خم رکھدین بنائے کعبۂ رندی
جہان ساغر ٹپکدین چشمۂ زمزم نکلتا ہے

مرے آنے سے کیون دھومین مچی ہین بزم مین ساقی
یہ کیا ہے بعد مدت کیون یہ جامِ جم نکلتا ہے

تمھین کیونکر بتائین دل پہ اپنے کیا گذرتی ہے
تمھین کیونکر دکھائین تم مین کیا عالم نکلتا ہے

شبِ غم ہنکی یہ سیدھی مرے گھر تک پہنچتی ہے
تری زلفِ رسا کا جب کبھی کچھ خم نکلتا ہی

پڑا رونا یہان دو دو گھڑی کا ہی آؤ نہ ایسے مین
سسکتی ہی تمنا آرزو کا دم نکلتا ہی

شبِ غم کہئے کس کالی بلا کا ذکر کرتے ہوش
کہ اسکا نام لینے سے مرا تو دم نکلتا ہی

سحر ہو تی دوہرا اپنا چاکِ دامن لے کے بیٹھے ہین
رفو کرنے کو تارِ دامنِ مریم نکلتا ہی

ریاض ایسا گیا گذرا نہین جو شان جانے دو
گدائی کے لیے دو دے کے جامِ جم نکلتا ہی

جناب محمد حیات بخش صاحب رسا محرر جوڈیشل بھونگام شاگرد جناب داغ

ادا پر جان جاتی ہی حیا پر دم نکلتا ہی
ترے پھندے مین دل آ کر بہت ہی کم نکلتا ہی

بتون کی چاہ کرکے کس غضب مین آگیا یا رب
نہ تن سے جان نکلتی ہے نہ دل سے غم نکلتا ہی

نصیحت اپنی رہنے دو ہی دلِ الفت مین ای ناصح
بڑی ہی تجکو بھی لینے کی اپنا دم نکلتا ہی

بناوٹ ای ستمگر کیا قیامت کیا بلا ہوگی
ترے بیساختہ پن سے بھی اک عالم نکلتا ہی

رسا کو اسکے آقا اپنی خدمت مین طلب کرلین
شکوہ آباد کے رہنے پہ اسکا دم نکلتا ہی

جناب بندہ علیخانصاحب بیا لکھنوی شاگرد نواب محمد حسنخانصاحب تسید اکرم

دمِ وصلِ صنم فرطِ خوشی سے دم نکلتا ہی
زمانے مین کسی کا یون بھی ارمان کم نکلتا ہی

اگرچہ پاکدامانی مین بالا سب پہ ہو لیکن
قدِ عصمت مین کوئی تمسے ای مریم نکلتا ہی

مین بوسے لے رہا ہون وہ دیے ہین گالیان وہ بھی
دمِ وصل اپنا اونکا حوصلہ باہم نکلتا ہی

یہ پیرِ آسمان ہمکو بھلا کیا غم یہ غم دیگا
سنا ہی حوصلہ کم ہمتون کا کم نکلتا ہی

تماشا دیکھتے ہین ہان کنی کا میری ہنس ہنس کے
کسی کی دل لگی ہی اور کسی کا دم نکلتا ہی

مسرت سے کبھی ہوتا ہی تو کبھی آپ سے باہر
کبھی تیرا بھی ارمان ہی دلِ پُر غم نکلتا ہی

وہ مجکو جان بلب سنکے مرے بالین تڑپتے ہین
مرا ارمان ہمنکر آج میرا دم نکلتا ہی

حیا انکی انھین بیباک ابھی ہونے نہین دیتی
مرا ارمان نکلتا ہی مگر کم کم نکلتا ہی

یہ کیا ہی جتنی ہین ارمان بھرے دل سب ٹھر کرتے ہین
الٰہی آج کس حسرت زدہ کا دم نکلتا ہی

مقدر میرا زلف اسکی برابر ہی زمانہ مین
نہ اسکا بل نکلتا ہی نہ اسکا خم نکلتا ہی

جو کہتا ہی کوئی اسنے کہ ہی اب جان بلب بیا
تو کہتی ہین تو ہین کیا گر کسی کا دم نکلتا ہی

جناب حلیم میر رضا حسین صاحب سُہا لکھنوی شاگرد جناب صبا مرحوم

کہون کیا اُس بُتِ کافر پہ میرا دم نکلتا ہی
جہان جا کر ہر اِک کرتا ہوا ماتم نکلتا ہی

عرق آلودہ رخ پر اسطرح لہرائی ہی کاکل
کہ افعی جلنے کو جسطرح شبنم نکلتا ہی

نہین کچھ حاجتِ آرایشِ تن اِن حسینونکو
کہ انکے سادے کپڑون مین بھی اِک عالم نکلتا ہی

شدائد موت کی ہرگز نہ دیکھے جائینگے تم سے
سرہانے سے مرے اُٹھو کہ میرا دم نکلتا ہی

بہت کمسن ہین وہ ڈر جائینگے انکو نہ آنے دو
بڑی مشکل سے عاشق کا سنا ہی دم نکلتا ہی

عیادت کو جو آئے نزع مین منہ پھیر کر اُٹھے
نہ مڑ کر یہ بھی پھر دیکھا کہ کسکا دم نکلتا ہی

سُہا کچھ کربلا سی کم نہین ہی کوچۂ جاناں
کہ جو جاتا ہی وہ کرتا ہوا ماتم نکلتا ہی

جناب رحمت حسینخانصاحب ستم محرر دفتر صدر

پسِ مرگ دن مری تربت پہ وہ کہنے لگے آکر
یہ سچ کہتا تھا مجھ سے یار تیرا دم نکلتا ہی

جناب غلام محمد صاحب سوختہ کتب فروش سیالکوٹ

بنی ہی جان پر آنکھین ہین دید کی حسرت
مصیبت ہی یہ اور اسپر وہ گھر سے کم نکلتا ہی

جناب محمد حسین صاحب سبقت مدرس مدرسہ ویلور

ہمارا ہی نازکا کشتہ تڑپ کر جان دیتا ہی
پلٹ کر دیکھتے جاؤ کہ اسکا دم نکلتا ہی

جناب سالگرام صاحب سالک محافظ دفتر جھالاواڑ شاگرد جناب جاوید

مرا اس رشک سے ای آفتِ جان دم نکلتا ہی
کہ تیرے دل سے دشمن کا تصور کم نکلتا ہی

عرق غصے مین جب آیا جبین پر چُن گئی افشان
حسینونکے بگڑنے مین بھی اِک عالم نکلتا ہی

نرے کے ہین اشارے غیر سے آنکھ مین مرتا ہون
کسی کے تیر لگتے ہین کسی کا دم نکلتا ہی

مجھے وہ کرکے بسمل پوچھتے پھرتے ہین ہر اک سے
یہ کسنے خون بہایا کسپر اسکا دم نکلتا ہی

ہزارون درد لاکھون رنج اسمین آکے بھرتے ہین
اگر گھبرا کے میرے دل سے کوئی غم نکلتا ہی

جناب خواجہ محمد باقر صاحب شیدا لکھنوی

تڑپ کر اُٹھے زانو پر جو اپنا دم نکلتا ہی
تو فرماتے ہین یون ارمان کسی کا کم نکلتا ہی

وہ بوسے دل مین چٹکی لے کے خارِ غم نکلتا ہی
انھین تو دل لگی سوجھی ہمارا دم نکلتا ہی

عزاداروں کا میرے غم غلط ہوجاتا ہی دم بھر / وہ غارتگر جو نزدیک صفِ ماتم نکلتا ہی
جگر کی آگ اشکون نے نکل کی فراہمی سچ ہی / کسی کا کام دنیا مین کسی سے کم نکلتا ہی
ہوا نامدعا کا ہی بظاہر رنج کی صورت / ہمارے دل کا ارمان بنکے اشکِ غم نکلتا ہی
خدا محفوظ رکھے اضطرابِ دردِ فرقت سے / نہ دل کو چین آتا ہی نہ شیدا دم نکلتا ہی

جناب منشی محمد حسین صاحب شباب ملازم محکمۂ انجنیری جھالاواڑ

چڑھائی یار نے تیوری تو چمکا بانکپن دونا / حسینوں کے بگڑنے مین بھی اک عالم نکلتا ہی
نہ پوچھو عاشقِ خستہ کی کیا حالت ہی فرقت مین / یہ الجھن ہی اسے جیسے کسی کا دم نکلتا ہی
ہمین کچھ ناز تھا دل پر سو وہ بھی تجھ پہ مائل ہی / جسے اپنا سمجھتے ہین ترا ہمدم نکلتا ہی
شباب ان گلعذارون مین نہین ہوتی وفا ہرگز / عبث ان بیوفاؤن پر تمھارا دم نکلتا ہی

جناب سنکٹھا پرشاد صاحب شاد مچھلی شہری وارد جونپور

جھڑک کر یار نے جب مسکرایا نکلی دم پر شے / حسینوں کے بگڑنے مین بھی اک عالم نکلتا ہی

جناب سید ظہور عالم صاحب ظہور محرر دیوانی محال بھروندہ

کسی کی بدمزاجی سے ہمارا دم نکلتا ہی / کہ بزمِ عیش مین بھی پہلوے ماتم نکلتا ہی
محبت غیر کی ہم سے چھپاتے ہو عبث اے جان / ہر اک پہلو تمھاری بات کا برہم نکلتا ہی

جناب حافظ محمد عبد الغفور صاحب عاشق نمبردار چتورا شاگرد جناب ذاکر

وہ قاتل جب چڑھا کر ابروے پرخم نکلتا ہی / کوئی ہوتا ہی بسمل اور کسی کا دم نکلتا ہی
جو تو آئے عیادت کو تو ہو صحت مجھے حاصل / تری فرقت مین او رشکِ مسیحا دم نکلتا ہی
حصولِ اشکباری روزِ فرقت کچھ نہین لیکن / مرے دل کا بخار اسے دیدۂ پرنم نکلتا ہی
چلا جس دم مرے پہلو سے اٹھکر دلربا عاشق / دلِ بیتاب چلایا کہ میرا دم نکلتا ہی

جناب محمد عبد الرؤف خانصاحب عیاش رامپوری از جھالاواڑ

کلیجا تھام لیتے ہین جو اہلِ درد سنتے ہین / ہمارے منہ سے جس دم نالۂ پیہم نکلتا ہی
وہ ائین دلربایانہ وہ ہر دم یاد آتی ہین / کسی کے مسکرانے مین عجب عالم نکلتا ہی
سنبھل سکتا ہی کب موے کمر سے بارِ زلفونکا / نزاکت سے لچکنے مین بھی اک عالم نکلتا ہی

شاگرد دوستوں کو سب اب اکثر وہ کہتے ہیں ۔ ہوا کیا ہے جو عیاش اب گھر سے کم نکلتا ہے

جناب منشی احمد علی صاحب عشرت ساکن گنج شاگرد جناب شوخی

لب انسو درد فرقت سے مرا پیہم نکلتا ہے ۔ کلیجا غم سے پانی ہو گیا اے ہمدم نکلتا ہے

زمانے سے نرالی ہیں ادائیں سخت جانی کی ۔ ہمارے قتل سے شمشیر کا بھی دم نکلتا ہے

ستالے اے شب فرقت جہاں تک تجھ سے ممکن ہو ۔ ترے ارمان تو نکلیں گے ہمارا دم نکلتا ہے

ملیگا خاک میں عشرت غرور فتنہ محشر ۔ قد جانان تو اس سے بھی قد آدم نکلتا ہے

جناب کنور عنایت سنگھ صاحب عنایت رئیس لکھنو و تعلقدار بریلی

دہان بوسوں سے مطلب غیر کا پیہم نکلتا ہے ۔ یہاں فرقت میں نالہ ہی لبوں پر دم نکلتا ہے

جب انکھیں چار ہوتی ہیں تو دل چھدتا ہے مژگاں سے ۔ قیام درد ہوتا ہے جو دل سے غم نکلتا ہے

کسیکو بوسہ ملتا ہے کسی کو داغ محرومی ۔ در جانان سے کوئی خوش کوئی پر غم نکلتا ہے

نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں خدایا کشمکش میں ہیں ۔ نہ بت دمساز ہوتے ہیں نہ اپنا دم نکلتا ہے

جناب محمد یحیی علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی نگینہ

کہاں جاتے ہو بالیں سے بوقت نزع ٹھہرو تو ۔ تماشا دیکھتے جاؤ کہ کیونکر دم نکلتا ہے

جو سرکش ہیں وہ ہو جاتی ہیں سیدھے سخت گیری سے ۔ بتوں کی زلف کا شانے سے پیچ و خم نکلتا ہے

خفا ہوں یا وہ ناخوش ہوں بلا سے تم تو چھیڑینگے ۔ حسینوں کے بگڑنے میں بھی اک عالم نکلتا ہے

جناب میوالعل صاحب عاجز سب انسپکٹر پولیس تھانہ کچھولی ضلع ...

جگر تو ٹکڑے ٹکڑے ہو لیا دم آیا ہونٹوں پر ۔ کوئی دم کا ہوں مہمان کوئی دم میں دم نکلتا ہے

جناب پنڈت شیو راج ناتھ صاحب عاشق شاگرد جناب امیر لکھنوی از اجمیر

کرو لیکے تم کیا اپنے کو اور شانے کو شانہ ۔ تمہارے سادے پن میں بھی عجب عالم نکلتا ہے

نگہبان اس گلی کے جتنے ہیں سب دشمن جان ہیں ۔ جو عاشق اسطرف جاتا ہے وہ بیدم نکلتا ہے

بھلا کسطرح بل نکلیگا تیری تیغ ابرو کا ۔ کہیں تیغ خراسان کا بھی ظالم خم نکلتا ہے

جناب محمد خانصاحب غریب اہلمد پیشی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر سہارنپور

کہاں لخت جگر اے دیدہ پرنم نکلتا ہے ۔ یہ رونا ہے کہ اب دل کا لہو بھی کم نکلتا ہے

کوئی اتنا بھی فرقت مین نہو بیزار جینے سے
بدن مین جان سی آتی ہی جون جون دم نکلتا ہی

کہیں جاتا ہی ظالم جھوٹی سچی وصل کے وعدے
وہ دم پر دم دیے جاتا ہی اپنا دم نکلتا ہی

حسینان جہان کیا سامنے اس ماہ کے ٹھہرین
کہ تارے چھپتے ہین جب نیر اعظم نکلتا ہی

کسی کا وصل کی شب لب پہ حرف مدعا لانا
کسی کا ٹال کر کہنا ابھی سے دم نکلتا ہی

چمن کھلتا ہی چہرہ لال ہوتا ہی جو غصے سے
حسینون کے بگڑنے مین بھی اک عالم نکلتا ہی

جناب فدا حسین صاحب فدا ملازم والی ریاست ننکور شاگرد جناب مہر

کسی مین جان آتی ہی کسی کا دم نکلتا ہی
قیامت ہوتی ہی جب وہ مسیحا دم نکلتا ہی

الجھ کر زلف وابرو مین سلجھنا دل کا مشکل ہی
نہ اسکا بل نکلتا ہی نہ اسکا خم نکلتا ہی

جناب ہرگوبند صاحب فوق انچارج انسپکٹر جنگل علاقہ ریوان

نکل کر گھر سے جب وہ قاتل عالم نکلتا ہی
کسی کی جان جاتی ہی کسیکا دم نکلتا ہی

دل غمگین ہمارا ہی کہ ہی ماتم سرا کوئی
ہزار اندوہ آتے ہین اگر اک غم نکلتا ہی

جناب شیخ فدا حسین صاحب فدا ساکن قصبہ سکیٹ ضلع ایٹہ مقیم کوٹھی چلاسنگی

تمھاری زلف وابرو سی عجب وحشت ہی اس دلکو
نہ اسکا پیچ جاتا ہی نہ اسکا خم نکلتا ہی

تمنائے فدا اک ہی کہ جو دل ہی مین رہتی ہے
رقیبون کا ہی اک ارمان کہ وہ پیہم نکلتا ہی

جناب محمد رکن الدین صاحب فرق طالبعلم سکاچ مشن سکول سیالکوٹ

غضب ہی کس قدر میری طرف سی یار غافل ہی
اسے کچھ بھی نہین پروا کہ کسکا دم نکلتا ہی

جناب سید افضل حسین صاحب فخر لکھنوی ملازم جیلخانہ کوٹہ

بناوٹ پہ تو آتی ہر کسی کا دم نکلتا ہی
حسینون کے بگڑنے مین بھی اک عالم نکلتا ہی

خدا جانے کہان کی ضد ہوئی ہی جمع الفت مین
کہ جسکو دل دیا ہی پھر اسی پر دم نکلتا ہی

تواضع خستہ حالی مین رہیگی اہل جوہر کی
کہین تلوار کا بھی ٹوٹنے سے خم نکلتا ہی

جناب منشی محمد عنایت اللہ خانصاحب قیس از علی گڈھ

ہوا میری دعا سی وہ مرد نگار رشک آب سے
کہ دشمن کا کوئی کرتا ہوا ماتم نکلتا ہی

غضب رفتار کی شوخی بلا آنکھونکی گردش ہے
وہ بن ٹھن کر جو آتے ہین عجب عالم نکلتا ہی

جناب بالکرشن صاحب قمر لکھنوی شاگرد جناب امیر لکھنوی

نہ تڑپے کیون مرا دل وہ جو گھر سے کم نکلتا ہے
اسی پر جان جاتی ہے اسی پر دم نکلتا ہے

کہانتک میری بالین پر وہ وقتِ نزع بیٹھیگا
بہت مشکل سے عاشق کا سنا ہے دم نکلتا ہے

جناب محمد شاہجہانخانصاحب کاوش رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

دلِ عاشق سے تیرا مرکے بھی کب غم نکلتا ہے
یہ دم کا ساتھ بھی دیتا نہین جب دم نکلتا ہے

مصیبت ضبط کی مین وصل مین بھی تا سہتا ہون
کہ شکوہ ظلم کا میری زبان سے کم نکلتا ہے

ستاتے ہین دمِ مرگ اور بھی ارمانِ دل مجھکو
وہ چٹکی لیتی ہے حسرت کہ جس سے دم نکلتا ہے

کھڑے ہین آرزومندِ شہادت منتظر در پر
کہ اب خنجر بکف وہ قاتلِ عالم نکلتا ہے

گذر جاتی ہین راتین وصل کی باتون ہی باتون مین
نہایت حوصلہ عاشق کے دل کا کم نکلتا ہے

قیامت کرتی ہے فرقت کی شب سینہ زنی میری
کہ دم خلقِ خدا کا لکنے یہ ماتم نکلتا ہے

نہین انکار قاتل ہی کو میرے ذبح کرنے سے
گلے ملنے کو خنجر بھی کمر سے کم نکلتا ہے

یہ چھوٹا مشغلہ بعدِ فنا بھی آہین بھرنے کا
لحد سے دلجلون کی اک دھوان ہر دم نکلتا ہے

غضب ہے اور پر مرتا ہے وہ بے رحم اے کاوش
کہ جس کافر ستمگر پر ہمارا دم نکلتا ہے

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل عدالت فتحپور ساکن اندولی

حسینون کے بگڑنے مین بھی اک عالم نکلتا ہے
کوئی وارفتہ ہوتا ہے کسی کا دم نکلتا ہے

تمھاری ابروِ خمدار کیا عاشق سی ہون سیدھے
مریجان نیشِ عقرب کا کسی سے خم نکلتا ہے

فراقِ یار مین مین کیا کہون جو میری حالت ہے
نہ مرتا ہون نہ جیتا ہون نہ دل سے غم نکلتا ہے

جنون مین چارہ گر جو فصد کھلواتا ہے عاشق کی
ہوا ہے زار وہ ایسا لہو بھی کم نکلتا ہے

تلاشِ یار مین جاتے ہین ہم مرتے نہین ہرگز
اسیکو ڈھونڈھنے تن سے ہمارا دم نکلتا ہے

دکھاتا ہے ہمین مستی مین کیفیت زمانے کی
ہر اک جامِ شرابِ ناب جامِ جم نکلتا ہے

کریم اپنے خدا کے خوف سے ہر دم لرزتا ہون
گناہون کا جو دھیان آتا ہے میرا دم نکلتا ہے

جناب کنور بھگوان سنگھ صاحب کنور رئیس ٹھورہ شاگرد جناب نعیم

جو وہ پہلو مین آتے ہین تو ہو جاتے ہین ہم بیخود
شبِ وصلت مین بھی ارمان دل کا کم نکلتا ہے

جناب محمد عبد الرحیم صاحب گوہر شاگرد جناب کیفی ویلوری

کسی دستِ حنائی کے تصور مین جو رو تا ہون
بجائے اشک آنکھون سے لہو پیہم نکلتا ہی

جناب محمد عبد اللطیف خانصاحب لطیف رئیس مصطفےٰ آباد ضلع مین پوری

تری رنگت سے گل بھی منفعل سر در گریبان ہے
ترا قد دیکھ کر سروِ چمن کا دم نکلتا ہی

پھڑکتے ہین ہزارون نیم بسمل تیرے کوچے مین
کوئی جان اپنی کھوتا ہی کسی کا دم نکلتا ہی

جناب سید محمد مہدی صاحب مہدی خلف الرشید جناب جلال لکھنوی

یہ کہتا میری دل سے کوئی اے ہمدم نکلتا ہی
ہماری ساتھ ہو خوش ہو ہمارا غم نکلتا ہی

کوئی حسرت بھرا مارا پڑا کیا کوے قاتل مین
ادھر سے ہاتھ ملتا آج اک عالم نکلتا ہی

نہ پوچھو اسکو تم یونہین رہو غافل تو ہے بہتر
خدا جانے کسی کا کس ادا پر دم نکلتا ہی

کوئی یون امتحان لیتا ہی میرے نالۂ دل کا
کلیجا منہ سے کیونکر دیکھتے ہین ہم نکلتا ہی

غلط کہتا نہین مہدی تم اسکا امتحان کرلو
بہت جانباز لیکن مرنے والا کم نکلتا ہی

جناب محمد نبی داد خانصاحب مشتاق وکیل عدالت علی گڈہ

جو آجاتا ہی کوچے مین ترے وہ کم نکلتا ہی
نکلتا بھی ہی تو کرتا ہوا ماتم نکلتا ہی

بناوٹ کا تو ہی نامِ خدا کچھ اور ہی جلوہ
حسینون کے بگڑنے مین بھی اک عالم نکلتا ہی

سحر تک شکوہ و عذرِ جفا کا رہتا ہی جھگڑا
شبِ وصلت بھی ارمان اپنی دل کا کم نکلتا ہی

نصیبِ دشمنان بھی ہو نہ یارب ہجر کا صدمہ
نہ چین آتا ہی دل کو اور نہ دل سے غم نکلتا ہی

کیا افشا ئی رازِ عشق اپنا آپ ہی ہمنے
جو دل مین ہی زبان سے بھی وہی ہمدم نکلتا ہی

تمنا ہی مین بوسی کی رکھا دی دم کے دم جسنے
اسی دمباز پر مشتاق اپنا دم نکلتا ہی

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیر تپوری ملازم فوجداری ضلع علیگڈہ

بلا ہی جان ہی وہ جسپر ہمارا دم نکلتا ہی
اگر ڈھونڈیو تو ایسا خوبصورت کم نکلتا ہی

بھلا بل کسطرح سے نکلے ابروے ستمگر کا
کہین شمشیرِ جوہر دار سے بھی خم نکلتا ہی

اثر صحبت کا ہو جاتا ہی اکثر ہمنے دیکھا ہی
ترے زلفون سے ہو کر دل مرا برہم نکلتا ہی

بھرا ای چارہ گر رونے سے تو کیون منع کرتا ہی
کہ آنسو نیکے آنکھون سے کسی کا غم نکلتا ہی

شہیدی کا یہ کہنا ای مجید خستہ دل سچ ہی
جو پھنسا دل کم نکلتا ہی پھنسا دل کم نکلتا ہی

جناب سید امتیاز حسین صاحب مضطر خیرآبادی برادر خرد جناب بسمل

کسی کی جان جاتی ہی کسی کا دم نکلتا ہی
حسینوں کے بگڑنے مین بھی اک عالم نکلتا ہی

خدارا ای مسیحا اپنی صورت آکے دکھلا جا
کہ شوقِ دید مین عاشق کا تیرے دم نکلتا ہی

وہی تم تھی کہ جو لاکھون دعا مین ہمکو دیتی تھی
وہی تم ہو کہ منہ سے کوسنا ہر دم نکلتا ہی

اگر جانِ حزین جاتی ہی ای مضطر تو جانے دو
خدا رکھے انھین جنپر تمھارا دم نکلتا ہی

جناب محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز میرٹھی شاگرد جناب عشیر لکھنوی

مرے بالین پہ وقتِ نزع کہتے ہین وہ شوخی سے
بھلا ہم بھی تو دیکھین کسطرح اب دم نکلتا ہی

جناب محمد اسحاق خانصاحب مائل اترولہ ضلع علیگڈہ

مریضِ عشق کے منہ سے یہی پیہم نکلتا ہی
کوئی دم مین تمہارے بیمار کا اب دم نکلتا ہی

جناب جگیشر پرشاد صاحب مقتول شاعر راجہ صاحب بہادر سنگرولی

کہا جاتا نہین کچھ حال تمسے پوچھتے کیا ہو
تمھین پر جان جاتی ہی تمھین پر دم نکلتا ہی

جناب منشی شبیر حسین صاحب نسیم کھجرسوری شاگرد جناب داغ دہلوی

وہ کہتے ہین اگر انسے کہو اب دم نکلتا ہی
تمھارے دم کا کیا کہنا یہ دم ہر دم نکلتا ہی

مین باز آیا نہ دیکھو مجکو ان ترچھی نگاہون سے
تمھاری تو ادا ہی اور میرا دم نکلتا ہی

بھلا ای شیخ اس تخل سے حاصل ہے کچھ تجکو
اڑائین مال ہم ساقی کا تیرا دم نکلتا ہی

نہ پایا کچھ نشان اسکا بہت کین کوششین تمنے
تلاشِ یار مین اب تنگ ہو کر دم نکلتا ہی

رہی جاتی ہین لاکھون حسرتین سر پیٹتی دل مین
بپا کرتا ہوا محشر ہمارا دم نکلتا ہی

وہ بت جور و جفا کرتا ہی مجبر تجکو کیا ناصح
تری کیون جان جاتی ہی ترا کیون دم نکلتا ہی

کھٹکتا ہی تجاہل کا وہ خود فرماتے ہین مجھسے
مین سنتا ہون تمھارا بھی کسی پر دم نکلتا ہی

خفا ہوتے ہین ہنستے ہین یہ ہنسکر روٹھ جانا بھی
انھین پیاری ادا اون پر تو میرا دم نکلتا ہی

چھپائے سے کہین چھپتی بھی ہے بیماریِ الفت
مری صورت سے ظاہر ہے کسی پر دم نکلتا ہی

وہ کہتے ہین یہ وحشت آپکی بھاتی نہین مجکو
وہ لیلی ہے کہ دیوانون پہ جسکا دم نکلتا ہی

ہمارا کوچ ہی محشر بپا ہی خانۂ تن مین
کہین کھنچتی ہین ہچکی لگ رہی ہے دم نکلتا ہے

رقیبون سی یہ کہکر وہ مرے بالین پہ آ بیٹھی
بھلا ہم بھی تو دیکھین آج کیونکر دم نکلتا ہے

تسنیمِ خستہ دل یا دشمن بخیر اچھا رہی یارب
سنا ہی اُنکے کوچے مین کسی کا دم نکلتا ہے

جناب منشی محمد علی حسین نصاحب نشاط رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

اگر فرقت مین روتا ہون تو دل کا غم نکلتا ہی
جو ضبطِ گریہ کرتا ہون تو گویا دم نکلتا ہی

نہین بیجا دھوان منہ سے مرے پیہم نکلتا ہی
لگی ہی آگ سینے مین بخارِ غم نکلتا ہی

سوال وصل پر انکا ادا سے ہنسکے یون کہنا
ذرا سنبھلو ذرا ٹھہرو ابھی کیون دم نکلتا ہی

مقرر اک طلسمِ تازہ ہے اُس شوخ کی محفل
کوئی شادان کوئی کرتا ہوا ماتم نکلتا ہی

اطبا عشق کے بیمار کو نسخہ جو لکھتے ہین
یکایک پہلے منہ سی اُنکے لفظِ سم نکلتا ہی

ہزارون جان دیتے ہین بپا اک حشر ہوتا ہی
بنا کر جب وہ گھر سے گیسوے پُر خم نکلتا ہی

خبر لی ای اجل تو ہی کشاکش مین ہی جان اپنی
نہ دل پہلو کے اندر سے نہ دل سے غم نکلتا ہی

غضب جوبن بلا شوخی ادا آفت ستم غمزہ
کہین زاہد بھلا حورون مین یہ عالم نکلتا ہی

نشاط آئے جو وقتِ نزع وہ تو ہنسکے یون بولے
ہم آئے ہین عیادت کو تمھارا دم نکلتا ہی

جناب محمد فصیح اللہ خانصاحب نیر بنارسی شاگرد جناب فائز بنارسی

ہزارون مرتے ہین لاکھون کا نیر دم نکلتا ہی
یاد وہ کوچہ ہی جس سی بچکے کوئی کم نکلتا ہی

وہ مجکو ذبح بھی کرتے ہین تو ڈآب خنجر سے
نہ اُنکو رحم آتا ہے نہ اپنا دم نکلتا ہے

تصور مین تری دستِ حنائی کے جو روتا ہون
لہو ہو ہو کے اشکِ دیدۂ پُر نم نکلتا ہی

خموشی کا سبب اپنی بتاؤ حضرتِ نیر
نصیبِ دشمنان کسپر تمہارا دم نکلتا ہی

جناب محمد نظیر صاحب نظیر وکیل فتح پور ہٹہ

بگڑنے مین بھی زلفون کے عجب عالم نکلتا ہی
کسی کا دل اُلجھتا ہی کسی کا دم نکلتا ہی

پریشان کوئی ہوتا ہی گرفتارِ بلا کوئی
وہ بکھرائے ہوئے جب گیسوے پُر خم نکلتا ہی

سسی ہلکر گیا کم قدر دانون کو نظیر اسنے
جہان تھی کان ہیرے کی وہان شلغم نکلتا ہی

جناب منشی محمد شفیع صاحب ناظم سب اورسیر ڈویژن مین پوری شاگرد جناب

سنور کر گھر سے جب وہ قاتلِ عالم نکلتا ہے
سسکتے ہین ہزارون سیکڑون کا دم نکلتا ہے

بنائے کچھ نہین بنتی ہے جب وہ بت بگڑتا ہے
مگر اسکے بگڑنے مین بھی اک عالم نکلتا ہے

جناب پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب نور انوپ شہری ماسٹر اسکول بھنور

جو اہلِ دل ہین انکا ہر ادا پر دم نکلتا ہے
حسینون کے بگڑنے مین بھی اک عالم نکلتا ہے

جناب محمد حسین بخش صاحب نعیم فیروزآبادی شاگرد جناب بیریا ملکپوری

نجانے اس خواہشِ دل نے پھنسایا ہے مصیبت مین
نہ وہ پہلو مین آتے ہین نہ دل سے غم نکلتا ہے

جناب سی ولیم روبیٹ صاحب ولیم از سردھنہ شاگرد جناب امیر لکھنوی

وہ بلبل ہون کہ جب فریاد کرتا ہون مین گلشن مین
رخِ گل سے پسینا صورتِ شبنم نکلتا ہے

کمالِ وصل مین بھی وصل سے یان جی نہین بھرتا
وہی بستے ہین دل مین اور انھین پر دم نکلتا ہے

رقیبون سے وہ کہتا ہے گئے پر مرشد ہین یہ حضرت
گلی سے اسکی جب یہ خستہ جان ولیم نکلتا ہے

جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

دل درد آشنا لپٹا ہوا باہم نکلتا ہے
کسی کے تیر کے ہمراہ اپنا دم نکلتا ہے

دمِ آخر ہے دلمین حسرتِ دیدار ہے باقی
کسی کی یاد مین رک رک کے اپنا دم نکلتا ہے

کسی ارمان کا خون آج دل مین ہو گیا بیشک
لہو جو آنکھ سے ساتھ اشک کے پیہم نکلتا ہے

دلِ مردہ کا ماتم کیا بپا ہے آج سینے مین
ہمارے منہ سے نالہ کیلیے پیہم نکلتا ہے

اثر ظاہر ہوا سوزِ محبت کا یہ آخر کو
کہ میری آنکھ سے آنسو بھی اب تو کم نکلتا ہے

دبائے ہے جو وقتِ ذبح سینہ زور سے ظالم
حقیقت مین بڑی راحت سے میرا دم نکلتا ہے

نہین معلوم میری بیکسی ہے یا کہ تنہائی
لحد پر کوئی نوحہ کرتا ہوا ماتم نکلتا ہے

رہا کرتا ہے پھر اسکی جدائی کا تجھے صدمہ
اگر ارمان کوئی اے دلِ پر غم نکلتا ہے

برا ہو عشق کا بیفائدہ ہم اونپہ مرتے ہین
فقط وہ دل کے طالب ہین ہمارا دم نکلتا ہے

فلک پھر ظلمِ نو ایجاد کرنے پر ہے آمادہ
ہمارے زخمِ دل کے واسطے مرہم نکلتا ہے

کسی کا رعب دل کے ولولے بڑھنے نہین دیتا
ہمارا حوصلہ کچھ وصل مین بھی کم نکلتا ہے

ٹپکتا ہے غرور اے یاس باتون سے حسینون کی
جو مین کہنے کو ہوتے ہین تو منہ سے ہم نکلتا ہے

غزلیات غیر طرح

جناب حاجی محمد عبد الرحیم صاحب مشرف مختار مدرسہ محمدیہ سکندر آباد

نبی کی آتش غم سے دل پر داغ جلتا ہی
برنگ موم سینے مین جگر میرا پگھلتا ہی

نہو کیون خانۂ دل نور ایمان سے وا روشن
چراغ عشق احمد رات دن سینے مین جلتا ہی

مجھے ٹکرانے دو سنگ در اطہر سے سر یارو
تماشا ہی تمھارا اور مرا مطلب نکلتا ہی

ملک عزت سے لیجاتے ہین اسکی روح جنت مین
نبی کا نام جسکے منہ سے مرتے دم نکلتا ہی

گذرتی ہی قیامت کی مصیبت جان پر میری
فراق مصطفے مین جب دل شیدا مچلتا ہی

نبی کے روے انور کی جو مین تعریف لکھتا ہون
مرا ہر شعر موزون نور کے سانچے مین ڈھلتا ہی

جناب منشی محمد کبیر صاحب تحصیل بنگلوری وارد ملک میسور شاگرد جناب داغ

جنت مین بھی پسند کوئی خوبرو نہو
جز نیت وصل حور کی بھی آرزو نہو

چرچا ہی یہ ہوا کوئی تازہ اسیر زلف
یارب کہین مرا دل پر آرزو نہو

جناب سید ظہور عالم صاحب ظہور محرر دیوانی محال پھپھوند

ٹکلے ہزار سنبل پیچان زمین پہ سر
ہرگز مثال زلف صنم مشکبو نہو

جناب بابو بختاور سنگہ صاحب بخت خزانچی بونڈری کمیشن افغانستان

نقشہ نقاش ازل نے وہ بنایا انکا
جی مین آتا ہے کہ ہم آنکھون سے ایجاد کرین

یاد من جنکی مین دن رات رہا کرتا ہون
مجکو بھولے سے بھی صد حیف نہ وہ یاد کرین

خوب ہی ساتھ کمیشن کے بہت ہم ای بخت
کبتلک دیکھین علیگڈہ کو پھر آباد کرین

جناب منشی شنکر لال صاحب حقیر منشی محکمۂ فوجداری ضلع آگرہ

تیری ظلمون کی تلافی ہو تجھی سے ممکن
روبرو کسکے ترے ظلم کی فریاد کرین

جناب سید حیدر حسن صاحب حیدر رامپوری

واعظو کوچۂ دلدار کے رہنے والے
باغ فردوس کو سہوا نہ کبھی یاد کرین

جناب حکیم سید باقر علی صاحب دیوانہ خلف حکیم سید جعفر علی صاحب حسینی

وہ تو کیا چھیڑ نے آتے ہمکو سر بزم رقیب
تا ہم بھی چھیڑین انھین ایسا کہ بہت یاد کرین

حضرت ریاض

داور حشر سے کیا شکوہ بیداد کرینگے
ہان سنین آپ تو کچھ آپ سے فریاد کرین

کوئی لے جانے دے محشر سے اگر جنت مین
تو پسند اوسکو بھی دو چار پریزاد کرینگے

بھول بیٹھے ہین ہمین بھولنے والے ایسے
یاد آ ہین نہ کبھی ہم جو ہمین یاد کرین

ہین وہ مانوس قفس ہم کہ جو چھٹ جاوین کبھی
انتظار آپ سے آ جانے کا صیاد کرین

ہم یہ کہتے ہون کیا خوش نہ کسی نے ہمکو
بول اٹھے کوئی کہ آؤ تمھین ہم شاد کرین

بنی پھر یاد قفس مین گل و گلشن کے مزے
مجھے آزاد کرین اب مجھے آزاد کرین

کام چلجائیگا زنجیر ہو جسطرح کی ہو
کچھ تکلف نہ مرے واسطے حداد کرینگے

ہم سو لوہ گئے قیس کو دیتے آواز ہم
یار آجاؤ ذرا ماتم فرہاد کرینگے

ہمسے دیوانے ریاض اور کہان نازک طبع
کہ جو وہ پھول سے بھی مارین تو فریاد کرین

جناب سید کاظم حسین صاحب شیفتہ ساکن لنتور مقیم حیدرآباد دکن

اونکی باتون کے تصور سے جنون ہوتا ہے
کیا فراموش کرین ہجر مین کیا یاد کرین

جناب محمد ظہور عالم صاحب ظہور شاگرد جناب جمیل سہسوانی

خار سے پاؤن کے چھالون کی محبت پوچھیے
رو رہین یہ انکی جدائی پہ جو بیداد کرین

خانۂ دل مین وہ آئے ہین نہ آئینگے کبھی
حسرت و یاس ہی آکر اسے آباد کرینگے

جناب منشی رامچندر صاحب عیش نائب فوجدار جھالاواڑ شاگرد جناب جاوید

سخت جانی کا اگر ہم کبھی جوہر دکھلا ہین
ناک مین دم ترا اے خنجر فولاد کرین

کبھی اے جذبۂ دل ایسی بھی دکھلا تاثیر
مجکو وہ شاد کرین غیر کو ناشاد کرینگے

جناب منشی بالکرشن صاحب قمر لکھنوی شاگرد جناب امیر لکھنوی

جلد یارب دل ناشاد کو وہ شاد کرین
خود نہ آئین جو مرے گھر تو مجھے یاد کرین

مین بھی بدنام ہون خود بھی ہون وہ رسوا
میرے ماتم مین نہ وہ نالہ و فریاد کرینگے

اے قمر ذکر ترا سنے تو ہنسکر دینگے
آگے تقدیر تری ہے جو کچھ ارشاد کرینگے

جناب محمد عبد الکریم صاحب مضطر میرٹھی ہیڈ کلرک ڈاکخانہ سفری ا

کیا ملین گے نہ کبھی راہ مین تنہا وہ کبھی — مین کبھی ایسا انھین چھیڑون کہ بہت یاد کرین
بیوفا کہتی ہین کہتی ہین کبھی خود مطلب — خیر مختار رہین جو چاہین وہ ارشاد کرین
ہے وہ اک نور کا پتلا نہ کھنچے اسکی شبیہ — سعی کرتی ہی اگر مانے و بہزاد کرین
لطف عام انکا ہے گو سب پہ مگر یہ ہوا — کہ کبھی منتظر نا شاد کو بھی شاد کرین

خاکسار محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار

ڈر ہے کیا حشر مین بھی کھول کے فریاد کرین — اپنی بیداد کے وہ جب بھی تو مزے یاد کرین
کیا کہا چین نہ آئے جو نہ بیداد کرین — کیجے بیداد کیا ہے کبھی ہم بھی جو فریاد کرین
وہ سلامت رہین خونریز نکیلی پلکین — چھیڑ کیون تجھ سے ہم اے نشتر فصاد کرین
خوش ہون جسبا تین وہ مین بھی اسی مین خوش ہون — نہ مجھے شاد کرین وہ نہ مجھے شاد کرین
دل کی ویرانی کا کچھ ذکر جو آیا تو کہا — جسکو برباد کیا کیا اُسے آباد کرین
اسکے ہر ذرے کو ہم دل سے بدلتی ہین ابھی — خاک وہ خاک ہے جسکو کہ وہ برباد کرین
لو نثار اور رہین بزم سخن مین خاموش — اتنا کہدے کوئی کچھ آپ بھی ارشاد کرین

جناب منشی محمد کبیر صاحب تحصیل بنگلوری مقیم ترکیرہ ملک میسور

اُس بت سی وصل کا مین طلبگار ہی رہا — روز وصال تک اُسے انکار ہی رہا
ور دِ جگر کبھی کبھی سوز درون رہا — تحصیل اک نہ اک ہمین آزار ہی رہا

جناب اولاد علی صاحب حسرت خیرآبادی اہلمد سررشتہ فوجداری آبنا پالی

شوخی سی کب وہ دل مین خدا جلنے آچھپا — ظاہر مین مین تو منتظر یار ہی رہا

جناب محمد شرف الدین صاحب زخمی جایسی استاد بابو رند سپر سنگھ صاحب

دلمین خیال زلف و رخ یار ہی رہا — مین اک نہ اک بلا مین گرفتار ہی رہا
تیغ نگہ سے مجکو ڈرا کر کیا حلال — مین جان سے گیا وہ سبکبار ہی رہا

جناب محمد امیر الحق صاحب شمیم متوطن جوالی دہلی منشی فوجداری آبنا پالی

انکا بام پر اُسے انکار ہی رہا — سایے کی طرح مین پس دیوار ہی رہا
مین تھا وہ سخت جان کہ چلا کچھ نہ اسکا بس — خنجر کسی کا تام کو خونخوار ہی رہا !

صورت کسی کی ہاے لبِ بام دیکھ کر	سایے کی طرح مین پسِ دیوار ہی رہا
مانند نقشِ پا نہ ہٹا کوے یار سے	افتادہ مثلِ سایۂ دیوار ہی رہا

جناب مولوی محمد سعید صاحب عرشی

رونق فزا وہ مہ نہوا بام پر کبھی	سایے کی طرح مین پسِ دیوار ہی رہا

جناب نواب علی صاحب عملی مدرس سکاچ مشن سکول سیالکوٹ

آنکھین مری زمین پہ خونبار ہی رہین	نالہ مرا فلک پہ شرربار ہی رہا

جناب شیخ احمد حسینخانصاحب بہادر مذاق والی ریاست پریانوان اودھ

مین مبتلاے گیسوِ خمدار ہی رہا	جو پھنس گیا بلا مین گرفتار ہی رہا
بوسہ دیا کبھی نہ گلے سے کبھی لگے	اونکو ہر ایک بات مین انکار ہی رہا
دیکھی جس آدمی نے تری چشم نرگسی	اچھا نہ وہ ہوا کبھی بیمار ہی رہا
ہردم سوالِ بوسہ نے ایسا کیا ذلیل	ہر وقت گالیون کا سزاوار ہی رہا
عریان تنی رہی نہین کوچے مین یار کے	تن پر لباس سایۂ دیوار ہی رہا
اسنے ہمارے پھول اوٹھائے تو کیا ہوا	اغیار کے دلون مین مگر خار ہی رہا
بھولے سے بھی خدا کا نہ آیا کبھی خیال	مین عمر بھر بتون کا طلبگار ہی رہا
جب بوسہ مانگا ہوگیا ناخوش مذاق سے	اوس بت کا انجدا مین گنہگار ہی رہا

جناب ناصر خانصاحب ناصر بنگلوری شاگرد جناب میر فیاض علی

اے دل کسی کے عشق کا آزار ہی رہا	اچھا نہ مین ہوا کبھی بیمار ہی رہا
تلوار کھینچے باندھی کمر آستین چڑھائے	قاتل ہمارے قتل پہ تیار ہی رہا

جناب حافظ محمد ابرار عالم صاحب ابرار فتحپوری شاگرد جناب میر فرخ آبادی

جلوۂ عارضِ حضرت جو نمایان ہوتا	رات دن دیدۂ آفاق مین یکسان ہوتا

جناب سید فرزند علی صاحب ترقی شاہجہانپوری شاگرد جناب صبا سہوانی

کیا مزہ سیرِ چمن کا جو وہ گلرو نہین ساتھ	لطف جب ہوتا جو وہ رشکِ گلستان ہوتا

جناب پنڈت موہن لال صاحب ٹھاکر ہیڈ کلرک ڈاکخانہ صفری لاہور

ایفلک تجھ سی نہ کچھ اور مین خواہان ہوتا	دل لگی کا مری تھوڑا سا جو سامان ہوتا

جناب محمد ظہور عالم صاحب ظہور شاگرد جناب جمیل سہسوانی

جوشِ وحشت کے لیے کاش یہ سامان ہوتا	جگر و دل کی طرح چاک گریبان ہوتا
کاش فرقت مین بھی عیش کا سامان ہوتا	ملک الموت ہی گھر کا مرے مہمان ہوتا
حیف کی بات ہی کوتاہیِ دستِ وحشت	لطف جب تھا کہ جنون دست و گریبان ہوتا
نہین خالی وہ کسی وقت رقیبون سی ظہور	وصل کی شب ہی حجاب آکے نگہبان ہوتا

جناب منشی محمد عبد الکریم صاحب مضطر میرٹھی ہیڈ کلرک ڈاکخانہ سفری

جلوۂ حسن رخِ یار نمایان ہوتا	سو نقابون کے بھی پردے مین نہ پنہان ہوتا
رنج ظاہر مین مرے حال پہ ہی دل مین خوشی	اس بناوٹ سے بھلا کیا ہی مری جان ہوتا
کون کہتا ہی مجھی صاحبِ ایمان مضطر	دل بتون کو تو نہ دیتا جو مسلمان ہوتا

جناب بابو منگل سین صاحب نہال کلرک ڈاکخانہ سفری لاہور

کاش آجاتی قیامت تو یہ ہوتی نوبت	ناخنہ ہوتا مرا اور آپ کا دامان ہوتا
اپنی اک دھوم سی آپنی مین مچائی ہی نہال	کاش اس دل کے عوض تیر کا پیکان ہوتا

جناب قاضی محمد ولی الحق صاحب ولی رودلوی انسپکٹر کمپ فیض آباد

ہو کی یون مائلِ نظارہ نہو تا ہجو دشہ	دلِ بیتاب کا گر صبر نگہبان ہوتا

جناب سید منظر حسین صاحب ضو طالبعلم سکنڈ کلاس کالج جھالرا پاٹن

رنج و غم میرا سب زمانہ سنے	حیف کی جاہے دلربا نہ سنے
حشر مین آگئے سب نالون کے	صور کی بھی کوئی صدا نہ سنے
میرے مرنے کی اُنکے مُنہ سے دعا	کیا تماشا ہو جب قضا نہ سنے
بھول جائے وہ قصۂ مجنون	جو مرے عشق کا فسانہ سنے

اطلاع

مرنے کی بھی خبر نہوئی

پرچہ پہونچتے ہی فوراً اس طرح مین ذ تمکو ... غزلیات بھیجنا چاہیے۔ اور طرح ذیل مین ہا۔ وسمبنک۔ ورنہ درج ہونے سے رہجا ئینگی

کس سے سیکھاہے حسینون نے جلانا دل کا

قافیہ۔ جلانا۔ اور بہانا تا قافیہ۔ دل کا ردیف

جالی کی کُرتی خانۂ زنبور ہوگئی

ایک عالی حوصلہ رئیس کے اشارہ پر یہ مصرعہ بذریعہ پیام یار بابت ماہ اگست پبلک مین پیش کیا گیا تھا کہ عالی دماغ اور نازک خیال شعرا مصرعے لگائین - اب ہم بہت فخر کے ساتھ ظاہر کرتے ہین کہ وہ عالی حوصلہ رئیس عالیجناب شیخ احمد حسینخانصاحب بہادر مذاق والی ریاست پریانوان تھے جنھون نے بالفعل اُن مصرعون کی شایع کرنیکی فرمایش کی ہے جو عام طور پر دفتر پیام یار مین پہونچے - لہذا حسب تجویز سلیکٹ کمیٹی پیام یار انتخاب کرکے شایق اور نکتہ شناس ناظرین کے سامنے پیش کیے جاتے ہین -

جناب احسان علیخانصاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

جالی کی کُرتی خانۂ زنبور ہوگئی
ایذائے عشق حسن کو منظور ہوگئی

جالی کی کُرتی خانۂ زنبور ہوگئی
یہ طرفہ بات خلق مین مشہور ہوگئی

جالی کی کُرتی خانۂ زنبور ہوگئی
محرم نگاہِ غیر سے معمور ہوگئی

جالی کی کُرتی خانۂ زنبور ہوگئی
چھین چھین کے آب نقابِ رخ نور ہوگئی

عالیجناب شیخ احمد حسینخانصاحب بہادر مذاق والی ریاست پریانوان اودہ

شیرین وشی لباس سے مشہور ہوگئی
جالی کی کُرتی خانۂ زنبور ہوگئی

فرقت گئی تو مرگ ہوئی شادیِ وصال
آکر ہمارے گھر مین پری حور ہوگئی

ہمکو شمیم زلف نے بیخود کردیا
نزدیکیے تھی ان سے بڑا دور ہوگئی

جناب پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب نور ماسٹر اسکول کھیر تنور

جلوہ کی تیری آنکھ طبع یہ مسرور ہوگئی
سر سے بلا ٹلی شبِ غم دور ہوگئی

ہین نیش زن جگر پہ یہ زخمون سے رونگٹے
جالی کی کُرتی خانۂ زنبور ہوگئی

آبِ وصالِ یار سے ٹھنڈا ہوا جگر
گرمی غمِ فراق کی کافور ہوگئی

لو عاشقون مین نام ہمارا لکھا گیا
عرضی سوالِ وصل کی منظور ہوگئی

نورِ خدا کے وصف مین کرنے لگا کلام
اے نور تیری فکر بھی اب نور ہوگئی

خاکسار محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار

ہر خانے سے ہین رونگٹے سینے کے نیش زن
جالی کی کُرتی خانۂ زنبور ہوگئی

جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

جالی کی کُرتی خانۂ زنبور ہوگئی
گویا کہ نیش و نوش سے معمور ہوگئی

جوبن سے اُنکے نیش سے معمور ہوگئی
جالی کی کُرتی خانۂ زنبور ہوگئی

رونگٹے نہین ہین نیش مرے دل کے واسطے
جالی کی کُرتی خانۂ زنبور ہوگئی

PAYAM-I-YAR

پیام یار

نمبر ۱۲ — بابت ماہ دسمبر ۱۸۹۵ع — جلد ۳

نالۂ بلبلِ شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار

لکھنؤ چوک

مطبع منشی محمد علی حسین لکھنؤ واقع گولہ گنج میں چھپا

مصرع طرح پیام یار

تمکو مرنے کی بھی خبر نہوئی

جناب احسان علیخانصاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال

دل میں شکل اوسکی جلوہ گر نہوئی
پھر امید منزلِ ثمر نہوئی

کہتے ہیں سنکے حالتِ شبِ غم
کوئی کیا جانے کیوں بسر نہوئی

کیا اسی دن کو طولِ محشر تھا
کیوں شبِ ہجر مختصر نہوئی

حسرت و یاس کا رہا میلا
دہوم کیا کیا مزار پر نہوئی

منزلِ عشق تھی کڑی شاید
عمرِ رفتہ جو ہمسفر نہوئی

اور کیا تجھسے ہم کہیں اے چرخ
زندگی عیش سے بسر نہوئی

ہمنے مانا کہ شوق تھا بیخود
آرزو بھی تو راہبر نہوئی

اوسنے مجکو برا کہا تو کہا
خیر کچھ گفتگو سے شر نہوئی

لاکھ تڑپا کیے مگر احسان
پرسشِ حالتِ جگر نہوئی

جناب منشی اشرف علی صاحب اشرف لکھنوی شاگرد جناب تسلیم دہلوی مغفور

دلکی امید ہی کبھی نظر نہوئی
کوئی تدبیر کارگر نہوئی

یوہی گریہ تھا یہی اے چشم
آستین آنسوؤں سے تر نہوئی

لحد یا گنے ہاتھ سینے پر
شعلہ زن آتشِ جگر نہوئی

یونکر اشرف نہوتے وہ بیچین
وقفِ لب آہ پر اثر نہوئی

جناب شیخ فیض الدین صاحب اثر شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

نظرِ لطفِ یار ادہر نہوئی
شاخِ امید باروَر نہوئی

واہ اللہ بیخودی کا جوش
کوئی دل لے گیا خبر نہوئی

کیوں نہ بھیا رہِ زخم شفا پاتے
اے اجل تو ہی چارہ گر نہوئی

جسنے دیکھا تمہاری صورت کو
اوسکو پھر اپنی کچھ خبر نہوئی

یار کو دیکھکر بڑھی حیرت
ایک بھی بات اے اثر نہوئی

جناب احمد حسین صاحب ارض بہادر حسن شاہجہانپوری

غیر پر بھی نظر نہوئی تھی	چشم رحمت کبھی ادھر نہوئی
مین وہ بیکس ہون جسکے لاشے پر	حسرتِ دل بھی نوحہ گر نہوئی
میری ہر آنکھ کو یہ حسرت ہے	کیون مین چشم پیامبر نہوئی
رات بھر ہم کسی کی فرقت مین	سر کو پٹیا کیے سحر نہوئی
اونکی غفلت کا واہ کیا کہنا	مرگئے ہم اونھین خبر نہوئی
نہ تو آئے نہ حالِ دل پوچھا	تمھین واللہ کیا خبر نہوئی
ارض وہ نام کے مسیحا ہین	تجھ سے دوا ئے دل وجگر نہوئی

جناب آغا امانت حسین صاحب ابترؔ گورکھپوری

ہاے سنتے ہیچین کر دیا اونکو	کیون مری آہ بے اثر نہوئی
مٹی کیا دیتے آکے خاک ہمین	تمکو مرنے کی بھی خبر نہوئی

جناب شیو پرشاد صاحب اسیرؔ نایب رجسٹرار قانونگو مفصل

عشق مین ہمنے جان دی لیکن	تمکو مرنے کی بھی خبر نہوئی

جناب مولوی عبدالودود صاحب بسملؔ وکیل دربھنگہ

مرگئے ہجر کی سحر نہوئی	نہوئی ہاے عمر بھر نہوئی
وعدہ کرتے تو ہو قیامت کا	وہ بھی تقدیر سے اگر نہوئی
عشق پردہ نشین مین دل کو بھی	خبرِ حالتِ جگر نہوئی
رہ گیا اوٹھکے ہاتھ قاتل کا	عید ہونے کو تھی مگر نہوئی
دیکھیے قبر مین ہو کیا بسملؔ	یان تو آرام سے بسر نہوئی

جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب بیتابؔ متوطن ضلع شاہجہانپور شاگرد جناب داغ

نکلی میری تڑپ تڑپ کر جان	تجکو اوسکی خبر نہوئی
چلے آتے ہین دیکھ وہ بیتاب	آہ تیری تو بے اثر نہوئی

جناب شیخ بنیاد علی صاحب بنیادؔ از امروہہ شاگرد جناب عاجز

جنکی الفت مین ہم جہان سے گئے	اونکو مرنے کی بھی خبر نہوئی

جناب منشی محمد امیر اللہ صاحب تسلیمؔ لکھنوی

دردِ فرقت کی چارہ گر نہوئی	موت بھی ٹل گئی خبر نہوئی

لاکھ چاہا مگر وہ کافر زلف ۔ نہوئی سیدھی بال بھر نہوئی
تھا وہ بیتاب آکے پہلو مین ۔ برق تڑپی مگر خبر نہوئی
غیر تو تھے میری میت پر ۔ بیکسی تو بھی نوحہ گر نہوئی
تنگدل گردون سے بعد مرگ کبھی ۔ ایک چادر بھی گور پر نہوئی
مر تو جاتا مگر ترے غم سے ۔ اتنی فرصت بھی عمر بھر نہوئی
داغ دل تو لحد مین روشن ہین ۔ نہوئی شمع گور پر نہوئی
تھا وہ نادر خانہ ویرانی ۔ کبھی مہمان میرے گھر نہوئی
جسکے کشتے ہین غیر آہ کبھی ۔ وہ نگاہ ادا ادھر نہوئی
وائے قسمت کہ آئینے کے ساتھ ۔ میری حسرت بھری نظر نہوئی
شام غم بھی سیاہ پیدا کی ۔ اتنی میرے بخت پر نہوئی
کیا گمان پر غم جہان مانگون ۔ دل مین اتنی جگہہ اگر نہوئی
روز و شب اونکی وید اے تسلیم ۔ بارہا چاہا بیشتر نہوئی

جناب سید الطاف حسین صاحب تشنہ فریدآبادی

کیون نزول بلا ہے اتنا چرخ ۔ آہ تو میری رخنہ گر نہوئی!
ایک نالے نے بھی اثر نہ کیا ۔ ایک بھی آہ کارگر نہوئی
مرگ تشنہ پہ اک جہان رویا ۔ اوسی ظالم کی چشم تر نہوئی

جناب منشی سری نواس صاحب تنیز زمیندار موضع چلاسنی

غیر پر مہربان رہے وہ مدام ۔ پر کرم کی نظر ادہر نہوئی

جناب سید محمد علی صاحب جوش کلرک محکمہ انجنیری جھالاواڑ

کیونکر آتے وہ میری میت پر ۔ اونکو مرنے کی بھی خبر نہوئی
جلوہ دیکھا ترا تو غش آیا ۔ چشم بینا ہوئی۔ مگر نہوئی
تھے مرے قتل سے وہ شرمندہ ۔ حشر مین سامنے نظر نہوئی
جلوہ افگن ہے دل مین کسکا نور ۔ جوش کو آجتک خبر نہوئی

جناب محمد غوث عرف بابا میان صاحب جادو از بنگلور

حال کیا کیا نہو گیا میرا ۔ سبنے خبر یار کو خبر نہوئی

جناب شاہزادہ صاحب عالم مرزا رحیم الدین صاحب بہادر حیا دہلوی

شب غم موت راہبر نہوئی — جان بھی عازم سفر نہوئی
پھر کبھی تیری نظر نہوئی — مہربانی کبھی ادہر نہوئی
کون رویا نہ میری میت پر — لیکن اوس بت کی چشم تر نہوئی
ہل گیا اوس سے طول روز جزا — یون شب ہجر مختصر نہوئی
ٹھنڈی سانسون نے بھی نہ کی تاثیر — کم مری سوزش جگر نہوئی
ہاتھ اُسنے لگایا گھبرا کر — پٹ پڑی تیغ کارگر نہوئی
نہین اس چاہ کا نباہ حیا — ادہر الفت ہوئی ادہر نہوئی

جناب میر سید حسین صاحب حزین ساکن کجھر سیوہ

کوئی تدبیر کارگر نہوئی — ہوئی ہجر کی سحر نہوئی
اوسنے چھوڑا تو سب نے چھوڑدیا — موت بھی اپنی چارہ گر نہوئی
ہم تو قائل ہین اس تغافل کے — مرگئے ہم اونھین خبر نہوئی
دل کو دیا کبھی جگر کو حزین — غم مین کس کس کی چشم تر نہوئی

جناب مولوی حافظ سید نذر الرحمن صاحب حفیظ عظیم آبادی

اپنے مرنے کا کچھ الم نہوا — غم ہوا یہ تجھے خبر نہوئی
مرگئے ہم تمہاری فرقت مین — تمکو اے یار کچھ خبر نہوئی
بعد مردن ہماری تربت پر — بیکسی بھی تو نوحہ گر نہوئی

جناب سید دین محمد شاہ صاحب حسرت ہوشیارپوری وارد بھاولپور

کون رویا نہ میری میت پر — ایک اس بت کی چشم تر نہوئی

جناب منشی ولایت حسین صاحب حقیر ردولوی شاگرد جناب فائز بنارسی

فکر مین ہم عدم کو جا پہونچے — دشمن جان ہوئی کمر نہوئی

جناب آغا شجاعت حسین صاحب حسین طالبعلم مشن اسکول گورکھپور

مانتا ہون مین اس تغافل کو — ہمکو مرنے کی بھی خبر نہوئی

جناب کھڑک سنگھ صاحب حبیب طالب علم مشن سکول سیالکوٹ

ایسی تقدیر سو گئی اپنی — انکو مرنے کی بھی خبر نہوئی

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

نگہِ شوق بے اثر نہوئی ۔ تمکو پردے مین کیا نظر نہوئی

ہمنے تقلیدِ خضر کی لیکن ۔ چلتے پھرتے بھی تو بسر نہوئی

تارے گنتے ہو شام سے شبِ وصل ۔ کیا کروگے اگر سحر نہوئی

دلِ ویران مین غم رہا قائم ۔ کبھی یہ شہر ادہر ادہر نہوئی

ماتمِ غیر مین تمھین دیکھا ۔ ورنہ یہ عید کسکے گھر نہوئی

شبِ فرقت کے جاگنے والے ۔ ایسے سوئے کہ پھر خبر نہوئی

اس نزاکت سے قول اوسنے دیا ۔ ہاتھ کی ہاتھ کو خبر نہوئی

وعدہ اوسنے کیا وفا نہ کیا ۔ دل کو تسکین ہوئی مگر نہوئی

حال وہ کیا جو حشر مین نہ کہا ۔ بات وہ کیا جو وقت پر نہوئی

کبھی اون سے امیدِ الفت ہے ۔ کبھی یہ فکر ہے اگر نہوئی

ہائے بہت طولِ مدعا افسوس ۔ ساری دنیا پیامبر نہوئی

نہین معلوم کسکے دل مین رہی ۔ کبھی نظر ہر تری کمر نہوئی

غم محفوظ ہے ہر آفت سے ۔ شُدنی کبھی تو عمر بھر نہوئی

نہین سر کارِ عشق پر الزام ۔ مین برا تھا مری بسر نہوئی

دل سے باتین بہت رہین شبِ غم ۔ بات کرنے مین بھی سحر نہوئی

دل جلے دفن ہوگئے جسمین ۔ ابر سے وہ زمین تر نہوئی

کیا تلون مزاج ہوا اے داغ ۔ چار دن بھی کہین بسر نہوئی

جناب حکیم احمد حسینخانصاحب دانش شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

تابِ جلوے کی طور پر نہوئی ۔ گر کے موسیٰ کو کچھ خبر نہوئی

اے اجل وہ نہ آئے تھے نہ سہی ۔ تو بھی مہمان میرے گھر نہوئی

مشکلون سے کٹا زمانۂ ہجر ۔ شام گذری تو پھر سحر نہوئی

اپنی حالت کہین مین کیا دانش ۔ شبِ غم چین سے بسر نہوئی

جناب علی رضا صاحب رضا از سیتاپور

ہے جو عاشق سے اسقدر غفلت ۔ تمکو مرنے کی بھی خبر نہوئی

اشکباری سے کیا ملا دل کو — کچھ بھی کم سوزش جگر نہوئی

جناب مولوی محمد عبدالرؤف خانصاحب راز ساکن اندور

میرے مرنے کی ہمد سوا ونکو — بہت اچھا ہوا خبر نہوئی

مرگیا راز ہجر مین لیکن — اونکے دل کو ذرا خبر نہوئی

جناب منشی جھگوان سہای صاحب روح ساکن قصبہ کوراول ضلع گورکھپور

اسقدر مجھ سے بے خبر ہو تم — تمکو مرنے کی بھی خبر نہوئی

جناب سید نورالدین صاحب زیدی ظفر آبادی جونپوری

درد دل کی اونھین خبر نہوئی — تو بھی اے آہ چارہ گر نہوئی

بس ہٹو رو چکے جنازے پر — آنکھ بھی تو ذرا سی تر نہوئی

حشر کے دن تو اوٹھ کے پوچھینگے — کیون شب غم تری سحر نہوئی

یادوان کیسا کے خفتگان عدم — ایسے سوئے کہ پھر خبر نہوئی

یہ کبھی سے مرے مقدر کی — کبھی سیدھی تری نظر نہوئی

زیدی جوبن تھا اب پیری ہین — دن ڈھلا اور دوپہر نہوئی

جناب منشی رحمت حسین صاحب تبسم محرر دفتر بھیرشور شاگرد جناب نسیم بھرتپوری

شب غم کچھ اونھین خبر نہوئی — آہ بھی آہ کارگر نہوئی

اس تغافل کا بھی ٹھکانا ہے — مرگئے ہم تمہین خبر نہوئی

سر محفل وہ آنکھون آنکھون مین — لے گئے دل مگر خبر نہوئی

کیون جی الفت اسی کو کہتے ہین — مرگئے ہم تمھین خبر نہوئی

جناب مولوی دھومن صاحب سحر از ہوگلی

بعد مرنے کے بیکسی بھی مری — آکے تربت پہ نوحہ گر نہوئی

اوسکے آتے ہی ہوگیا بیخود — کون آیا مجھے خبر نہوئی

جناب محمد عبدالحمید صاحب سوختہ گڈہ مکتیسری

ہجر کی شب غم فراق مین ہائے — موت بھی اپنی چارہ گر نہوئی

جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی

نظر لطف راہ پر نہوئی — ہم سے بچکے کبھی ادھر نہوئی

کام سب ہو گیا اشارون مین
کیا ہوا منہ سے بات اگر نہوئی

بعد مردن اُسی کی پرسش ہے
بات جو ہم سے عمر بھر نہوئی

لاکھہ آنسو بہلئے آنکھون سے
کم مگر سوزش جگر نہوئی

ادتعا قل شعار کیا کہنا
مر گئے ہم تجھے خبر نہوئی

کہتے ہین فرط بیخودی اِسکو
دل گیا پاس سے خبر نہوئی

کہتے ہین دل کو راہ دل سے ہے
پھر تمہین کیون مری خبر نہوئی

حال طول شب فراق نہ پوچھ
برسون گذرے مگر سحر نہوئی

دل کو تھا دل سے ارتباط ایسا
احتیاج پیامبر نہوئی

یون مرے دل جگر رہے بیخود
ایک کو ایک کی خبر نہوئی

کسطرح شوق اُسکو چور کہین
دل وہ یون لے گیا خبر نہوئی

جناب سید ولایت احمد صاحب شمیم سب انسپکٹر کلو اشاگرد جناب امیر لکھنوی

مفلسی مین بھی یون بسر نہوئی
اپنی بے مے کبھی گذر نہوئی

اونکے فتنون نے یہ کیا پامال
حشر کی بھی مجھے خبر نہوئی

پوچھتا مین مزاج اے شب ہجر
تو شب وصل میرے گھر نہوئی

ہائے افسوس میرے مرنے پر
چشم جانان ذرا بھی تر نہوئی

رندلے اوڑتے دختر رز کو
کیا کہین شیخ جی کے گھر نہوئی

اسقدر تھی دراز ہجر کی شب
کہ قیامت مین بھی سحر نہوئی

ایسے غفلت شعار ہین وہ شمیم
مرگ دشمن کی بھی خبر نہوئی

جناب حکیم عنایت اللہ صاحب شوق رئیس فرید آباد

اس وفا پر اوٹھین مری الفت
چاہیے تھی کہ ہو مگر نہوئی

باندھتے قتل پر وہ عاشق کے
یہ بھی اچھا ہوا کمر نہوئی

کیا ہون اور کیون ہون کون ہون شوق
اسکی ابتک مجھے خبر نہوئی

جناب شیخ نصیحت علی صاحب شیدا ساکن قصبہ ڈبائی ضلع بلندشہر

در دندان یار کے آگے
آبرو تیری اے گہر نہوئی

جناب رعنا مرزا صاحب حمید شاگرد جناب قدر بلگرامی مرحوم

دشمن جان تھی یہ طبیعت بھی ۔ کہ ادھر سے کبھی ادھر نہ ہوئی ۔

جناب محمد عبد الشکور صاحب شاکر زمیندار چیتورا ضلع فتحپور

دل لہو ہو گئے بہ گیا میرا ۔ اشک سے تیری چشم تر نہ ہوئی

جناب رگھو نرائن صاحب صادق مختار رراگھی ضلع لوہردگا

ہجر کی رات تھی وہ طولانی ۔ کہ قیامت تلک سحر نہ ہوئی

جناب تیرتھہ رام صاحب طالب طالبعلم سکاچ مشن سکول سیالکوٹ

لاکھوں رنگ اس زمانے نے بدلے ۔ ہجر کی رات پر سحر نہ ہوئی

جناب منشی محمد عبد الباسط صاحب ظہیر مدراسی کلرک ریلوی سپرنٹنڈنٹ آفس

مل گئیں خاک میں تمنائیں ۔ جب نظر آپکی ادہر نہ ہوئی

بیقرار دل رہی مدام ظہیر ۔ کبھی تسکین عمر بھر نہ ہوئی

جناب سید محمد ظہور عالم صاحب ظہور محرر دیوانی محال بھفرنڈہ

زندگی میں تو بیخبر رہے وہ ۔ میرے مرنے کی بھی خبر نہ ہوئی

جناب سید خلیل احمد صاحب عاقل سہسوانی منصرم علاقہ گوالیار

نہ بچا مر گیا مریض فراق ۔ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی

وہ شب غم کی ہائے بیچینی ۔ دل کو تسکین رات بھر نہ ہوئی

ہائے رہی نارسا یہ نالہ ۔ درد دل کی انکو خبر نہ ہوئی

تیرے مقتول کی لحد پہ ہائے ۔ حسرت دل بھی نوحہ گر نہ ہوئی

یہ بھی اچھا ہوا کہ اپنی دعا ۔ کبھی شرمندہ اثر نہ ہوئی

نالے ہمنے کیے بہت عاقل ۔ انکو لیکن ذرا خبر نہ ہوئی

جناب کنور عنایت سنگھ صاحب عنایت رئیس بریلی

درد دل کی انھیں خبر نہ ہوئی ۔ آہ تو بھی پیامبر نہ ہوئی

کب نہ یاد آئی شب کو وہ افشاں ۔ تارے گن گن کے کب سحر نہ ہوئی

بیخودی میں دیا عنایت دل ۔ یہ خطا جان بوجھ کر نہ ہوئی

جناب نواب علی صاحب علی مدرس سکاچ مشن سکول سیالکوٹ

لیگیا دل وہ دلربا ہمسے ۔ بیخودی میں ہمیں خبر نہ ہوئی

روتے روتے کسی کی فرقت مین | کون سی شب ہمین سحر نہوی
باغ مین وہ گئے علی تنہا ؎ | داے قسمت ہمین خبر نہوی ؎

جناب محمد مبین صاحب علیم مجھیلی شہری از گورکھپور ؎

اپنے عاشق سے یہ تغافل ہے | تمکو مرنے کی بھی خبر نہوی
دل مین برچھی سی کیا کھٹکتی ہے | گر نگہہ آپ کی ادہر نہوی

جناب سید ممتاز حسین صاحب عقیل لکھنوی شاگرد جناب یاس لکھنوی

میرے ماتم مین روی خلق خدا | پر صنم تیری چشم تر نہوی
عشق مین اے عقیل اک دم بھی ؎ | زندگی چین سے بسر نہوی ؎

جناب میوا لال صاحب عاجز سب انسپکٹر پولیس تھانہ کھجولی ضلع در بھنگہ

عمر سب میری کٹ گئی یا رب ؎ | پر شب ہجر کی سحر نہوی
خون دل کب رکا ہی آنکھوں سے | آستین کب لہو سے تر نہوی ؎

جناب عبد العزیز صاحب عزیز ویلوری ؎

ہو گیا آنکھ مین جہان اندہیر ؎ | شب فرقت کی جب سحر نہوی

جناب محمد یحیی علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی نگینہ

تھی بلا وہ نگاہِ دزدیدہ ؎ | دل چرا لیگئی خبر نہوی

جناب میر عباس علی صاحب عباس اورنگ آبادی

ہاے جانا نہین مرگیا عباس ؎ | اوسکو مرنے کی بھی خبر نہوی

جناب محمد عبد الروف خانصاحب عیاش رامپوری از جھالا واڑ ؎

اپنے دامن سے تمنے پوچھے اشک | اب بھی آستین چشم تر نہوی ؎

جناب محمد خانصاحب غریب اہلمد بنسی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس سہارنپور

شب فرقت مری بسر نہوی ! | دو تم نہ آئے تو کیا سحر نہوی !
تھا جو تقدیر کا لکھا وہ ہوا ؎ | ایک تدبیر کارگر نہوی ؎
میرے لاشے پہ روئے دشمن تک ؎ | سنگ دل تیری چشم تر نہوی
دل اوڑا لیگیا وہ آنکھوں مین ؎ | لٹ گیا گھر مجھے خبر نہوی ؎
اسطرح دل سے صبر و تاب گئے | ایک کی ایک کو خبر نہوی ؎

بیچیا بزم یار سے نہ اوٹھا
کیسی کیسی رقیب پر نہ ہوئی

یاؤن مین ہی غریب کے چکر
چار دن ایک جا بسر نہ ہوئی

جناب سید حسن صاحب فوق رامپوری شاگرد جناب داغ دہلوی از جھالاوار

حسن وہ کیا جسے نظر نہ ہوئی
وہ نظر کیا جو کارگر نہ ہوئی

کہتے ہین شکوۂ عیادت پر
تیرے سر کی قسم خبر نہ ہوئی

فوق اب میکدے مین آئے ہین
کہین حضرت کی جب بسر نہ ہوئی

جناب شیخ فدا حسین صاحب فدا ساکن قصبہ سکیٹ ضلع ایٹہ

شاخ امید اے فدا اپنی
حیف صد حیف بار ور نہ ہوئی

جناب محمد رکن الدین صاحب فرق طالب علم سکاچ مشن سکول سیالکوٹ

تجھسے ملنے کی لاکھہ کوشش کی
کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی

جناب سید یوسف حسین صاحب قیاس لکھنوی خلف اکبر جناب یاس لکھنوی

تا قیامت رہے گا یہ افسوس
اونکو مرنے کی بھی خبر نہ ہوئی

تم جو بھولے قیاس کو شب ہجر
موت بھی اوس سے باخبر نہ ہوئی

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل فتحپور ساکن اندولی

غم کی شہرت مری کدھر نہ ہوئی
تمکو مرنے کی بھی خبر نہ ہوئی

چھپ گئے زیر خاک کتنے حسین
ای فلک تیری چشم تر نہ ہوئی

جان اس بانکپن پہ دیتے ہم
کبھی ترچھی تری نظر نہ ہوئی

وصل ہی مین تھا کیا اسے آنا
موت کیون میری پیشتر نہ ہوئی

یہ نتیجہ ہے ظلم کا اے چرخ
کبھی سیدھی تری کمر نہ ہوئی

واہ اے کجکلاہ کیا کہنا
کبھی سیدھی تری نظر نہ ہوئی

سب نے چھوڑا کریم ساتھ افسوس
میری حسرت بھی ہمسفر نہ ہوئی

جناب محمد بشیر الدین صاحب کامل اسسٹنٹ سکرٹری ٹونکن لائبریری ورنگل آباد

نام کو ہی جہانین پر معدوم
یہ تو عنقا ہوا کمر نہ ہوئی

جناب مولوی ممتاز احمد صاحب ممتاز تھانوی شاگرد جناب داغ دہلوی

ضبط گریہ مین آنکھ تر نہ ہوئی
درد دل کی اونھین خبر نہ ہوئی

گھر سے گھبرا کے وہ نکل آئے
میری فریاد سے اثر نہوئی

ایک الفت میں سو بلائیں ہیں
یہ خبر ہمکو پیشتر نہوئی

جلوہ یار کا تقاضا ہے
اور آنکھوں کو تاب۔ اگر نہوئی

یہ بڑی خیر ہوگئی اے چرخ
کہ زمیں تجسی فتنہ گر نہوئی

اور تو کرتے کیا مسیحائی
تک۔ مرنے کی بھی خبر نہوئی

بات مطلب کی اوسنے اے ممتاز
اپنے قابو کی تھی۔ مگر نہوئی

جناب صاحبزادہ مشرف یارخانصاحب مشرف رئیس جاورہ

مہربانی تری کدہر نہوئی
صرف اے بیوفا ادہر نہوئی

پیچ پر پیچ ہر قدم پر ہیں
موے کاکل سوا کمر نہوئی

ابر دل تو بہت ہی اُمڈا تھا
خوف سے اونکی آنکھ تر نہوئی

دل و سینہ کو توڑ دیتی ہے
نوک پیکان ہوئی نظر نہوئی

دل کو پامال بزم میں جو کیا
خاک تو میری دربدر نہوئی

جناب منشی محمد نبی دادخان صاحب مشتاق وکیل علیگڈہ

لین اشار دنمین اُسنے یون باہین
آنکھ کی کان کو خبر نہوئی

ایسے سوئے لحد میں کشتے ترے
شور محشر کی بھی خبر نہوئی

میرے مرنے کا حال سنکر وہ
ہنسکے بولے ہمیں خبر نہوئی

جناب محمد مستجاب اللہ خانصاحب مقبول بلونوی ضلع علیگڈہ

اک شب ہجر ہی بسر نہوئی
ورنہ کس رات کی سحر نہوئی

میرے درد جگر کی کچھ تدبیر
نہوئی تجسے چارہ گر نہوئی

ناوک ناز دل سے یوں گذرا
کہ جگر کو ذرا خبر نہوئی

جان جسنے بخیر یہ دی مقبول
اوسکو مرنے کی بھی خبر نہوئی

جناب منشی محمد عبدالمجید صاحب مجید کیرتپوری ملازم فوجداری علیگڈہ

لے گیا وہ چرا کے دل میرا
محو تھا میں مجھے خبر نہوئی

مجھکو ملک عدم میں پہونچایا
دشمن جان سوا کمر نہوئی

جناب محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز میرٹھی شاگرد جناب عشیر لکھنوی

بار

سر سے سودا گیا نہ زلفون کا — کیا مہم سخت تھی کہ سر نہوئی
سو رہے ہم تو آکے مرقد مین — اونکو مرنے کی بھی خبر نہوئی

جناب حاجی محمد عبدالرحیم صاحب مشرف مختار مدرسۂ محمدیہ سکندرآباد

یا نبی جائیگا نہ خلد مین وہ — جان قربان جسکی آپ پر نہوئی
قافلہ جا چکا مدینے کو — واے غفلت مجھے خبر نہوئی

جناب سید افتخار حسین صاحب مضطر خیرآبادی برادر جناب بسمل

بعد مردن ہماری تربت پر — کوئی حسرت بھی نوحہ گر نہوئی

جناب محمد عمر صاحب محمد خلف محمد یسین صاحب حولدار کانپور

یہ تغافل بتو خدا کی پناہ — مر گئے ہم تمھین خبر نہوئی

جناب جگدیشر پرشاد صاحب مقتول شاعر راجہ صاحب بہادر سنگرولی

واہ غفلت شعار کیا کہنا — بھولے سے بھی ادہر نظر نہوئی

جناب ملا مظفر حسین صاحب مشفق ساکن بھوپال

تم نہ آئے تو شب بسر نہوئی — شام فرقت کی پھر سحر نہوئی

جناب محمد ابراہیم صاحب مداح جودہپوری شاگرد جناب بیدل

بزم مین آئے لطف سے لیکن — اونکی میری طرف نظر نہوئی

عالیجناب سید احمد شفیع صاحب بہادر نبیرہ رئیس اعظم فریدآباد

میری حالت پہ کچھ نظر نہوئی — مہربانی کبھی ادہر نہوئی
مر گیا مین انھین خبر نہوئی — اور ہوئی بھی تو چشم تر نہوئی
میری الفت انھین اگر نہوئی — اور مرے حال پر نظر نہوئی
ق
پھر تو مرنا ہی میرا بہتر ہے — کیا کرونگا قضا اگر نہوئی!
اوسکو ناصح نہ تو برا کہتا — میری سی کیون تری نظر نہوئی
میرے مرنے پہ رو دیا اک عالم — اوس ستمگر کی چشم تر نہوئی
رہ گئی کوے یار مین پس مرگ — روح بھی میری ہمسفر نہوئی
یون ہوا واے نیر محزون — اوسکے مرنے کی بھی خبر نہوئی

جناب منشی شبیر حسین صاحب نسیم بھرتپوری شاگرد جناب داغ دہلوی

شبِ غم جیتے جی بسر نہوئی ئہ — ہو چلے ہم مگر سحر نہوئی ئہ
پوچھتے کیون ہو حالتِ شبِ غم ئہ — جب شکایت ہی مختصر نہوئی
بل بے غیرت کہ ہجرِ وصلِ صنم ئہ — آہ منت کشِ اثر نہوئی ئہ
لے گیا یون وہ دل کو پہلو سے — جسم کیا روح کو خبر نہوئی ئہ
کیا عدم کا سفر ہوا ہی شبِ ہجر — لطف کیا تو وہان اگر نہوئی ئہ
ایک دن آئیگی ضرور اے دل ئہ — وعدۂ یار موت اگر نہوئی
ضعف سے ایسی بن گئی ہے نسیم ئہ — تیغِ قاتل بھی خون مین تر نہوئی

جناب عبد الغفار خانصاحب ناطق ساکن موقع کمہ گنج ضلع فرخ آباد ئہ

کون روتا مزارِ عاشق پہ ئہ — بیکسی تک تو نوحہ گر نہوئی ئہ
دل وہ کیا درد کچھ نہین جسمین ئہ — آنکھ وہ کیا کبھی جو تر نہوئی
دن قیامت کا تھی شبِ فرقت — شام آئی تو پھر سحر نہوئی ئہ
غیر تو روتے حال پر میرے ئہ — لیکن اوس بت کی چشم تر نہوئی ئہ
تیرے عاشق کو تھی یہ بیخبری ئہ — دل کے جانے کی بھی خبر نہوئی

جناب منشی محمد نظیر صاحب نظیر وکیل عدالت فتحپور ئہ

شکلِ راحت کی عمر بھر نہوئی ئہ — اک گھڑی لطف سے بسر نہوئی
اہلِ ہمت تھی آہ بھی اپنی ئہ — کہ وہ منت کشِ اثر نہوئی ئہ
راہِ مقتل کی مین جو بھولا تھا ئہ — اے اجل تو بھی راہبر نہوئی
عشق مین جسکے جان دی ہمنے — اوسکو مرنے کی بھی خبر نہوئی
شبِ فرقت تڑپ تڑپ کے نظیر ئہ — مر گئے ہم مگر سحر نہوئی ئہ

جناب سید محمد نظیر صاحب نظیر سیتاپوری وارد محمود آباد شاگرد جناب تسلیم

دل مین اک عمر سے ہے دردِ فراق — یہ امانت ادھر ادھر نہوئی
اون سے آنکھون مین ہوگئے وعدے — کانون کان ایک کو خبر نہوئی
بے طلب آئے وہ مرے گھر مین ئہ — اے نظیر آہ بے اثر نہوئی ئہ

جناب پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب نوز انوپ شہری ماسٹر اسکول بھجرنو

اسقدر رحم تھے رقیبون مین ئہ — بیکس مرنے کی بھی خبر نہوئی

ل کو وہ تھام کر چلے آئے — کیا کرین آہ پُر اثر نہوئی

ناب محمد حسین بخش صاحب نعیم فیروزآبادی شاگرد جناب ...یا لکھنوی

نکو کچھ بھی مری خبر نہوئی — آہ اتنی بھی پُر اثر نہوئی
لسی چشم کے تصور مین — آنکھ یان بند رات بھر نہوئی

ناب محمد عبدالرحمن صاحب شیر وکیل ریلی ضلع سا گرنہ

ق باتون کا تیجلے ہم ساتھ — گفتگو اونسے عمر بھر نہوئی

ناب ندمالال صاحب نازسپر جناب پنڈت تلسی رام صاحب سبڈپٹی انسپکٹر

انکھیلون سے آتا ہے — جوش پر آج چشم تر نہوئی

ناب مسٹر ولیم بروییٹ صاحب ولیم ازسنگھر شاگرد جناب اسیر لکھنوی

ن جا نی رہی محبت مین — کوئی تدبیر کارگر نہوئی
ہم آتا ضرور کچھ اونکو — پر مرے حال کی خبر نہوئی
نق مین ہمنے جان تک دیدی — اوسکو اسکی کبھی کچھ خبر نہوئی

ناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

ب گیسو کبھی بسر نہوئی — رُخ کی بھی دھیان مین سحر نہوئی
الفت مین سب نے چھوڑا ساتھ — بیکسی بھی تو ہم سفر نہوئی
لیا دل کو سامنے اک شوخ — بیخبر ہم وہ تھے خبر نہوئی
رقاتل چھپایا یون دل نے — کہ جگر کو ذرا خبر نہوئی
ں قیامت کی تھی شب فرقت — کہ قیامت مین بھی سحر نہوئی
معشوق بنکے لینی موت — روح جب عازم سفر نہوئی
طرح یاس کٹ گئی شب ہجر — وہ نہ آئے تو کیا سحر نہوئی

ناب منشی محمد یسین صاحب یسین ساکن قصبۂ بارہ بنکی مقیم ہوگلی

سکی غفلت نے اسطرح مارا — کہ اجل کو بھی کچھ خبر نہوئی
ے تقدیر وصل جانان کی — کوئی تدبیر کارگر نہوئی
دہی کا کرون گلا کس سے — آئے بھی وہ تو کچھ خبر نہوئی
گئی رات ایسی فرقت کی — کہ قیامت تلک سحر نہوئی

کیا سیہ بخت مین بھی ہون لیکن ۔ کہ شب ہجر کی سحر نہوئی

جناب منشی عبد اللطیف صاحب پیتا ساکن تھانہ بھون شاگرد جناب داغ

دھیان دشمن کا ساتھہ ہی اونکے ۔ اون سے خلوت ہوئی مگر نہوئی

جناب محمد عبد الغفور صاحب نسیم نیو ڈاکٹر جبیل گونڈہ

ہاے غفلت شعار یہ غفلت ۔ میرے مرنے کی بھی خبر نہوئی

جناب محمد یوسف صاحب یوسف محرر ڈویزن کرنگ

پھر تو آئے میری میت پر ۔ کیا مرے جان تجھے خبر نہوئی

جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

شغل وصل کے چشم تر نہوئی ۔ آہ شرمندہ اثر نہوئی
درد دل کی اوسے خبر نہوئی ۔ نہوئی آہ کارگر نہوئی
تھی محبت مین کون سی ایذا ۔ جو عزیز دل وجگر نہوئی
دل نے سینے کو یون کیا خالی ۔ پھر ملاقات عمر بھر نہوئی
لٹنے کی لاکھہ دل کی خاطر جمع ۔ کم پریشانی نظر نہوئی
چٹکیان اونکی لے گئین دل کو ۔ ہم وہ غافل تھے کچھہ خبر نہوئی
کوچہ یار تک نہ پہونچے ہم ۔ بیخودی تو بھی راہبر نہوئی
زندہ اے شوق وصل اتبک ہون ۔ یاس غالب امید پر نہوئی
مجھسے پوچھی نہ وجہ خاموشی ۔ کچھہ توجہ تمھین ادھر نہوئی
کیسی بیداری اے شب فرقت ۔ خواب مین بھی تری سحر نہوئی
خون کب دل ترا جلال ہوا ۔ جسکی اشکون کو بھی خبر نہوئی

جناب منشی آتما سنگھہ صاحب امین سیالکوٹی شاگرد جناب داغ دہلوی

تم تو اوسکی کبھی ادھر نہوئی ۔ نہوئی پیار کی نظر نہوئی
واہ قربان دل کے جانے پر ۔ کہ مری جان کو خبر نہوئی
میری تربت کی خاک تک نہ رہی ۔ تمکو مرنے کی بھی خبر نہوئی

جناب منشی محمد علاوالدین خانصاحب اختر شکوہ آبادی شاگرد جناب تسلیم

قبر پر تو ضرور آؤگے ۔ تمکو مرنے کی گر خبر نہوئی

سلہ یہ غزلیات دیر مین وصول ہوئین سے بے ترتیب درج ہوئین ۔

جناب بندہ علیخاں صاحب زیبا لکھنوی شاگرد جناب شید امرحوم

قتل ہم ہو گئے خبر نہ ہوئی ۔ تیغ غفلت ہوئی نظر نہ ہوئی
لو پھر آیا اولجھ کے زلفوں سے ۔ سیر کر دل کی کہیں بسر نہ ہوئی
ہو گیا یاں چراغ زیست ہی گل ۔ اے شب غم تری سحر نہ ہوئی
کشتۂ دل نہ آئے وہ نہ سہی ۔ تو تو شرمندہ اثر نہ ہوئی
حال بیدردیوں کا کھلتا تا ۔ آہ دل ہائے اثر نہ ہوئی

جناب منشی سالگرام صاحب سالک محافظ دفتر فوجداری جھالاوار

تھی نظر مہر کی تو غیروں پر ۔ پھر کبھی نگہ ادھر نہ ہوئی
جان تک میں تو دیچکا افسوس ۔ اونکو الفت مری مگر نہ ہوئی
دیکھ لی آپ کی مسیحائی ۔ درد سالک کی چارہ گر نہ ہوئی

جناب بالکرشن صاحب قمر لکھنوی شاگرد جناب امیر لکھنوی

مر گیا میں اوسے خبر نہ ہوئی ۔ یہ بھی تدبیر کارگر نہ ہوئی
دل پسیجا نہ اسکا رونے سے ۔ یہ تو کچھ بات چشم تر نہ ہوئی
بانکپن کے وہی رہے تیور ۔ کبھی سیدھی تری نظر نہ ہوئی
برق وہ کیا جلا نہ جس سے جہان ۔ آہ وہ کیا جو پر اثر نہ ہوئی
کیا کروگے جو روز محشر بھی ۔ پرسش ظلم اے قمر نہ ہوئی

جناب سید محمد مہدی صاحب مہدی خلف الرشید جناب جلال لکھنوی

شب غم ای فلک بسر نہ ہوئی ۔ ہائے اس شام کی سحر نہ ہوئی
دل ہی اونکا پسیجے سنکے فغان ۔ نہ ہوئی خیر آنکھ تر نہ ہوئی
درد فرقت ہے کسقدر محجوب ۔ مجھ سے کچھ خدمت جگر نہ ہوئی
نالے خود اوس سے حال دل کہہ آئے ۔ احتیاج پیامبر نہ ہوئی
کہیں آنکھیں لڑانے پر اونکی ۔ کسی کمبخت کی نظر نہ ہوئی
دل میں تم آئے اسطرح چھپکر ۔ چشم مشتاق کو خبر نہ ہوئی
کیسی غافل کے گوش زد مہدی ۔ تیری ہی فریاد بے اثر نہ ہوئی

جناب محمد مبارک حسین صاحب مبارک تھانہ دار نابیوانی علاقہ جوہ

شب پہ وہ مہربان رہے لیکن / مجھپہ الطاف کی نظر نہوئی
کیا بیان ہو طوالت شب ہجر / مر گئے ہم مگر سحر نہوئی

جناب بہاری لال صاحب مجنون از دیوریا ضلع گورکھپور

برسون سے دی رہا سون تجھپر جان / بیوفا تجھکو کچھ خبر نہوئی

جناب منشی محمد علی حسینی صاحب نشاط رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

شب فرقت تری سحر نہوئی / مختصر قصہ مختصر نہوئی
ہاے وہ انکا ناز سے کہنا / کیون شب وصل مختصر نہوئی
ہمپہ کیا کچھ گذر گیا لیکن / مہربان تمکو کچھ خبر نہوئی
ابکی الفت مین جو سہے صدمے / ایسی تکلیف عمر بھر نہوئی
تجھکو بھی تسکین دل مجھے حاصل / تیرے فقرون سے نامہ بر نہوئی
وعدہ وصل غیر سے صاحب / یہ عنایت کبھی ادہر نہوئی
کبھی ہمپہ کوئی ستم نہ کیا / اسطرف لطف کی نظر نہوئی
دیکھو کہتے ہین ضبط عشق اسکو / کبھی آنکھ آنسوؤن سے تر نہوئی
بیخودی کا ہوا ہے نشاط برا / آئے وہ اور مجھے خبر نہوئی

بی شہزادی جان صاحبہ آدا طوائف آگرہ

مہرباقی کدہر کدہر نہوئی / نگہ لطف کچھ ادہر نہوئی
اے فلک شکر کر کہ قائم ہے / آہ شرمندہ اثر نہوئی
کج ادائی ہے اپنی قسمت کی / کبھی سیدھی تری نظر نہوئی
ہاے غفلت کہ میرے پہلو سے / یون گیا دل کہ کچھ خبر نہوئی

بی سندر جان صاحبہ سندر طوائف مقیم بہوارہ

عشق گیسو مین شب بسر نہوئی / ایسی الجھن ہوئی سحر نہوئی
عشق مین جسکے جان دی سندر / حیف ہے اوسکی چشم تر نہوئی

بی امراؤ جان صاحبہ ناز طوائف اجمیر شریف

میری اونکو خبر نہو نہ سہی / دل کی بھی دل کو کچھ خبر نہوئی
نازِ دل نازکا فسانہ ہوا / اور ابھی تک تمھین خبر نہوئی

بی عظیما جان صاحبہ نازؔ طوائف جھالاواڑ شاگرد جناب عاشقؔ

وائے تقدیر جو بطرف سے میں ہوں
نامرادی بھی تو ادھر نہ ہوئی

نازؔ ارمان ہی رہا یہ ہمیں
کبھی اونکی نظر ادھر نہ ہوئی

غزلیات غیر طرح

جناب حکیم احمد حسن صاحب احمدؔ رئیس پورینی

وہ لب اسکے تر و تازہ کہ جنکی چاہ یوسف کو
وہ بات اسکی کہ عیسیٰ کا بھی جسپر دم نکلتا

جناب صاحبزادہ محمد مرتضیٰ خانصاحب بہادر خردؔ رامپوری شاگرد جناب جلالؔ لکھنوی

دم آخر نہیں ہین ہچکیان یہ دم نکلتا ہے
ہر اک ارمان دل کرتا ہوا ماتم نکلتا ہے

نہ گھبرا اے دل مضطر جو اپنا دم نکلتا ہے
شب فرقت ترا ارمان اے پُرغم نکلتا ہے

کمی ہو مرگ پر شدت سوز جگر مین بھی
دھوان دیکھو ہماری قبر سے اب کم نکلتا ہے

نگاہ ہی جو تو تلوار لفظ مرحبا قاتل
دہان زخم سے ہر وار پر پیہم نکلتا ہے

لگاوٹ مین رکاوٹ کی ادا کیا کام آئی ہے
کہ وقت واپسین رک رک کے اپنا دم نکلتا ہے

حباب جو نہیں ہی جب لب جو وہ گذرتے ہین
ادھر کر دیکھنے کو دیدہ پُرنم نکلتا ہے

خلش کی لذتین قاتل مرے دل سی کوئی پوچھے
مرا دل توڑ کر ناوک ترا جس دم نکلتا ہے

غبار اپنا لپٹتا ہی جو بعد مرگ دامن سے
ہماری قبر پر بھی اب وہ ہوکر کم نکلتا ہے

دل و دین کی خردؔ ہو خیر وہ آتا ہی بنٹھن کر
کہ جسکی سادگی مین حسن کا عالم نکلتا ہے

جناب منشی محمد کاظم حسین صاحب شفتہؔ ساکن کنتور اطراف لکھنؤ مقیم حیدرآباد

رہائی درد سے ہوتی ہی دل سے غم نکلتا ہے
بس اب دم بھر مین ای ہمدم ہمارا دم نکلتا ہے

ٹھہر تیر نگاہ یار اپنے ساتھ لیجانا
ترے ہمراہ سینے سے دل پُرغم نکلتا ہے

مریض جان بلب کے پاس آکر یار کہتا ہے
بھلا دیکھین تو ہم اب کس طرح سے دم نکلتا ہے

یہ دل کی حسرتین دو روز مین ہمکو مٹائینگی
کسی پر جان جاتی ہے کسی پر دم نکلتا ہے

عالیجناب سید احمد شفیع صاحب بہادر نیرؔ رئیس اعظم فریدآباد

ستمگر نے کا تو کیا کہنا ہی اسکا ذکر ہی کیا ہے
حسینون کے بگڑنے مین بھی اک عالم نکلتا ہے

نہین ہی تاب مجبوری کوئی دم بھر کا مہمان ہی
ملا دو اوس ستمگر سے نہین تو دم نکلتا ہے

پکارا تھا اس بت کا کہونگا حشر مین نیرؔ
کہ یہ قاتل ہمارا ہی اسی پر دم نکلتا ہے

جناب قاضی وحید الحق صاحب وحید ردولوی از ضلع گورکھپور

چاہت کہ پیچ سے نکلیں بلا کے ہم — دل زلف میں کسی کی گرفتار ہی رہا

جناب نواب محمد عبد اللہ خانصاحب مطلب رئیس اجمیر شاگرد جناب داغ دہلوی

کیا خواب میں بھی شکوۂ ہجران نہیں دیکھا — تم لاکھ کہے جاؤ کہ ہاں ہاں نہیں دیکھا

وہ آئے تو یہ جلد یا سینے سے نکل کر — دیکھا او نہیں تو دل میں پھر ارمان نہیں دیکھا

لگجائے نہ اپنی نظر اس خوف سے ہمنے — جی بھر کے کبھی جلوۂ جانان نہیں دیکھا

الفت میں ہے کیا بات محبت میں ہے کیا لطف — کچھ تو نے مزا ناصح ناداں نہیں دیکھا

جب دیکھو یہ کمبخت ہے محفل ہی میں موجود — فرماتے ہیں مطلب سا بھی انسان نہیں دیکھا

جناب حکیم امام الدین صاحب علوی مارہروی

نظر کرتے نہیں عاشق کی جانب — اشارے ہیں یہ چشم سرمگیں سے

ہوا کیا ماجرا شب کا بتاؤ — نظر آتے ہو تم کچھ شرمگیں سے

جناب سید محمد وصی صاحب غم ساکن موضع برنی تھانہ سوڈھی ضلع پٹنہ

نظر میری جو خود چھپتی ہے تجھسے — لڑی ہے آنکھ کس پردہ نشیں سے

جناب محمد مستجاب اللہ خانصاحب مقبول بلونوی شاگرد جناب رسا مارہروی

وہ افشاں چن کے بیٹھے ہیں لب بام — تجمل عقدۂ ثریا ہے جبیں سے

طریق عشق ہے مسلک ہمارا — غرض ہمکو نہیں کچھ کفر و دیں سے

رقیب روسیہ جلکر ہوا خاک — لگی یہ آگ آہ آتشیں سے

جناب ولایت حسین صاحب حقیر ردولوی شاگرد جناب فائز بنارسی

ہم ہیں شیدا کسی کے قامت کے — کیا سنیں تذکرے قیامت کے

ساتھ چھوڑا نہ بعد رحلت بھی — حوصلے تھے یہ میری حسرت کے

کچھ سزا بڑھ گئی اسیروں کی — طوق پہنے جو اوسنے منت کے

خاک اٹھ اٹھ کے بیٹھ جاتی ہے — زور یہ ہیں مری نقاہت کے

چونک اٹھے خفتگان خاک حقیر — ہیں یہ نالے کس قیامت کے

جناب احمد حسین خانصاحب دانش خلف محمد حسین خان مرحوم رئیس سونگھیڑہ

اک وہ اور انکا دل کہ کسی کا نہیں خیال — اک میں ہوں اور یہ مرا امیدوار دل

جناب منشی نیاز محمد خان صاحب نیاز رئیس سونگھیڑہ

نہ تری گلی مین آتے نہ عدو کی باتین سنتے — اگر اپنے دل پہ ظالم ہمین اختیار ہوتا
یہ مزہ تھا دوستی کا کہ ملے جلے ہی رہتے — تجھے میرا اور مجھکو ترا اعتبار ہوتا
نہ کسی سے دل لگاتا نہ نیاز غم اوٹھاتا — مرے دل پہ ہائے مجھکو اگر اختیار ہوتا

جناب انیس الدین صاحب انیس مقیم بھوپال

محفل عشاق مین وہ گلعذار آنیکو ہے — گلشن پژمردہ مین فصل بہار آنیکو ہے
دیکھنا بہتا پھریگا آسمان مثل حباب — جوش پر پھر اپنی چشم اشکبار آنیکو ہے

عالیجناب مہاراج یوراج بیر بہادر کرشن سنگھ صاحب بہادر بیدار والی کشن گڈھ

بزم مین وہ کبھی جو آ بیٹھے — مجھ سے نفرت کیے جدا بیٹھے
تم تو مُنہ پھیر کر خفا بیٹھے — گر یہان کوئی دوسرا بیٹھے
تیرے کوچے سے اوڑ کے میرا غبار — چشم دشمن مین کاش جا بیٹھے
دل ترا آنکھ سے ہی شوخ سوا — کیا مرا نقش مدعا بیٹھے
ابھی آیا ہی نامہ برائے دل — وہ کمر کھول کر ذرا بیٹھے
بزم سے دشمنون کو اوٹھوا دو — کیا یہ کرتے ہین بے حیا بیٹھے
ہم مناتے رہے کہ وہ شب وصل — بارہا اوٹھے بارہا بیٹھے
غیر کے ذکر پر وہ ساری رات — ایسے بگڑے کہ مُنہ بنا بیٹھے
لطف جب ہے کہ دل چرانے کو — میرے پہلو مین دلربا بیٹھے
اوٹھے تیری گلی سے مثل غبار — ہم جو مانند نقش پا بیٹھے
خاک عاشق کبھی نہو برباد — گر تری راہ مین صبا بیٹھے
جب کہا مینے وصل کی ٹھہرے — اتنی سنتے ہی دور جا بیٹھے
بات بیدار سے نہ کی ظالم — کوئی محفل مین تیری کیا بیٹھے

اطلاع

پرچہ پہونچتے ہی فوراً اس طرح مین (کس سے سیکھا ہے حسینون نے جلانا دل کا) غزلیات بھیجنا چاہیے۔ اور طرح ذیل مین ۲۰ جنوری تک۔ ورنہ درج ہونے سے رہجائینگی

بوتل بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو

شراب قافیہ۔ ہو ردیف

PAYAM-I-YAR

پیام یار

نمبر ۱ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء جلد ۱

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار

لکھنؤ چوک

مطبع انوار محمدی لکھنؤ واقع سرکٹہ بدیہ میں چھپا

مصرع طرح پیام یار

کس سے سیکھا ہے حسینون نے جلانا دل کا

جناب منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی اوستاد حضور نواب صاحب بہادر رامپور

ناوک ناز سے مشکل ہے بچانا دل کا
درد اٹھ اٹھ کے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا

آفرین کہنے سے رکتا ہے قاتل میرا
لذت قتل گھٹاتا ہے بڑھانا دل کا

اسنے دیکھا اسے اور انشا سے دیکھ لیا
اب تو دشوار ہے پہلو مین چھپانا دل کا

آج اس شوق سے پیکان مرے دلمین آیا
آگیا یاد کسی شوخ پہ آنا دل کا

ہاے وہ پہلی ملاقات مین میرا کہنا
اور اوسکا وہ لگاوٹ سے بڑھانا دل کا

عشق مین صبر کہان ضبط کہان تاب کہان
جان جانا نہین ہمدم ہے یہ جانا دل کا

بیٹھے رہو قدمونپہ پڑا رہنے دو
دیکھو اچھا نہین ایجان اٹھانا دل کا

قیس کم ظرف تھا فرہاد تنک حوصلہ تھا
دل لگی ہم تو سمجھتے ہین لگانا دل کا

سینہ چھلنی کیے دیتی ہین نگاہین انکی
ڈھونڈھتے پھرتے ہین یہ تیر ٹھکانا دل کا

یون نہ ہاتھ آئیگا یہ مال کبھی دزد حنا
سیکھ دزدیدہ نگاہی سے چرانا دل کا

ہر نگہ وصل مین اس شوخ کی کہتی ہے امیر
جسکے ہو حکم اوڑادے وہ نشانا دل کا

جناب احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

انکھین تلوون مین ہے اے یار ٹھکانا دل کا
انکھین انکھون مین ہے دیوانہ بنانا دل کا

سن لیا درد بھرا تمنے فسانا دل کا
پھر بھی کہتے ہو کہ اچھا ہے ستانا دل کا

اللہ اللہ غم و حسرت و حرمان کا ہجوم
نرہا سینۂ عاشق مین ٹھکانا دل کا

اوٹھ گئے وہ مرے پہلو سے چھڑا کر دامن
آج معلوم ہوا ہاتھ سے جانا دل کا

ہاے وہ غیر کی محفل مین مری بیتابی
اور پھر اپنے ہی ہاتھون سے دبانا دل کا

میری پاس آیا ترے گھر سے سلامت آخر
آرزوؤن کو مبارک ہو پھر آنا دل کا

مین وہ پررنج و الم ہون کہ مرے سینے مین
آرزوؤن کی جگہ ہے نہ ٹھکانا دل کا

غلس کو آئے مین پیار کیا کرتے ہین — مجھسے کہتے ہین برا ہوتا ہے آنا دل کا
تو نے ای بیخودی عشق کیا یہ کیا کام — کہ نہین یاد ہمین پاس سے جانا دل کا
گم ہوا ہوش ترے گھر کی طرف جانے سے — راستہ بھول گیا دشت پہ آنا دل کا
خالق دہر کا احسان بجا لاؤ شکر — اوسکی محفل سے غنیمت ہے پھر آنا دل کا

جناب شیخ فیض الدین صاحب اثر شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

کہتے ہین کام ہمارا ہے جلانا دل کا — ایسے بیدرد سے اچھا تھا نہ آنا دل کا
تیر آتا ہی تو پہلو کی طرف آتا ہے — تاک لیتے ہین وہ کسطرح نشانا دل کا
رشک کی تاب نہ لائینگے تمھارے معشوق — صدمۂ ہجر سے بہتر ہے جلانا دل کا
حلقۂ زلف مین ہوگا کہ تری مٹھی مین — پوچھتا کیا ہی تجاہل سے ٹھکانا دل کا
پاس تک بیٹھنے دیتے نہین مجکو معشوق — کون سنتا ہے کہوں کس سے فسانا دل کا
شکوۂ جور و ستم سنکے وہ کہتے ہین اثر — ہان جی ہان ہمکو تو آتا ہے ستانا دل کا

جناب محمد حسن صاحب احسن کلانوری

رحم آتا ہی نہو خانۂ حسرت برباد — ورنہ کیا دور ہے اشکون مین بہانا دل کا
لیکے غیرون کو جو آتے ہین وہ تربت پہ مری — پس مردن بھی ہے منظور جلانا دل کا
حضرت عشق ہین وہ خانہ برانداز احسن — جنکے ہاتھون نرہا کوئی ٹھکانا دل کا

جناب مولوی محمد عبد الرزاق صاحب انشا حرانیت پوری وارد ویلور

رائگان کب ہی وسیلہ ہے ہمین بخشش کا — رنج و غم عشق ہمیسر مین اٹھانا دل کا
پوچھتا ہے تو نشین تمھین سے یہ بتاؤ انشا — کس سے سیکھا ہی حسینون نے جلانا دل کا

جناب محمد عبد الواحد صاحب احقر خلف منشی بہادر محمد صاحب از سیہونر

خواب مین صورت پر نور دکھا کر اپنی — ای رسول عربی شوق بڑہانا دل کا
شافع روز جزا آپ سوا اب احقر — کسکو پھر جاکے سنائیے یہ فسانا دل کا

جناب سید امانت حسین صاحب امانت ملازم انجنیری برٹش بہار ترہٹ

ایک اشارے مین کیا کتنے ہزارون کو شکار — یا ستم خوب اوڑاتے ہو نشانا دل کا

جناب سید مظہر حسین صاحب آبرو شاگرد جناب فخر لکھنوی از جبالاپور

کوچہ یار میں گو سہل ہے جانا دل کا
سخت مشکل ہے مگر وان سے پھر آنا دل کا

جناب سید عابد حسین صاحب بیدل متوطن قصبہ ہلسور مقیم جودھپور

سنکے حال دل بیتاب بگڑ جاتے ہیں
اون سے کہتا ہوں کبھی میں جو فسانا دل کا

کیسی یہ رسم زمانے میں ہے اولٹی دیکھو
دل کے جانے کو کہا کرتے ہیں آنا دل کا

ساتھ اغیار کے میت پہ مری وہ آئے
تھا جو منظور پس مرگ جلانا دل کا

دیکھو پچتاؤ گے باز آؤ تم اس سے بیدل
کھیل لڑکوں کا سمجھتے ہو لگانا دل کا

جناب اصغر حسین صاحب نصیر از بھرتپور

ہائے غیروں سے ندامت تو وہ اٹھانا دل کا
اور اس بزم میں ضد کرکے بٹھانا دل کا

یہ کوئی خاک نہیں ہے جو اٹھا لوں ناصح
اوسکے کوچے سے ہی دشوار اٹھانا دل کا

عشق کا بار کجا دیکھیے ہمت اسکی
قابل رحم ہے یہ بوجھ اٹھانا دل کا

جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب بیتاب متوطن ضلع شاہجہانپور شاگرد جناب

کوئی بتلا دے خدا کے لیے اتنا مجھکو
کس سے سیکھا ہے حسینوں نے جلانا دل کا

ہم نہ کہتے تھے نہ دو ہاتھ سے دل کو بیتاب
دے کے اس شوخ کو دشوار ہے پانا دل کا

جناب لالہ بہاری لال صاحب تجو بھرتپوری شاگرد جناب حمزہ صاحب

کوچۂ یار میں مایوس ہو اوسکا پھرنا
اور بیٹھا فتی صبر سے جانا دل کا

پوچھتا کیا ہے مری جان بتاؤں تجھکو
ہے تری زلف گرہ گیر ٹھکانا دل کا

جناب منشی سری نواس صاحب لیتنر زمیندار چلاسنی

کوئی ہوتے نہیں ہمراز نہیں دوست ہیں
ہائے افسوس کہوں کس سے فسانا دل کا

جناب منشی محمد فضل الرحمن صاحب ثریا دہلوی شاگرد جناب داغ دہلوی

کون ہے وہ جو سکھاتا ہے تمہیں انداز
کس سے سیکھا ہے حسینوں نے جلانا دل کا

تیغ ابرو سے وہ کرتے ہیں جگر کو جو زخم
تیر مژگان سے اڑاتے ہیں نشانا دل کا

جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

پوچھتے کیا ہو کہ کیا چیز ہی آنا دل کا
دین و دنیا سے لئے کھتے ہین جانا دل کا

بولے ہنسکر جو کہا رو کے فسانا دل کا
دل لگی سمجھے تھے کیا آپ لگانا دل کا

دیکھو اچھا نہین نظرون سے گرانا دل کا
دونون عالم مین ہی بیگانہ ٹھکانا دل کا

کبھی تڑپا کے کبھی دے کے تسلی اونکو
روز آکر نئے پہلو سے ستانا دل کا

اس سے کر دید و [illegible] کرتے تھے لاکھون کبھی
یار! تھا عہد جوانی مین زمانا دل کا

یہی ہم سنتے ہین کچھ پردہ نشینون کا
بے پکارے ہوئے بہتر نہین آنا دل کا

کوچۂ عشق مین جس دن سے قدم رکھا ہے
کہین کھونا ہمین اونکا کہین پانا دل کا

کیا گنا ذرت کی [illegible] ہون سے ہوا ہے مشکل
بیٹھ کر پہلوے دلبر مین چھپانا دل کا

اہل دل کے لیے راحت نہین اس سے بڑھکر
جسکو سمجھا ہو وہ بیدرد دکھانا دل کا

کبھی کہہ لیتے ہین جو ڈر سے مین بھی محرم ہین
اون سے سیکھے کوئی دل لے کے چھپانا دل کا

عشق مین ہم یہ نصیحت کیے کہتے ہین جلال
رازدان کو بھی نہ تم بھید بتانا دل کا

جناب میر مہر حسین صاحب جاد و ملازم سرکار رامپور شاگرد جناب جلال

مٹ گئے سب لئے سینے داغ دل مضطر کے
لٹ لٹ گیا افسوس خزانا دل کا

کہتے ہین کون کہیگا یہ ستم ایجاد تجھے
چھوٹ جائیگا اگر مجھسے دکھانا دل کا

سچ بتا تجھکو کہا ہی چرخ ستمگر تجھکو
کس جفا جو نے بتایا ہی ستانا دل کا

کیا ستم ہے کہ کسی شوخ حسین نے جادو
وصل کی شب بھی کہا کوئی نہ مانا دل کا

جناب سید محمد علی صاحب جوہر کلرک محکمہ انجنیری [illegible]

یہ [illegible] سہو اجسم تو نہین شب سے کا
ای پری شیشے سے مشکل ہے بنانا دل کا

آفت تازہ کوئی جان پہ لائیگا ضرور
ہر پری زاد سے یہ آنکھ لڑانا دل کا

تم بھی عاشق کہین ہو جاؤ تو پھر ہو معلوم
پوچھتے کیا ہو کہ کیا چیز ہے آنا دل کا

جناب منشی ولایت حسین صاحب حقیر دولوی شاگرد جناب فائز بنارسی

شمع کو برق کو شعلے کو بھی حیرت ہے
کس سے سیکھا ہی حسینون نے جلانا دل کا

بے سبب پاؤن مین مہندی نہین ملتی شب وصل
اونکو منظور ہوا خون بہانا دل کا

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

اچھی صورت پہ غضب ٹوٹ کے آنا دل کا
یاد آتا ہے ہمین ہائے زمانا دل کا

تم بھی منہ چوم لو بیساختہ پیار آجائے
مین سناؤن جو کبھی دل سے فسانا دل کا

پوری مہندی بھی لگانی نہین آتی اب تک
کیونکر آیا تجھے غیرون سے لگانا دل کا

ان حسینون کا لڑکپن ہی رہے یا اللہ
ہوش آتا ہے تو آتا ہے ستانا دل کا

میری آغوش سے کیا ہی وہ تڑپ کر نکلے
اونکا جانا تھا الٰہی کہ یہ جانا دل کا

دے خدا اور جگہ سینہ و پہلو کے سوا
کہ برے وقت مین ہو جائے ٹھکانا دل کا

انگلیان تارِ گریبان مین الجھ جاتی ہین
سخت دشوار ہے ہاتھون سے دبانا دل کا

بیدلی کا جو کہا حال تو فرماتے ہین
کر لیا تو نے کہین اور ٹھکانا دل کا

چھوڑ کر اسکو تری بزم سے کیونکر جاؤن
اک جنازے کا اوٹھانا ہے اٹھانا دل کا

نگہِ یار نے کی خانہ خرابی ایسی
نہ ٹھکانا ہے جگر کا نہ ٹھکانا دل کا

بعد مدت کے یہ اے داغ سمجھ مین آیا
وہی دانا ہے کہا جسنے نہ مانا دل کا

جناب حکیم احمد حسین صاحب دانش شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

اے فلک یاد ہے مستی مین ملانا دل کا
ٹھوکرون مین کسی محبوب کی آنا دل کا

تیر چھوڑا مرے سینے کی طرف آخر کار
تو پسند آ ہی گیا اونکو نشانا دل کا

بیقراری کی جو تاثیر تمنا مین رہے
پھر تو امل سے بھی آسان ہے ہلانا دل کا

سیکھ لے آکے کوئی عاشق گریان سے ترے
آنسوؤن کی طرح آنکھون سے بہانا دل کا

جناب پنڈت بشنو ناتھ صاحب ذکی طالبعلم اسکول [illegible] شاگرد جناب [illegible]

ڈھونڈ لیتی ہین ہر اک جا پہ نگاہین انکی
ان ستمگارون سے مشکل ہے چھپانا دل کا

کیون ذکی پچھتاتے ہین اب آپ کلیجا تھامے
پہلے کیا کھیل سمجھتے تھے لگانا دل کا

جناب بندہ علیخانصاحب زیبا لکھنوی شاگرد نواب محمد حسنخانصاحب شید مرحوم

نہین بھولیگا مجھے ہاتھ سے جانا دل کا
یاد ابتک ہے کبھی پر کبھی آنا دل کا

شوق سے ظلم و ستم کیجیے پر یاد بھی ہے
ابتدا آپکی وہ لگاوٹ وہ لبھانا دل کا

غم بھلا چھوڑ کے جاتا ہے کہاں ساتھ اسکا
بس یہی ایک تو ہے دوست پرانا دل کا

کوچۂ زلف ہی مین کاش بسر ہو جائے
یا الٰہی کہین الجھا ہے ٹھکانا دل کا

شکوۂ ظلم جو کرتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
دل لگی آپ سمجھتے تھے لگانا دل کا

اسکی ہٹ یہ کہ مین اب کوئی بتا نہین سکون
اور وہ درد کا اٹھنا مجھے سمجھانا دل کا

آہ مظلومون کی سنتے ہین بری ہوتی ہے
دیکھو اچھا نہین اے یار دکھانا دل کا

کیون کیے دیدۂ میگون سے اشارے تم نے
اب تو مشکل ہے ذرا ہوش مین آنا دل کا

کہتے ہین وصل مین سینہ سے لپٹ کر میرے
سیکھ لے ہم سے کوئی دل سے ملانا دل کا

چھٹکے ہمین ہین آفت کی غضب کے فقرے
دل ہے سینے تو کہین یار پھنسانا دل کا

ہوگا آباد کسی طرح نہ بھی کسی سے پہلو
کیون خدا پھر بھی کبھی ہوگا زمانا دل کا

بنکے قاصد کسی محبوب کا دہیان آیا ہے
مجھے قافلہ ہوتا ہے روانا دل کا

قیس و فرہاد کی اے یار کہانی یہ نہ ہو
تھام لو دل کو جو سنتے ہو فسانا دل کا

وہ جو آنیکو کسی پر ہے تو یہ جانے کوئی
جان کا حیلہ سمجھتا ہون بہانا دل کا

سرگذشت اسکی بیان کرتے تمام اے زیبا
جی لگا کر کوئی سنتا جو فسانا دل کا

پوچھتے کیا ہو حقیقت مین کہون کیا زیبا
سیر جانا کسی کوچے مین کہ آنا دل کا

جناب میر شوکت حسین صاحب سحر لکھنوی شاگرد جناب جلیس لکھنوی

دور تک پھیلتی ہے آگ جہان لگتی ہے
دیکھو اچھا نہین اے یار جلانا دل کا

دم پہ بن بن گئی آ آ گئی جان ہونٹون پر
سہل سمجھے تھے حسینون سے لگانا دل کا

ہائے ملتا نہین ہمدرد کوئی اے ناصح
بیٹھ کر کسکو سناؤن مین فسانا دل کا

جاکے کوچے مین حسینون کے ایسے کھو بیٹھے
شکر ہے ہو تو گیا خیر ٹھکانا دل کا

جناب مولوی محمد عبدالاحد صاحب شمشاد لکھنوی

پھر ہی پھر مرے ہاتھ سے جانا دل کا
اور اس شوخ ستمگر کی تپش پہ آنا دل کا

روٹھنا روٹھ کے او لٹے ہی منانا ہمکو
کرلی داؤ نہین ہکلا ہے الجھانا دل کا

میری ہی طرح وہ ہین تھام کے کلیجا آ جانا
وہ ستم کش بھی تن سے جو فسانا دل کا

فکر مین دزدِ حنا گھات مین ہے دزدِ نظر ۔ سخت دشوار ہوا ہمکو بچانا دل کا

لی گئین ہوش و خرد اسکی نشیلی آنکھین ۔ دو دو ستیون نے لوٹا ہی خزانا دل کا

ایسی عاشق سی بگڑنا ہی خلافِ دانش ۔ جسکو دلدار ہے مشکل ہو منانا دل کا

کیا سمجھتے نہین اتنا بھی بتانِ سرکش ۔ عرش مین آگ لگانا ہی جلانا دل کا

کسطرح غیر کے دل کو ہو ترے دل کی خبر ۔ کیونکہ آسان نہین دل مین سمانا دل کا

دیکھی جاتی نہین شمشاد کی پژمردہ دلی ۔ ای نسیم سحری غنچہ کھلانا دل کا

جناب محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ ساکن کنتور اطرافِ لکھنو مقیم حیدرآباد

اِسکے جانیکا تو کچھ غم نہین پر فکر یہ ہے ۔ پہلوِ یار مین ہا جلسے ٹھکانا دل کا

جان مشکل مین پڑی شیفتہ مخزون کی ۔ سہل سمجھا تھا یہ نادان لگانا دل کا

جناب خواجہ محمد باقر صاحب شیدا لکھنوی

موت ہی آہ حسینون سے لگانا دل کا ۔ جان جانا ہی جسے کہتے ہین آنا دل کا

جناب سید محمد باقر صاحب شوق پسر سید قاسم علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر مستجو اگرہ

اتنی طاقت بھی نہین دردِ جدائی سے رہی ۔ کہ سناؤن کسی ہمدم کو فسانا دل کا

عشق کا لطف بھلا کیا تجھے ناصح معلوم ۔ مجھسے پوچھے کوئی کیا شی ہے لگانا دل کا

جناب داروغہ شمس الدین صاحب شمس ساکن مہیڑ ضلع شکارپور

کبھی امید کی صورت نظر آتی ہی نہین ۔ عالمِ یاس مین رہتا ہی ٹھکانا دل کا

جناب سید شاہ غلام صدیق عرف محمد یوسف صاحب شوکت زمیندار آملو

دل لگانے کے طریقے کوئی ہمسے سیکھے ۔ جانین کیا وامق و فرہاد لگانا دل کا

جناب راج بخش سنگھ صاحب صارم خلف ٹھاکر جواہر سنگھ تعلقدار

کوئی مونس نہین اور کوئی نہین ہے ہمدم ۔ ہائے مین کس سے کہون جاکے فسانا دل کا

جناب محمد ظہور عالم صاحب ظہور شاہجہانپوری محرر دیوانی بھوندہ

گیسو و ابرو و مژگان و خط و خال و نگاہ ۔ ان ستمگارون سے مشکل ہے بچانا دل کا

خاک جلکر ہوا ایسا کہ دہوان بھی نہ دیا
کس سے سیکھا ہی حسینون نے جلانا دل کا

دہجیان جیب وگریبان کی اوڑینگی جبدم
بھول جائینگے ظہور آپ لگانا دل کا

جناب محمد عبد العزیز خانصاحب عزیز دہلوی شاگرد جناب داغ دہلوی

چین دیتا نہین انسان کو لگانا دل کا
ہی برا جان کے جانے سے بھی آنا دل کا

کچھہ تو کہدو جو ہماری بھی تسلی ہوجائے
تمکو آتا ہی رولانا کہ ہنسانا دل کا

ہمکو یہ ڈر ہی کسی طرح نہو تمکو ملال
ہم سناتے تو ہہی تمکو فسانا دل کا

سینہ سینے سے ملادو کہ بہت ہوا ہی بیتاب
تجھے تمھکے مناسب ہی دبانا دل کا

آہ مظلوم کی تاثیر بری ہوتی ہے
دیکھو اچھا نہین ہوتا ہی دکھانا دل کا

جناب منشی محمد حسین صاحب عجیب گورکھپوری

کہل گیا خود بخود احباب چرانا دل کا
اوٹھنا گھبرا کے اور آنچل مین چھپانا دل کا

آہ جو دل سے نکلتی ہے بری ہوتی ہے
دیکھو اچھا نہین احباب ستانا دل کا

عرض رحم اونھین نیند ہی آجاتی ہے
گوش دل سے جو وہ سنتے ہین فسانا دل کا

جناب کنور عنایت سنگہ صاحب عنایت رئیس لکہنو و تعلقدار بہرائچ

سو گئے وصل کی شب حال وہ سنتے سنتے
محفل عیش ہوا جکو فسانا دل کا

حال فرقت انھین رو رو کے سنایا تو کہا
کیا ہنسی سمجھے تھے تم ہمسے لگانا دل کا

کاہشین جان کو بھی داغ جگر کو بھی ملے
کیا قیامت ہوا اوس ماہ پہ آنا دل کا

جناب محمد یحیی علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی نگینہ

لو بتو آو سنائین تمھین ہم نالۂ دل
کیا کہوگے کہ سنایا نہ ترانا دل کا

یارب ان ترچھی نگاہون سے بچانا دلکو
جسطرح تاک رہی ہین وہ نشانا دل کا

داغ لاکھون ہی سے دلمین بھرے رہتے ہین
کبھی خالی نہین ہوتا ہے خزانا دل کا

کیون خوشی ہی جو دل آیا ہی بتون پہ عاصی
کہی آنا کہین ہوجاے نہ جانا دل کا

جناب ہیرالال صاحب عاجز سب انسپکٹر پولیس تہانہ کھجولی

شمع سے کہتا ہی پروانہ اجہد سوز وگداز
کس سے سیکھا ہی حسینون نے جلانا دل کا

حسن اور عشق کے جھگڑے مین ہمیشہ عاجز — سنتے آئے ہین کہ شاکی ہے زمانا دل کا

جناب حکیم عزیز احمد صاحب عزیز حکیم آبادی شاگرد حاجی محمد بشیر صاحب

رحم آئے انھین مجبور ہین وہ جلانا دل کا — ایک دم بھی جو حسینون سے ہے ستانا دل کا
اپنی پہلو مین نہین ہے تو گیا ہوگا وہین — جز در یار نہین کوئی ٹھکانا دل کا

جناب محمد عبد الرؤف خانصاحب عیاش رامپوری از جھالاوار

جان کو روگ لگاتا ہے لگانا دل کا — جان جانے کو کہا کرتے ہین آنا دل کا
تیرے پہلو کے سوا اے بت پر فن ہمکو — نظر آتا نہین دنیا مین ٹھکانا دل کا

جناب محمد مبین صاحب علیم مچھلی شہری از گورکھپور

لیگئی آنکی ادا صبر و خرد طاقت و ہوش — کوے جانان مین لٹا ہاے خزانا دل کا
سونے دیتی ہین نہ مجکو نہ تو خود سوتے ہین — رات بھر سنتے ہین وہ مجسے فسانا دل کا
ہمنے جانا تھا کہ رحم آئیگا ہمپر انکو — غصہ آیا دنہین سنتے ہی فسانا دل کا

جناب منشی سید عباس علی صاحب عباس ساکن چھاؤنی اورنگ آباد دکن

کون استاد ہے ان شعلہ رخون کا یارب — کس سے سیکھا ہے حسینون نے جلانا دل کا

جناب حافظ محمد عبد الغفور صاحب عاشق منیر راجپوتانا شاگرد جناب ذاکر

خود وہ عاشق ہو کسی پر تو نہ عاشق کو ستائے — دل جلے اسکا تو چھوڑے وہ جلانا دل کا

جناب سید ممتاز حسین صاحب عقیل لکھنوی شاگرد جناب یاس لکھنوی

اسکی فریاد مین کیا ہے اثر ی شامل ہے — کوئی سنتا ہی نہین شور مچانا دل کا

جناب منشی نواب علی صاحب علی مدرس سکاچ مشن اسکول سیالکوٹ

ہمسے رکا نہ گیا یار پہ آنا دل کا — اسپہ دل آنا تھا اور ہاتھ سے جانا دل کا

جناب محمد خانصاحب غریب سہارنپوری ہیلڈ منشی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر

اے بتو قہر الہی ہے ستانا دل کا — آگ کعبے مین لگانا ہے جلانا دل کا
شب غم درد کو پہلو مین بٹھانا دل کا — داغ حسرت کو کلیجے سے لگانا دل کا
کر گئی کام نگاہ ستم ایجاد غضب — تاک کر خوب اوڑایا ہے نشانا دل کا

جتنے دلبر ہین سبھی خواہان دل رکھتے ہین ۔ ایک دل اور طلبگار زمانا دل کا
واقعی قصہ وحشت مین اثر ہوتا ہے ۔ نیند اوڑ جاے اگر سنیے فسانا دل کا
میرے پہلو مین نہین یار کے گیسو مین نہین ۔ بے ٹھکانے نظر آتا ہے ٹھکانا دل کا
جان جاتی نظر آتی ہے محبت مین غریب ۔ دل لگی آپ نے سمجھا تھا لگانا دل کا

جناب محمد وصی صاحب غم از بانکی پور

روبرو میرے رقیبون سے لگانا دل کا ۔ کس سے سیکھا ہے حسینون نے جلانا دل کا

جناب فدا حسین صاحب فدا ملازم والی منگلور شاگرد جناب مہر مرحوم

قصہ وامق و فرہاد کو کیا سنتے ہو ۔ دل سے سنیے تو سناؤن مین فسانا دل کا
گم ہوا ذکر دہن فکر کمر مین ایسا ۔ نہ پتا جان کا ہے نہ ٹھکانا دل کا

جناب محمد شاہجہان صاحب کاوش رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

سخت آفت ہے حسینون سے لگانا دل کا ۔ جان جانیکا سبب ہوتا ہے آنا دل کا
لے اڑا آنسوون سے سیڑھی لگی مجھہ کو نہ سکی ۔ ہاے کمبختون کو آیا تو چھپانا دل کا
اب جو آیا تو کہان آکے رہیگا افسوس ۔ حسرت و یاس نے چھینا ہے ٹھکانا دل کا
زخم پنہان تجھے کسطرح دکھاؤن قاتل ۔ تمنا سب مین سمجھتا ہون گھانا دل کا
نازیہ کرتے ہو رفتار پہ اپنی بیجا ۔ پہلے تم خاک مین سیکھو تو ملانا دل کا
دیکھا ہے شوق نہ لیجا مجھے اس کوچے مین ۔ کھو کے پھر ہاتھ سے دشوار ہے پانا دل کا
کوئی ہر وقت کلیجے کو ملے ڈالتا ہے ۔ خوب آتا ہے ترے غم کو مٹانا دل کا
کہین کچھہ صدمہ پہونچ جائے دلکو تیرے ۔ ظالم اچھا نہین رہ رہ کے دکھانا دل کا
یاد آتا ہے وہ کچھہ مجھسے اشارے کر کے ۔ چشم حسرت سے ادہر دیکھتے جانا دل کا
قابل دید ہے کاوش یہ تماشا شب ہجر ۔ روٹھنا وصل کے ارمان کا منانا دل کا

جناب منشی کاظم حسین صاحب کاظم از کانپور رشہ

کسطرح سے ہو دشوار بچانا دل کا ۔ یاد ہے اس بت کافر کو لبھانا دل کا
تیر مژگان کا سزاوار ہی بیشک تھا ۔ خوب تاکا مرے قاتل نے نشانا دل کا

جان کیون مفت مین دین اپنی کسی کے پیچھے ۔ آج سے چھوڑ دیا ہمنے لگانا دل کا

کوئی پہلو تو نکل آئے مری راحت کا ۔ اونکے پہلو مین جو ہو جائے ٹھکانا دل کا

دیکھو اچھا نہین یہ عشق تمھارا کاظم ۔ جان جانا ہی جسے کہتے ہین آنا دل کا

جناب خواجہ محمد حسین صاحب کاتب لکھنوی

کس سے سیکھا ہی یہ گیسو مین پھنسانا دل کا ۔ خوب آتا ہی تمھین دام مین لانا دل کا

ہار یاسمن مری چھاتی پہ جو مارے اسنے ۔ قابل دید تھا پھولون نہ سمانا دل کا

سینہ پر سینے کو رکھ کر وہ یہ فرماتے ہین ۔ ہمکو بھی آتا ہے لو دل سے ملانا دل کا

لخت دل اشکو نہین آتے ہین برابر کے ۔ قافلہ ہوتا ہی دریا سے روانا دل کا

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل فتحپور ساکن امروہی

اونکی زلفون مین ہمین خوب پھنسانا دل کا ۔ ان بلاؤن سے تو لازم ہے بچانا دل کا

اللہ اللہ رقیبون سے کدورت اسکی ۔ کوئی دیکھے تو ذرا خاک اڑانا دل کا

میرے بچا ہے بتون سے کوئی اتنا پوچھے ۔ کب روا ہی کسی مذہب مین ستانا دل کا

جناب شیخ کرامت علی صاحب کرم ہنیبر پوری ضلع دربھنگہ

سطرح اپکی پھنسا ہی یہ خدا خیر کرے ۔ سخت مشکل ہے کرم اب تو بچانا دل کا

جناب منشی محمد اکبر خانصاحب کلامی مقیم جہاؤنی اورنگ آباد دکن

دلربا کو جو مرے حضرت زاہد دیکھین ۔ چھوڑین فردوس کی حورون سے لگانا دل کا

جناب حاجی محمد عبدالرحیم صاحب مشرق شاگرد جناب معلا حیدرآبادی

یا نبی لٹنے لگا حال بچانا دل کا ۔ اسکو پھر جا کے بتاؤن مین وسانا دل کا

کیسی جگہہ دشت مدینہ مین مین جا کر ڈھونڈون ۔ نہین معلوم کہان ہو گا ٹھکانا دل کا

زلف پیچان محمد کا ہوا ہے وحشی ۔ اب مشکل ہے ہاتھ مین شوار ہے آنا دل کا

اے خیال رخ زیبائے نبی کر لے سیر ۔ پر فضا باغ ہی میدان ہے سہانا دل کا

اہل دنیا سے مشرق نہین اچھی الفت ۔ ہی بہت خوب شہ دین سے لگانا دل کا

عالیجناب شیخ احمد حسین خانصاحب بہادر مذاق والی پرشیانوان اودھ

جیتے جی آتشِ غم میں ہے جلانا دل کا
دل لگی سمجھے ہے انسان لگانا دل کا

ابھی سینے سے نکالوں ابھی صیاد کرو ذبح
اونکی زلفوں کو پسند آئے جو شانا دل کا

اونکو دیوانہ و مدہوش پسندیدہ ہیں
کوچۂ عشق میں کیا کام ہے دانا دل کا

قدر کچھ اوسکو نہیں اور ہے مجھکو نفرت
وائے حسرت کہ نہیں کوئی ٹھکانا دل کا

ہے تمنا ہی عبث ہے یہ امیدِ موہوم
جا کے قابو میں حسینوں کے پھر آنا دل کا

عشق میں حیلۂ شرعی بھی بہت ہیں موجود
اپنی گستاخی پہ کرتا ہوں بہانا دل کا

مثلِ گل پھول رہا ہے خبرِ آمد سے
آج ممکن نہیں پہلو میں سمانا دل کا

سالکانِ رہِ الفت کو نہیں حاجتِ خضر
ہمکو کافی ہے فقط راہ بتانا دل کا

نہوا مقصدِ دل ایک بھی حاصل شبِ وصل
نہ چکا شام سے تا صبح فسانا دل کا

ایک دن وہ تھا طلبگار تھے دل کے تم بھی
ایک یہ دن ہے کہ دشمن ہے زمانا دل کا

قصۂ غم میں بھی مطلب کی کہے جاتے ہیں
پہلوؤں سے نہیں خالی ہے فسانا دل کا

ہے مذاقِ الفتِ جادو نظر انمیں ہمکو
صورتِ سحر ہے منظور جگانا دل کا

جناب سید محمد مہدی صاحب مہدی خلف الرشید جناب جلال لکھنوی

حسرتیں پوچھیں جو اے عشق ٹھکانا دل کا
نہ بتانا اونھیں مسکن نہ بتانا دل کا

کسی قاصد کو نہ بھیجینگے کہیں بھر جانا
عہد لیگا خبرِ یار کو جانا دل کا

میل کرنا ہے جو تمسے نہ ملے غیر سے آنکھ
تمکو آتا ہی نہیں دل سے ملانا دل کا

اوٹھ چلا جب کوئی پہلو سے وہیں دیکھ لیا
جلتے پھرتے کبھی جانب نظر آنا دل کا

چشمِ خوبان میں یہ گھر کرتا ہے پتلی بنکر
تمنے دیکھا نہیں آنکھوں میں سمانا دل کا

کام کچھ اور نہیں اسکے سوا عاشق کو
آپ مٹنا کہ محبت میں مٹانا دل کا

دوستی کا نہ کبھی بھول کے کرنا اظہار
دیکھو مہدی کہ ہے دشمن نہ بنانا دل کا

جناب غلام حیدر خان صاحب مضطر شاگرد جناب شوخی رامپوری

ناتواں میں ہوں نزاکت سے ستانا دل کا
ہوگا دشوار بہت آپ پر آنا دل کا

شوخی نقشِ قدم کہتی ہے اس کم سن سے
کھیل سمجھا ہے مری جان مٹانا دل کا

مین بھی خوش ہون ہمین وفا شاد و ہمدم بھی
تم سلامت رہو پہنچا ہے زمانا دل کا

دونون پہلو مین نہین حلقۂ گیسو مین نہین
لب سوفار سے پوچھینگے ٹھکانا دل کا

وہ بھی کچھ دیکھ لین صورت مری حیرانی کی
آج اے مشق جفا کام بنانا دل کا

کیون نہ ابتر ہو ہماری نگۂ شوق کا حال
ڈھونڈھتی پھرتی ہے اگلا سا زمانا دل کا

آئینے سے وہ یہ کہتے ہین دم آرائش
ایسے ویسون سے نہین خوب ملانا دل کا

گرمی وصل کو نیت پہ جو دیکھا مضطر
سیکھ آپنے وہ شرارت سے جلانا دل کا

جناب محمد جعفر علی صاحب ملال شاہجہانپوری شاگرد جناب احسان

زلف نے سیکھ لیا پیچ مین لانا دل کا
ابتو مشکل ہے حسینون سے بچانا دل کا

میرے پہلو مین بھی ہے تمکو جلانے کا حیلہ
کس سے سیکھا ہے یہ مٹھی مین دبانا دل کا

حوصلہ وصل سے بھی ہو نہین سکتا پورا
مجھسے کہتا ہے یہ قابو مین نہ آنا دل کا

دلبری کا کوئی انداز دکھا دو آخر
یہ تو معلوم ہے مشکل ہے بچانا دل کا

جان جاتی ہے ملا کرتے ہین لاکھون صدمے
دل لگی ہے کہ ہے ظالم سے لگانا دل کا

ٹھیسو نہین کبھی رہتا ہے کبھی پہلو مین
شکر کی جا ہے کہ اچھا ہے زمانا دل کا

مجمع حسرت و حرمان بھی رہے ساتھ ملال
انکو معلوم تو ہو دھوم سے آنا دل کا

جناب مولوی ممتاز احمد صاحب ممتاز تھانوی شاگرد جناب داغ دہلوی

مجھسے فرماتے ہین وہ سنکے فسانا دل کا
رنگ لائیگا ابھی اور لگانا دل کا

دونون ہاتھون سے جگر تھام کے رہ جاتے ہین
یاد رکھتا یہ فسانہ ہے فسانا دل کا

کیا سمجھ کر مجھے کرتے ہین نصیحت ناصح
دل لگی تو نہین سمجھے ہین لگانا دل کا

زندگی خاک مین انسان کی ملجاتی ہے
کھیل لڑکون کا نہ سمجھے کوئی آنا دل کا

وہ قلق ہے نہ وہ غم ہے نہ وہ بیتابی ہے
دے گیا چین ہمین ہاتھ سے جانا دل کا

جناب نبی داد خان صاحب مشتاق وکیل علی گڈھ

دل لگی سمجھے تھے ہم پہلے لگانا دل کا
ہائے سینے سے لگا پھر نہ ٹھکانا دل کا

یہ تو مانا کہ نہ مانیگا پر اتنا تو ہو
مین کہون اور سنے یار فسانا دل کا

اسلیے کرتے ہین ظاہر ہین محبت ہم سے
اونکو منظور رہے در پردہ ستانا دل کا

رحم نہین کرتا وہ ہر تیر نگاہ قاتل
چشم براہ ہے مدت سے پھنسانا دل کا

حضرت عشق کی دیکھین عجب الٹی رہین
دل کے جانیکا رکھا نام نئے آنا دل کا

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی مختار شکوہ آباد شاگرد جناب داغ

لاکھہ آفت کی اک آفت ہے لگانا دل کا
ان حسینون پہ غنیمت ہے نہ آنا دل کا

اسطرح باتون مین دل میرا ستمگر نے لیا
مجکو معلوم نہ مطلق ہوا جانا دل کا

ڈھونڈھنے دل تری محفل مین چلے آئے ہین
کافی آنے کو ہمارے ہے بہانا دل کا

ایسا بیرحم بلا کون تعجب ہے یہی
کسنے سکھلایا حسینون کو جلانا دل کا

دل تو دیتے ہو حسینون کو سمجھہ لو منظور
سخت دشوار ہے قابو مین پھر آنا دل کا

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرتہوری ملازم فوجداری علیگڈہ

بچگیا ناز و ادا سے تو لیا غمزے نے
دلرباؤن سے تو مشکل ہے بچانا دل کا

رنج و غم درد و الم حسرت و یاس و حرمان
انہین غمخوارون سے کہتا ہون بسانا دل کا

دل تو ہاتھون سے گیا عشق بتان مین اپنا
اور لوگون نے کہا جانے کو آنا دل کا

دل حسینون سے مجید اب نہ بقول مشتاق
لگ گئی آنکھہ تو مشکل ہے بچانا دل کا

جناب عبد الحفیظ صاحب معجز بنگلوری

قہر ہے ظلم ہے آفت ہے ستانا دل کا
سنگدل تونے مگر حال سنجانا دل کا

اس پری رو کو شب وصل سنایا مینے
قیس و فرہاد کے قصے مین فسانا دل کا

آہ میری ہے دھواندھار یہ پوچھے کوئی
کس سے سیکھا ہے حسینون نے جلانا دل کا

زخم سینے کے نہ سینا ارے جراح کبھی
مجکو منظور ہے کچھہ حال دکھانا دل کا

جناب محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز شاگرد جناب عشیر لکھنوی

دل لگی ہم تو سمجھتے تھے لگانا دل کا
آفت جان ہوا اوس شوخ پہ آنا دل کا

دل سے ہم آہ کرینگے تو قیامت ہوگی
دیکھہ اچھا نہین اے یار دکھانا دل کا

لگئے آنکھون ہی آنکھون مین وہ یون چپکے سے
مجکو ثابت ابھی ہوا ہاے سنجانا دل کا

اوسکے کوچے مین پڑا ہو گا کسی گوشے مین — ہر کہان اور بجز اسکے ٹھکانا دل کا

جناب محمد اسحاق خانصاحب مائل رئیس لہ

ناز و انداز سے شوخی سے لبھانا دل کا — خوب آتا ہی حسینون کو پھنسانا دل کا
کیا کہون کس سے کہون قصۂ الفت مائل — کوئی سنتا ہی نہین ہائے فسانا دل کا

جناب سید مہدی حسن صاحب مہدی تحصیلدار ابکاری شاگرد جلالی

کس سے پوچھین ہمین معنا ہمین سمجھا شمع کا — کس سے سیکھا ہی حسینون نے جلانا دل کا

جناب محمد ابراہیم صاحب مداح جو دھپوری شاگرد جناب بیدل

گھات مین رہتا ہر دم نزاکت کوئی اے مداح — ہو گیا اب ہمین دشوار بچانا دل کا

جناب غلام حسنین صاحب مخمور طالب العلم مدرسۂ منڈاو شاگرد قاضی ایجد

شمع رویان جہان دیکھو بہت زرد ہوئے — مثل پروانہ نہین خوب جلانا دل کا

جناب منشی شبیر حسین صاحب نسیم بھرت پوری شاگرد جناب داغ دہلوی

کبھی آپس بت کو نہ بھائیگا فسانا دل کا — گردش چرخ نہ پھیریگی زمانا دل کا
ہے جو آئینہ سا رخ کو منظور ستانا دل کا — آتش حسن سے بہتر ہے جلانا دل کا
تیر دل توڑ کے سینہ سے جگر تک پہونچے — یون اوڑا دو جو اوڑاتے ہو نشانا دل کا
تمکو دعوے تو بڑے ہین قدر انداز ہی کے — ہان بھلا دیکھین اوڑا دو تو نشانا دل کا
صدمۂ عشق اوٹھا نہین مزا آتا ہے — کہہ گیا ہی یہ کوئی خوب توانا دل کا
اب بھلا کاہیکو یاد آئینے کا پہلو میرا — آجکل کوچۂ دلبر ہے ٹھکانا دل کا
یون الگ ہو گیا پہلو سے یکایک وہ شوخ — پھر گیا آنکھون مین بے ساختہ جانا دل کا
سنکے تسکین مرے کیسے نازسے وہ کہتے ہین — آپ کیا کھیل سمجھتے ہین لگانا دل کا
پھینکنے دیتی نہین عاشق سے نزاکت انکو — چشم بیمار سے مشکل ہے گرانا دل کا
تم سنو گے اسے تم سنکے تسلی دو گے — واہ کیا خوب کہون تم سے فسانا دل کا
جب سے بیخود دمبیا ہے بہت پاتا ہون — دل کے بہلانے کو کہتا ہون فسانا دل کا
پاس و ارمان غم و رنج بھرے رہتے ہین — کبھی خالی نہین ہوتا ہے خزانا دل کا

ہاتھہ مین تیر و کمان لیکے یہ کہتا ہی وہ شوخ
دلنشین آج اوڑاتے ہین نشانا دل کا

جناب منشی محمد علی حسین صاحب نشاط رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

ہائے اپنا وہ کسی شوخ پہ آنا دل کا
اور اسکا وہ شب و روز جلانا دل کا

اونکو کچھ دیکھکے دل ہمنے دیا تھا ورنہ
کیا کہین اور تھا کوئی ٹھکانا دل کا

جاؤن گا لیکے یہانسے یہی حسرت دلمین
ایک بھی حیف کہا تمنے نہ مانا دل کا

مجھسے کہتا یہ شب وصل کسی کا ہنسکر
ہم نہوتے تو کہین تھا نہ ٹھکانا دل کا

جز غم و رنج و الم کچھ نہین ہوتا حاصل
چین سے ہے وہ کہا جسنے نہ مانا دل کا

اوسکی بیداد و ستم جور و جفا بیمہری
یاد کرنا وہ مرا اور بھلانا دل کا

ساتھ لیکر اسے اوس کوچے مین جانا ہی تھا
کیون کہا حیف نشاط آپنے مانا دل کا

جناب عبد الغفار خان صاحب ناطق ساکن موقع قائم گنج ضلع فرخ آباد

نہین اچھا عبث بیرحم پہ آنا دل کا
دین و دنیا مین ملیگا نہ ٹھکانا دل کا

مرکے مجبور ہی یہ جلاد ستمگر نے کہا
ہمکو اسطرح سے آتا ہی ستانا دل کا

قیس جنگل مین نہین کوہ پہ فرہاد نہین
کس سے جا کر مین کہون ہائے فسانا دل کا

آنکھ سے آنکھ لڑائی تو بہت سے ظالم
چاہیے اب دل عاشق سے ملانا دل کا

عرش کہتے ہین اسے کعبہ اسے کہتے ہین
ای بت اچھا نہین نظرون سے گرانا دل کا

عمر بھر ناز حسینون کے سہے ہین اسنے
سیکھ لے اب کوئی ناطق سے لگانا دل کا

جناب منشی محمد نظیر صاحب نظیر وکیل فتحپور شاگرد جناب یاس لکھنوی

یاد اگر تمکو نہین پیچ مین لانا دل کا
سیکھ لو زلف سی پھندی مین پھنسانا دل کا

مرنے پاس تمہارے تو یہ پھر جائے کہان
تمہین بتلاؤ کہین بھی ہے ٹھکانا دل کا

آج وہ دیکھتے ہین نیچی نگاہون سے اسے
اونکو منظور ہے نظرون سے گرانا دل کا

آنکھ سے آنکھ لڑانا تو بہت آسان ہے
سخت مشکل ہے مگر دل سے ملانا دل کا

آتش رشک سے یا آہ کے شعلے سے نظیر
کس سے سیکھا ہے حسینون نے جلانا دل کا

جناب پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب نور الوپ تہری ہیڈ ماسٹر اسکول بھرتپور

کیجیے غور تو ہی خاص وہ جانا دل کا
عام کہتے ہین جسے عشق مین آنا دل کا

آہ نکلے نہ کہین منہ سے دعا کے بدلے
دیکھو اچھا نہین ہر بار ستانا دل کا

صدقے ہے اپنے کہنے کے اجی تور وہ فرماتے ہین
لو خبردار اوڑاتے ہین نشانا دل کا

جناب میان ناصر خان صاحب ناصر بنگلوری شاگرد جناب میر فیض علی صاحب

یان نہین نام کو اب تاب و توان صبر و شکیب
قافلہ ہو گیا منزل سے روانا دل کا

جناب پنڈت بھوانی شنکر صاحب ناگر الوپ شہری خلف سیٹھ بابو شنکر صاحب

لاکھ وہ پوچھے کہونگا نہ فسانا دل کا
راز نادان سے کہتے نہین دانا دل کا

جناب محمد عبد الرحمن صاحب بشیر وکیل دہلی ضلع بستی

مشکلین عشق مین پیش آتی ہین ہردم کیا کیا
نہین آسان سمجھنا نہ لگانا دل کا

جناب محمد حسین صاحب تحسین نعیم فیروزآبادی شاگرد جناب نیر یاد مرحوم

ہو چکا شہرۂ آفاق فسانا دل کا
ہاے جانان نے پر احوال نہ جانا دل کا

جناب میر واحد علی صاحب واحد کلرک سول سرجن آفس ملتان

نہین اللہ نہ سن لے جو لگی مین یہ کہے
دیکھو اچھا نہین اے یار ستانا دل کا

رحم کا ذکر ہی کیا خوف خدا کا بھی نہین
کھیل سمجھا ہے حسینون نے ستانا دل کا

جا کے پھر آتا ہے ہر شخص مکان مین اپنے
آئے پھر کر نہ کبھی جو وہ ہے جانا دل کا

گھیر لیتی ہین زمانے کی بلائین واحد
جان آفت مین پھنسانا ہی پھنسانا دل کا

جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

لوگ کہتے ہین جسے حلق مین آنا دل کا
سچ جو پوچھو تو وہ ہے ہاتھ سے جانا دل کا

سہل سمجھے ہو حسینون پہ تم آنا دل کا
ہو نکمنا گھر کا ہے اے یاس لگانا دل کا

اللہ اللہ وہ خواہش وہ پتا اونکی
تھا کسی عہد مین ایسا بھی نہ مانا دل کا

کہین ایسا نہو تجکو بھی یہی پیش آئے
یار اچھا نہین ہر روز ستانا دل کا

بہکی بہکی بھی ہین پر درد بھی باتین اسکی
اے حسین سننے کے قابل ہے فسانا دل کا

اسکے کہنے پہ چلا جو وہ گیا دنیا سے
وہی اچھا ہی کہا جسنے نہ مانا دل کا

شبِ امید فقط خوف سے تنہائی کے
وہ نکلتی ہوئی حسرت کو منانا دل کا

ہمکو آئی جو نہ ہوشیار نشست و برخاست
سیکھ لو ڈوبے اٹھ اٹھ کے بٹھانا دل کا

ہر قدم تھم کے وہ نالے دفعاتِ وہ زاری
کوئی دیکھے تو ذرا دھوم سے آنا دل کا

یادِ محبوب مین نالے ہین کہ مجذوب کی بڑ
دیکھنا یا ہے ذرا شور مچانا دل کا

جناب محمد یسین صاحب یسین ساکن قصبہ بارہ مقیم سوگلی

سختیان ہجر کی کہتا ہون تو وہ کہتے ہین
ہمنے سمجھا تھا کہ آسان ہے لگانا دل کا

یاد آتی ہے شبِ ہجر مین وہ وصل کی رات
روٹھنا اونکا کبھی اور منانا دل کا

تا ابمقدور رہے دور محبت سے بشر
آفتین لاتا ہے انسان پہ آنا دل کا

یہی کہتے ہین مری قبر پہ احباب سے
جان لیتا ہے حقیقت مین لگانا دل کا

ابھی فریاد کریگا تو قیامت ہوگی
دیکھ اچھا نہین اے یار ستانا دل کا

او کمان دار تری ناوکِ مژگان کے نثار
ڈھونڈھ کر خوب نکالا ہے نشانا دل کا

کون سنتا ہے غریبون کی کہانی یسین
دل مرا اور مین سنتا ہون فسانا دل کا

جناب محمد یوسف صاحب یوسف از لشکر

گرم ہو غیر سے صحبت یہ ستم کیا ہے فلک
کس سے سیکھا ہے حسینون نے جلانا دل کا

جناب ملا امداد علی صاحب امداد خلف شیخ مراد علی صاحب بالی

گر سکندر نے بنایا کوئی آئینہ تو کیا
ہمسے پوچھے کوئی آئینہ بنانا دل کا

جناب حافظ محمد یوسف خانصاحب تشنہ بلند شہری

نظر آتا نہین پہلو مین کہین آنا دل کا
بڑھکانے ہی کہین ہو کبھی بھٹکانا دل کا

جھوٹ سمجھے تھے تری بات کو ہم اے ناصح
اب کھلا ہمپہ کہ آفت ہے لگانا دل کا

کہکے نادان بنے تشنہ بقولِ شاعر
بھید کہتا ہے کسی سے کوئی دیوانا دل کا

حیا از جاورہ

رنجِ فرقت کو ہی منظور ستانا دل کا
اے جگر تو بھی ذرا درد بٹانا دل کا

چلتے ہو باغ مین کہتا ہے فسانا دل کا
نغمہ بلبل کا سنوگے کہ ترانا دل کا

کسی بیدل سے وہ کیا خاک ملینگے ایذل
جانتے ہی نہین جو دل سے ملانا دل کا

میری بیتابی و حسرت نے مجھی کو مارا
حیف ہی یار نے کچھ حال نہ جانا دل کا

کس توقع پہ کسی کا فرو مغرور کو دین
اب وہ ہم ہین نہ اگلا سا زمانا دل کا

خاک ہو کر بھی نچھوڑیگا یہ دامن کو حضور
آپ کیا سہل سمجھتے ہین مٹانا دل کا

نیند اڑجائیگی گھبراوگے مضطر ہوگے
نہ سنو تم کہ ہی پردرد فسانا دل کا

قہر ہے ظلم ہی آفت ہے مصیبت ہے حیا
ایک نادان ہی دشمن مرے دانا دل کا

جناب سید عبد اللہ صاحب حشمت مدراسی شاگرد جناب روحی میسوری

آنکھ سے آنکھ لڑائی کہ نتھا اسکا نشان
خوب سیکھا ہی اشارون سی چرانا دل کا

جناب قاضی نظام الدین صاحب ذہین بٹالوی

حضرت عشق ہی یہ مجھپہ بلا لاتے ہین
آپ ہی نے تو سکھایا ہے لگانا دل کا

کوئی ہمدرد نہین ہاے زمانے مین مرا
جسکو اب جاکے سناؤن مین فسانا دل کا

جناب سالک رام صاحب سالک محافظ دفتر فوجداری جہالاوار

خون رولاتا ہے حسینون سے لگانا دل کا
رنگ لاتا ہی نیا آل نہ اک آنا دل کا

قہر ہے ظلم ہی آفت ہے لگانا دل کا
جان جانے سے کہین بڑھ کے ہے آنا دل کا

اسطرف کو بھی کوئی تیر نظر چلجائے
ایک چھوٹا سا ادہر بھی ہے نشانا دل کا

سوچ کر راہ محبت مین قدم رکھ سالک
قہر ہوتا ہی بشر کے لیے آنا دل کا

جناب صاحبزادہ مرزا اشرف یار خانصاحب اشرف خلف محمد ارشد یار خان

نہ کبھی نظر دن سی تجھے دیکھ سکا ہی سرِ بزم
آج ایس ترک نے تاکا ہی نشانا دل کا

بیکسی غم و حسرت کے سوا دنیا مین
نہ تو غمخوار ہے کوئی نہ یگانا دل کا

اونکی زلفونمین پھنسا کر ہون پریشان عبث
اب تو مشکل ہی اشرف وہان سے پھر آنا دل کا

جناب پرکھو نرائن صاحب صادق مختار راجگی

بیخبر وہ تو ہین ایسے کہ نہین کچھ سنتے
کسکو افسوس سناؤن مین فسانا دل کا

جناب محمد عبد الاحد صاحب قدسی ہرسایاری شاگرد جناب استاد لکھنوی

یار ماد یکھہ لیا جبکہ جلانا دل کا
کردیا ترک حسینون سے لگانا دل کا

جناب کستوری لال صاحب کستوری اڈلو دہیشانہ

PAYAM-I-YAR

پیام یار

نمبر ۲ بابت ماہ فروری ۱۸۸۶ع جلد ۴

نالۂ بلبلِ شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک کارخانۂ عطر و مہتمم پیام یار

لکھنؤ چوک

مطبع نامی گرامی واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

مصرعِ طرح پیام یار

بوتل بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو

جناب محمد آل نبی صاحب ارمان خلف الصدق جناب احسان شاہجہانپوری

سینے مین داغِ عشقِ رسالت مآب ہو — ذرے کے گھر مین جلوہ نما آفتاب ہو
اس درجہ دل مین روضۂ انور کا شوق ہے — جتنا قریب جاؤن سوا اضطراب ہو
یارب کچھ احتیاج نہین اور نام کی — دیوانۂ رسول ہی میرا خطاب ہو
مستِ مئے محبتِ احمد ہون کیا عجب — حورون کے ساتھ خلد مین شغلِ شراب ہو
جب جہان سے لے کے اوٹھون داغِ مصطفےٰ — محشر کے دن بغل مین مری آفتاب ہو
ارمان کیجیے دیدۂ حق مین ادسے ضرور — جس آنکھ سے نہ جلوۂ حق کو حجاب ہو

جناب محمد ابرار عالم صاحب ابرار فتحپوری شاگرد جناب تسیر فرخ آبادی

بندہ سے کیا ثنائے رسالت مآب ہو — ممدوح جب خدا کا وہ عالیجناب ہو
حورون کی آنکھ کے لیے ہو توتیائے چشم — خاکِ درِ رسول اگر دستیاب ہو
لکھین جو وصفِ عارضِ گلفام مصطفےٰ — خامہ ہمارے ہاتھ مین شاخِ گلاب ہو
ہونگا نہ آستانِ پیمبر سے مین جدا — دنیا مین لاکھ بار اگر انقلاب ہو

جناب مولوی محمد عبد الرزاق صاحب النشا حراست پوری

دل مین ہمارے عشقِ رسالت مآب ہے — اللہ یہ ہماری دعا مستجاب ہو
یثرب مین جلد مجکو بلا لیجے یارسول — میری نہ ہند مین کہین مٹی خراب ہو

جناب احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

دل سے ملے کہ آنکھ سے وہ بےحجاب ہو — مطلب تو ایک ہی ہے کوئی کامیاب ہو
مستِ شرابِ عشق ہے دل خون ہو گیا جگر — وہ بھی خراب ہو گیا یہ بھی خراب ہو
غصے مین بھی تمہارے نہان ہے کرم کی شان — غیرون کے بدلے آج مجھی پر عتاب ہو
اے آسمان صدمۂ فرقت نہ دے مجھے — مٹی مری اوسی کی گلی مین خراب ہو
کتنے ستم تمہارے ہین کتنا ہے میرا صبر — آج آؤ کچھ ہمارے تمہارے حساب ہو
وعدہ کیا ہے یار نے آنے کا میرے گھر — مہمان آج آنکھو مین شب بھر نہ خواب ہو

پہلو سے میرے اٹھ کے نہ بیٹھیں کہیں وہ اور
اے آسمان اب نہ کوئی انقلاب ہو

آیا ہی دیکھنے کو تماشا وہ شوخ چشم
یارب ٹھہر ٹھہر کے مجھے اضطراب ہو

پیدا ہوا ہی دل میں مرے درد آرزو
ایسا نہو یہی سبب اضطراب ہو

دل کو طریقِ عشق میں سمجھا رہے ہیں ہم
کمبخت مانتا نہیں جائے خراب ہو

مدت کے بعد جلوہ گہ دل میں آئے تم
اتنو ذرا خدا کے لیے بے حجاب ہو

تسکین کون دے دلِ مضطر کو ہجر میں
امید بھی اگر نہ دمِ اضطراب ہو

کیا دردِ عشق سینے میں بھرا اوٹھہ گئے تسلیم
احسان آج کسلیے بے صبر و تاب ہو

جناب منشی اشرف علی صاحب اشرف لکھنوی شاگرد جناب تسلیم مرحوم

اتنا ستائیے نہ محبت عذاب ہو
بگڑے کسی سے آپ سے مجھ پر عتاب ہو

ایسی بہار آئے کہ کچھ انقلاب ہو
کعبہ میں شیخ جی کا بھی ہاتھ میں شراب ہو

تیغ ادا سے قتل کیا دفن بھی کرو
احباب دشمنوں کی نہ میتی خراب ہو

کس کام کی ہے مہر و محبت اگر نہیں
مانا سپہرِ حسن کے تم آفتاب ہو

پیری میں وہ کہاں ہیں جوانی کے ولولے
کیونکر ہمیں نہ یاد عہد شباب ہو

کھلتا نہیں ہے باعثِ آشفتگی ہے کیا
کچھ کہہ دو منہ سے رفع مرا اضطراب ہو

اشرف کہینگے سحر بیان آپ کو سبھی
جب گفتگو میں بند وہ حاضر جواب ہو

جناب شیخ فیض الدین صاحب اثر شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

چاہوں اوسے جو لاکھ میں اک انتخاب ہو
بے مثل ہو کمر تو دہن لاجواب ہو

میں نے گلا کیا تو نہ آزردہ ہو جیے
اچھا یہی سہی کہ ستم ہو عتاب ہو

اے چرخ تو نے یار کو مجھ سے چھڑا دیا
دنیا خراب ہو تری عقبےٰ خراب ہو

گھبرا گئے ہیں دفترِ اعمال دیکھ کے
ممکن نہیں فرشتوں سے میرا حساب ہو

جناب حافظ محمد اظہار عالم صاحب اظہار فتحپوری از الہ آباد

آمادہ قتل پر جو وہ قاتل شتاب ہو
چھٹ جاؤں میں عذاب سے اسکو ثواب ہو

ہو ایک ہاتھ گردنِ جاناں میں یا نصیب
اور ایک ہاتھ میں مرے جام شراب ہو

اظہار رحمت سے یہ تقاضا ہے رات دن
لیچل جہاں مزار رسالت مآب ہو

جناب شنکر ناتھ صاحب آہ شاگرد جناب رسا از جھالرہ پاٹن

جس روز اوسنے وعدہ ہو ملنے کا خواب مین — اوس روز خواب بھی مری آنکھو نمین خواب ہو
ای آہ آج تو بھی کچھ اپنا اثر دکھا — ایدل تڑپ کہ اونکو کہین اضطراب ہو

جناب شاہ محمد امین صاحب امین ساکن قصبۂ شیخپورہ مقیم مونگیر

اوسوقت اے امین کہو کیا مزا آگیا — بوتل بغل مین ہاتھہ مین جام شراب ہو

جناب سید عابد حسین صاحب بیدل متوطن بہنور مقیم جودہپور شاگرد داغ

دل سے جیسے نہ عشق رسالت ماب ہو — وہ کیون نہ عاشقون مین بھلا انتخاب ہو
جسدم کرین سوال نکیرین قبر مین — جاری زبان پہ نام رسالت ماب ہو
یون آئے میسے پاس وہ مست شراب ناز — بوتل بغل مین ہاتھہ مین جام شراب ہو
اک دہوم ہو کہ نکلا ہی یہ چودھوین کا چاند — شب کو کہین جو بام پہ تم بے نقاب ہو

جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب بیتاب متوطن ضلع شاہجہانپور شاگرد داغ

سرمہ بناؤن آنکھہ کا اپنی مین دمبدم — خاک در رسول اگر دستیاب ہو
کہتے ہین تجکو دیکھہ کے وہ بھی خدا کی شان — دنیا مین کوئی یون نہ الٰہی خراب ہو

جناب سید اصغر حسین صاحب نصیر از جعفر پور پٹنہ

تسکین ہو کبھی تو کبھی اضطراب ہو — باہم ہمارے حال پہ لطف و عتاب ہو
کیا لطف ظلم و جور کہون تجھسے ہمنشین — ہر وقت یہ دعا ہی مجھی پر عتاب ہو
دیدار اپنا شوق سے دکھلاؤ آکے تم — ہوئے نہین ہو نہین کہ مجھے بھی تاب ہو

جناب بنیاد علی صاحب بنیاد شاگرد جناب عاجز امروہوی

ہان ساقیا بہار مین دور شراب ہو — ہمکو سرور اور تجھے بھی ثواب ہو
گردن کو تیغ ابروے خمدار ہو نصیب — تیر نگاہ دل کو ملے ہر شتاب ہو

جناب حافظ محمد یوسف خانصاحب تشنہ بلند شہری

کیا لطف دوست کا مرے دشمن کو ناز ہے — کیسا مزا ہو جب سر محفل عتاب ہو
اک کار خیر جان کے قاتل ہلاک کر — غم سے مجھے نجات ہو تجکو ثواب ہو

جناب منشی سرینواس صاحب تمیز زمیندار موضع چلاسنی پٹنہ

وہ غیرت قمر جو کہین بے نقاب ہو — شرمندہ ماہتاب بھی آفتاب ہو

جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

دل ہو وہ چشم مست ہو بزم شراب ہو
کوئی خراب ہو تو بلا سے خراب ہو

عاشق کی کوئی جلد دعا مستجاب ہو
یا کام ہی تمام ہو یا کامیاب ہو

کیا اسکا شکوہ یار سے لایا نہ تو جواب
قاصد مرا سوال ہی جب لاجواب ہو

ابتک ہے یاد آکے وہ رہنا نگاہ مین
آنکھون کو بھولتے ہی نہین تم وہ خواب ہو

جلوت کے سارے لطف مبارک رقیب کو
خلوت ہو مین ہون اور تمھارا عتاب ہو

غمخوار بھی ہو حضرت دل جان نثار بھی
سب کچھ ہو جان کا مری لیکن عذاب ہو

غیرون کو تو پلائی ہے ہمپر چھڑک ہی دے
ساقی بچی کچھی جو سبو مین شراب ہو

یون تمکو پا کے مین ہون ز خود رفتہ تو بھی
تم بھی مری تلاش مین برسون خراب ہو

ایسے گئے کہ پھر نہ ادھر آئے تم کبھی
کیا میری عمر رفتہ ہو میری شباب ہو

وہ کیون نہ عاشقون مین ہو مشہور خوش نصیب
کمبخت اونکی بزم مین جسکا خطاب ہو

روز سیاہ ہجر کی اللہ ری تیرگی
ڈھونڈون چراغ لے کے یہ گم آفتاب ہو

منہ ڈھانکتے ہو کیون مری میت پر آکے تم
آنکھین ہین بند شوق سے اب کیا حجاب ہو

دل ہی کسی کے عشق مین اپنا اولٹ گیا
کچھ ڈر نہین ہے کیسا ہی اب انقلاب ہو

اونکی طرف سے غیر نے لکھا ہے کچھ نہ کچھ
ایسا نہو کہین مرے خط کا جواب ہو

احسان تمھارا وصل کی شب دیدہ ہاشوق
بچھکر جو تم کسی کے لیے فرش خواب ہو

دل میرا لاؤ دو ہی مجکو بلکہ اوسکے ساتھ
ایسا ہی دل اک اور اگر دستیاب ہو

تم آکے بار بار ہمین دو تسلیان
دنیا ہو اور یہ دل پر اضطراب ہو

کوچے سے اوس صنم کے نکالا گیا جلال
تقدیر ہی مین تھا کہ خدائی خراب ہو

جناب سید الٰہی بخش صاحب عرف ملا جلال شاگرد جناب داغ دہلوی

جلد اب مراد میری بر آئے خدا کرے
ناکامیون سے چھوٹ کے یہ دل کامیاب ہو

سکھلائے عشق خانہ بدوشی کی جب چال
برباد کس لیے دل خانہ خراب ہو

بیجرم سب ہین ایک جو مجرم ہین تو ہمین
لطف و کرم ہو غیر پہ ہمپر عتاب ہو

کس گل کی یاد مین ہے جلال آپ کا یہ حال
کیون رو رہے ہو کس لیے پر اضطراب ہو

جناب منشی جواہر سنگھ صاحب جوہر لکھنوی ممتاز دربار بلرام پور

ٹھنڈی ہوا ہو صحن چمن ہو سحاب ہو
دلبر بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو

جو ہر کی دو جہان مین یہی تجھسے ہی امید | یارب نہ درد و غم ہو نہ رنج و عذاب ہو

جناب محمد حسین صاحب حسن شاہجہانپوری از زراسے بریلی

آباد جسکو میکدہ شغل شراب ہو | یارب کہین زمانے کو پھر انقلاب ہو
جھوٹا ہی وعدہ آنے کا فرمائیے کبھی | کچھ تو تسلی دل خانہ خراب ہو
کچھ تو ہمارے دل کی مدارات چاہیے | چشم کرم نہو تو نگاہ عتاب ہو

جناب امام الدین صاحب حیران ہریانوی پوسٹماسٹر ڈاکخانہ احمد پور

چھپ جاے زیر ابر خجالت سے آفتاب | جلوہ نما جو بام پہ وہ ماہتاب ہو

جناب منشی سید حسین صاحب حسرین بھرتپوری

عشق بتان نہ دل سے مرے جائیگا کبھی | ہو واعظا عذاب کہ اسمین ثواب ہو

جناب خواجہ عبد الصمد خانصاحب خواجہ جاگیر دار برگنہ ناہن

کافی ہے ایک جنبش ابروبراے قتل | تیوری چڑہا کے مجھپہ نہ اتنا عتاب ہو

جناب محمد خانصاحب خان ترک سوم رسالہ دوم حیدرآباد دکن شاگرد کلامی

میخوار جو ہین اونکو یہی فکر ہے مدام | بوتل بغل مین ہاتھہ مین جام شراب ہو

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

واعظ بڑا مزا ہو اگر یون عذاب ہو | دوزخ مین پاؤن ہاتھہ مین جام شراب ہو
معشوق کا تو جرم ہو عاشق خراب ہو | کوئی کرے گناہ کسی پر عذاب ہو
تو مجھپہ شیفتہ ہو مجھے اجتناب ہو | یہ انقلاب ہو تو بڑا انقلاب ہو
یہ مدعا ہی کہہ لکون حرف مدعا | کیونکر نہ عرض حال سے پہلے عتاب ہو
دنیا مین کیا دھرا ہی قیامت مین ہی مزا | میرا جواب ہو نہ تمہارا جواب ہو
ساقی ہمارے جام مین کیون بال پڑگیا | ایسا نہو کہ غیر کی جھوٹی شراب ہو
نکلے جدھر سے وہ یہی چرچا ہوا کیا | اسطرح کا جمال ہو ایسا شباب ہو
دنیا سے روسیاہ چلا ہون پس فنا | منہ پر مرے کفن سے جدا اک نقاب ہو
مہجور کی دعا کو غضب قدر چاہیے | یوسف کے دیکھنے کو زلیخا کا خواب ہو
بولین سوال وصل پہ وہ انکو کیا غرض | خاموش ہین کہ کوئی کہے لاجواب ہو
دم لے جو اوس گلی مین یہ بیتاب کوئی دم | بجلی کیطرح سائے کو بھی اضطراب ہو

ایسا لگا ہوا ہی مے ناب کا مزا
پانی بھی مین پیون تو مرا منہ خراب ہو

ہم بو الہوس نہین جو سزاوار لطف ہون
میری یہی نصیب جو مجھ پر عتاب ہو

یارب شمار جرم سے بس منفعل نکر
تنخواہ تو نہین ہے کہ جسکا حساب ہو

عاشق کی ایک حال مین گذری تو لطف کیا
دل کو کبھی سکون ہو کبھی اضطراب ہو

درپردہ تم جلاؤ جلاؤن نہ مین چہ خوش
میرا بھی نام داغ ہے گر تم حجاب ہو

جناب حکیم احمد حسین خان صاحب دانش شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

تم دلتسلیان تو مجھے اضطراب ہو
یون بھی نہ شاد خاطر حسرت مآب ہو

وعدے پر اپنے آئے تو ہین وہ ہمارے گھر
دیکھین کرم ہو آج کی شب یا عتاب ہو

فرقت مین مجکو نیند بھی آئے تو اسطرح
دل مین خیال یار ہو آنکھو نمین خواب ہو

پوچھے جو یار حال مرا اشک گرد مین
قاصد وہان کے واسطے حاضر جواب ہو

دانش دکھائے روے منور جو وہ نگار
فرط حیا سے زرد رخ آفتاب ہو

جناب لالہ راجہ لال صاحب دل سوداگر کمپ میرٹھ

پہونچا دے کوے یار ہی مین مجکو اے صبا
اس خاکسار کی تو نہ مٹی خراب ہو

جناب سید عبد الحی صاحب ذبیح ساکن قصبہ دربھنگہ

ساقی ہو لب سرود ہو دور شراب ہو
سوز فراق یار سے جب دل کباب ہو

ہمدم کرون نہ نالہ و فریاد کسطرح
دل کو نہ جب فراق کے صدمونکی تاب ہو

حاضر ہون اپنا خنجر بران نکال لے
مجھ بے گنہ کے قتل مین گر کچھ ثواب ہو

آل نبی سے جسکو محبت ہے اے ذبیح
مغفور وہ حساب کے دن بےحساب ہو

جناب قاضی نظام الدین صاحب ذہین بٹالوی

اوس شوخ کا جو ہمکو تصور رہے مدام
پھر کیون نہ دور دل سے کبھی اضطراب ہو

حضرت ریاض

محشر کے روز میرے بھی منہ پر نقاب ہو
مین بھی اونھین مین ہون جنھین عاصی حجاب ہو

آؤ سیاہ خانے مین سرکا کے رخ سے زلف
اچھا ہی آگے آگے شب ماہتاب ہو

وہ جرم ڈھونڈ ڈھونڈ کے کرتا ہون الامان
لکھین کبھی کاتبان عمل تو عذاب ہو

اک شے ہے پھر فاتحہ از قسم شہد و شیر
اس [illegible] کا بادہ کشون کو ثواب ہو

پچھلے گناہ کیسے انھین سے ملے نجات
محشر مین جو کیے ہین انھین کا حساب ہو

ڈوبون گا مثلِ جام پرانا ہون بادہ خوار
جس خم مین خوب تند پرانی شراب ہو

لاکھون حسین ہین حشر مین جی چاہتا ہے
انمین سے کوئی اپنے لیے انتخاب ہو

منہ کسطرح دکھائینگے شرمائے رات کے
دامانِ صبح پھر سے پڑا ونکے نقاب ہو

اے شیخ تو چڑا کے پیے جب کبھی پیے
تیری طرح کسی کی نہ نیت خراب ہو

کہتے ہین اوس سے کام نہ لینا تم آہ کا
دلمین چھپی ہوئی جو نگاہِ عتاب ہو

دینا برے کا ساتھ یہ سمجھے تھے دل کی
اچھا ہے کاتبانِ عمل پر عذاب ہو

چلتے ہین جب ریاض تو کچھ جھومتے ہوئے
جیسے پیے ہوئے کوئی مست شراب ہو

جناب نواب مہدی حسن خانصاحب رفعت لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

ٹھہراؤ تم ابھی آگئے تو او اضطراب
بیتاب دل وہی ہے کہ جسکو نہ تاب ہو

گمنام کہہ کے مجکو پکارو نہ اے نصیب
ایسا مٹے ہوؤن کا تمھارے خطاب ہو

پھیرو نہ آنکھ میری مقدر کی طرح تم
میرے لیے زمانے کا کیا انقلاب ہو

ڈھونڈھون گا اسکو چھان تیری گلی کی خاک
شاید وہین مرا دلِ خانہ خراب ہو

مجکو دکھا کے آنکھ لڑاؤ نہ غیر سے
کچھ آنکھ کا لحاظ ہو کچھ تو حجاب ہو

فرقت مین آہ کھینچکے پیتا ہون خونِ دل
ایسی کھنچی ہو ایسی لہو سی شراب ہو

مین تم سے وصل کو کہون خاموش تم رہو
ایسا کرون سوال نہ جسکا جواب ہو

روتے ہین بال کھولے جو میت پہ وہ مرے
مطلب ہے اسکی روح کو بھی اضطراب ہو

رفعت جو بعدِ مرگ گلی مین ہو اسکی دفن
جو ذرہ اسکی خاک کا ہو آفتاب ہو

جناب محمد عبد الرزاق صاحب رسا ساکن میلوشام شاگرد جناب گوہر [illegible]

صحن چمن ہو اور شبِ ماہتاب ہو
بوتل بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو

جناب رام سنگھ صاحب راقم ملازم محکمہ بندوبست تحصیل راولپنڈی

صدمے اٹھائے فرقتِ جانان مین اسقدر
ہرگز شمار جنکا نہ روزِ حساب ہو

جناب سیدہ علیخانصاحب زیبا شاگرد نواب محمد حسن خانصاحب شیدا مرحوم

زاہد مجھے نہ مانعِ شربِ شراب ہو
ایسا نہو ثواب کے بدلے عذاب ہو

بھر بھر کے جام مجکو مئے آتشین کے دو
بھن بھن کے محتسب کا کلیجا کباب ہو

اوٹھتا ہی لاشہ کشتۂ شمشیر ناز کا — تکلیف اگر نہو تو شریکِ ثواب ہو
سنکے سوالِ وصل وہ کچھ بولتے نہین — بہتر ہے ابکہ زیست سے ہمکو جواب ہو
آئے کسی کے رخ کا تصور جو بعدِ دفن — تاریکیِ مزار شبِ ماہتاب ہو
مرجاؤن نہین نہ حسرتِ دیدار مین کہین — شرمندہ روح سے نہ کسی کا حجاب ہو
جھوٹا ہی وعدہ وصل کا کر لیجیے کہین — کچھ تو تسلّیِ دلِ پُر اضطراب ہو
بجلی تڑپ تڑپ کے نگاہون سے کیون گری — اگر مقلدِ دلِ پُر اضطراب ہو
محروم وصل رکھین نہ گستاخیان مری — ایسا نہو حجاب کے بدلے عتاب ہو
زیبا شبِ وصال یہ دونون ہین محل — سیر لحاظ ہو کہ کسی کا حجاب ہو

جناب مولوی سیف الدین صاحب سیف استاد شاہزادگان کابل

مست شرابِ حبِ پیمبر کو کیا خبر — آباد ہو جہان مین کوئی یا خراب ہو

جناب سکندر خانصاحب سکندر لکھنوی شاگرد جناب شہید الکھنوی

گرمِ فغان اگر دلِ پُر اضطراب ہو — زیرِ زمین فلک ہو عجب انقلاب ہو
برباد جیسے ہم ہوئے اے جستجوے یار — دنیا مین یون کسی کی نہ مٹی خراب ہو
وہ رند ہین کہ حشر مین بھی جائین اسطرح — بوتل بغل مین ہاتھ مین جامِ شراب ہو
غم کھاتے کھاتے اسکی بدولت مین مر مٹا — برباد یہ کہین دلِ خانہ خراب ہو
سن لی صدا سے نالہ سکندر جو یار نے — بولا یہ ہے نہو وہی خانہ خراب ہو

جناب مولوی دھومن صاحب سحر ساکن قصبہ باڑہ از سوگلی

تنگ آگیا ہون ہجر سے ہو وصل یا وصال — قسمت مین جو لکھا ہو الٰہی شتاب ہو
جیسا مجھے فلک نے ملایا ہے خاک مین — کوئی نہ اسطرح سے الٰہی خراب ہو

جناب رحمت حسین خانصاحب تسنیم محرر دفتر صدر شاگرد جناب نسیم بھرتپوری

لاکھون مین فرد سیکڑون مین انتخاب ہو — بے مثل ہو خدا کی قسم لاجواب ہو
ہو لطف شیخ جی نظر آئین جو اسطرح — بوتل بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو

جناب شیخ محمد محسن صاحب سحر ہاپوڑی خلف منشی مبارک علی صاحب تحصیلدار

[illegible] ہمسرِ دلِ پُر اضطراب ہو — کب ابرِ تر مقابلِ چشمِ پُرآب ہو
مشکل ہے چاہیے مری تصویر یون کھنچے — بوتل بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو

جناب زین العابدین صاحب ستم مدراسی شاگرد جناب ملک

کیا منہ جو ٹھہرے چہرۂ روشن کے سامنے
گو تمھی پہ آؤ تم تو غروب آفتاب ہو

جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی

اسد رہے جو شدتِ گریہ چشمِ تر آب ہو
شرما کے پانی پانی فلک پر سحاب ہو

دکھلا دوں میں میرے آبلۂ پا جو انقلاب
نقش قدم میں عالم چشم پر آب ہو

نالوں سے آسمان کو کس طرح چین دوں
میں چاہتا ہوں روز نیا انقلاب ہو

پردے میں حسن رہ نہیں سکتا کبھی نہاں
خوبی میں اوسکے شک ہے جو زیرِ نقاب ہو

تیرے ہی عشق سے تمھیں دنیا میں ہے فروغ
میں رشکِ مہر ہوں تم اگر ماہتاب ہو

مڑ جائے سوے جام جو مجھ رند کی نظر
موجِ شراب جادۂ راہِ ثواب ہو

دل شیفتہ زمانہ مخالف خلاف دوست
بتلاؤ کس طرح نہ ہمیں اضطراب ہو

سوچو تو اپنے دل میں کہ انصاف ہے یہی
اغیار سے جو بگڑو تو مجھ پر عتاب ہو

جس دل میں رہتے ہو اسے کرتے ہو کیوں خراب
کیا فائدہ کہیں تمھیں خانہ خراب ہو

شمشاد ایسے شخص کو کہتا ہے نا روا
جو خوب خزاں رسیدۂ فصلِ شباب ہو

جناب منشی کاظم حسین صاحب شیفتہ ساکن کنتور اطراف لکھنؤ مقیم حیدرآباد

مطرب ہو بوستان ہو شب ماہتاب ہو
ہم ہوں کوئی حسین ہو جام شراب ہو

ہم بھی تو آج عشق و محبت میں فرد ہیں
مانا جمال و حسن میں تم لاجواب ہو

جناب محمد احسان اللہ صاحب شتاب رئیس میسور تلمیذ جناب تسلیم

جلاے یوں کہونگا قیامت میں اے خدا
اوسکی جفا کا میری وفا کا حساب ہو

جناب سید نظیر احمد صاحب شوق سیتاپوری وارد محمود آباد

حوریں تو ہیں جو شراب بھی جائز ہو گر تو شیخ
دنیاے دوں بہشتِ بریں کا جواب ہو

جناب پربھو نرائن صاحب صادق مختار راج نچلول

کیا خوش ہوں ہم جو اسنے کوئی یوں ہمارے لیے
بوتل بغل میں ہاتھ میں جام شراب ہو

جناب سید محمد ظہور عالم صاحب ظہور شاہجہانپوری محرر دیوانی بھنڈ

گلشن ہو اور صنم ہو شب ماہتاب ہو
بوتل بغل میں ہاتھ میں جامِ شراب ہو

سرو بغل میں سامنے جامِ شراب ہو
اس سمت ماہتاب ادھر آفتاب ہو

ہاتھون سے دل کو یا کہ سنبھالون جگر کو مین ۔۔ ایسا کسی کو درد نہ یہ اضطراب ہو

جناب محمد عبد العزیز صاحب عزیز خلف محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل فتحپور

مداح ہو نہیں دل سے جناب رسول کا ۔۔ فضل و کرم خدا کا نہ کیون بیحساب ہو

جناب محمد سبین صاحب علیم مچھلی شہری شاگرد جناب یاس لکھنوی ؎

یون حشر مین قلب مری بہر حساب ہو ۔۔ بوتل بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو

کہتی ہے میری یاس نہ تو کامیاب ہو ۔۔ تیرا سوکچھ سوال ادھر سے جواب ہو

لایا یہی ہے سر پہ مرے عشق کی بلا ؎ ۔۔ غارت خدا کرے دل خانہ خراب ہو

رند و نمین آج ہوتی ہے پیر مغان کی نذر ۔۔ ساغر نئے ہون اور اچھوتی شراب ہو

پھر دل مرا نہ آپ مین ہرگز رہے علیم ؎ ۔۔ میری بغل مین گر کوئی مست شباب ہو

جناب محمد یحیی علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی نگینہ ؎

دیکھیگا کون شوق سے تم بیحجاب ہو ۔۔ جب پر تو جمال تمہارا نقاب ہو

کیون ساتھ ساتھ پھرتا ہے مجھ کو چہ گرد سے ۔۔ اے چرخ دیکھ تیری نہ مٹی خراب ہو

جائے خیال زلف تو آئے خیال رخ ؎ ۔۔ یہ رات ہو بسر تو طلوع آفتاب ہو

عاصی کو خوف پرسش روز حساب کیا ۔۔ ہون جرم بیحساب تو کیونکر حساب ہو

جناب کنور عنایت سنگھ صاحب عنایت رئیس لکھنؤ و تعلقدار بریلی ؎

وہ رشک ماہ بام پہ جب بے نقاب ہو ۔۔ ترمردہ آسمان پہ گل آفتاب ہو

عجب لطف ہو کہ پیر و پیر مغان بنون ۔۔ ق ۔۔ تسبیح ہاتھ مین نہ بغل مین کتاب ہو

اس طرح جھومتا ہوا میخانے مین پھرون ۔۔ بوتل بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو

جناب میوا لال صاحب عاجز سب انسپکٹر پولیس تھانہ کچھولی ؎

اک عمر کھو کے آج ملی ہے شب وصال ۔۔ تا حشر یا خدا نہ طلوع آفتاب ہو

موت آ لے یا ہو دور جگر سے یہ درد ہجر ؎ ۔۔ یارب جو میرے دل کا ہے مطلب شتاب ہو

جناب منشی میر عباس علی صاحب عباس از اورنگ آباد دکن ؎

غیرون کو وہ جو ناز سے دیتے ہین گالیان ۔۔ اے کاش اسکے بدلے مجھی پر عتاب ہو

جناب حافظ محمد عبد الغفور صاحب عاشق نمبردار چتورا شاگرد جناب فی الرشاہ ہوئی

وہ رشک مہر یون نظر آتا ہے بام پر ؎ ۔۔ جیسے فلک پہ جلوہ نما آفتاب ہو

جناب محمد خانصاحب غریب سہارنپوری اہلمد منشی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر ہو

ہنگامۂ بہار ہو جوشِ شباب ہو ۔ بوتل بغل مین ہاتھہ مین جامِ شراب ہو

کچھہ دے تو دیجیے طلبِ بوسہ پہ مجھے ۔ دشنام ہی سوال کا میرے جواب ہو

اے آسمان یہ دل کی تمنا ہے ایکرات ۔ وہ چاند ہو بغل مین شبِ ماہتاب ہو

پوچھے نکیر مین اہلِ خطا اور اے غریب ۔ محشر مین ہمارا ہی پہلے حساب ہو

جناب فیاض خانصاحب فیاض امروہوی شاگرد جناب صادق امروہوی

میرے تمہارے فیصلہ ہو جاے گر یہین ۔ محشر مین پھر نہ تم سے سوال و جواب ہو

جناب حکیم محمد ابراہیم صاحب قسیم بنگلوری

گر دل مین عشقِ احمدِ عالیجناب ہو ۔ تجھہ بھی نہ اوسکو دہشتِ روزِ حساب ہو

جناب سید یوسف حسین صاحب قیاس لکھنوی خلف اکبر جناب یاس

جب لطف ہے کہ صحبتِ چنگ و رباب ہو ۔ ہاتھ مین کوئی حسین ہو شغلِ شراب ہو

اورون کا غصہ مجھپر اوتارے وہ شوخ واہ ۔ مجرم ہو کوئی اور کسی پر عتاب ہو

یون اُٹھے غیر بیچ مین مجھسے کرے وہ بات ۔ لو دے جواب کوئی کسی سے خطاب ہو

پہلو مین میرے لیٹ کے بدلین وہ کروٹین ۔ ایسا بھی اس جہان مین کبھی انقلاب ہو

اُترے وہ حلقِ غیر سے ممکن نہین کبھی ۔ رکھی ہوئی جو نام کی میرے شراب ہو

تربت پہ میری آکے جو تم فاتحہ پڑھو ۔ عاشق کی روح شاد ہو تمکو ثواب ہو

کیونکر مزا نہ قندِ مکرر کا دے قیاس ۔ جو روزِ وصلِ یار کی چھوٹی شراب ہو

جناب منشی بال کرشن صاحب قمر لکھنوی

مین مست اس سے اور وہ مستِ شراب ہو ۔ سامان یہ سب بہم ہون تو لطفِ شباب ہو

لیجا اوڑا کے کوچۂ دلدار مین اسے ۔ بادِ صبا ہماری نہ مٹی خراب ہو

جناب شیخ قدرت علی صاحب قدرت از چھاؤنی سیہور

کیا خاک آرزو کوئی نکلے شبِ وصال ۔ جب بات کرنے مین بھی کسیکو حجاب ہو

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل فتحپور ساکن اندولی

پہلو مین یار اور فلک پر سحاب ہو ۔ بوتل بغل مین ہاتھہ مین جامِ شراب ہو

مدت سے وصلِ یار کی ہے دلمین آرزو ۔ فضل و کرم سے تیرے الٰہی شتاب ہو

پہلو سے میرے اُٹھہ کے چلا جائے جب تو شیخ | کیونکر نہ میرے دل کو بھلا اضطراب ہو
پردے مین شب کے منہ کو چھپا لے فلک جو چاند | وہ ماہ بام پر جو کہین بے نقاب ہو
امید ہے کہ حشر کے دن بھی کرم کا | جیسا کہ آپ کریم ہے عمدہ خطاب ہو

جناب کستوری لال صاحب کستوری از لودھیانہ

اغیار سے تو شرم و حیا کچھہ نہین امین | جب میرا سامنا ہو تو مجھسے حجاب ہو
تردامنی کا خوف نہین اے کستوری لال | گر ساتھہ تیرے حشر مین چشم پُر آب ہو

جناب کنور بھگوان سنگھہ صاحب کنور خلف تعلقہ دار بھوارہ شاگرد جناب تسلیم

مجھسے بگڑ کے جاؤ رقیبون کی بن پڑے | ایسا خدا کرے نہ صنم انقلاب ہو

جناب منشی محمد اکبر خانصاحب کلامی از چھاونی اورنگ آباد دکن

میخوار کہہ رہے ہین خوشی سے بہار مین | بوتل بغل مین ہاتھہ مین جام شراب ہو

جناب امیر محمد خانصاحب گرامی لکھنوی شاگرد جناب نامی لکھنوی

حاصل ہمین وصال مین لطف شباب ہو | حسرت بھرا یہ دل کبھی تو کامیاب ہو
اوس مہروش کو گر کبھی شوق شراب ہو | نخچا نہ آسمان سے جام آفتاب ہو
بوتل بغل مین ہاتھہ مین جام شراب ہو | دیکھے جو یون مجھے دل واعظ کباب ہو
جیسے خیال خواب ہو یون وصل کی خوشی | یارب غم فراق کو بھی انقلاب ہو
اے شیخ توبہ تو یہ گرامی سا مے پرست | وقت اخیر تارک شرب شراب ہو

جناب شیخ محمد عبد اللطیف صاحب لطیف ساکن چھپرہ

چھپ جائے آفتاب خجالت سے ارمین | تو اپنے بام پر جو کہین بے نقاب ہو

جناب سید محمد مہدی صاحب مہدی خلف الرشید جناب جلال لکھنوی

ہمپر نہین جو لطف تو اچھا عتاب ہو | تو ہے نہین تسلی دل پر اضطراب ہو
اے جذب شوق وصل مین آ لپٹے خود کوئی | ردکے غرور حسن کہ مانع حجاب ہو
جیسے کسی کے عشق مین ہم خاک مین ملے | یارب فلک کی بھی یونہین مٹی خراب ہو
کیون چپ ہو وجہ بیدلی پوچھتے ہین ہم | دے بھی چلو کہین جو کچھہ اسکا جواب ہو
پہونچا ہی دیگی گھر مین کسی کی یہ بیخودی | ڈرتا ہے کون لاکھہ کہین بیتاب ہو
چین آ ہی جائیگا ہمین جلدی ہے اس کی کیا | تسکین ہے بہنے والے کو کیون اضطراب ہو

آنکھین نہین حبیب کے دل سے ہین کیا کیا ٹکا ٹوٹتی ہیں — رہتے ہو سات پردو نمین پھر بھی حجاب ہو
ادس بُت کی جستجو مین ہے ڈھونڈھی کی آرزو — آوارہ بیٹھے آنکھ سو پھر دل خراب ہو

جناب سید واجد حسین صاحب محبت تعلقدار شاگرد جناب فصاحت

ساقی ہو بزم یار ہو جام شراب ہو — جب جانین ہم کہ شیخ کو پھر اجتناب ہو
اوسکو عجب نہین جو زیادہ ثواب ہو — جسکو خدا کی راہ مین دے کر حجاب ہو
وقت سحر وہ سوتے ہین منہ کھولے بام پر — شرم آرہی ہے خاک طلوع آفتاب ہو
ہمسر یہ لاکھ کرتے ہین واعظ ندنتین — پی جائین مفت کی جو میسر شراب ہو
اے قیس اوڑین جو پردہ محمل میان دشت — لیلی کے رخ پہ زلف بکھر کر نقاب ہو
وہ گالی دے کے کہتے ہین پیغام وصل پر — کچھ تو ترے سوال کا آخر جواب ہو
کہتے ہین آبلون سے ہمارے یہ خار دشت — پانی جو تشنگی مین پلادو ثواب ہو
خوش قسمتی یہ اوسکی محبت نہ کیون ہو رشک — جو بعد مرگ خاک در بو تراب ہو

جناب محمد عبد الملک صاحب ملک مدرسی شاگرد جناب جلال لکھنوی

یارب وہ بُت ہو اور شب ماہتاب ہو — بوتل بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو
بیچین کر رہا ہی تڑپ کر تو اور بھی — اے دل خدا کرے تری مٹی خراب ہو
مجبانہ جان نثار نہ تم سا کوئی حسین — ہین بے نظیر ہون تم اگر لاجواب ہو
راضی نہین جو وصل سے بوسہ ہی ایک دو — کچھ تو تسلی دل خانہ خراب ہو

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی مختار عدالت شکوہ آباد

جس دم کرو دور چہرے سے اسکے نقاب ہے — بحر حیا مین غرق وہین آفتاب ہو
مثل حباب گنبد گردون بہا پھرے — گر جوش زن ہماری یہ چشم پُر آب ہو
ہادل مین میرے حضرت زاہد کو ایکدن — لیجا کے مے پلاؤن کہ حاصل ثواب ہو
جیسے کہ حسن مین ہو مری جان بیمثال — ویسے ہی ظلم و جور مین بھی لاجواب ہو

جناب مولوی ممتاز احمد صاحب ممتاز تھانوی شاگرد جناب داغ

یون جسکے دیکھنے کی نہ آنکھون کو تاب ہے — کیا جانے کیا غضب ہو جو وہ بے نقاب ہے
غش کھا کے گر پڑا تھا مجھے ہوش آگیا — اے شوخ ابکی پھر بھی ذرا بے حجاب ہو
کہنا ہمارا مان کہ پچتائیگا بہت — کوچے مین اسکے جا کے نہ ناد دل خراب ہو

جناب ممتاز حسین صاحب ممتاز شاگرد جناب عشیر لکھنوی

ناز و ادا و حسن مین تم انتخاب ہو
بیمثل ہو تم آپ ہی اپنا جواب ہو

ممتاز آج ابر ہے خلوت ہی یار سے
بوتل بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو

جناب خلیفہ معین الدین صاحب معین امروہوی

یوسف کی طرح کیون نہ تمھاری ہو سکو چاہ
یکتا ہو بیمثال ہو اور لاجواب ہو

ٹکڑے جگر کے کیون نہون صدمی سی شرمناک
غیرون کے سامنے جو کوئی بیحجاب ہو

جناب محمود بیگ صاحب ممتاز از کرنال

شرمندہ ہو کے بدر بھی چھپجاے ابر مین
ممتاز بام پر وہ اگر بی نقاب ہو

جناب محمد اسحاق خانصاحب مائل رئیس قصبہ بریلہ

عشاق مین وہ ماہ اگر بے نقاب ہو
ہرگز کسی کو دید کی اسکی نہ تاب ہو

جناب منشی محمد نظیر صاحب نظیر وکیل فتحپور شاگرد جناب یاس لکھنوی

محفل مین جلوہ گر جو کوئی بے نقاب ہو
نور جمال چشم بشر کا حجاب ہو

دیکھے تو آنکھ آپ کا دل پر عتاب ہو
سرزد گناہ کس سے ہو کسپر عذاب ہو

یا موت آئے ہجر مین یا وصل ہو نصیب
ہونی ہو جو وہ ابتو الٰہی شتاب ہو

کیسا مزا ہو روز قیامت جو زاہد و
بدلے مرے گناہ کے تمپر عذاب ہو

شافع ہون اے کریم محمد نظیر کے
محشر مین جب گناہون کا اسکے حساب ہو

جناب پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب نور انوپ شہری ماسٹر اسکول نہٹور

کیون رشک سے نہ دل مرا جلکر کباب ہو
تو اور بزم غیر مین دور شراب ہو

گر ہو وہ اپنے دیدۂ میگون سے عشوہ گر
پھر شیخ کو نہ مے سے کبھی اجتناب ہو

ہم رند جامین خلد مین دوزخ مین شیخجی
کیا لطف ہو جو حشر مین یہ انقلاب ہو

جناب ناصر خانصاحب ناصر بنگلوری شاگرد میر فیاض علیصاحب لکھنوی

دل محتسب کا دیکھ کے جلکر کباب ہو
بوتل بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو

جناب محمد عبد الرحمن صاحب نیر وکیل ریلی

عالم ہمارے نشہ کا گر شیخ دیکھ لے
پی کر شراب سالک راہ ثواب ہو

جناب محمد حسنین محسن صاحب نعیم فیروزآبادی شاگرد جناب تمبریا لکھنوی

سجدونگا صاف داورِ محشر کے سامنے
مستوجبِ عذاب ہون یا صواب ہو

سجدہ ملاہی سلسلۂ مغفرت نعیم
بہتر یہی ہے خاکِ رہِ بوتراب ہو

جناب حافظ محمود حسین صاحب نازان جھجری

نازان کے دیکھ پائے اگر اشکِ لالہ گون
شرمندگی سے ابرِ بہار آب آب ہو

جناب شیخ حیدر صاحب نادان متعلق ۳۲ رجمنٹ پیدل

موسیٰ کی آنکھین بند ہون رہی ہوش اڑ گئے ہین
محبوب سر طور یہ گر بے نقاب ہو

خاکسار محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار

یون بھی ہزار دن لاکھو نہین ہم اتنی بات
پوسا کرو سوال تو پھر لاجواب ہو

ہم بھی تو کچھ جوانی کے اپنے مزے اٹھائین
یا رب ہمارے حصے مین اونکا شباب ہو

دشمن کا نام لے کے کوئی کیون مسکرائے
ایسی وہ بات کیا ہی کہ تمکو حجاب ہو

جن ٹھوکرون سے دل بھی نہ پامال ہوسکے
اون ٹھوکرون سے کیا مری مٹی خراب ہو

کیون انکے ہوتے اور کسی سے ہو چھیڑ چھاڑ
کیون پاس میرے ہوتے اور کسی پر عتاب ہو

سیراب ہوگی روح کہ پیاسی اسی کی ہے
مرنے کے وقت سامنے جامِ شراب ہو

زاہد حرم مین ہے نہ خرابات مین ہے مست
دونو نہین کسیکی دیکھیے مٹی خراب ہو

مطلب یہ ہی کہ میری طرف دیکھتے رہین
ہو لطف کی نگاہ کہ چشمِ عتاب ہو

محشر مین بھی یہی ہے تقاضا نثار کا
کیسا مزہ ہو یہان بھی جو دورِ شراب ہو

جناب میر واحد علی صاحب واحد ہیڈ کلارک سول سرجن آفس ملتان

دن کو وہ ماہرو جو کبھی بے نقاب ہو
فرطِ حیا سے غرقِ عرق آفتاب ہو

کیا لطفِ زندگی ہے پھر انصاف تو کرو
جب دل کو رنج درد ہو اور اضطراب ہو

واحد کی یہ دعا ہی خدا سے بصد نیاز
آجائے موت ہجر مین یا دل کو تاب ہو

جناب محمد عبد الواحد صاحب واحد خلف منشی بہادر محمد صاحب از سیہور

وہ بت ہو ساتھ سیرِ شبِ ماہتاب ہو
بوتل بغل مین ہاتھ مین جامِ شراب ہو

غیرون کو اپنے ہاتھ سے جب دین تراش وہ
پھر کیون نہ جل کے اپنا کلیجا کباب ہو

دامِ بلائے زلف سے واحد بتائیے
کسطرح سے رہا دلِ خانہ خراب ہو

جناب سید محمد عظمت اللہ صاحب نیرنگ اورنگ آبادی

ساقی چھڑک دے قبر پہ تھوڑی سی مَے اگر — خوش ہو ہماری روح تجھے بھی ثواب ہو

جنابِ سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جنابِ جلال لکھنوی

یوں روح بعدِ مرگ مری کامیاب ہو — پہلو میں حور ہاتھ میں جامِ شراب ہو

ہے لطفِ زندگی جو بسر یوں شباب ہو — بوتل بغل میں ہاتھ میں جامِ شراب ہو

کچھ بوسے دے کے آپ نے دیں کتنی گالیاں — اک دن ہماری آپ کے اسکا حساب ہو

ناہد کی رال دیکھ کے جسکو ٹپک پڑے — ساقی وہ تیرے جام میں جو کچھ شراب ہو

ہم وصل سے ہوں شاد جلیں غیر رشک سے — یہ انقلاب ہو تو عجب انقلاب ہو

آئے ہو قبر پر مری تو فاتحہ پڑھو — مجکو بھی ہو ثواب تمھیں بھی ثواب ہو

مجھسے وہ آنکھ پھیر کے غیروں کا ہو رہے — ایسا تو اے فلک نہ کبھی انقلاب ہو

تم جسکے گھر نکل گئے دن اوسکے پھر گئے — کہتا ہے کون چاند تمھیں آفتاب ہو

دیکھا ہے ہمنے تمکو تصور میں لاکھ بار — اوس سے چھپاؤ چہرے کو جس سے حجاب ہو

بوسہ لیا جو ہمنے ہٹا کر نقاب کو — بولا بگڑ کے کوئی بڑے بے حجاب ہو

اے یاس ایسے دل میں کوئی کیا قرار لے — دن رات جسکو مشغلۂ اضطراب ہو

جنابِ منشی محمد یسین صاحب تسکین ساکن قصبہ باڑہ حال مقیم ہوگلی

جسکو کہ عشقِ شافعِ یوم الحساب ہو — کیا اوس سے روزِ حشر حساب و کتاب ہو

پہلو میں یار اور شبِ ماہتاب ہو — بوتل بغل میں ہاتھ میں جامِ شراب ہو

کیونکر نہ اوسکے روے منور سے دوں مثال — اک ذرہ جسکے نور کا خود آفتاب ہو

وہ بزم کیوں نہ غیرتِ خلدِ بریں بنے — جسمیں کہ ذکرِ روے رسالت مآب ہو

ان میکشو بہار کا موسم ہے مغتنم — بوتل بغل میں ہاتھ میں جامِ شراب ہو

تعریف جسمیں روے پیمبر کی ہو لکھی — کیونکر نہ وہ ورق ورقِ آفتاب ہو

تسکین کی دعا ہے کہ جنت میں بھی مدام — بوتل بغل میں ہاتھ میں جامِ شراب ہو

جنابِ آغا امانت حسین صاحب اختر گورکھپوری ؎

آغوش میں وہ ماہ ہو دورِ شراب ہو — پھر کیوں نہ غیر رشک سے جلکر کباب ہو

گنتی ہمیں رقیب کے بوسوں کی کچھ ضرور — عاشق کے ایک بوسے کا پھر کیوں حساب ہو

جنابِ مرزا محمد آغا جان صاحب آغا عیش تخلص شاگرد جنابِ داغ دہلوی

؎ غزلیات ذیل دیر میں وصول ہوئیں بےترتیب درج ہوئیں ۱۲

یا وصل وس صنم کا الہی شتاب ہو
یا دور میرے دل سے کہیں اضطراب ہو

ہو بھی اگر جہان مین تو یون انقلاب ہو
مجھپہ ہو لطف غیر پہ اوسکا عتاب ہو

جناب منشی سید سعد الدین صاحب محو جلیسری تلمیذ داغ ادیب اطفال تحصیل

مین نا امید اور عدو کامیاب ہو
پھر کس طرح نہ دل کو مرے اضطراب ہو

مدت کے بعد وصل ہوا ہے ہمین نصیب
للہ آج تو نہ یہ شرم و حجاب ہو

سچ پوچھیے تو لطف اسی کا ہے عشق مین
پرخون ہو چشم دل کو مدام اضطراب ہو

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیر تھوری ملازم فوجداری علیگڈھ

رویائے صادق اسکو محبت مین کہتے ہین
جو خواب ہو مرا وہی تعبیر خواب ہو

وصف دہان یار مین جو شعر مین لکھون
مصرع ہر اک مجید مرا لاجواب ہو

جناب محمد مبارک حسین صاحب مبارک تھانہ دار علاقہ جودھپور

زاہد خدا کرے تجھے دیکھین ہم اسطرح
بوتل بغل مین ہاتھہ مین [illegible]

جناب محمد عبد الہادی صاحب ہادی رئیس و جاگیردار برہان پور

پہونچا دے جلد ہند سے یارب مدینے مین
ایسا نہو کہ یہین مری مٹی خراب ہو

شاعرہ پردہ نشین جنابہ سلطانجہان بیگم صاحبہ حیا از جاورہ

تربت پہ آئین آپ عدو ہمرکاب ہون
ایسا نہو جو یون مری مٹی خراب ہو

کیون مورد ستم کوئی خانہ خراب ہو
جنپر عنایتین ہین انھین پر عتاب ہو

قسمت کی خوبیان ہین یہ سب ورنہ ہمنشین
جو قیس کا لقب ہے وہ میرا خطاب ہو

پیش نظر شبیہ خیالی ہے آپ کی
پھوٹین وہ آنکھین جنمین شب ہجر خواب ہو

ہان خودکشی اگر نکرے وہ تو کیا کرے
فرقت مین آپ کی جسے جینا عذاب ہو

ہمدم غلط ہی یہ کہ مرا دل وہ لے گئے
دل ہی نہو بغل مین تو کیون اضطراب ہو

کچھ دلبری ہو جسمین وہ بہتر ہے اے حیا
معشوق شوخ و شنگ ہو یا باحجاب ہو

بی شہزادی جان صاحبہ ادا خوشنویس آگرہ

کیون سنکے مدعا مرا خاموش ہو رہے
تم تو خدا کے فضل سے حاضر جواب ہو

واعظ نہ توڑ دل تو کسی مستمند کا
نازل کہین نہ تجھپہ خدا کا عذاب ہو

آتش بیانیون سے تری کیون نہ اے ادا
جل جل کے خاک دشمن خانہ خراب ہو

بی وزیر جان صاحبہ گلر و طوائف گھورا ضلع فتحپور

غیرون کے قتل کو جو سمجھتے عذاب ہو ۔ مجھکو کرو حلال جو حاصل ثواب ہو
جس سے ملا سکے نہ کبھی آنکھ آفتاب ۔ اوس رخ کے دیکھنے کی بھلا کسکو تاب ہے
دنیا کی جستجو تجھے کردے گی بے وقار ۔ اس ہیسوا کے پیچھے نہ گلر و خراب ہو

بی ملکہ جان صاحبہ ملکہ کانپوری وارد گورکھپور

معشوق ہو چمن ہو شب ماہتاب ہو ۔ بوتل بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو
خلوت وہ ہو جہان نہ فرشتون کا ہو گذر ۔ جز میرے آپ کے نہ کوئی باریاب ہو

غزلیات غیر طرح

جناب مولوی محمد عمر صاحب جنون خلف مولوی محمود میان صاحب وکیل

خوب واقف ہون مین جو کچھ ہے بہانا دل کا ۔ جا کہ اس کوچہ سے مشکل ہے پھرانا دل کا
خوب سیکھا ہے تری چشم فسونگر نے فریب ۔ واہ دزدیدہ نظر سے یہ چرانا دل کا
کیون تجسس مین ہو برہم دل صد چاک کے تم ۔ دیکھ لو زلف سیہ مین ہے ٹھکانا دل کا
اپنی ہی گرمی صحبت کا اثر ہے ورنہ ۔ کس سے سیکھا ہے حسینون نے جلانا دل کا
تیر پلکون کی ہوئی لیس کمان ابرو کی ۔ رکھدیا سامنے ہمنے بھی نشانا دل کا
غمزہ و ناز کے ہاتھون یہ کشاکش مین پڑا ۔ دو دغابازون سے مشکل ہے بچانا دل کا
غیر کی بزم مین جاتے ہین وہ ملک جھندی ۔ اونکو اس رنگ سے بھاتا ہے جلانا دل کا
دل لگاتے ہی ہوا بس مین تمھارے دلبر ۔ لو مبارک ہو جنون تمکو لگانا دل کا

حضرت ریاض

اب یہ جانا کہ اسے کہتے ہین آنا دل کا ۔ ہم ہنسی کھیل سمجھتے تھے لگانا دل کا
ان حسینون کا تو بازار لگا رہتا تھا ۔ ہائے وہ وقت کہ بکتا تھا زمانا دل کا
کیون نہ چمن چین کے تہ سے تیر جگر مین کلیون ۔ کس مزے سے یہ اوڑاتے ہین نشانا دل کا
بیقراری نہ جگہ بھی کے لینے پائے ۔ اونکے کوچے مین لگا آئین ٹھکانا دل کا
کیا زمانیکا اثر ہے کہ ہوا خون سپید ۔ کام آنکھون کا تھا خون بہانا دل کا
ہوکے عالم مین کچھ آواز سی آجاتی ہے ۔ ہو نہو کوئی جتاتا ہے فسانا دل کا
اس نزاکت پہ سنبھالین اسے کیونکر وہ ۔ عجب ہمین بار سمجھتے ہین اوٹھانا دل کا

جناب قادر بخش صاحب صادق سکنہ جوار سوداگر حریم شاگرد جناب الطاف

کوچۂ یار مین کبھی جا کے پھرا مین محروم
راس آیا نہ مجھے ہاے لگانا دل کا

چرخ آفت مین پھنسانیکا ارادہ ہے اگر
سیکھ لے یار کے گیسو سے پھنسانا دل کا

جناب منشی محمد عبد الشکور صاحب صابر زمیندار موضع چیتورا ضلع چهپره

پہلے جو کھیل سمجھتے تھے لگانا دل کا
اب وہ کہتے ہین [illegible] ہین نشانہ دل کا

جناب کھڑک سنگہ صاحب طالب طالبعلم وفقہ ایف کلاس سکول [illegible]

بھول جائے کوئی افسانہ لیلی مجنون
مین سناؤن جو کبھی [illegible] فسانہ دل کا

چھین لیتے ہین وہ دل اک نگہ ناز کے ساتھ
سخت مشکل ہے حسینون سے بچانا دل کا

جناب محمد مبارک حسین صاحب مبارک تھانوی تھانہ دار [illegible]

دل دیا ہے جو خدا نے تو حسینون کے لیے
ہے گنہ عشق [illegible] مین چھپانا دل کا

عشق وہ کب ہے کہ جس عشق مین صدمے نہ ملین
وہ حسین کب ہے جو جانے نہ جلانا دل کا

جناب حافظ شیخ محمد اصغر علی صاحب اصغر ابن تعلقدار گنڈا [illegible]

دیکھ کر زخم تیغ دلبر کے
بو ہے [illegible] اجل [illegible]

رگڑے اے جو تیرے خنجر کے
گھونٹ ہین مجکو آب کوثر کے

عکس سے آئینے مین لڑتے ہین
پہلوان دونون ہین برابر کے

ناز سے جب چلے ہو چار قدم
فتنے برپا ہوئے ہین محشر کے

پان کھا کر جو پیک تھوکتے ہین
دھوکے ہوتے ہین لعل احمر کے

دیکھو طوفان میری آنکھون کے
جوش ایسے کہان سمندر کے

سنگدل ہون تو کیا عجب اسکا
بُت بنے ہین تمام پتھر کے

سنگ مرمر ہو قبر کا تعویذ
جان دی ہے بتون پہ مرمر کے

ان بتون کو نہین ہے رحم اصغر
دل دیے ہین خدا نے پتھر کے

اطلاع

اس طرح مین (ہماری آرزو کیا مدعا کیا) غزلیات بھیجنا چاہیے
پرچہ پہونچتے ہی فوراً
اور طرح ذیل مین ۱۶ مارچ تک ورنہ درج ہونے سے رہجائینگی

کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین
ردیف بسر [illegible] کرتے ہین

اشتہارات

مطبع نولکشور لکھنؤ

جہان سے روزانہ اوودہ اخبار شائع

ہوتا ہے

اس مطبع مین ہر قسم کے کام متعلق الطباع کتب عربی و فارسی اردو و سنسکرت ناگری و انگریزی اور نقشے وغیرہ انجام دیے جاتے ہین اور بحساب اوسط روزانہ تقریباً پچاس ہزار جزو (۱۶ صفحہ) یا سوا لاکھ داب معمولی چھپائی کی کتابین اور کاغذات طبع ہوتے ہین - یہ مطبع ۱۸۵۸ء سے کتب تعلیمی اور تصانیف اساتذہ متقدمین اور مصنفان حال کی اشاعت اور ترویج کا بڑا ذریعہ ہے اسنے یوماً فیوماً ترقی کے ساتھ ملکی مصنفان کی ایسی قدر کی ہین اور جس اولوالعزمی سے ترقی کی گئی اگر اوسی طرح ملک کی قدردانی اور شوق بھی ترقی ہوتا تو آج کے دن یہ کارخانہ دوچند رونق اور فروغ کا نمونہ ہوتا۔

اس مطبع سے ہر سال کے آغاز مین کتب اور نیز دیگر اشیا متفرق موجودہ کارخانہ کی مخمص اور مطول فہرستین شائع ہوتی ہین -

فہرست کلان مین خریداری عام و نرخ تاجران کے طریقے اور اصول اور فرمائشات کتب و کاغذات متفرق کے چھپائی کے قاعدے بتصریح مندرج ہین اور اون ذرائع و وسائل کی تشریح کا تذکرہ ہے جنسے کارخانہ اور شائقون اور قدردانون کے باہم معاملہ داد و ستد ہوسکتا ہے

اس کارخانہ کی ایک شاخ کانپور مین ہے اور اسمین علی العموم کتب عربی - فارسی - اردو - ناگری اور فرمائشات منطبع ہوتی ہین اور قریب قریب کارخانۂ لکھنؤ کا ایک چہارم حصہ خیال کیا جاسکتا ہے -

اوس کارخانہ کے ساتھ خط وکتابت بنام مینیجر مطبع نولکشور ہوگی -

اوودہ اخبار

مطبع لکھنؤ ہی سے اوودہ اخبار بھی روزانہ اشاعت پاتا ہے جو اصحاب زبان انگریزی سے نہین واقف ہین اونکے لیے یہ جام جہان نما ہے لنڈن ٹیمس - لنڈن ڈیلی نیوز - سیٹرڈی ریویو لنڈن - اسٹینڈرڈ لنڈن نیوز - مین چسٹر گارجین لنڈن پنچ - پائنیر - سول ملٹری گزٹ - ٹیمس آف انڈیا - مدراس ٹیمس - انگلشمین - اور انڈین ڈیلی نیوز وغیرہ - باقی صحائف ولایت اور ہندوستان کے تراجم اور مضامین دیکھنے مین آتے ہین -

واقعات تازہ اور ساری خدائی کی نئی نئی خبرون اور پارلیمنٹ کی بحث و نقل دیسی اخبار اور عالمانہ آزکلوت کا اوودہ اخبار ذخیرہ ہے -

اوودہ اخبار روزانہ اور ہفتہ وار کی قیمت حسب ذیل ہے -

محصول قیمت اوودہ اخبار روزانہ و ہفتہ وار	قیمت اوودہ اخبار روزانہ مع خرچہ روانگی: ششماہی	قیمت اوودہ اخبار روزانہ مع خرچہ روانگی: سالانہ	قیمت اوودہ اخبار ہفتہ وار مع خرچہ روانگی: ششماہی	قیمت اوودہ اخبار ہفتہ وار مع خرچہ روانگی: سالانہ
والیان ملک	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
تعلقداران و روسا عظام	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ایسے شائقین کے لیے جنکی ماہوار آمدنی پچاس روپیہ سے زائد نہو	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
طلبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

PAYAM-I-YAR
پیام یار
نمبر ۳ بابت ۱۵ مارچ سنہ [illegible] عیسوی جلد [illegible]
نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی
مرتبہ
منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار
لکھنؤ چوک

مصرع طرح پیام یار

ہماری آرزو کیا مدعا کیا

جناب احسان علیخانصاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

کہو ایسے ستمگر سے گلا کیا! / جو خود پوچھے جفا کیا ہے وفا کیا!

دلِ بیتاب مین آیا غمِ یار / نہ آتے ہمارے پاس تھا کیا!

ہنسو بولو اوٹھاؤ رخ سے پردہ / ہمین تم ہین یہان دخلِ حیا کیا!

یہ مانا قابلِ سجدہ ہین ہم / کہو گے حق سے تم وہ سجدہ کیا

محبت بھی خیالِ بیخودی ہے / مین خود واقف نہین مجکو ہوا کیا!

نہ پہنچینگے نہ کچھ تاثیر ہوگی / یہی نالے ہین تو پھر آسرا کیا!

خدا سے حشر مین مانگینگے تمکو / ابھی سے پوچھتے ہو مدعا کیا!

بہت سی آرزوئین تنگ ہین یاس / نہ ان دن بار سمجھا کیا ہوا کیا!

چھپے دل مین تو پھر باہر نہ نکلے / ہمارا اون کا ہوتا سامنا کیا!

پڑا ہوگا کہین پہلو مین ڈھونڈھو / ہجومِ یاس مین دل کا پتا کیا!

کسے بیٹھین بولین کس سے احسان / کبھی تصویرِ فرقت وہ کبھی کیا!

جناب شیخ فیض الدین صاحب آخر شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

جو دل تڑپا تو ہوتے ہو خفا کیا؟ / مری تقصیر کیا میری خطا کیا؟

یہی ناشکیبا نامِ محبت ہے / ملا مین خاک مین تمکو ملا کیا؟

نہین ملتا ہے پہلو مین دلِ زار / ابھی تو تھا الٰہی ہو گیا کیا!

تلاشِ یار مین دل سے نکل کر / بھٹکتی پھرتی ہے آہِ رسا کیا!

نہین معلوم وقتِ بیخودی کل ہے / کہا کیا یار نے مینے سنا کیا!

اثر پچھتاؤگے دیکھو نہ دو دل / جفا کارون سے امیدِ وفا کیا!

جناب مولوی محمد عبد الحی صاحب بیخود بدایونی وکیل شاہجہانپور شاگرد جناب داغ

کہون مین تم سے اپنا مدعا کیا! | کہو گے سُنکے یہ تو نے کہا کیا!
انتشار تمہاری نازیبا ہے حاصل؟ | شرار تہائے بیجا مین مزا کیا؟
ترقی پر ہے کیون بیتابیِ دل؟ | ترے کوچے سے آئی تھی صبا کیا!
ملا کر خاک مین تم غم نہ کرنا | ہماری آرزو کیا مدعا کیا!
جو کچھ گذری وہ اپنے دل سے پوچھو | ہمارا حال ہم سے پوچھنا کیا!
ملال و حسرت و یاس و تمنا | بھرا ہے اک ہمارے دل مین کیا کیا!
فلک تیرے ستم کا سہنے والا | کوئی باقی نہین میرے سوا کیا!
نہین دیکھا جو زاہد نے وہ جلوہ | عبث پھرتے ہین حضرت پارسا کیا!
وہ سنکر حال دل کہتے ہین بیخود! | یہ سب سچ ہے مگر اسکی دوا کیا!

جناب محمد باقر علی صاحب باقر لکھنوی ملازم دفتر ریلوے لکھنؤ

کسی کی زلف کا سودا ہوا کیا! | نئی سر سے ہوئی نازل بلا کیا؟
غضب کی بن رہی ہین آج زلفین | ہمارے سر پہ لاوگے بلا کیا؟
کھلے جاتے ہین غنچے آپ سی آپ | خبر لایا ہو تو پیک صبا کیا!
دیا کاندھا بھی میت کو نہ میری | یہی تھی شرط الفت کی جزا کیا!
کسی پہلو قرار اسکو نہین ہے | خدا جانے مرے دل کو ہوا کیا!
تمہاری جان لے لی آ سینے باقر! | یہی تھی دل لگانے کی سزا کیا!

جناب ابو فضل الدین صاحب بسمل بٹالوی کلارک نارتھ وسٹرن ریلوے

لیا بوسہ جو مین نے ہنسکے بولے | بتاو تو ملا تمکو مزا کیا!
وہ کیون خنجر کمر سے کھینچتے ہین | نہین کافی مجھے تیغ ادا کیا!

جناب چندو لال صاحب بہار شاگرد جناب غبار از مسوری

جگر کو تھام کے جب رو دیتے دیکھا | کہا منہ پھیر کر اسکو ہوا کیا!

جناب محمد عباس صاحب بسمل از اورنگ آباد دکن

نہ زندہ ہین نہ مردہ ہین ہون بسمل | مین کیا جانون بقا کیا ہے فنا کیا!

جناب سلمدار بیگ محمد خانصاحب بہار شاگرد جناب گرامی از اورنگ آباد

تری رفتار سے او فتنہ انگیز! | نہوگا حشر عالم مین بپا کیا!

جناب منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی

یہ غنچے مسکراتے ہین صبا کیا! | کوئی تازہ چمن مین گل کھلا کیا

ادا و ناز و طرز خودنمائی | سکھایا تم کو آئینے نے کیا کیا!

نہ کی تھی بے نیازی کچھ گلو نے | دم گردش ترا خنجر رکا کیا!

شرر ہمجلوہ شمع عدم تھا | فروغ زیست پر اپنی ہنسا کیا!

تمنا ہی تری یا ہین سیہ بخت | شب تنہائی مین ظالم حیا کیا!

وہی بے پردگی شیشے مین کبھی ہے | بنی ہے دختر رز پارسا کیا!

دم آخر عبث تکلیف درمان | بھلا ای چارہ گر مجھ مین رہا کیا!

غبار کاروان بے نشان ہین | ہماری ہمرہی بانگ درا کیا!

ہین عاشق اپنی مطلب کی کہینگے | تمنا کیا ہماری مدعا کیا!

جہانمین ہر بشر آتا ہے عریان | عدم بھی ہے کوئی وحشت سرا کیا!

اگر رسوای عالم بھی نہون مین | توپھر اس دل لگانے کا مزا کیا!

اگر چھیڑا انہین باد سحر نے | ہر اک غنچہ چمن مین ہنس پڑا کیا!

ہمین جز داغ تو کیا اور دیگا | ترا چرخ ستمگر حوصلا کیا!

عبث تسلیم مشق غیبت غیر | برا کہنے سے ملتا ہے بھلا کیا!

جناب منشی سری نواس صاحب تمیز زمیندار موضع چلاسنی

گلا اوس بت سے کچھ بیداد کا کیا! | نہ سمجھے جو کہ ہے خوف خدا کیا!

سنوارے جاتے ہین کیون آج گیسو! | کسی کے سر پہ آئیگی بلا کیا!

جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

بتو سچ ہے مری سنتا خدا کیا! | کہ مین ناچیز کیا میری دعا کیا!

خدا سے مانگتے تھے ہم دعا کیا! | خدا جانے کسی نے سن لیا کیا!

ستائے جاؤ ہمکو چھپکے چھپکے نہ / نہ پوچھو لطف دیتی ہے جفا کیا!
وہ سرگرم ادا ہین جان بلب ہون / بہانہ ڈھونڈھتی ہے اب قضا کیا!
شبِ وصل آپ سے باہر ہوا پر / ہوئے ہین بدگمان عاشق سے کیا کیا!
وہ دل کیا جان بھی لیکر اٹھینگے نہ / کہو تو کیا! او تیرا حوصلا کیا!
جئے برسون جلائے دم مین مرجائے / امید وصل تیرا آسرا کیا!
کسی پہ آ بنی اے حضرت دل نہ / بگڑ کر اوس سے بگڑا آپ کا کیا!
پشیمان ہوتے ہو کیون قتل کر کے! / دلا سکتے نہین ناز و ادا کیا!
کوئی پوچھے مرے زخم جگر سے / بتا ہنستا ہی تو او بیجا کیا!
وہ کھیر ہین اے جلال آمادہ جور / کہین گنجینہ آگیا ذکر وفا کیا

جناب سید جعفر حسین صاحب جعفر لکھنوی

وہ ہون بدنام اس سے فائدا کیا! / اگر دون اونکی جفاؤن کا گلا کیا
ستانا دل لگی وہ جانتے ہین نہ / رلا کر مجکو خوش ہوتے ہین کیا کیا!
شکایت کیجیے مجھسے مری آپ نہ / بھلا میرا رقیبون سے گلا کیا!
جفا کرتے ہو کہتے ہین برا سب نہ / تمھین بدنام ہوتے ہو مرا کیا!
ہمارے دشمن جان ہو گئے ہین نہ / عدو اپنا بنایا دل دیا کیا
کوئی پوری نہین ہوتی تمنا / دل محزون کو ہین ارمان کیا کیا
جگر تھامے ہوے پھرتے ہین ہم / اونھین دل دے کے پچھتائے ہین کیا کیا
عبث تم پوچھتے ہو حال جعفر / تمھین اوس سے غرض کیا مدعا کیا!

جناب سید الٰہی بخش صاحب معروف بہ مُلّا جلال شاگرد جناب داغ

طلب کیا! جستجو کیا! حوصلا کیا! / ہماری آرزو کیا! مدعا کیا!
وہ ہمسے پوچھتے ہین کیون کراہا! / ہوا کچھ اور درد دل سوا کیا!
ترے قدمون کی ٹھکرائی ہوئی ہے / کرے گی تجھسے قیامت سامنا کیا!
وہ کہتے ہین جہان سنسان کیون ہے / جلال آفت رسیدہ مر گیا کیا!

جناب منشی محمد جمیل صاحب جمیل نقل نویس ملتان شاگرد جناب فوقیؔ قانی

دکھائی تم نے ہمین انداز کیا کیا! — کوئی پیغام لائی ہے صبا کیا!

تمہین معلوم ہے کچھ پوچھتے کیا! — ہماری آرزو کیا مدعا کیا؟

وہ اپنی شوخیون سے خود ہے بیچین — دل بیتاب کہیے مدعا کیا؟

جناب منشی میر محمد ولایت حسین صاحب حقیر ردولوی شاگرد جناب فائز

گیا مین ہجر مین یاس و حسرت! — الٰہی آئی ہے مصیبت دل پہ کیا کیا!

خبر سنکر مرے مرنے کی بولے — نہ بیچارا اوس سے اٹھ سکا کیا!

غم و اندوہ و یاس و درد و حسرت — ملے ہین عشق مین احباب کیا کیا!

کھینچا کیون صورت شمشیر قاتل — دہان زخم نے آخر کہا کیا؟

کدورت تھی جو تجہسے آسمان کو — ملا مین حسرتین مٹی مین کیا کیا!

جناب سید حسین صاحب حزین از کھیرہ تپور

تمہاری بزم مین افسردہ کیون ہون! — تمھین بتلا دو مجھکو ہو گیا کیا!

تمھارے چہرۂ زیبا کے آگے — بھلا شمس و قمر کا مرتبا کیا!

حسد آتا ہے قسمت پر عدو کی — شکایت تم سے مجھکو دلربا کیا!

جناب کرامت علی صاحب خلش از اجمیر

یہ باتون باتون مین تمنے کہا کیا؟ — سنون مین بھی تو کچھ کہنا ذرا کیا!

مین طعنے غیر کے دیتا ہون جس دم — وہ اپنے دل مین خود کہتے ہین کیا کیا

خلش اوس بت کو دل تو دیدیا ہے — مگر اب دیکھین کرتا ہے خدا کیا!

جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

حسینون کی وفا کیسی جفا کیا! — جو دل آیا تو پھر اچھا برا کیا!

برا کہنے سے کہتے مدعا کیا! — یہ سنکر چپ رہیگا دوسرا کیا!

نگاہ ناز سے دیکھین وہ پھر کیون! — مکرر جو ادا ہو وہ ادا کیا!

بگڑ بیٹھے عبث ذکر عدو پر — سنا کیا آپ نے مینے کہا کیا!

جو دل کو چیر کر سو بار دیکھین تو
بکا تا ہے ہمارا مدعا کیا!

یہ سنوایا فغانِ بے اثر نے
کرے گا اور تو اس سے سوا کیا!

مری صحبت سے کیون بچتے ہین احباب
الٰہی جیتے جی مین مر گیا کیا!

ذرا دم لو کہین گے حالِ دل بھی
ہمارے لب پہ رکھا ہے گلا کیا!

عدو ہو وصل ہو میری گلی ہو
ترے دل مین ابھی ہین ارمان کیا کیا

کہا ظالم نے سنکر داغ کا حال
بہت اچھے ہین اونکا پوچھنا کیا!

جناب حکیم احمد حسین خانصاحب دانش شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

کہون اوس سے مین دل کا مدعا کیا
جو جھنجھلا کر کہے تو نے کہا کیا!

متاعِ صبر و طاقت لے گئے وہ
ہمارے خانۂ دل مین رہا کیا!

اشارون مین بھی شانِ دلبری ہے
اسے سمجھے کوئی دل کے سوا کیا!

نہ بولے شرم سے کیون وہ شبِ وصل
بنی ہے مہرِ خاموشی حیا کیا!

خدا چاہیگا جھیلین گے اسے بھی
شبِ فرقت ہے اے گردون بلا کیا!

محبت مین وفورِ بے خودی ہے
نہین معلوم مجکو ہو گیا کیا!

نہین سنتا کسی کی جب وہ ظالم
ہماری آرزو کیا! مدعا کیا!

جناب نواب مہدی حسن خانصاحب فعت لکھنوی شاگرد جناب جلال

کسی کا شکوۂ جور و جفا کیا!
مقدر کی برائی کا گلا کیا!

نکلتی ہی نہین آنکھون سے تیری
چھپی ہے سات پردو مین حیا کیا!

مرے مرنے سے میرا دوست خوش ہے
یہی تھا دشمنون کا مدعا کیا!

چلے آئے جو تم دشمن کے گھر سے
سُنی تھی میرے نالون کی صدا کیا!

تمھین آئینہ تو پہچانتا ہے
نہین ہے وہ بھی صورت آشنا کیا!

اوٹھا کر ہاتھ کو سو تم سلامت
سوا اِسکے تمھین ہم دین دعا کیا!

سدھارے تم گیا دنیا سے مین بھی
گھڑی ہی تھی مرے سر پر قضا کیا!

تری آنکھین برسنے والے بادل
ہمارے رونیوالے بھی ہین کیا کیا!

تیرے ہاتھ آیا میری جان لیکر
کف افسوس ملنے کے سوا کیا!

فقط ہی امتحان تیری جفا کا
وگرنہ بیوفا میری وفا کیا!

خدا سنتا نہیں دونوں کی رغبت
بتوں کا کوسنا میری دعا کیا!

جناب بندہ علینقی صاحب زیبا لکھنوی شاگرد نواب محمد حسنخان صاحب شیدا

دغا دیگا مجھے وہ پُرجفا کیا!
نہ آئے آئیگی میری وفا کیا!

جو پوچھا مدعی کے گھر گئے تھے
تو بولے آپ کا ہی مدعا کیا!

شب فرقت دغا دی ضبط نے بھی
دلا سچ ہے کسی کا آسرا کیا!

مجھے کیوں آج ہچکی آرہی ہے!
کوئی یاد آئی اور اونکو جفا کیا؟

دیے دکھ بھی تو جی بھر کے نہ ہمکو
فلک تو کیا ہی تیرا حوصلا کیا!

عجب انداز سے نکلا مرا دم
ادا سے یار تھی میری قضا کیا!

سنا نیسے نہیں منتا جو کوئی
ہمارا دم خفا ہوتا ہے کیا کیا!

کریں شکوہ نہ صاحب ادہر کا بھی
زمانے میں تمہیں ہو بیوفا کیا!

کیا ہی وعدۂ فردا کسی نے
نہوگی اب قیامت بھی بپا کیا!

چمن میں کھِلکے گل ہنس رہے ہیں
شگوفہ تونے چھوڑا اے صبا کیا!

وہ ہجو دیکے زیبا کو یہ بولے
دل آیا آپ کا میرا گیا کیا!

جناب سراج الدین احمد صاحب سائل دہلوی نبیرۂ نواب ضیاء الدین احمد خان

کہا کیا میں نے اور کیتنے سنا کیا
تغافل پیشہ ہو تم سے گلا کیا!

دعا ہوگی سفید مدعا کیا!
مریض غم کا درمان کیا دوا کیا!

تجاہل سے مجھے وہ پوچھتے ہیں
ترا کیا حال ہے تجکو ہوا کیا!

نہ تھا گر ذکر میرا کچھ تو کہدو
عدو کے کان میں تمنے کہا کیا!

نگاہِ ناز کے مارے ہوئے ہیں
ہمارا حال اچھا کیا برا کیا!

جناب سید انور حسین صاحب سپاس خلف اصغر جناب یاس لکھنوی

مرا دل لے گئے کہتے ہو برا کیا!
کہو امید ہو تم سے بھلا کیا!

رہی محروم قسمت عشق مین ہم شہ | ہمارے دل کا نکلا حوصلا کیا!
پلا دے آج تو جی بھر کے ساقی! | فلک پر دیکھ چھائی ہے گھٹا کیا!
ہوئی بدنام میری آہ ناحق شہ | ہلا بھی عرش تو مجکو ملا کیا!
مری میت پہ منہ ڈھانکو نہ صاحب | بھلا عاشق سے کرتے ہو حیا کیا!
سپاس اپنی جفا پر ہین وہ نادم | مرے کام آئی ہے میری وفا کیا!

جناب میر شوکت حسین صاحب سحر لکھنوی شاگرد جناب یاس لکھنوی

نہ آئے تم شب وعدہ ہوا کیا! | دل مضطر مرا تڑپا ہے کیا کیا!
مرے خط کا جواب ابتک نہ لایا | نہین معلوم قاصد کو ہوا کیا!
مقدر کی ہماری ہے برائی شہ | بھلا ایجان جان تمسے گلا کیا!
نہ بھولیگی شب ہجران کی حالت | سحر تا صبح مین تڑپا ہون کیا کیا!

جناب مولوی محمد عبد الحمید صاحب سوختہ گڈھ مکتیسری از انوپ شہر

ستا کر عاشق غمگین کے دل کو شہ | ترے ہاتھ آئیگا او بے وفا کیا؟

جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شاد لکھنوی

اوڑا کر لے گئی تیری ادا کیا! | ابھی تھا پاس میرے دل ہوا کیا!
سبھی ہین دل چرالینے مین کامل | تڑپ کیا! مسرمہ کیا! دزد حنا کیا!
جو سننے کی بھی رخصت دے نزاکت | شکست شیشہ دل کی صدا کیا!
کہون کیا اون سے حال درد فرقت | کہینگے سنکے پھر اسکی دوا کیا
مری خاک اوسکے کوچے سے اوڑا کر | صبا تو ہی بتا آخر ملا کیا؟
دل وجان دین وایمان عقل ودانش | ہوے سب نذر عشق اب رہگیا کیا!
برنگ روح جب تم دل مین ٹھہرے | تو پھر تمسے تمنائے وفا کیا!
ہمارا غنچہ سربستہ دل شہ | کھلائیگی تو اے باد صبا کیا!
جوانی بھی تو ہے محبوب عالم شہ | پھر اوسکی بیوفائی کا گلا کیا!
جو ہو تیری رضا راضی ہین ایدوست | ہماری آرزو کیا! مدعا کیا!

پلو شمشاد بیٹھیں اوس گلی میں | اسیر عشق کو قید حیا کیا!

جناب شیخ محمد عبد اللطیف صاحب شفا ساکن چھپرہ شاگرد جناب جلیل

کریں ہم عرض تجھسے دلربا کیا؟ | ہماری آرزو کیا مدعا کیا!
بہت سے جھوٹے وعدے کرچکے ہیں | کرینگے آج وہ وعدہ وفا کیا!
شفا اتنے پریشان کس لیے ہو؟ | ہوئے ہو عاشق زلف دوتا کیا!

جناب محمد احسان اللہ صاحب شباب میسوری شاگرد جناب نسیم

پھنسا خود زلف کے پھندے میں جاکر | دل نادان یہ تجکو ہو گیا کیا؟

جناب غلام نبی خانصاحب شاعر ابن حکیم محمد محب علیخانصاحب ساکن امرو

اوٹھائے رنج و غم ہجران کیا کیا! | کہوں فرقت کی شب کا ماجرا کیا!

جناب پنڈت ہری شنکر صاحب شنکر دہلوی اسسٹنٹ منصرم پرتاب گڈھ

بجا ہے آپ کا کہنا گلا کیا! | ہماری آرزو کیا مدعا کیا!

جناب مرزا وارث علی صاحب صبیح لکھنوی شاگرد جناب عشق لکھنوی

بھلا اچھا ہوا اوسکا مبتلا کیا! | مرض جسکو یہ ہو اوسکی دوا کیا!
جفا و ظلم سے حاصل ہوا کیا! | ستانے سے غریبوں کے بھلا کیا؟
سنو اے عندلیبو گوش دل سے | شکست گل سے پیدا ہی صدا کیا!
محبت میری اپنے دل سے پوچھو | اوٹھائے ہیں تمھارے ظلم کیا کیا!
ہماری خوبی تقدیر ہے یہ | تمھارے رنج دینے کا گلا کیا!
چلے دنیا سے ہم لیکے یہ حسرت | "دیے تھے اوسنے وعدے ہمسے کیا کیا!"
گذرنی تھی جو کچھ گذری وہ دل پر | بھلا کہنے سے اوسکے فائدا کیا!
قریب نزع آئے پوچھنے حال | بھلا اس دم کہوں میں اونسے کیا کیا!
جو کہتا ہوں رقیبوں سے نہ ملیے | تو کہتے ہیں "اجارا آپ کا کیا!"
جو ڈھونڈا دیر میں کعبے میں نکلے | غرض دھوکے دیے ہیں تمنے کیا کیا!
لیا دل آپ ہی اور پھر یہ پوچھا | "کہیں گم ہو گیا دل آپ کا کیا!"

ذبح زار گر ہو شوق رہے بڑ	یہان سے دور بے پھر کر بلا گیا!

جناب سورج بخش سنگھ صاحب صارم ولد ٹھاکر جواہر سنگھ صاحب تعلقدار

نہین معلوم دل کولے گیا کون !	زبان سے ہو بیان یہ ماجرا کیا!

جناب مولوی سید ابو البرکات محمد فخر الدین صاحب صوفی منشی اسکول

ہماری آہ وزاری سنکے او سنے ٹہ	کہا خاموش ہو تجکو ہوا کیا؟"

جناب نواب وحید الدین حیدر صاحب ضیا شاگرد جناب جلیس

عبث لڑتا ہی زاہد میکشون سے	تو کیا جانے کہ ہی اسمین مزا کیا!
تمھین گر چاہو تو بر آئے ۔ ورنہ ٹہ	ہماری آرزو کیا مدعا کیا !

جناب سید محمد ظہور عالم صاحب ظہور شاہجہانپوری محرر بہر ونده بهوپال

بہت سی خاک چھانی پر نہ پایا ٹہ	مرا دل آپ نے لیکر کیا کیا!
ہزارون مر مٹے مشتاق دیدار ٹہ	ہماری آرزو کیا مدعا کیا!

جناب محمد ظہور احمد صاحب ظہور بدایونی مختار شکوہ آباد شاگرد داغ

طبیبو تمکو ہے سودا ہوا کیا ؟	مریض عشق ہون میری دوا کیا!

جناب حافظ محمد عبد الغفور صاحب عاشق نمبر دار جتور انشاگرد جناب ذاکر

نہ پلٹا کوچہ گیسو سے اب تک ٹہ	ہوا پھر دل گرفتار بلا کیا!
تمھین کچھ چارہ ساز درد دل ہو	مسیحا سے مری ہوگی دوا کیا!
ہمارے دل سے کوئی پوچھے عاشق	کہ ہی عشق و محبت مین مزا کیا!

جناب عزیز احمد صاحب عزیز حکیم آبادی

دلا غیر دن نے کی اون سے وفا کیا!	بھلا ملتا او نھین لطف جفا کیا!
نگاہ ناز سے خود کر کے بسمل ٹہ	وہ او لٹے پوچھتے ہین کیا ہوا کیا!

جناب میوا لال صاحب عاجز سب انسپکٹر تھانہ کھجولی ٹہ

تمھاری مہربانی پہ ہے موقوف	ہماری آرزو کیا مدعا کیا !

جناب منشی میر عباس علی صاحب عباس از اورنگ آباد دکن ٹہ

اوٹھا دو بزم سے غیرون کو صاحب | کہ بیٹھے کرتے ہین یہ بیجا کیا؟

جناب منشی قادر بخش صاحب عاشق مدرس مدرسہ میبال

نہ چکھے زہر ہجران جبکہ عاشق | وصال یار مین پائے مزا کیا!

جناب محمد خان صاحب غریب سہارنپوری اہلمد منشی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر

تمھین چاہا برا مین نے کیا کیا؟ | مری تقصیر کیا ہے مری خطا کیا!
کوئی پوچھے تری ٹھوکر سے ظالم | ملا کر خاک مین مجھکو ملا کیا؟
گیا مین اونکے کوچے مین تو بولے | تجھے کمبخت یہان لائی قضا کیا؟
نہین بندھتا پریشانی کا مضمون | جواب مصرع زلف دوتا کیا!

جناب منشی عبد الغنی صاحب غنی موہانی مدرس مدرسہ اکورست

لیا الفت کو اک پردہ نشین کی | پھر اٹھا مال اوسکا دیکھنا کیا!

جناب شیخ فدا حسین صاحب فدا ساکن قصبہ سکیٹ

محمد نام ہے صل علےٰ کیا! | لقب ہے شافع روز جزا کیا!
صبا کوچے سے دلبر کے اوڑا کر | ہماری خاک کو تونے کیا کیا!
تری چتون اوڑا کر لے گئی دل | بتائین کیا پری پیکر ہوا کیا!
رہا ارمان یہ دل مین کہ اوسنے | نہ پوچھا حال ہے تیرا فدا کیا!

جناب خلیفہ محمد فیض بخش صاحب فیضی سردھنوی شاگرد جناب داغ

ہر اک خوبی مین یکتا ہے وہ گلرو | نزاکت کیا لطافت کیا ادا کیا!
بتون کے عشق مین بیتاب کیون ہم | خدا جانے مرے دل کو ہوا کیا؟

جناب میر حامد علی صاحب تمر لکھنوی تعلقہ دار ملک آئین

شکایت ظلم کی ذکر جفا کیا! | محبت جس سے کی اوسکا گلا کیا!
ہماری آرزو کیا مدعا کیا! | ہماری منتین کیا التجا کیا!
رقیبون پر نگاہ لطف دیکھی | ان آنکھون سے ابھی دیکھین گے کیا کیا!
بنے تھے خاک سے پھر ہو گئے خاک | ہماری ابتدا کیا انتہا کیا!

بہت روئے مری تربت پہ آکے — خدا جانے یہ دل مین آگیا کیا؟
نہ کچھہ پوچھو شبِ فرقت کا احوال — ستایا ہے مجھے اس دل نے کیا کیا؟
قمر کیون ہاتھہ سینے پر رکھے ہو — کسی بت سیمبر کو دل دیدیا کیا؟

جناب سید یوسف حسین صاحب قیاس خلف اکبر جناب یاس لکھنوی

تکرتا ہی چرا کر دل کو کیا کیا! — وہ کہتا ہی ترے پہلو مین تھا کیا!
یہ سمجھا مجھکو ناصح! تو نہ سمجھا — مرا تو دل گیا تیرا گیا کیا؟
عدو نے کان اونکے بھر دیے ہین — سُنین گے وہ کسی کا مدعا کیا!
کسی کی آنکھہ کہتی ہے سرِ بزم — اوسے کہتے ہین شرم اور حیا کیا!
مری میت پہ کہتا ہے یہ کوئی — نہین معلوم اسکو ہو گیا کیا؟
جگر بھی آج سینے مین نہین ہے — اوسے بھی لے گیا وہ دلربا کیا!
قیاس اپنے جگر پر تو نظر کر — کہ دل کے ساتھہ وہ بھی مر گیا کیا!

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کرم وکیل فتحپور ساکن اندولی

ستانے کو دلِ عاشق ہوا کیا! — بتو! تمکو بھلا خوفِ خدا کیا!
رہی قدمون پہ جسکا سر ہمیشہ — بھلا اوسکے لیے جور و جفا کیا!
بتِ مغرور کی ہو کیا توجہ — ہماری آرزو کیا! مدعا کیا!
نہ ٹالو وعدۂ فردا پہ احسان — بھروسا چار دن کی زیست کا کیا!
بنا تصویر اونکو دیکھہ کر کیون! — دلِ حیرت زدہ تجکو ہوا کیا!

جناب محمد بشیر الدین صاحب کامل اسسٹنٹ سکرٹری ڈیکن لائبریری

لیے ہین جان و ایمان اوسپہ صدقے — ہمارے پاس اے ہمدم رہا کیا!

جناب مولوی ممتاز احمد صاحب ممتاز تھانوی شاگرد جناب داغ

نہو معلوم جسکو "ہائی جفا کیا!" — کرین اوس سے تقاضاے وفا کیا!
بہت ہی مختصر نکلی شبِ وصل — دگر نہ حوصلے تھے دل مین کیا کیا!
لیے جاتا ہی دل کوئے بتان مین — مری تقدیر مین ہی اے خدا کیا!

ہمارے سامنے تعریفِ دشمن ۔۔ / نکالی یار نے طرزِ جفا کیا!

خجل ہین اپنی شرحِ آرزو سے / ہوے ناخوش وہ ہم نے یہ کیا کیا!

سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہین ہے / دلِ بیتاب اب یہ تجکو ہوا کیا؟

نگاہِ شوق اپنی کر گئی کام ۔۔ / کیا بھی تمنے پردہ تو کیا کیا!

ذرا سینے پہ رکھہ کر ہاتھہ دیکھو / کہین ہم تم سے دل کا ماجرا کیا!

نگاہین بھی کہین جاتی ہین خالی / جگر اور دل مین اترے تیر کیا کیا

بیان کیجے اگر بیتابیِ دل ۔۔ / تو فرماتے ہین وہ میری خطا کیا!

زبان کو روکو اے ممتاز احمد ۔۔ / گلا سنکر کہیگا دلربا کیا!

جناب سید محمد مہدی صاحب مہدی خلف الرشید جناب جلال لکھنوی

برائی کا تری شکوہ بھلا کیا! / نہ جس سے امید اس سے گلا کیا!

سنے ہو لیکے دل تم دشمنِ جان ۔۔ / کیا ہاں دوستی کا حق ادا کیا!

جگر کی ٹیس کے ہین چارہ گر اور / طبیب اس درد کی جانے دوا کیا!

خضر کیا جانین راہِ کوچہ دوست! / کوئی خود گم کہین کا دے پتا کیا!

ستم در در کے کیون کرتے ہو ہمپر! / تمھین اندیشہ روزِ جزا کیا!

اشارے کر رہی ہے وصل کی شب / تری آنکھون کی شوخی سے حیا کیا!

خیالِ زلف کیون آیا ہے مہدی! / کوئی پھر آنیوالی ہے بلا کیا!

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی وکیل متعلق شکوہ آباد

ستم ہم پر ہے غیرون پر عنایت! / یہی انصاف ہے اور یہ وفا کیا

دل اپنا پہلے تجھکو دے چکے ہم / ہمارے پاس اب ظالم رہا کیا!

سوا اسکے کہ تم پر جان دیدین ۔۔ / ہماری آرزو کیا! مدعا کیا!

سلامت جبتلک ہین حضرتِ چرخ / بلائین لائینگے سر پر نہ کیا کیا!

شبِ ہجر انیس تو بھی تو نہ آئی ۔۔ / عداوت ہمسے تھی تجھکو قضا کیا!

کھٹکتا ہی جو اک کانٹا سا ہر دم / کوئی ارمان دل مین رہ گیا کیا!

جناب غلام محمود خانصاحب محمود منصبدار از اورنگ آباد

تھین پر جان دینگے کچھ نہ پوچھو — ہماری آرزو کیا! مدعا کیا!

جناب منشی شبیر حسین صاحب نسیم بھرتپوری شاگرد جناب داغ دہلوی

اگر دل لے لیا تم نے ہوا کیا! — حساب دوستان در دل - گلا کیا!
مزاج آفت زدون کا پوچھنا کیا! — ہمارے چھیڑنے سے فائدا کیا؟
خدا کی بھی نہین سنتا وہ کافر — بھلا مین کیا مری آہ رسا کیا!
مجھے چپ دیکھکر کہتا ہے ظالم — "کسی پر ہوگئے ہو مبتلا کیا!"
ابھی واقف تو ہولو دردِ دل سے — سنائین تمکو اپنا ماجرا کیا!
یکایک مٹ گیا نامِ محبت — زمانے کو الٰہی ہوگیا کیا!
جو دل سا دوست الفت مین دغا دے — شکایت غیر کی پھر کیا! گلا کیا!
کسی کا ہاے! وہ کہنا دمِ نزع — "تمھارے دشمنون کو ہوگیا کیا"
سنائے جائینگے حال اپنا ہم بھی — کہے جائینگے کبتک آپ کیا! کیا؟"
جو ہو کچھ پوچھنا غیرون سے پوچھو — ہماری آرزو کیا! مدعا کیا!
کسی پہلو نہین پہلو مین تھمتا — اڑا لی دل نے بھی تیری ادا کیا!
نسیم! احباب کی ضد سے ہون مجبور — غزل اس فکر مین لکھون بھلا کیا!

جناب منشی محمد نظیر صاحب نظیر وکیل فتحپور شاگرد جناب یاس لکھنوی

پھنسا یا زلف مین دل یہ کیا کیا! — لگائی جان کو تمنے بلا کیا!
شکایت ہی تو اپنے بخت سے ہے — تمھاری بیوفائی کا گلا کیا!
مرے دل کا لہو پانی ہوا ایک — دکھاتی ہی جدائی رنگ کیا کیا!
ڈھٹائی دیکھیے دل کو چرا کر — وہ کہتے ہین "تمھارا کھو گیا کیا!
مین چومون وصل کی انکار پر منہ — تمہین کا ہی جواب اسکے سوا کیا!
وہ خود بھولا ہوا ہے عشق کی راہ — کسی کا خضر ہوگا رہنما کیا!
جو مرتے ہو نظیر اوس بیوفا پر — تمھاری آگئی ہے اب قضا کیا!

جناب محمد عبدالرحمن صاحب نیر وکیل دہلی

فقط دیدار کے رہتے ہین طالب | ہماری آرزو کیا مدعا کیا!

جناب حافظ محمود حسینی صاحب نازان جھجھری از یگانۂ

بتا حل عقدۂ مشکل نہ میرا | نہ کی فکر کشاد کار کیا کیا!

جناب محمد عبدالواحد صاحب واحد خلف منشی بہادر محمد صاحب از سہور

بہو بختی کیون نہین دل تنگ کیسے؟ | تجھے اب ہو گیا آہ رسا کیا؟
پریشان حال کیون رہتے ہو واحد | کسی کی زلف کے ہو مبتلا کیا؟

جناب محمد عبدالوحید صاحب وحید خلف حافظ محمد عبدالغفور صاحب عاشق

خفا تو مجھسے ہے اے دلربا کیا! | نگہ کیون پھیر لی تجھسے ہوا کیا!
مرے دود جگر سے اے وحید اب | مقابل ہوگی ساون کی گھٹا کیا!

جناب ولی محمد صاحب ولی بٹالوی کلارک دفتر ریلوے سکھر

ہماری قبر کو ٹھوکر لگا کر | کسی غارت گر دین کو ملا کیا!
ولی ایفا مدہ ہے خوف محشر | شفاعت کو نہین ہین مصطفے کیا؟

جناب مولوی محمد عمر صاحب ہوش وکیل منگلور شاگرد جناب ممتاز

سوال وصل پر بولے بگڑ کر | ذرا پھر تو کہو تمنے کہا کیا؟

جناب سید محمد عظمت اللہ صاحب تمر نگ اورنگ آبادی

بلا مین پھنس گیا سمجھے سمجھائے | مرا دل زلف پر مائل ہوا کیا!

جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

دل اپنا وہ تمھین دیگا بھلا کیا! | عدو کیا اور اوسکا حوصلا کیا!
یونہین جاتی ہے میر یجان متیرا | دکھاتے ہو مجھے ناز و ادا کیا!
پڑے آفت مین دل اوسنے لگا کر | بھلے چنگے تھے یہ ہمنے کیا کیا؟
چلا ہی تو جا اوس بیدرد کے پاس | ارادہ ہے دل درد آشنا کیا!
سنایا حال دل سے مینے جو اسکو | تو رکھ کر ہاتھ کانون پر کہا کیا!

فقط دیتا تھا دل مانگا نہ تھا کچھ — بگڑتے کیون ہو تم! مینے کہا کیا!
سُنا کر شمع کو پروانے بولے — کوئی رو دے تو جلنے کا مزا کیا!
وہ رعبِ حسن سے دل کا دھڑکنا — نکلتا وصل مین پھر حوصلا کیا!
بتون کے عشق مین مبہوت کیون ہون! — یہ میرا حال ہے میرے خدا کیا!
لگا کر کان پہلو سے سُنو تو — تڑپ سے دل کی آتی ہے صدا کیا
مرے اللہ نے اسکو بنایا — نہین مین کیا! تو میری وفا کیا!
مرے نزدیک دونون ایک ہی ہین — ادا کیا آپ کی! میری قضا کیا!
جگر پر ہاتھ ہے منہ فق ہے کیون یاسؔ! — تمھین بیٹھے بٹھائے یہ ہوا کیا!

جناب منشی محمد یٰسین صاحب یٰسین ساکن قصبہ باڑہ مقیم سوگلی

خوشی تیری ترا مطلب مری جان! — ہماری آرزو کیا! مدعا کیا!
کسی پہلو نہین کمبخت تھمتا — الٰہی! دل کو میرے ہو گیا کیا!
محبت مین کسی کافر کی یٰسینؔ — دکھائے دیکھیے مجکو خدا کیا

جناب محمد یوسف صاحب یوسف از کٹک

یکایک ہو گئے مجھسے خفا کیون! — تمھین بتلاؤ مجھی میری خطا کیا!

جناب صاحبزادہ محمد مرتضیٰ خانصاحب بہادر خردؔ ساکن رامپور شاگرد جناب جلال

کلیسا کیا! حرم کیا! بتکدا کیا! — تمھین ڈھونڈا ہے گھر گھر ہمنے کیا کیا!
صبا کچھ خاک اڑا کر اون سے کہنا! — بتاؤن بے نشانون کا پتا کیا!
مجھے بیخود جو دیکھا وصل کی شب — تو گھبرا کر کہا! اسکو ہوا کیا!
جو کرتا ہی طواف اوس بت کے گھر کا — وہ کیا جانے حرم کیا! بتکدا کیا!
کسی کا پوچھنا انجان بنکر — کہ مطلب ہی ترا کیا! مدعا کیا!
سکھائے اوسکو طرزِ بیوفائی — کیا یہ اسی دلِ ناآشنا! کیا!
نہین گر خون پہلو مین ہوا دل — شبِ فرقت پھر آنکھون سی بہا کیا!
نہین دل مین اگر پیکان تمھارا — تو یہ آخر کھٹک کر رہ گیا کیا!

* یہ غزلین دیر مین وصول ہونے کے باعث بیترتیب درج ہوئی ہین ۱۲

جگایا دردِ دل نے چٹکی لیکے منہ ارے غافل! ابھی سے سوگیا کیا!
زبان جب شمع نے گلگیر کو دی مزہ اے دل تجھے یاد آگیا کیا!
ادا دیکھی تو خود تھاما جگر کو فقط اک آئینہ حیران ہوا کیا!
خردا کیون ہوگئے جامے سے باہر وصالِ یار کا مژدہ سنا کیا!

جناب شیخ محمد محسن صاحب سحر تاپوڑی خلف منشی مبارک علی صاحب تحصیلدار

ہر اک گل کے گلے لگتی ہے کیا کیا! چمن کا لطف اوٹھاتی ہے صبا کیا!
کبھی اشک آئے آنکھون سے کبھی خون تری فرقت مین لذت لی ہے کیا کیا!

جناب شیخ تجمل حسین صاحب شوق پریانوانی شاگرد عالیجناب شیخ احمد حسین خان بہادر مذاق

مرے گھر آؤ گے بعدِ فنا کیا! کروگے ماتم وافسوس کیا کیا!
نہین آیا ہی خط عرصے سے اونکا خدا جانے کہ قاصد نے کہا کیا!
نہین پھولے سماتے باغ مین گل کوئی پیغام لائی ہے صبا کیا!
مریضِ عشق کے حق مین طبیبو! سوائے وصل دلبر ہی دوا کیا!
دل و جان کیا ہی ایمان کردیا نذر ہمارے پاس اب باقی رہا کیا!
اثر کرتے نہین نالے جو اے شوق نہین معلوم ہی یہ ماجرا کیا!

جناب سید فرزند احمد صاحب صفیر بلگرامی آرہ مقامی

نہ کہیے "مدعی کا مدعا کیا!" انھین باتون مین ہوجاتا ہی کیا کیا
خبر غیرون کی منگواتے رہو تم جو سچ پوچھو ہمارا پوچھنا کیا!
بیان مین مسکراتا کیون ہی قاصد! مرے مطلب سے وہ شرما گیا کیا!
مرا دم سینے مین کیون رک رہا ہے! کہین غیرون مین قاصد رک رہا کیا!
مری حالت تو ہی رونے کے قابل بتا منہ پھیر کر ظالم ہنسا کیا!
تمھین دیکھا ازل مین مانگ بیٹھا خدا سے اس سے بڑھ کر مانگتا کیا
نہین سنتا کوئی بکتے ہو کیا تم صفیر اب شاعری کا حوصلا کیا!

جناب سید خدا بخش صاحب صادق ساکن منگسی

شب معراج کہتا تھا یہ خود حق
تُرا محبوب ہے صلّ علےٰ کیا!
خدا قرآن مین ہے مدّاح تیرا
کرے صادق تری وصف وثنا کیا!

جناب محمد مبین صاحب علیم مچھلی شہری شاگرد جناب یاس لکھنوی

سنا زخم جگر کا ماجرا کیا!
ہماری بات پر ظالم ہنسا کیا!
غش آیا کیون ہمین موسیٰ کی صورت
کسی کے رخ سے پردہ اٹھ گیا کیا!
پتا دل کا نہین پہلو مین میرے
اُڑا کر لے گئی تیری ادا کیا!
مرے اک دل کو لاکھون ہی مرض ہین
کسی سے ہو بھلا اسکی دوا کیا!
علیم خستہ دل مرتا ہے یارب!
کرے دردِ جگر کی وہ دوا کیا!

جناب محمد یحییٰ علی صاحب عاصی گاکوروی اہلکار منصفی نگینہ

جو تم پوچھو تو بتلا مین نہین تو
ہماری آرزو کیا مدعا کیا!
بتون کو دیکھ کر بُت بن گیا ہون
خداوندا! یہ مجکو ہو گیا کیا!
جو دل سا دوست دشمن ہو ہمارا
عدو کی دشمنی کا پھر گلا کیا!

جناب بالکشن صاحب قمر لکھنوی شاگرد جناب اسیر لکھنوی

سنبھلتا ہی نہین دل کو ہوا کیا!
خدا جانے کہ ہے یہ ماجرا کیا!
نئی آزار کا ہے سامنا روز
مریضِ عشق کو ہوگی شفا کیا!
بُلایا ہے جو مجکو یار نے خود
وہان پہونچی مری آہ رسا کیا!
سمجھ لے خود ہی اسکا مدعا تو
کہون مین اپنے دل کا ماجرا کیا!
ابھی عشق بتان کی ابتدا ہے
دکھائے ہمکو دیکھین انتہا کیا؟
مری جانب اشارہ کرکے اونسے
مین حیران ہون عدو نے کہدیا کیا!
تمنا کوچۂ دلدار کی ہے
مجھے خلدِ برین سے واسطا کیا!
مجھے ہے اپنی ہی قسمت سے شکوہ
تمہاری بیوفائی کا گلا کیا!
لگا یا دل جو اوس ظالم سے تو نے
قمر بیٹھے بٹھائے یہ کیا کیا؟

جناب شیخ احمد علی صاحب کامل بنارسی مقیم لکھنؤ شاگرد جناب فائز

بتا مین تجکو ہم او بیوفا کیا! — بھری ہین آرزوئین دل مین کیا کیا
نہ آئے وہ عیادت کو دم نزع — مجھے کہنا تھا اونسے ہائے کیا کیا!
کلیجا ہل گیا - آنسو نکل آئے — نپوچھو یاد اُسدم آگیا کیا!
عیادت کو کوئی آنے لگا کیون! — مریض درد و غم کا پوچھنا کیا!
یہ کیسی بھیڑ ہی کامل کے دَر پر — نصیب دشمنان یاد وہ چل بسا کیا!

بی امیر جان صاحبہ ادا چیف ایکٹرس ہیں امپیریل تھیٹریکل کمپنی از الہ آباد

وہ دلبر اپنے پہلو سے اوٹھ گیا! — تڑپتا رہ گیا دل ہمیدا کیا کیا!
دل و جان دین و ایمان ان تینونکو — سبھی دے بیٹھے اب باقی رہا کیا!
جب اپنی بات ہی سنتا نہین وہ — کہین ہم حال دل اُس سے ادا کیا!

بی برقی جان صاحبہ ناز از مسوڑھی ضلع پٹنہ

جو تم برلاؤ تو سب کچھ ہے - ورنہ — ہماری آرزو کیا! مدعا کیا!

غزلیات غیر طرح

جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز منشی بیت الانشاء ڈیوڑھیات ناظم بنگالہ

دریا پہ جلوہ گر جو وہ مست شراب ہو — ہر موج مین حباب کے اک آفتاب ہو

جناب سید افضل حسین صاحب ثابت لکھنوی از کوٹہ

وصلت کی شب ہے آج نہ رخ پر نقاب ہو — ای بت نہ حسن و عشق مین اتنا حجاب ہو
مثل شب وصال گزر جائے روز حشر — محشر مین سب سے پہلے جو میرا حساب ہو

جناب سالکرام صاحب سالک محافظ دفتر فوجداری از جہالاوار

کیونکر سناؤن حال دل بیقرار کا — ایسا ہی آپ کو نہ کہین اضطراب ہو
اس شکل سے بہشت مین جائین تو لطف ہے — بوتل بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو

جناب غلام محمود خانصاحب محمود از اورنگ آباد دکن

عاشق زار کے دل کو یہ جلا دیتے ہین — کس سے سیکھا ہی حسینون نے جلانا دلکا

جناب محمد عبدالغفار صاحب مجنون از تحصیل دیوریا ضلع گورکھپور

حال مجھ خستہ جگر کا جو بیان ہوتا ہے	وہ یہ کہتے ہین سُنئے کون فسانا دل کا

جناب شیخ حیدر صاحب ناداں مہتمم کمیٹی اتفاق احباب سکندرآباد

بھر زینت وہ بناتے نہین زلفین اپنی	ہی مگر مد نظر انکو پھنسانا دل کا
ای غم ہجر نہ پائیگا اوسے یہان بھی	آجکل کوچہ جانان ہی ٹھکانا دل کا

بی وزیر جان صاحبہ دلبر طوائف غازیپور

عہد طفلی مین عیان تیر نظر سے یہ ہے	"کہ جوانی مین اوڑا ئینگے نشانا دل کا"
آہ مین کچھ تو ہی تاثیر مری بھی آخر	دیکھنا اچھا نہین ہر لحظہ ستانا دل کا
گرمجوشی پہ بنجا شمع رخون کی دلبر	انھین منظور ہے در پردہ جلانا دل کا

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی مد ظلہ

غیر ہو ناشاد! کیون کیسی کہی !	چاہتا ہون داد- کیون کیسی کہی !
پہلے گالی دی سوال وصل پر	پھر ہوا ارشاد- "کیون کیسی کہی !"
پیرزن کے ساتھ بول اوٹھی اجل	سُنئے اے فرہاد! "کیون کیسی کہی"
تمنے دل کی بات کیون کیسی سُنی ؟	ہمنے یہ روداد کیون کیسی کہی !
عاشقون کے قتل پر اتنی خوشی !	آپ ہین جلاد کیون کیسی کہی !
مانگتے تھے میرے ملنے کی دعا	وہ بھی دن ہین یاد کیون کیسی کہی !
یہ چلین گے آج تجکو انکے پاس	ای دل ناشاد ! کیون کیسی کہی !
سُن لیے وصل عدو کے تمنے شعر !	یہ مبارکباد کیون کیسی کہی !
مین کرون تیری طرح تجپر ستم !	ای ستم ایجاد ! کیون کیسی کہی !
ہمنے تجہ سے آج اپنی آرزو !	بے کہے فریاد کیون کیسی کہی !
تو بھی اے ناصح کسی پر جان دے	ہاتھ لا اُستاد ! کیون کیسی کہی !
داغ انکو جلد جنت ہو نصیب	خانمان برباد- ! کیون کیسی کہی !

اطلاع

پرچہ پہونچتے ہی فوراً اسطرح مین (پوچھتے کیا ہو کہ کسطرح بسر کرتے ہین) غزلیات بھیجنا چاہیے اور طرح ذیل مین ۳۰- اپریل تک- ورنہ درج ہونے سے رہجائیگی (ہمکو کہین اپنا دلِ مضطر نہین ملتا) مضطر قافیہ ہے ملتا

اشتہارات
مطبع نولکشور لکھنؤ
جہان سے روزانہ اودھ اخبار شائع ہوتا ہے

اس مطبع مین ہر قسم کے کام متعلق انطباع کتب عربی و فارسی اردو و سنسکرت ناگری و انگریزی اور نقشے وغیرہ انجام دیے جاتے ہین اور بحساب اوسط روزانہ تقریبا پچاس ہزار جزو (۱۶ صفحہ) یاسوا لاکھ داب معمولی چھپائی کی سرکاری اور کاغذات طبع ہوتے ہین - یہ مطبع ۱۸۵۸ء سے کتب تعلیمی اور تصانیف اساتذہ متقدمین اور مصنفان حال کی اشاعت اور ترویج کا ایک بڑا ذریعہ ہے اپنے یوماً فیوماً ترقی کے ساتھ ملکی فیضرسانی کی نظیرین قائم کی ہین اور جس اولوالعزمی سے ترقی کی گئی اگر ادنی حصہ ملک کی قدردانی اور شوق بھی سترقی ہوتا تو آج کے دن یہ کارخانہ دہ چند رونق اور فروغ کا نمونہ ہوتا۔

اس مطبع سے ہر سال کے آغاز مین کتب اور نیز دیگر اشیاء متفرق موجودہ کارخانہ کی مختصر اور مطول فہرستین شائع ہوتی ہین۔

فہرست کلان مین مع جلدی عام و نرخ تاجرانہ کے طریقے اور اصول اور فرمائشات کتب و کاغذات متفرق کے چھپائی کے قاعدے بتصریح درج ہین اور اون ذرائع و وسائل کی تشریح کا تذکرہ ہے جنسے کارخانہ اور شائقون اور قدردانون کے باہم معاملہ دارو مدار ہو سکتا ہے

اس کارخانہ کی ایک شاخ کانپور مین ہے اور اسمین علی العموم کتب عربی - فارسی - اردو - ناگری اور فرمائشات منطبع ہوتی ہین اور قریب قریب کارخانہ لکھنؤ کا ایک چہارم حصہ معاملہ کیا جا سکتا ہے۔

اوس کارخانہ کے ساتھ خط و کتابت بنام مینجر مطبع نولکشور ہو گی۔

اودھ اخبار

مطبع لکھنؤ ہی سے اودھ اخبار بھی روزانہ اشاعت پاتا ہے جو اصحاب زبان انگریزی سے نہین واقف ہین اونکے لیے یہ جام جہان نما ہے لندن ٹیمس - لندن ڈیلی نیوز - سٹینڈرڈ ریویو لندن - السٹریٹڈ لندن نیوز - نینٹینتھ سنچری لندن پنچ - پائنیر - سول ملٹری گزٹ - ٹیمس آف انڈیا - مدراس ٹیمس - انگلشمین اور انڈین ڈیلی نیوز وغیرہ - باقی صحائف ولایت اور ہندوستان کے تراجم اور مضامین دیکھنے مین آسکتے ہین۔

واقعات تازہ اور ساری خدائی کی نئی نئی خبرین اور پارلیمنٹ کی بحث و نقل ولایتی اخبار اور زمانہ آزمودون کا اودھ اخبار ذخیرہ ہے۔

اودھ اخبار روزانہ اور ہفتہ وار کی قیمت حسب ذیل ہے۔

مجملا قیمت اودھ اخبار روزانہ و ہفتہ وار	قیمت اودھ اخبار روزانہ مع خرچہ روانگی		قیمت اودھ اخبار ہفتہ وار مع خرچہ روانگی	
	ششماہی	سالانہ	ششماہی	سالانہ
والیان ملک	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
تعلقداران و روساء عظام	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ایسے شائقین کے لیے جنکی ماہواری آمدنی پچاس روپیہ سے زائد نہو	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
طلبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

PAYAM-I-YAR

پیام یار

نمبر ۴ بابت ماہ اپریل سنہ [illegible] عیسوی ۔ جلد ۴

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر

اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار

لکھنؤ چوک

مطبع نامی گرامی واقع لکھنؤ مین بحسن زیبائش طبع ہوا

ضروری باتین

۱- پیام یار، ہر انگریزی مہینہ کی یکم کو شایع ہوتا ہے۔ قیمت تمام سال کی ایک روپیہ سالانہ مع محصول ڈاک۔ والیان ملک و رئیسون سے پانچ روپیہ سالانہ۔

۲- بغیر قیمت پیشگی آئے ہرگز کسی کو روانہ نہین ہوتا ہے۔

۳- ہر تحریر جواب طلب کے لیے ریپلائی کارڈ بھیجنا چاہیے ورنہ بیرنگ کی شکایت معاف۔

۴- قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجنا چاہیے کیونکہ بصورت دیگر تلف ہونے پر ہم ذمہ دار نہین۔

۵- ہر قسم کی تحریر محمد نثار حسین "نثار" ایڈیٹر پیام یار کے نام ہونا چاہیے۔

۶- خریدار اور غیر خریدار کوئی ہو کلام سب کا طرح اور غیر طرح منتخب شایع ہوگا۔ غیر طرح کا کلام بشرط اعلیٰ بھی انتخاب ہوگا اگر پوری غزل (خواہ کتنے ہی شعر ہون) عمدہ ہوگی درج کر دی جایگی ایک شعر عمدہ ہوگا ایک درج ہوگا۔ ہان اپنی طرف سے بغیر اجازت ایک لفظ کا بھی تصرف نہوگا۔ انتخاب کمیٹی کرتی ہے۔ پوری غزل بلا انتخاب یا غیر طرح غزلیات فی شعر ۲؍ اجرت دینے پر درج ہو سکتی ہین۔

۷- ہر غزل علیحدہ علیحدہ کاغذ پر خوشخط بھیجنا چاہیے۔

۸- اشتہارات دو ایک مرتبہ کے واسطے فی سطر ۲؍ زیادہ کے لیے بذریعہ تحریر فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اجرت ہر حال مین پیشگی لیجائیگی۔

العبد- محمد نثار حسین "نثار" مالک کارخانہ عطر وغیرہ
مہتمم پیام یار- چوک لکھنؤ

کارخانہ عطر منشی محمد نثار حسین لکھنؤ

اس بحر کارخانہ کی خوش معاملگی اور عمدگی مال سے ہندوستان کے اکثر رئیس اور نامی تاجر واقف ہین زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین۔

فہرست عطر موجودہ کارخانہ

عطر حنا فی تولہ ۔ عطر موتیا ۔ عطر چنبیلی ۔ عطر جوہی ۔ عطر کیوڑہ ۔ عطر سہاگ ۱۲ ۔ عطر گلاب بصرہ فی تولہ ۔ عطر گلاب ۔ عطر روح حسن ۔ عطر خس ۔ عطر حنا ۔ عطر مجموعہ ۔ عطر روح پانڑی ۔ عطر گل ۔ عطر عروس ۔ عطر فتنہ ۔ برگ حنا ۔ عطر مولسری ۔ عطر الیس ۔ عطر اگر عرقی ۔ عطر بہار بندہ نواز فی تولہ ۔ روغن چنبیلی فی سیر ۔ روغن بادام ۔ سفوف خضاب فی آثار ۔ گولیات تمباکو فی تولہ

المشتہر- کارندہ کارخانہ عطر منشی محمد نثار حسین

نغمہ راز

حسرتون کی مجسم صورتین۔ مایوسیون کی ہو بہو تصویرین۔ دل شکستہ کے بکھرے ہوئے ٹکڑے۔ چشم مایوس سے ٹپکے ہوئے خون کے قطرے۔ آہ عالم سوز کے بھڑکتے شعلے۔ آتش عشق کی جگر سوز چنگاریان حسن کے سچے بیتاب کر دینے والے فوٹو عشق کی اندوہناک سرگذشتین یعنی مثنوی نغمہ راز مصنفہ جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق مع شب وصل و شب غم نتیجہ طبع جناب منشی عبد الحلیم صاحب شرر پیام یار کی کوشش سے چھپکر تیار ہو گئی ہے۔ اہل ملک متوجہ ہون اور ضرور ملاحظہ فرمائین۔ نغمہ راز مین ایک متوسط طبقے کے سچے اور پاک عشق کے ذریعے سے حسرتناکی کا نمونہ دکھایا گیا ہے۔ نہ خلاف عقل باتین ہین اور نہ جن و پری کا تذکرہ ہے شیکسپیر کی تصنیفات دیکھنے والون کو اس اردو نظم سے وہ لطف حاصل ہوگا جسے وہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئے ہین۔ ملک کا بہت بڑا حصہ جو نا تیرے جوش سے شب وصل و شب غم کا خواستگار ہے۔ لہذا اوس جوش کے امتحان کے لیے وہ بھی نغمہ راز کے ساتھ شایع کر دی گئین۔

قیمت مع محصول ڈاک فی جلد ۴؍ ہے۔ درخواست مع قیمت آنا چاہیے۔

المشتہر- محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار لکھنؤ

ماء اللحم انگوری دو آتشہ

یہ عرق کثیر المنفعت یہان سے متواتر اپنی بے نظیر خوبیون کے باعث طیار ہوا کرتا ہے جس عمدہ ترکیب اور اجزا سے تیار ہوتا ہے اوسکی خوبی محتاج بیان نہین ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ دیکھ لیجیے ممکن نہین ایک دفعہ پی کر تلاشی عرق نہون امراض ذیل کے دور کرنے مین تیر بہدف حکم رکھتا ہے ضعف باہ۔ و جگر و دل۔ دماغ۔ معدہ کو قوی کرتا ہے۔ دل کو بشاش رکھتا ہے۔ چہرہ کی زردی بیرونقی دور کر کے رخسارون کو سرخ بناتا ہے۔ فالج۔ لقوہ وجع المفاصل۔ جلدی امراض۔ درد سر۔ دوران سر۔ سستی لاغری وغیرہ دور ہوتے ہین۔ قوای معزولہ کا اعادہ کر کے لطف جوانی تازہ پیدا کرتا ہے۔ شراب۔ چانڈو۔ افیون کا عمدہ بدل ہے۔ قیمت فی بوتل عہ؍ درجن ۔ ۲ بوتل سے کم باہر روانہ نہین ہوتا۔

المشتہر حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما منیجر رسالہ حافظ صحت لاہور

حضرات!

نیا سال اور نئی امیدین! لو ۱۸۹۶ع کو تین مہینے ہوسے آ گیا مگر امیدین ابھی تک پوری ہونیکو نہ آئین۔ پیشگی قیمت پیام یار جلد مرحمت ہو۔ بقیہ والون کے حال پر افسوس ہے کہ ایک سال سے زیادہ سالون کی امیدون کا آنکھے ماتھے سے محروم ہوا ہے۔ لللہ ابتو رحم فرمائین۔

مہتمم پیام یار

مصرع طرح پیام یار

پوچھتے کیا ہو کہ کسطرح بسر کرتے ہین

پناہِ عالم و عالمیان حضرت سلطانِ عالم محمد امجد علیشاہ بہادر اختر اعاد اللہ ملکہ

در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہین
رخصت ای اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہین

جناب احسان علیخان عرف احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

کبھی دل مین کبھی آنکھون مین گذر کرتے ہین — روز وہ رات نئی گھر مین بسر کرتے ہین
قہر ہے جب مری جانب وہ نظر کرتے ہین — حسرتین کہتی ہین ہم دل ہی مین گھر کرتے ہین
نالہائے دلِ بیتاب سے کیا ہو امید — نہ وہ سنتے ہین نہ کمبخت اثر کرتے ہین
نذر کے واسطے حاضر ہے جگر بھی دل بھی — دیکھیے وہ نظرِ لطف کدھر کرتے ہین
کل تڑپتے تھے جو بیمارِ محبت تیرے — آج وہ عالمِ ہستی سے سفر کرتے ہین
شبِ وصل اونسے بنی بات بگڑ جاتی ہے — میرے ارمان تو کچھ اور بھی تر کرتے ہین
پوچھتے پھرتے ہین ہم پردہ نشینون سے یہی — کون وہ لوگ ہین جو دل مین گذر کرتے ہین
کوئی ایسا نہین جو یاس سے اتنا پوچھے — دلِ عشاق مین ارمان بھی گھر کرتے ہین
زلف و کاکل ہی کا رہتا ہی تصور احسان — ہم پریشانیون کے ساتھ بسر کرتے ہین

جناب سید انور حسین صاحب امید خلف اصغر جناب یاس لکھنوی

اونکی آنکھ اوٹھتے ہی سینے مین گذر کرتے ہین — دلِ عاشق کو ہدف تیرِ نظر کرتے ہین
وصل کی شب بھی نہ نکلا کوئی ارمان اپنا — صبح کو یار پہ حسرت سے نظر کرتے ہین
ہی تعجب کہ تصور مین کسی کے جلوے — دلِ بیتاب مین کسطرح گذر کرتے ہین
صاف ہوتا ہی یہ ثابت کہ کوئی تیر پڑا — دل پکڑ لیتے ہین ہم جب وہ نظر کرتے ہین
میرے نالون کی صدا کانمین اونکے جو گئی — بولے امید یہ فریاد کدھر کرتے ہین

جناب منشی محمد امانت خانصاحب امانت متوطن جالون ازراہ وجبین

عمر یون درد محبت مین بسر کرتے ہین
رات دن ہاے جگر ہاے جگر کرتے ہین

چھوڑ دین محفل اغیار کا آنا جانا
ہمسے دعوے وہ محبت کا اگر کرتے ہین

جناب شاہ سید عبدالرحمن صاحب ابد کاکوری شاگرد جناب حفیظ عظیم آبادی

غیر کے ساتھ جو وہ رات بسر کرتے ہین
ہم تڑپ کر شب فرقت کو سحر کرتے ہین

ہمکو روتے ہوے دیکھا تو کہا ناہی ابد!
کیا اسی طرح شب و روز بسر کرتے ہین

جناب محمد عظیم الدین صاحب اختر ساکن میلو شارم شاگرد جناب گوہر دہلوی

ہجر مین آہ و فغان شام و سحر کرتے ہین
کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین

جلوہ تیرا ہی نظر آتا ہی ہر سو یا رب
ہم جدہر گلشن عالم مین نظر کرتے ہین

جناب مرزا قاسم علی بیگ صاحب آہنگر شاگرد جناب جولان از حیدرآباد دکن

اللہ اللہ سے تغافل نہین کرتے وہ نگاہ
جب کبھی تربت عاشق پہ گذر کرتے ہین

جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز منشی ہیت الانشاے ڈیوڑھیا ناظم بنگالہ

رنج فرقت غم دوری مین گذر کرتے ہین
پوچھتے کیا ہو کہ کسطرح بسر کرتے ہین

جب سی عشق بت نادان مین پھنسے ہم اعجاز
کیا بتائین کہ کس آفت مین بسر کرتے ہین

جناب منشی محمد عبدالعزیز صاحب انجم کھب تیوری شاگرد جناب بصیر

شام رو رو کے تو مر مر کے سحر کرتے ہین
کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین

آتش رشک سے اغیار جلے جاتے ہین
میری جانب جو وہ الفت سے نظر کرتے ہین

جناب چندو لال صاحب بہار شاگرد جناب غبار از مسوری

آج کیا نالے مرے دل کے اثر کرتے ہین
میری بیتابیون پر وہ جو نظر کرتے ہین

خوش رہین آپ خدا حافظ و ناصر یجان
لیجیے سوے عدم ہم تو سفر کرتے ہین

جناب بیگ محمد خان صاحب بہاری سالہ دوم شاگرد جناب کلامی از اورنگ آباد

بیقراری نہین جاتی ہی ہمارے دل کی
کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین

کام تلوار کا لیتے ہین نگہ سے قاتل
سیکڑون ہوتے ہین بسمل جو نظر کرتے ہین

جناب شیخ تصدق احمد صاحب تصدق شاگرد عالیجناب مذاق بدایونی

خونِ دل پی کے شب و روز گذر کرتے ہین | پوچھتے کیا ہو کہ کسطرح بسر کرتے ہین
کعبہ و دیر مین جانیکی ہمین کیا حاجت | دیکھتے ہین تجھے جس سمت نظر کرتے ہین
ایک چھینٹے مین بجھا دینگے جہنم کی آگ | آستین اپنی یہ ہم اشک سے تر کرتے ہین
نہین قاصد کی ضرورت ہے تصدق ہمکو | باندہ کر اشک کا تار اوسکو خبر کرتے ہین

جناب سید تفضل حسین صاحب تفضل برادر علی حسن صاحب مسلخوان سیالکوٹ

کوچۂ یار سے بہتر نہین جنت اے دل | لوگ کیون اسکی تمنا مین بسر کرتے ہین
عشق کو آپ کے مینے تو چھپایا سب سے | ہان مگر نالے مرے سبکو خبر کرتے ہین

جناب سید افضل حسین صاحب ثابت لکھنوی ناظر عدالت دیوانی کوئٹہ

اے قمر پوچھ نہ کسطرح بسر کرتے ہین | گن کے تارے شبِ فرقت کو سحر کرتے ہین
نہین کچھ زندگیِ خضر کی پروا انکو | کوچۂ زلف مین جو عمر بسر کرتے ہین
بدگمان ہوتے ہو کیون حضرتِ زاہد ہمسے | اہلِ باطن نہین ظاہر پہ نظر کرتے ہین
ہمکو پروا نہین گر آپ کا ہے بام بلند | یہ وہ نالے ہین کہ گردون پہ گذر کرتے ہین
خلد رضوان کو مبارک ہے مالک کو سقر | ہمتو کوچے مین ترے عمر بسر کرتے ہین

جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

ہمکو یہی کر کے شبِ وصل سحر کرتے ہین | یون بھی ارمان بھرے رات بسر کرتے ہین
قہقہے تم جو لگاتے ہو مرے نالون پر | وہ سمجھتے ہین کہ ہم بھی کچھ اثر کرتے ہین
کہتے ہین آتے ہین ہم ہوش سنبھالو اپنے | بیخبر کرنے کی پہلے سے خبر کرتے ہین
رحم بھی چاہیے او دل کے ستانیوالے | صبر بھی دیتے ہین بے صبر اگر کرتے ہین
اک پریزاد بھی ہمسے تو مسخر نہوا | حورین ملتی ہین وہ کردار بشر کرتے ہین
دل کو برباد کیا رہ کے تو آنکھونکو خراب | کہین یہ خانہ برانداز بھی گھر کرتے ہین
مجھسے سید ہامری تقدیر کو ہو لینے دو | پھر بتا دونگا کہ یون ترچھی نظر کرتے ہین
دیکھنا اسکا ہی گو سب سے ملی بزم مین آنکھ | کہ اشارے وہ کنکھیون سے کدہر کرتے ہین
آہی جاتی ہے ہنسی دل کی تڑپ پر انکو | ضبط ہر چند مرے زخمِ جگر کرتے ہین

فرقتِ غیر کی اک شب نہین کٹتی تمسے
اون سے پوچھو جو یوہین عمر بسر کرتے ہین

تیرے غماز ترے نالۂ دل ہی ہین جلال
کہ ادہر کی یہی کمبخت ادہر کرتے ہین

جناب محمد عمر صاحب جنون خلف مولوی محمود میا نقشنا وکیل عدالت منگلور

تیرا داون کے جو سینے مین گذر کرتے ہین
اپنا دل تھام کے ہم ہاے جگر کرتے ہین

تیغ باندھے ہوے مقتل مین جو آتا ہے وہ شوخ
قتل کے شوق مین ہم سینہ سپر کرتے ہین

چھریان چلتی ہین سو سے جاتے ہین لاکھون بسمل
جس طرف آنکھ اوٹھا کر وہ نظر کرتے ہین

روز و شب عارض و گیسو کے تصور مین ہے
کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین

قیس اندازِ جنون سیکھ لے ہمسے چل کر
دشت وحشت کی طرف ہم بھی سفر کرتے ہین

جناب علی حافظ صاحب جذب حکیم آبادی

کیا بتا ئین تمھین کسطرح بسر کرتے ہین
ہان کبھی شکل سے دنیا مین گذر کرتے ہین

ہان کوئی حوصلہ باقی نہ رہے اے قاتل!
آج ہم نذر تری تیغ کی سر کرتے ہین

دیکھین کسطرح نہین پڑھتے ہین کلمہ یہ بت
حضرتِ جذب نظر سوے اثر کرتے ہین

جناب منشی محمد ولایت حسین صاحب حقیر دہلوی شاگرد جناب فائز بنارسی

پھر کے آنے کے نہین سوے وطن ہم وحشی
مثلِ بوے گل تر آج سفر کرتے ہین

کبھی گیسو کا تصور کبھی یاد عارض
طے یہی کر کے ہم شام و سحر کرتے ہین

رنج واندوہ و غم و حسرت و یاس و حرمان
انھین دو چار کی صحبت مین بسر کرتے ہین

دل فرشتون کے ہلا دیتے ہین انسان تو کیا
جب کبھی آہ تری تفتہ جگر کرتے ہین

آج مایوسون کے مجمع مین حقیر آتے ہین
دیکھیے وہ نظرِ مہر کدہر کرتے ہین

جناب منشی لچھمن سروپ صاحب حقیر طالب علم اسکول بلند شہر

یہ بھی عشاق کی اک صرف ہوا بندی ہے
نالہاے دلِ مشتاق اثر کرتے ہین

تمکو ملنا ہو تو مل جاؤ مریجان کہ حقیر
آج دنیا سے کوئی دم مین سفر کرتے ہین

جناب محمد عظیم صاحب حاذق برادر محمد عبد الواحد صاحب داروغہ جیل ایلچپور

دل تو ہوتا نہین پہلو مین ہمارے اے شوخ!
کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین

آپ خود آتے ہین یا مجکو بلاتے ہین وہ دیکھون نالے مرے کیا آج اثر کرتے ہین

جناب منشی محمد سلیمان خانصاحب خاور بنگلوری شاگرد جناب مولانا محمد حسنخانصاحب ؎

ہجر فرقت مین ہین ہم دل کی گرفتاری سے کیا کہین تم سے کسطرح بسر کرتے ہین ؎

جناب منشی رام سہائے صاحب خلیق بدونگامی سابق اڈیٹر تاج الاخبار ؎

کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین ؎ ہجر مین شام سے مر مر کے سحر کرتے ہین ؎

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

آپ جنکو ہدف تیر نظر کرتے ہین ؎ رات دن ہاے جگر کرتے ہین

جناب رام سنگھ صاحب رام پٹواری پرگنہ راولپنڈی

چرخ سے کہدو کہ کشتی کو سنبھالے اپنی آج طوفان بپا دیدۂ تر کرتے ہین ؎

جناب سید شوکت حسین صاحب سحر لکھنوی شاگرد جناب یاس لکھنوی ؎

گیسو و رخ کے تصور مین بسر کرتے ہین ؎ شام سے آہ و بکا تا بہ سحر کرتے ہین ؎

اسیر خوش بیٹھے ہین وہ غیر کا زانو دابے رخ بھی محفل مین نہین ابتو ادہر کرتے ہین

ہو گیا چشمہ بپا اشکون کا طوفان یہ اٹھا اور کیا دیکھیے اب دیدۂ تر کرتے ہین

کیون شب و روز کے پردے مین نہان رہتے ہین کیا حجاب آپ سے کچھ شمس و قمر کرتے ہین

اے سحر اگرچہ بھلا یا ہی انھون نے دل سے یاد ہم انکو مگر شام و سحر کرتے ہین ؎

جناب سالک رام صاحب سالک محافظ دفتر فوجداری جھالاواڑ ؎

عمر گو گریہ و زاری مین بسر کرتے ہین ؎ روز ہم اشک سے رومال کو تر کرتے ہین

مجھ سے تو کہتے ہین اب ہم نکرینگے بیداد اک نہ اک روز نیا ظلم مگر کرتے ہین ؎

دل پہ چلجاتی ہین دشمن کے ہزارون چھریان اک اشارہ بھی اگر آپ ادہر کرتے ہین ؎

اسلیے نام ہی دنیا کا سرائے فانی ؎ ایک آتا ہی تو دس یان سے سفر کرتے ہین

جذب الفت کا نہ ممنون ہو پھر کیون سالک وہ محبت کی نظر ابتو ادہر کرتے ہین ؎

جناب شیخ محمد محسن صاحب سحر ماہوری خلف منشی مبارک علی صاحب تحصیلدار بیرودہ

تو بھی اپنے رخ روشن سے اوٹھا دے پردہ دعوے حسن بہت شمس و قمر کرتے ہین ؎

جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی

یہ جو دزدیدہ مری سمت نظر کرتے ہین
اک زمانے کے دلونمین ہی گھر کرتے ہین

کر چکے تم جو تمھین ظلم و ستم کرنا تھے
ہم بھی اب آہ کو ممنون اثر کرتے ہین

اسطرف بھی ہو نگاہ غلط انداز کبھی
ہم بھی حسرت بھری آنکھونسے نظر کرتے ہین

زندگی خلد مین بھی انکی کٹے گی یونہین
یہ جو رو پیٹ کے دنیا مین بسر کرتے ہین

ہمسے تو ایک گھڑی بھی نہین کاٹے کٹتی
لوگ کسطرح شب غم کو سحر کرتے ہین

کیون نئے رنگ ہین ہر روز نظر آکے حضور
جب نہ تب حال مرا نوع دگر کرتے ہین

زردی چہرۂ عشاق یہ بتلاتی ہے صاف
یہی معشوق ہین جو خاک کو زر کرتے ہین

ہمسے جانباز سر شام ہی دیدیتے ہین جان
شب اندوہ کو اک پل مین سحر کرتے ہین

بے سبب نالہ و فریاد نہین آٹھ پہر
اپنی بیتابیون سے اونکو خبر کرتے ہین

وہ جو ہین چین سے ہین محو نوائے سطر
ہم عبث نالہ و فریاد ادہر کرتے ہین

گلشن دہر مین شمشاد ہزارون نادان
نخل الفت مین تمنائے ثمر کرتے ہین

جناب شیخ محمد عبد اللطیف صاحب شفا ساکن چھپرہ شاگرد نواب امیر الدولہ

کب مرے حال پہ دیکھین وہ نظر کرتے ہین
کب مرے نالۂ پر درد اثر کرتے ہین

غور کی جا ہے کسی طرح کے ہون اہل دول
خالی ہی ہاتھ وہ دنیا سے سفر کرتے ہین

دھوکا قرآن کا ہو جاتا ہے اللہ اللہ
روے دلدار پہ جسوقت نظر کرتے ہین

چشم بد دور عجب ہوتا ہے عالم دل کا
اک ادا سے وہ نظر جبکہ ادھر کرتے ہین

جنکے دل کو ہی نہین کچھ ہوس دولت و جاہ
اے شفا بس وہی بیفکر بسر کرتے ہین

جناب سید کاظم حسین صاحب شیفتہ ساکن کنتور ملک اودھ مقیم حیدرآباد

شام رو رو کے تو مر مر کے سحر کرتے ہین
کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین

دل پگھلتا ہے بتون کا مری فریادون سے
یہ وہ نالے ہین کہ پتھر مین اثر کرتے ہین

زلف دیکھی تو بلا مین تجھے پھنسنا ہوگا
دیکھ اے دل تجھے پہلے سے خبر کرتے ہین

حضرت خضر ہین جینے کی تمنا مین خراب
دم نکلتا نہین مر مر کے بسر کرتے ہین

زلف کی جھونک سے تو سیکڑون بل کھاتی ہے
نیچا کا ہیکو وہ زیب کمر کرتے ہین ؎

جناب سید نظیر احمد صاحب شوقؔ وطن سیتاپوری خلف سید تفضل حسین مرحوم ؎

روز کرتے ہین وہ وعدے کہ مین کل آؤنگا
ایسی باتون سے مرے دلمین وہ گھر کرتے ہین

رات کٹتی نہین کاٹے سے تمھارے غم مین
کیا کہین تم سے کہ کسطرح بسر کرتے ہین

جناب نذیر احمد صاحب شبابؔ رئیس بلگرام ضلع فرخ آباد ؎

شب فرقت مین فغان تا بہ سحر کرتے ہین
کیا کہین تم سے کہ کسطرح بسر کرتے ہین

جان جاتی رہی شکوہ نہین کرینگے شباب
وہ کرین جور و جفا شوق سے گر کرتے ہین

جناب مرزا وارث علی صاحب صبیحؔ لکھنوی شاگرد جناب عشقؔ لکھنوی

دن تو رو رو کے ترے غم مین بسر کرتے ہین
رات ہوتی ہے تو مر مر کے سحر کرتے ہین ؎

مل گیا ہے شب فرقت مین سہارا اتنا
ساتھ ہم شمع کے رو رو کے سحر کرتے ہین

صبح کو کوچ ہی ملنا ہو تو غافل اِملیحا
رات کی رات یہان اور بسر کرتے ہین!

ہوش کھونیکو مرے یہ بھی ہے اک چال اونکی
گھر مین جب غیر کے جاتے ہین خبر کرتے ہین

بلبلو! تمکو مبارک ہو گلستان کی بہار
ہمتو اس گلشن عالم سے سفر کرتے ہین ؎

چھوڑ کے چہرے پہ زلفین وہ اٹھا لیتے ہین
دن کو شب کرتے ہین اور شبکو سحر کرتے ہین

سنکے اکثر مری فریاد وہ کہہ اٹھتے ہین
اسکے نالے تو مرے دلمین اثر کرتے ہین؛

آپ تشریف لیے جاتے ہین گھر بسم اللہ!
ہم بھی دنیا سے کوئی دم مین سفر کرتے ہین

ذکر جنت کا کبھی اور کبھی دوزخ کا ؎
ہم تلون ہی سے واعظ کے حذر کرتے ہین

یاد آتا ہے وہ احباب کا جلسہ ہمکو
جب کبھی شہر خموشان مین گذر کرتے ہین

یہ گنہگار ہو مین سوختہ دل اے راحم!
ساتون دوزخ مرے سایے سے حذر کرتے ہین

لائق مدح ہین کب اونکی یہ خوبی ہے صبیح!
شعر تیرے جو پسند اہل ہنر کرتے ہین ؎

جناب سید فرزند احمد صاحب صفیرؔ بلگرامی آرہ مقامی

رابطہ دل سے ترے تار نظر کرتے ہین ؎
چشم بد دور محبت کی خبر کرتے ہین ؎

ہم تو سرمہ بھی ہوے اور نہ ہوا خاک نصیب
کس طرح غیر تری آنکھو مین گھر کرتے ہین

ہو ہی جاتا ہی اودہر کوئی نہ کوئی عالم
التفات آپ ترحم سے جدہر کرتے ہین

آگی تقدیر مین جو ہو ہمین معلوم نہین
فکر ملنے کی ترے حوصلہ بھر کرتے ہین

ٹھنڈی سانسین نہ بھری جاتی ہین پیر مین صفیر
ایسے نالے بھی کسی دلمین اثر کرتے ہین

جناب ڈاکٹر کرامت اللہ خانصاحب صید شاہجہانپوری وارد حال کابل

شکر خالق کا ہی جسطرح گذر کرتے ہین
کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین

بعد مدت کی ہوئی میری دعا یہ مقبول
صحبت غیر سے وہ ابتو حذر کرتے ہین

دل چرانے کے یہی ڈہنگ ہین معشوقونکے
نیچی آنکھون سے وہ کسطرح نظر کرتے ہین

بعد مدت کے تو قسمت سے ہوا وصل نصیب
آپ جھگڑون ہی مین اس شبکو سحر کرتے ہین

جناب سید خدا بخش صاحب صادق ساکن منگلسی ضلع فیض آباد

ہم شب ہجر مین اسطرح بسر کرتے ہین
شمع کی طرح سے رو رو کے سحر کرتے ہین

رات دن تیرے تصور مین بسر کرتے ہین
یاد اے جان تجھے آٹھ پہر کرتے ہین

دفن کر دو کہین لیجا کے وہ فرماتے ہین
میرے احباب جو مرنے کی خبر کرتے ہین

جناب نواب حمید الدین حیدر صاحب ضیا ساکن چھپرہ شاگرد نواب امیر الدولہ

جب تصور ترا ہم رشک قمر کرتے ہین
شام سے آہ و فغان تا بہ سحر کرتے ہین

کشت الفت کی ہمیشہ نہ رہے کیون سرسبز
ابر کا کام مرے دیدۂ تر کرتے ہین

راہ کو روکتی ہی قسمت برگشتہ مری
قصد آنے کا مرے گھر وہ اگر کرتے ہین

وار جب کرنے لگا تیغ نگہ کا وہ ترک
دل یہ چلایا کہ ہم سینہ سپر کرتے ہین

جو ہی معدوم اوسے موجود بتاتے ہین ضیا
دیکھیے یار کی تعریف کمر کرتے ہین

جناب رائے انبا پرشاد صاحب طرب شاگرد جناب شگرفی ایلچپوری

جسطرح ہوتا ہی اوسطرح گذر کرتے ہین
کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین

جناب منشی عابد حسین صاحب عابد سہسوانی شاگرد جناب امیر لکھنوی

صدمہ ہجر سے آب آب جگر کرتے ہین
تیری امداد ہم اے دیدۂ تر کرتے ہین

گھر سے جانے کا ارادہ وہ اگر کرتے ہین
ہم در و بام پہ حسرت سے نظر کرتے ہین

آپ رخصت ہوئی جلتا ہوا چھوڑا ہمکو
یہ لگا کے تجھسے ہم اے شمع سحر کرتے ہین

رات کس طرح سے کٹتی ہے تو ہی سچ بتلا
ضبط ہم تجھپہ اب اے درد جگر کرتے ہین

دل کی تسکین کو بنا لیتے ہین ہم سو باتین
بھول کر بھی جو ادھر آپ نظر کرتے ہین

بعد مردن در جانان نہ چھٹا ہین احباب
اسی کوچے مین کرین دفن اگر کرتے ہین

ہامی رشک کہ جس طرح مجھے دیکھتے ہین
غیر پر بھی وہ اسی طرح نظر کرتے ہین

وصل کی رات تو خاموش رہین بہر خدا
کیون ہین ذبح یہ مرغان سحر کرتے ہین

عابدا آنکھون سے در آتے ہین دلونمین معشوق
گھر کیون سے یہ مکانونمین گذر کرتے ہین

جناب سید ممتاز حسین صاحب عقیل لکھنوی شاگرد جناب یاس لکھنوی

ہم کسی کو بھی نہین اوسکی خبر کرتے ہین
ظلم ہمپر جو حسین شام و سحر کرتے ہین

ہم پتہ دیتے ہین اسکا کہ ہے یہ بھی صدچاک
ساتھ اشکون کے رواں لخت جگر کرتے ہین

انقلاب ایک نیا ہوتا ہے اوس سمت عقیل
جس طرف آنکھ اوٹھا کر وہ نظر کرتے ہین

جناب محمد مبین صاحب علیم مچھلی شہری شاگرد جناب یاس لکھنوی

کس مصیبت سے صنم روز سحر کرتے ہین
کیا کہین ہجر مین کس طرح بسر کرتے ہین

میری خلوت مین ہوا بھی نہین آنے پاتی
در و دیوار پہ کیون آپ نظر کرتے ہین

خلق سے جاتے ہین تنہا کوئی ہمراہ نہین
سب طرف یاس سے ہم آج نظر کرتے ہین

اک قیامت ہین حسینون کے بھی اٹھتے جوبن
فتنے اوٹھینگے ہزارون یہ خبر کرتے ہین

جناب محمد یحیی علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی نگینہ

کھاتے غم خون جگر پی کے گذر کرتے ہین
پوچھتے کیا ہو کہ کسطرح بسر کرتے ہین

میری فریاد رسی کرتے ہین نالے میرے
دم بدم یار کو جا جا کے خبر کرتے ہین

ہمکو کھٹکا نہین تم شوق سے در بند کرو
سر سلامت ہے تو دیوار کو در کرتے ہین

چاہیے چاہیے بس وصل کے وعدے دیکھیے
رات دن آپ یونہین شام و سحر کرتے ہین

ان بتون ہی کا کبھی دل نہ پسیجا عاصی
ورنہ نالے مرے پتھر مین اثر کرتے ہین

جناب میوا لال صاحب عاجز سب انسپکٹر پولیس تھانہ رنجولی

کیا کہین تم سے کہ کسطرح بسر کرتے ہین | شام سے ہجر مین رو رو کے سحر کرتے ہین
تو ہی تو ہمکو نظر آتا ہی اے بت ہر سو | ہم نظر تیرے تصور مین جدہر کرتے ہین

جناب محمد علیم الدین صاحب علیم پھلواری خلیفہ امام علی صاحب رئیس ملانہ

پوچھتے کیا ہو کہ کسطرح گذر کرتے ہین | مثل دیوانون کے عمر اپنی بسر کرتے ہین
وصل اوس بت کا میسر نہوا آہ کبھی | داغ حسرت کا لیے دل یہ سفر کرتے ہین

جناب سید ابرار حسین صاحب عاجز فتحپوری شاگرد جناب نسیم بھرتپوری

میرے نالے جو سلامت ہین تو قاصد کیسے غرض | حال دل کی تو یہی خوب خبر کرتے ہین

جناب محمد عبد العزیز خانصاحب عزیز دہلوی شاگرد جناب داغ

کبھی امید مین جیتے ہین کبھی یاس مین ہم | اسی صورت سے شب ہجر بسر کرتے ہین

جناب محمد یوسف حسین صاحب عزیز تلمیذ و خلیفہ جناب بیدل لاہردی

دل سے ہم نالۂ پرسوز اگر کرتے ہین | عرش اعظم کو بھی ہم زیر و زبر کرتے ہین

جناب منشی میر عباس علی صاحب عباس از چھاؤنی اورنگ آباد دکن

زلف و عارض نے ترے مجکو کیا سودائی | اس تصور مین بسر شام و سحر کرتے ہین

جناب محمد خانصاحب غریب سہارنپوری تلمیذ چشتی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر

آہ و فریاد و فغان آٹھ پہر کرتے ہین | کس مصیبت سے جدائی مین بسر کرتے ہین
صف اولٹتی ہی اشارہ بھی اگر کرتے ہین | برق گرتی ہی جدہر آپ نظر کرتے ہین
چوٹ دلمین ہو تو فریاد دکھاتی ہے مزا | درد والون ہی کے نالے بھی اثر کرتے ہین
پردہ چشم مین آئین مرے دل مین آئین | شرم ظاہر کی ملاقات سے گر کرتے ہین
تو نہین اگر روز گذر جائینگے دنیا سے غریب | جس طرح اور یہ احباب سفر کرتے ہین

جناب منشی حافظ محمد فضل حمید صاحب فضل وکیل دربار ریاست گڈھ متعینہ اودیپور

آخری وقت ہی اب تو وہ قدم رنجہ کرین | آج ہم منزل ہستی سے سفر کرتے ہین

جناب میر حامد علی صاحب قمر لکھنوی تعلقہ دار ملک آئین

آپ آرام سے جس شب کو بسر کرتے ہین | ہم اوسی رات کو مر مر کے سحر کرتے ہین

کچھہ نہ سوچی کہ مرے قتل مین رسوائی ہے | بات جو کرتے ہین بخوف خطر کرتے ہین
کہین چھپتی ہین یہ دزدیدہ نگاہین تیری | جو نظر رکھتے ہین وہ خوب نظر کرتے ہین
زندگی مین نہ کبھی آنکھہ اوٹھا کر دیکھا | اب مری قبر پہ حسرت سے نظر کرتے ہین
دیکھہ یہ ظلم کا انجام ہوا اے ظالم | لوگ اب نام ترا سنکے حذر کرتے ہین
دھوہی جائیگی سیاہی شب غم کی اے نوح | آنکھین باقی ہین تو رو روکے سحر کرتے ہین
ای صبا کوچۂ جانان مین جو ملجائے کہین | دل سے کہنا کہ بہت یاد قمر کرتے ہین

جناب بالکرشن صاحب قمر لکھنوی شاگرد جناب اسیر لکھنوی

کیا ہوا عشق اگر تجھسے بشر کرتے ہین | رشک صورت پہ تری شمس و قمر کرتے ہین
سو مصیبت سے شب ہجر سحر کرتے ہین | کیا بتائین تمھین کسطرح بسر کرتے ہین
یاد جس رات تری رشک قمر آتی ہے | تارے گن گن کے ہم اوس شب کو سحر کرتے ہین
ہای حسرت تو مجھے یہ ہے کہ میرے ہوتے | قتل غیرون کا وہ کیون مدنظر کرتے ہین
جذبہ عشق نے تاثیر کشش پیدا کی | قصد آنیکا وہ خود ہی مرے گھر کرتے ہین
کہتے ہین کیا کرین ہم یہ بھی خدا کی مرضی | میرے مرنے کی جو لوگ اونکو خبر کرتے ہین
دل پہ منتی ہے قمر یا کہ جگر پر دیکھین | آج بیدھب مری جانب وہ نظر کرتے ہین

جناب سید یوسف حسین صاحب قیاس خلف اکبر جناب یاس لکھنوی

بیٹھہ کر شام سے رو رو کے سحر کرتے ہین | اسطرح ہائے ہم تری فرقت مین بسر کرتے ہین
نزع مین ہون نہین وہ آئے ہین دکھانے صورت | ہائے کسوقت مین افسوس اثر کرتے ہین
اپنی صورت تو دکھا جا ہمین ای رشک مسیح | کہ زمانے سے کوئی دم مین سفر کرتے ہین
دونون ہاتھون سے پکڑ لیتے ہین پہلو اپنا | اونکے دل مین مرے نالے جو اثر کرتے ہین
ای قیاس آتا ہی ہمکو کسی مہرو کا خیال | جب کہ ہم ماہ دو ہفتہ پہ نظر کرتے ہین

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل فتحپور ساکن اندولی

رات دن تیرے تصور مین بسر کرتے ہین | ای حسین شام سے رو روکے سحر کرتے ہین
دین و دنیا کا نہین ہوش محبت مین ہمین | پوچھتے کیا ہو کہ کسطرح بسر کرتے ہین

بلبلو شاد رہو تمکو مبارک ہو چمن
ہمتو اب گلشنِ ہستی سے سفر کرتے ہین

یونتو ہر وقت وہ غصے ہی مین رہتے ہین کرم
دیکھیے رحم کی کب ہمپہ نظر کرتے ہین

جناب سید محمد مہدی صاحب مہدی خلف الرشید جناب جلال لکھنوی

شعبدی طرفہ بتِ شعبدہ گر کرتے ہین
گھر آنے کی بنانے کی خبر کرتے ہین

آمد وشد ہی مرے دل مین برابر اوسکی
سامنے بیٹھے ہوسے آنکھون مین گھر کرتے ہین

پھر اونھین کیا نہ وبال ہو ان اگر دونون جہان
آنکھ اوٹھا کر کبھی کچھ دیر نظر کرتے ہین

اپنے آنچل سے وہ خود پونچھینگے آنسو میرے
گر چلے نظرون سے دیکھو اب اثر کرتے ہین

کرے عیش اپنا شب وصل بلا آپکی تلخ
آپ کیون سنتے ہین ہم شادی اگر کرتے ہین

کیا کہا حضرت دل اوس سے کہ یہ ہم ہین دکھیے
خیر معلوم ہوا آپ ہی شکر کرتے ہین

سمجھو دلسوز تم اپنا کہ نہ سمجھو مہدی
مہربانی تو بہت [illegible] جگر کرتے ہین

جناب سید واجد حسین صاحب محبت تخلص ارشد شاگرد جناب [illegible] لکھنوی

تارے گن گن کے شب ہجر سحر کرتے ہین
[illegible] کہین ہے کہ [illegible] بسر کرتے ہین

شام تک صبح سے رو رو کے ہی گذری ہے ہمین
رات بھر [illegible] کی سحر کرتے ہین

کوئی مونس نہین ملتا جو شبِ فرقت مین
شمع کے ساتھ ہی رو رو کے بسر کرتے ہین

ہاے کیون دلمین تمہارے نہین ہوتی تاثیر
یہ تو نالے مرے پتھر مین اثر کرتے ہین

ذکر اغیار کی الفت کا ہمارے آگے
دیکھیے پہلے حضور آپ ہی شر کرتے ہین

دل تو وہ لے چلے چھینینگے جگر بھی شاید
دہنے پہلو پہ جو دزدیدہ نظر کرتے ہین

دست قاتل مین محبت نہین مہندی ملتے
اپنے ہاتھون سے یہ ہم خون جگر کرتے ہین

جناب منشی محمد عبدالمجید صاحب مجید کیر تپوری ملازم فوجداری علیگڈھ

بت خدا کا بھی نہین خوف وخطر کرتے ہین
کعبہ دل مین مرے آکے جو گھر کرتے ہین

حضرت دل کو ہی اونکے رخ وگیسو کا خیال
یونہین یہ اپنی بسر شام وسحر کرتے ہین

رشک سے ابر ہوا جاتا ہے پانی پانی
اپنے دامن کو جو ہم اشک سے تر کرتے ہین

یاد آتی ہے شبِ وصل کی جب ہمکو ہنسی
روتے روتے شبِ فرقت کو سحر کرتے ہین

نزع مین دیتی ہین تسکین ہمین احباب مجید　　آپکے حال کی ہم اونکو خبر کرتے ہین

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی وکیل منصفی شکوہ آباد شاگرد داغ

کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین　　ہمتو رو رو کے شب ہجر سحر کرتے ہین
اہل تیرے جور و ستم کون سہے گا ظالم　　ہم سوے ملک عدم آج سفر کرتے ہین
کسی دشمن کی بھی اسطرح نہ گذرے اوبت　　کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین
وصل کی شکل نہین تاب نہین صبر نہین　　زندگی ہم تو مصیبت مین بسر کرتے ہین
دل لگانیکی سزا دیتے ہین دلبر منظور　　کیا تعجب ہے ستم ہم پہ اگر کرتے ہین

جناب سعد الدین صاحب محو از کاسگنج

شب ہجر انکی ہم اس طرح بسر کرتے ہین　　نالہ و آہ و بکا تا بہ سحر کرتے ہین
شغل مے نوشی بھلی ہو دنیا کہ اگرچہ دل سے　　لیک سمجھتے ہین برا اسکو مگر کرتے ہین
کیا ہمین کام رقیبون سے نہین شوق وہ ہے　　ہمتو اس عالم فانی سے سفر کرتے ہین

جناب پنڈت مہراج کشن صاحب مفتون طالب علم گورنمنٹ ہائی اسکول سلطانپور

کیا کہین ہم شب فرقت کہانی تمسے　　پوچھتے کیا ہو کہ کسطرح بسر کرتے ہین
اب جو کرتے ہین محبت کی وہ باتین مجھسے　　یہ مرے نیم شبی نالے اثر کرتے ہین

جناب غلام محمود خانصاحب محمود منصبدار اورنگ آباد دکن

خون دل پیتے ہین اور لخت جگر کھاتے ہین　　کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین

جناب شیخ مقیم الدین صاحب مسکین از فتحپور سیکری ضلع آگرہ

ناصحا الجھتا ہے کیون مفت تو اور غصہ جا بیجا　　دل دہ نہین دیتے ہین ہم اپنا ضرر کرتے ہین

جناب منشی محمد نظیر صاحب نظیر وکیل فتحپور شاگرد جناب یاس لکھنوی

میرے گھر آنیکا وہ قصد اگر کرتے ہین　　تو حواس آکے مری مجھسے خبر کرتے ہین
ہم تصور مین ترے گیسوے افشان کے صنم　　تارے گن گن کے شب ہجر بسر کرتے ہین
میرے پہلو مین تو بیٹھے ہین یہ ڈر کسکا ہے　　جو وہ ہر بار نظر جانب در کرتے ہین
سامنے میرے لڑاتے ہین عدو سے پھر آنکھ　　دیکھیے دیکھیے پھر آپ یہ شر کرتے ہین

بھولے بیٹھے ہین ہمین یاد دلا کر اپنی ؎ بیخبر ہمسے ہین پر اپنی خبر کرتے ہین

خیر اتنا ہی سہی ہاد تو او دیکھین میر الحافظ ؎ جانب غیر جو وہ چھپکے نظر کرتے ہین

بند کرلو تو ذرا دیدۂ مشتاق نظیر ؎ دیکھین پھر دل مین وہ کسطرح گذر کرتے ہین

جناب عبد الغفار خانصاحب ناطق ساکن موقائم گنج ؎

خاکساری سے جو اوقات بسر کرتے ہین ؎ سرمہ سان دیدۂ مردم مین وہ گھر کرتے ہین

غضب اے ترک تری تیر نظر کرتے ہین ؎ بے تامل دل عشاق مین گھر کرتے ہین

کبھی نالہ کبھی گریہ کبھی فریاد و بکا ؎ پوچھتے کیا ہو کہ کسطرح بسر کرتے ہین

کیون نہ بت آپ چلے آئین جگر کو تھامے ؎ یہ وہ نالے ہین جو پتھر مین اثر کرتے ہین

حسرت و یاس و تمنا ہین جنازے کے ساتھ ؎ دیکھو اس دھوم سے ہم آج سفر کرتے ہین

صبر کر ناطق ناشاد عبث جان نہ دے ؎ تیری حالت کی او ہمین جاکے خبر کرتے ہین

جناب محمود علی صاحب نادر شاگرد جناب سحر ؎

میرے نالون کی صدا سنکے کہا اس بت نے ؎ پتھرون پر بھی کہین تیر اثر کرتے ہین

جناب سیٹھ بھوانی شنکر صاحب ناگر خلف سیٹھ بابو شنکر صاحب لوپ تہری

کیا کہین یار کہ کس طرح بسر کرتے ہین ؎ تارے گن گن کے شب ہجر سحر کرتے ہین

جناب پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب نوزا لوپ تہری ماسٹر اسکول بھر تپور

ہجر مین شام سے مر مر کے سحر کرتے ہین ؎ کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین

نقد دل آج چرا ئینگے وہ کسکا یارب ؎ سوئے عشاق جو دزدیدہ نظر کرتے ہین

جناب محمد عبد الرحمن صاحب نیر وکیل دہلی ؎

موشگافی کرے کیا وصف کمر مین نیر ؎ آپ کھو جاتے ہین جو وصف کمر کرتے ہین

جناب شیخ نعیم اللہ صاحب نعیم رئیس گڑھ مانکپور شاگرد جناب بشیر ازاوناوہ

رات بھر کروٹین لے لے کے بسر کرتے ہین ؎ کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین

جناب شیخ حیدر صاحب نادان مہتمم کمیٹی اتفاق احباب سکندر آباد

کیا کہین تمسے کہ کسطرح بسر کرتے ہین ؎ روتے روتے شب فرقت کو سحر کرتے ہین

جناب مرزا مرتضیٰ حسین صاحب وصال لکھنوی وارد رامپور شاگرد جناب جلال

ارمیان شکوہ و غیروں سے ادو ہر کرتے ہین
دل جلے شغل مین آہون کے سحر کرتے ہین

کبھی مرتے ہین کبھی جیتے ہین جانباز ترے
جان دیدے کے مہم عشق کی سر کرتے ہین

ہوتی آئی ہی تمہین ہمنے بھی چاہا۔ چاہا ہم
اچھی صورت کو سبھی پیار بشر کرتے ہین

سینہ و پہلو و جان و جگر و دیدہ و دل
دیکھیے کونسا آباد وہ گھر کرتے ہین

کبھی پڑ رہتے ہین در پر پس دیوار کبھی
یونہین کچھ خانہ بدوش اونکی بسر کرتے ہین

دل سے تم اپنی خبردار ذرا دل والو
پھر سوے بزم وہ دزدیدہ نظر کرتے ہین

یونہین ارمان مرے دل کا نکالین وہ کوئی
حسرتون کو مری پامال اگر کرتے ہین

دیکھو تن کے دکھاؤ نہ تم اوٹھتا جوبن
اپنا دل آتا ہی ہم تمکو خبر کرتے ہین

تا سحر وصل سے محروم رہے ہمتو وصال
اب جو کچھ کہتے ہین وہ کہتے ہین شر کرتے ہین

جناب عبد الواحد صاحب واحد تھانوی محرر فوجداری حکومت بالی گوڈوائہ

چین دیتا نہین اک لحظہ غم ہجر نبی
پوچھتے کیا ہو کہ کسطرح بسر کرتے ہین

آرزو ہی کہ کہین مجکو بھی اک دن سب لگ
آج لو وہ بھی مدینے کو سفر کرتے ہین

یارسول عربی ہمکو بھی دکھلا دو جمال
عرض یہ آپ سے با دیدۂ تر کرتے ہین

جناب سید محمد عظمت اللہ صاحب ثمر نگ آبادی اورنگ آباد دکن

ای فلک انکی حقیقت سے نہین تو واقف
یہ وہ نالے ہین جہان زیر و زبر کرتے ہین

جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

یار اس شغل مین ہر شام سحر کرتے ہین
جان پر کھیل کے فرقت مین بسر کرتے ہین

دل کو وہ رنج و الم ہے کہ گھلا جاتا ہون
کچھ مرے حال پہ بھی آپ نظر کرتے ہین

سن جو بڑھتا ہی تو ہوتی ہین عدم سے نزدیک
گھر مین بیٹھے ہوے ہم روز سفر کرتے ہین

بند ہین یاد مین اونکی کبھی وا ہین آنکھین
نہین دو حال مین ہر شام و سحر کرتے ہین

ضبط کی ہی او نہین لذت نہ مزا صدمے کا
جو شکایت تری ای درد جگر کرتے ہین

میری بیتابیون کو دیکھ کے کہتا ہی کوئی
یہی انداز ہین جو دل مین اثر کرتے ہین

قتل کو میرے فقط تیغ نگہ کیا کم ہے | نیمچہ کس لیے وہ زیب کمر کرتے ہین
تو نے کیا ساتھ دیا ہجر کی تنہائی مین | دل سے تعریف ہم اے درد جگر کرتے ہین
پاس نالے ہی شب ہجر ہین قاصد میرے | حال کی میرے یہی اونکو خبر کرتے ہین

جناب محمد یسین صاحب یسین ساکن قصبہ باڑہ مقیم ہوگلی ؎

ہم شب ہجر کو رو رو کے سحر کرتے ہین ؎ | پوچھتے کیا ہو کہ کس طرح بسر کرتے ہین
مانع عشق عبث ہوتا ہے ہمکو ناصح ؎ | اوسکا کیا جاتا ہے ہم اپنا ضرر کرتے ہین
تمتو بھولے ہوے بیٹھے ہو ہمین یار افسوس | اور ہم یاد تمھین آٹھ پہر کرتے ہین ؎
یاد آتا ہے جو دل مین کبھی رہنا تیرا ؎ | در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہین
جلوۂ نور سحر آنکھونمین پھر جاتا ہے ؎ | جب تصور ترا اے رشک قمر کرتے ہین ؎

جناب ولایت حسین صاحب انور ملازم بھرت پور شاگرد جناب نسیم بھرتپوری

یہ مرے نالۂ دلسوز اثر کرتے ہین ؎ | میری جانب جو وہ پھر پھر کے نظر کرتے ہین
شام بر رو کے تو مر مر کے سحر کرتے ہین ؎ | اسطرح ہم تری فرقت مین بسر کرتے ہین
شافع روز جزا ذات نبی ہے انور | ہم گناہون کا عبث خوف و خطر کرتے ہین

جناب محمد انیس الدین صاحب انیس حال وارد قصبہ نحمدی ضلع کھیری

رو کے ہم صبح سے شب سی سحر کرتے ہین | پوچھتے کیا ہو کہ کسطرح بسر کرتے ہین
اپنے گھر جانیکا وہ قصد اگر کرتے ہین | جانب ملک عدم ہم بھی سفر کرتے ہین ؎

جناب مولوی عبد الغفار صاحب اثر مقیم رتلام ؎ ؎

قہقہے وہ تو لگاتے ہین وہان غیرون سے | ہم یہان تنگ سے خون اپنا جگر کرتے ہین

جناب ڈاکٹر حسو میانصاحب تمنا باشندہ سورت ؎

خون دل پیتے ہین غم کھا کے گذر کرتے ہین | پوچھتے کیا ہو کہ کس طرح بسر کرتے ہین
سیف صد حیف منائی کی ہین اولٹی رسمین ؎ | خیر کی جن سے توقع تھی وہ شر کرتے ہین

جناب حافظ محمد عبد المجید صاحب حافظ گنگوہی از مڑوارہ ضلع جبل پور

ایک ہی وار مین کر دیتے ہین سبکو بسمل ؎ | آنکھ اوٹھا کر جو وہ محفل مین نظر کرتے ہین

چھیڑ کر چرخِ چہارم کو نکلجاتی ہے آہ | جسوقت کہ ہم خستہ جگر کرتے ہین

جناب قاضی نظام الدین صاحب ذہین بٹالوی

ہجر کی راتون کو رو رو کے سحر کرتے ہین | پوچھتے کیا ہو کہ کس طرح بسر کرتے ہین

جناب مولوی محمد عبد الرزاق صاحب راجی از سہسور

بات کی بات مین ہوتا ہی رُخِ عاشق زرد | کیمیا گر ہین حسین خاک کو زر کرتے ہین

وار سے قتل ہون دو اک تو نزاکت سے ہاے | پھر وہ شمشیر کو کیون زیب کمر کرتے ہین

جناب بندہ علیخانصاحب زیبا لکھنوی شاگرد جناب نواب محمد حسنخانصاحب شیدا

پلۂ آفت کا ترے تیرِ نظر کرتے ہین | توڑ کر قالب کو رُخ سوے جگر کرتے ہین

ہجر مین لا کے خیالِ رخِ جانان دلمین | شامِ غم کو شبِ وصلت کی سحر کرتے ہین

جان لینے کا ارادہ ہے کہ دل لینے کا | ناز سے کیون وہ عنایت کی نظر کرتے ہین

تم مرے نالون سے ڈرتے نہین ای یار یہ کیا | آہِ مظلوم سے سنتے ہین حذر کرتے ہین

شدتِ الفت مین اُٹھاتے ہین کس ناکس کی | ہم بڑا ضبط دمِ دردِ جگر کرتے ہین

سنتے کیا ہو مری جان حسرت تو دل کی | ہے وہ نالے ہین جو پتھر مین اثر کرتے ہین

خانۂ دل پہ پرستان کا ہوتا ہی گمان | ناوکِ ناز کسی کی جو گذر کرتے ہین

برق بنجاتے ہین دل آہ وشون کے زیبا | نالہاے دلِ مضطر جو اثر کرتے ہین

جناب صاحبزادہ مرزا اشرف یار خان صاحب اشرف گلشن آبادی

دل کا ننھا سا کلیجا نہ دہلجاے کہین | ہمنشین کیون مرے مرنے کی خبر کرتے ہین

بیخودی سے نہین او دیکھتا ہی قدم پھر اپنا | کوے جانان مین جو بھولے سے گذر کرتے ہین

جناب سید ابو البرکات محمد فخر الدین صاحب صوفی منشی ہائی اسکول اڈمینڈ

ہمکو دنیا سے تعلق نہین ملجاے نجات | بخدا پھر تو مدینہ کا سفر کرتے ہین

جناب کھڑک سنگہ صاحب طالب طالبعلم ففتھ ایر کلاس سکول سیالکوٹ

ہجر کی رات کا احوال خدا جانتا ہے | پوچھتے کیا ہو کہ کس طرح بسر کرتے ہین

جناب حکیم عزیز احمد صاحب عزیز حکیم آبادی شاگرد جناب محمد بشیر صاحب

شکوہ دوست زبان پر نہین لایا جاتا | خیر جس طرح گذرتی ہی گذر کرتے ہین
زندگی شرط ہی اسے طول شب فرقت یار | اگر اللہ نے چاہا تو سحر کرتے ہین
کسکو امید بھی یہ اونکے تغافل سے ناز | لطف کرتے ہین ستم بھی وہ اگر کرتے ہین

غزلیات غیر طرح

جناب مرزا قاسم علی بیگ صاحب خاک حیدرآبادی شاگرد جناب جولان

سبب رنجیدگی کا کیا ہے صاحب | ہوئی سرزد کہو مجھسے خطا کیا
یہ دل لینے مین دونون ایک ہی ہین | تری انداز کیا تیری ادا کیا

جناب منشی افضل حسین صاحب افسون خیرآبادی شاگرد جناب مضطر

حسینون سے جفاؤن کا گلا کیا | بھلا ایسون سے امید وفا کیا
مرا مرنا سنا تو رو کے بولے | خدا افسون کو بخشے مر گیا کیا

جناب سید افضل حسین صاحب ثابت لکھنوی ناظر عدالت ریاست

شب فرقت مین نیند آنے بھلا کیا | گذرتے ہین تصور دل مین کیا کیا
لحد مین سو رہا بیخوف ثابت | مدد کو آ گئے مشکل کشا کیا

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی وکیل شکوہ آباد شاگرد جناب

ہوشیار اے دل کہ اب اونکا شباب آنیکو ہے | ناز و غمزہ کا نیا تجھپر عذاب آنیکو ہے
صبر جانیکو ہے اے دل اضطراب آنیکو ہے | آزمانے کے لیے وہ بے نقاب آنیکو ہے
کیا کریگا اپنے ہاتھون اپنی ہستی کو خراب | جو ہون پر یہ دل خانہ خراب آنیکو ہے
آج مجکو قتل تو کرتے ہو بیجرم و خطا | یہ بھی ہے معلوم کل روز حساب آنیکو ہے
فاتحہ پڑھنے وہ آئینگے مگر غیرون کے ساتھ | قبر مین اک اور یہ تازہ عذاب آنیکو ہے
نامہ بر کا خون ہو جائے مجھے ڈر ہے یہی | تو سمجھے امید ہے اے دل جواب آنیکو ہے
خود بخود لرزان ہے دل سینے مین یا رب خیر ہو | کچھ سمجھ منظور پر انکا عتاب آنیکو ہے

اطلاع

پرچہ پہونچتے ہی فوراً اس طرح مین "ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا" غزلیات بھیجنا چاہیے
درج ذیل مین ۱۵ مئی تک ورنہ درج نہ ہونگی
وصل کا پیغام سنتے ہی خفا ہونے لگے
خفا قافیہ ہونے لگے ردیف

اشتہارات

مطبع نولکشور لکھنؤ

جہان سے روزانہ اودھ اخبار شائع ہوتا ہے

اس مطبع مین ہر قسم کے کام متعلق انطباع کتب عربی و فارسی اردو و سنسکرت ناگری و انگریزی اور نقشے وغیرہ انجام دیے جاتے ہین اور بحساب اوسط روزانہ تقریباً پچاس ہزار جزو (۱۶ صفحہ) یا سوا لاکھ داب معمولی چھپائی کی کتابین اور کاغذات طبع ہوتے ہین۔ یہ مطبع ۱۸۵۸ء سے کتب تعلیمی اور تصانیف اساتذہ سلف مین اور مصنفان حال کی اشاعت اور ترویج کا ایک بڑا ذریعہ ہے اپنے یوماً فیوماً ترقی کے ساتھ ملکی فیض رسانی کی نظیرین قائم کی ہین اور جس اولوالعزمی سے ترقی کی گئی اگر اوسی طرح ملک کی قدردانی اور شوق بھی مترقی ہوتا تو آج کے دن یہ کارخانہ دہ چند رونق اور فروغ کا نمونہ ہوتا۔

اس مطبع سے ہر سال کے آغاز مین کتب اور نیز دیگر اشیا متفرق موجودہ کارخانہ کی مخصل اور مطول فہرستین شائع ہوتی ہین۔

فہرست کلان مین خریداری عام و نرخ تاجرانہ کے طریقے اور اصول اور فرمائشات کتب و کاغذات متفرق کے چھپائی کے قاعدے بتصریح درج ہین اور اون ذرائع و وسائل کی توضیح کا تذکرہ ہے جنسے کارخانہ اور شائقون اور قدردانون کے باہم معاملہ داد و ستد ہوسکتا ہے

اس کارخانہ کی ایک شاخ کانپور مین ہے اوسمین علی العموم کتب عربی۔ فارسی۔ اردو۔ ناگری اور فرمائشات منطبع ہوتی ہین اور قریب کارخانہ لکھنؤ کا ایک چہارم حصہ خیال کیا جاسکتا ہے۔

اوس کارخانہ کے ساتھ خط و کتابت بنام مہتمم مطبع نولکشور ہوگی۔

اودھ اخبار

مطبع لکھنؤ ہی سے اودھ اخبار بھی روزانہ اشاعت پاتا ہے جو اصحاب زبان انگریزی سے نہین واقف ہین اونکے لیے یہ جام جہان نما کر لنڈن ٹیمس۔ لنڈن ڈیلی نیوز۔ سیٹرڈے ریویو لنڈن۔ اسٹینڈرڈ لنڈن نیوز۔ مین ہینڈ سینچوری لنڈن پنچ۔ پائنیر۔ سول ملٹری گزٹ۔ ٹیمس آف انڈیا۔ مدراس ٹیمس۔ انگلشمین اور انڈین ڈیلی نیوز وغیرہ۔ باقی صحائف ولایت اور ہندوستان کے تراجم اور مضامین دیکھنے مین آتے ہین۔

واقعات تازہ اور ساری خدائی کی نئی نئی خبرون اور پارلیمنٹ کی بحث و نقل دلیسی اخبار اور عالمانہ آرٹیکلون کا اودھ اخبار ذخیرہ ہے۔

اودھ اخبار روزانہ اور ہفتہ وار کی قیمت حسب ذیل ہے۔

	نرخ اودھ اخبار روزانہ — سالانہ	نرخ اودھ اخبار روزانہ — ششماہی	نرخ اودھ اخبار ہفتہ وار — سالانہ	نرخ اودھ اخبار ہفتہ وار — ششماہی
والیان ملک	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
تعلقداران و زمینداران	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
طلبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

PAYAM-I-YAR
پیام یار
نمبر ۵ بابت ماہ مئی ۱۸۹۶ عیسوی جلد ۱۲
نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی
مرتبہ
منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک قومی پریس و مہتمم پیام یار
لکھنؤ چوک
قومی پریس واقع لکھنؤ چوک میں بحسن زیبائش چھپا

ضروری باتین

۱- پیام یار ہر انگریزی مہینہ کی یکم کو شایع ہوتا ہے۔ قیمت عام سے اکروپیہ سالانہ مع محصول ڈاک والیان ملک ور ریاست پانچ روپیہ سالانہ ۲- بغیر قیمت پیشگی آئے ہرگز کسی کو روانہ نہین ہوتا نمونے کے واسطے ۲ بہیجنا چاہیے ۳- ہر تحریر جواب طلب کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ بہیجنا چاہیے ورنہ بیرنگ کی شکایت معاف ۴- قیمت بذریعہ منی آرڈر بہیجنا چاہیے کیونکہ بصورت دیگر تلف ہونے پر ہم ذمہ دار نہین ۵- ہر قسم کی تحریر محمد نثار حسین "نثار" پروپرائٹر پیام یار کے نام ہونا چاہیے ۶- خریدار اور غیر خریدار کوئی ہو کلام سب کا طرح اور غیر طرح منتخب شایع ہوگا۔ غیر طرح کا کلام بشرط گنجایش اگر پوری غزل (خواہ کتنے ہی شعر ہون) عمدہ ہوگی درج کر دیجایگی۔ ایک شعر عمدہ ہوگا ایک درج ہوگا۔ ہان اپنی طرف سے بغیر اجازت ایک لفظ کا بھی تصرف نہوگا۔ انتخاب کمیٹی کرتی ہے۔ پوری غزل بلا انتخاب یا غیر طرح غزلیات فی شعر ۲ اجرت دینے پر درج ہوسکتی ہین ۷- ہر غزل علیحدہ علیحدہ کاغذ پر خوشخط بہیجنا چاہیے ۸- اشتہارات دو ایک مرتبہ کے واسطے فی سطر ۲ زیادہ کے لیے بذریعہ تحریر فیصلہ ہوسکتا ہے۔ اجرت ہر حال مین پیشگی لیجایگی۔ العبد- محمد نثار حسین "نثار" مالک کارخانہ عطر و قومی پریس و مہتمم پیام یار- چوک لکھنؤ

کارخانہ عطر منشی محمد نثار حسین لکھنؤ

اس سچے کارخانہ کی خوش معاملگی اور عمدگی مال سے ہندوستان کے اکثر رؤسا اور نامی تاجر واقف ہین زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین

فہرست عطر موجودہ کارخانہ

عطر حنا فی تولہ ... عطر موتیا ... عطر چمیلی ... عطر جوہی ... عطر کیوڑہ ... عطر سہاگ ... عطر گلاب بصرہ فی تولہ ... عطر روح خس ... عطر خس ... عطر شہنا ... عطر مجموعہ ... عطر روح پان ... عطر گل ... عطر عروس ... عطر فتنہ ... عطر برگ حنا ... عطر مولسری ... عطر اگر ... عطر ایجاد بندہ ... ناز بو فی تولہ ... روغن حنا ... فی سیر روغن بیلہ و چنبیلی و کیوڑا فی آثار ... عرق ... فی آثار ... گولیان تنباکو خوردنی فی تولہ ... المشتہر کارخانہ عطر منشی محمد نثار حسین- لکھنؤ- چوک

نغمہ راز

حسرتون کی مجسم صورتین۔ مایوسیون کی ہو بہو تصویرین دل شکستہ کے بکھرے ہوئے ٹکڑے چشم مایوس سے ٹپکنے والے خون کے قطرے۔ آہ عالم سوز کے بھڑکتے شعلے۔ آتش عشق کی جگر سوز چنگاریان حسن سے بیتاب کر دینے والے فوٹو۔ عشق کی اندوہناک سرگذشتین یعنی مثنوی نغمہ راز مصنفہ جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق مع شب وصل وشب غم نتیجہ طبع جناب منشی عبدالحلیم صاحب شرر پیام یار کی کوشش سے چھپکر تیار ہوگئی ہے۔ اہل مذاق متوجہ ہون اور ضرور ملاحظہ فرمائین نغمہ راز مین ایک متوسط طبقے کے سچے اور پاک عشق کے ذریعے سے حسرتناکی کا نمونہ دکھایا گیا ہے نہ خلاف عقل باتین ہین اور نہ جن و پری کا تذکرہ ہے شکسپیر کی تصانیف دیکھنے والون کو اس اردو نظم سے وہ لطف حاصل ہوگا جسے وہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئے ہین۔ ملک کا بہت بڑا حصہ چونکہ بڑے جوش سے شب وصل و شب غم کا خواستگار ہے لہذا اوس جوش کے امتحان کے لیے وہ بھی نغمہ راز کے ساتھ شایع کر دی گئین قیمت مع محصول ڈاک فی جلد ۳ ہے درخواست مع قیمت آنا چاہیے۔ المشتہر- محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار لکھنؤ

جھوٹ ہو تو گنہگار

ادویہ ذیل ہین جنکا مفید معلوم ہو مین ہم دعوے کے ساتھ اعتماد کرتے ہین۔ ہمارے مطب مین سیکڑون مریضون نے ان سے کامل صحت پائی ہے ہم نہین چاہتے کہ یہ نفع محدود رہے۔ لہذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ جن صاحبون کو ضرورت ہو فوراً منگا کر تجربہ کرین۔ نسخے کے طور پر کتابت کرتے اور امراض کے متعلق بھی مجرب ادویہ مل سکتی ہین جو بخوف تطویل اس اشتہار مین نہین ظاہر کی گئین۔ عرق درد سول۔ دو خوراکین قطعاً دافع مرض۔ فی خوراک ... سفوف ... خوراک مین درد گویا بالکل نیست و نابود کر دیتا ہے۔ فی خوراک ۲ سفوف جو سولہ خوراک مین جریان کو جڑ سے کھو دے فی خوراک ۲ طلا جسمین ہمارے یہانسی ہی ہزارہا نا امید لاعلاج لوگون کو قوت بالا مین بمثل فائدہ کیا۔ دو ہفتہ مین خواہ مخواہ اپنا فائدہ تسلیم کرائے گا۔ فی تولہ ... حبوب ریاح اور بعض کے حق مین اکسیر ہین فی خوراک ... حبوب ... اکسیر کا حکم رکھتی ہین مفت درخواست پر مل سکتی ہین۔ المشتہر حکیم محمد احسن- لکھنؤ منصور نگر۔

افادۂ تاریخ

جسکو قواعد تاریخ گوئی میں جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال نے تصنیف فرمایا ہے۔ قیمت بھی بغرض افادۂ عام اب کم کر دی گئی۔ فی جلد مع محصول ...

المشتہر- سید محمد مہدی لکھنؤ- محلہ منصور نگر- مکان جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال

مصرع طرح پیام یار

ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا

جناب احسان علیخانصاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

خلوت مین کسی روز وہ شب بھر نہین ملتا
دل اپنا ہمین اپنی جگہ پر نہین ملتا

وقت اونکو مرے قتل کا اکثر نہین ملتا
بالفرض جو ملتا ہے تو خنجر نہین ملتا

دیدار کی اب یہان بھی رہی جاتی ہے حسرت
بے پردہ ہمین وہ سر محشر نہین ملتا

ڈھونڈھا خرد و ہوش نے سو مرتبہ لیکن
دیوانہ ترا آپ مین اکثر نہین ملتا

افشان مین تری ماتھے کی ہم ڈھونڈھ چکے خوب
ان تارون مین تقدیر کا اختر نہین ملتا

بالین سے پھری جاتی ہی موت آئی ہوئی آج
وہ کہتے ہین مین کیا کرون خنجر نہین ملتا

کیون پھرتے ہو آو مری آنکھون کہ دمین
کیا تمکو ٹھہرنے کے لیے گھر نہین ملتا

رہ رہ کے شب ہجر مین چھیڑے رگ جان کو
ایسا کوئی چلتا ہوا نشتر نہین ملتا

منہ پھیر لیا کرتے ہین وہ آنکھ لڑا کر شہ
یہ لطف بھی افسوس برابر نہین ملتا

یہ ضعف ہی آتا ہی کسی دن جو غم یار
افسوس مرا درد بھی اوٹھکر نہین ملتا

کھویا گیا ایسا تری رفتار کے آگے شہ
اب ڈھونڈھنے سے فتنہ محشر نہین ملتا

اک مرتبہ پوچھے مرا ارمان جو کوئی شہ
سو بار کہون پہلوے دلبر نہین ملتا

کیا چھیڑ ہے پوچھا بھی جو اسنے تو یہ پوچھا
تو ہمکو کسی روز سے مضطر نہین ملتا

پھرتا ہی بھٹکتا ہوا کیون کوے بتان مین
احسان تجھے کیا کوئی رہبر نہین ملتا

جناب شیخ فیض الدین صاحب اثر شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

اس جان کا عدو کوئی ستمگر نہین ملتا
ہم دل کو لیے پھرتے ہین دلبر نہین ملتا

آتا ہی نہین عشق و محبت کا ہمین لطف
جبتک کوئی معشوق ستمگر نہین ملتا

یہ شوق شہادت نے کیا ہے مجھے بیتاب
خود اپنا گلا کاٹ لون خنجر نہین ملتا

پریون کا بھی حورون کا بھی نظارہ کیا ہے
تجھسے تو ہمین ایک بھی بہتر نہین ملتا

عشرت ہی اُس بُت کو مرے قتل سے انکار
اس طرح مین دعوی کرون محضر نہین ملتا

پوشیدہ ہین دل مین کمرِ یار کے مضمون
کیا لکھون کہ عنقا کا مجھے پر نہین ملتا

گردون کا نہ شکوہ ہے نہ آہونکی کمی ہے
عشاق کو غیرون کا مقدر نہین ملتا

کیا رنگ دکھاتی ہی اثر گردشِ قسمت
ساقی ہے کسی دور مین ساغر نہین ملتا

جناب آغا امانت حسین صاحب تیر گورکھپوری

رہتا ہی سدا دغدغہ حشر لحد مین
آرام پسِ مرگ بھی دم بھر نہین ملتا

کافی ہین مرے قتل کو دزدیدہ نگاہین
کیا غم ہے جو قاتل تجھے خنجر نہین ملتا

جناب منشی محمد اسمعیل صاحب اسمعیل خلف حکیم قطب الدین صاحب رئیس مصطفیٰ آباد

ابرو کے برابر کوئی خنجر نہین ملتا
مژگان سے زیادہ کوئی نشتر نہین ملتا

مرجاین گلا کاٹ کے تنگ آئی ہین ایسے
کیا کیجیے اسدم کوئی خنجر نہین ملتا

جناب محمد عباس صاحب بسمل مقیم اورنگ آباد دکن

مدت سے تمنا مری پوری نہین ہوتی
یا رب کہین مجکو درِ دلبر نہین ملتا

افسوس کہ عاشق کے رہی دل ہی کی دل مین
دل سے جو مرے دل آرا دلبر نہین ملتا

جناب پیر محمد صاحب پیر ساکن قصبہ کھونگام شاگرد جناب مولوی سید علی صاحب

لیجا کے دلِ زار کو کیا کھو دیا اوسنے
ہمکو کہین اپنا دلِ مضطر نہین ملتا

جناب تاج الدین صاحب تمیز شاگرد جناب انعام کانپوری

دل ڈھونڈھتا ہی جسکو وہ دلبر نہین ملتا
جان جسکی ہی طالب وہ ستمگر نہین ملتا

سودا تری کاکل کا اوس آوارہ کو ہوگا
جز خانۂ زنجیر جسے گھر نہین ملتا

طے دیکھیے کس طرح سے ہو وادی الفت
ہادی نہین ملتا کوئی رہبر نہین ملتا

جا بیٹھے ترے بام پہ خط لے کے ہمارا
ایسا تو زمانے مین کبوتر نہین ملتا

فرقت مین تمیز اوسکی بجز رنج و مصیبت
آرام جسے کہتے ہین دم بھر نہین ملتا

جناب منشی سری نواس صاحب تمیز زمیندار چلاسنی

چاہِ ذقن اور کوچہ گیسو کو بھی دیکھا
ہمکو کہین اپنا دلِ مضطر نہین ملتا

ای بادِ صبا تیری مدد جو نہین ہوتی
نظارہ رخسارِ منور نہین ملتا

جناب سید افضل حسین صاحب ثابت لکھنوی ناظر عدالت دیوانی کوٹہ

ڈھونڈھ آئے ترے کوچے مین بھی پر نہین ملتا
ہمکو کہین اپنا دلِ مضطر نہین ملتا

ٹھوکر سے تو پامال نہین کر دیا تمنے
محشر مین ہمین فتنہ محشر نہین ملتا

افلاس تو پھیلا ہی گلستانِ جہان مین
غنچے کی بھی مٹھی مین کہین زر نہین ملتا

ای چرخ مثالِ شبِ فرقت ہمین دن رات
آرام ترے ہاتھ سے دم بھر نہین ملتا

سر کاٹ کے جس طرح ملا ہمسے وہ قاتل
یون حلق سے مقتول کے خنجر نہین ملتا

ثابت نے کلامِ شعرا غور سے دیکھا
سودا کے سوا میر کا ہمسر نہین ملتا

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

کیا اسکا گلہ کوچہ دلبر نہین ملتا
خود گم یہ ہین اپنا ہی ہمین گھر نہین ملتا

دل کوچہ محبوب مین جاکر نہین ملتا
پھر خاک بھی لے ڈالو تو پتھر نہین ملتا

لنگر جو گرا دور ترے پاؤن سے قاتل
خود سر ہے ہمارا تن بے سر نہین ملتا

خیر پہلوِ یار اور کہان دل کو مرے چین
وہ بھی کبھی ملجاتا ہی اکثر نہین ملتا

ہتیرے جفا جو ہین وفا ڈھونڈھ لے میری
اچھا نہین ملتا وہ ستمگر نہین ملتا

سمجھے یہ رہِ عشق مین ہم خضر سے ملکر
گمراہ بہت ملتے ہین رہبر نہین ملتا

اللہ یہ ہم قابلِ نفرت ہوے اے موت
رغبت سے گلی یار کا خنجر نہین ملتا

امید نہین حشر مین بھی ملنے کی اوس سے
ہم ڈھونڈھتے ہین عرصہ محشر نہین ملتا

تھوڑی بہت اوسپر خرابات ہمین بھی
چلو ہی سے پی لینگے جو ساغر نہین ملتا

کہتا ہی مجھے دیکھکے مصروفِ دعا غیر
مانگے سے ہمارا سا مقدر نہین ملتا

کمبخت کو کھو جانیکی عادت ہی کہین ہو
اونکو بھی ہمارا دلِ مضطر نہین ملتا

بیگانہ ہو جب سب سے تو ہوتا ہے وہ اپنا
ملنے کی طرح ملیے تو کیونکر نہین ملتا

ملجاے تو کچھ شکوے جلال اوس سے کرین ہم
گردش مین ہے ایسا کہ مقدر نہین ملتا

جناب حکیم علی حافظ صاحب جذب حکیم آبادی

تنگ آگئے ہم اس دلِ وحشی سے الٰہی ؂ | کھو جاتا ہے جس وقت تو اکثر نہین ملتا
عاشق ہی پریشان ترے جور و ستم سے | تجھکو کوئی اے چرخ ستمگر نہین ملتا
ہی ہمسے اگر دعوے الفت بتِ ظالم | کیون میرے گلے سے ترا خنجر نہین ملتا
یکتا وہ جفا مین ہین تو مین صبر مین ہون فرد | ثانی نہین اونکا مرا ہمسر نہین ملتا
دیوانہ بنا کر ہمین مغرور ہوا ہے | دل لے کے دماغ بتِ خودسر نہین ملتا
مدت سے گلہ دل کو ہی شکوہ ہے جگر کو | کیا سو گیا اے تیر جو آکر نہین ملتا
لاغر ہوا اسدرجہ تن زار ہمارا ؂ | آ آکے اجل ڈھونڈھتی ہے پر نہین ملتا

جناب محمد جلال الدین صاحب حیدر شاگرد جناب آنعام کانپوری ؂

وہ ساتھ رقیبون کے ہین جب فاتحہ پڑھتے | آرام مجھے قبر کے اندر نہین ملتا ؂
وہ بارھا ہو جسمین سوا اثر نوکِ مژہ کا | ایسا مرے فصاد کو نشتر نہین ملتا
اے طایرِ دل تو ہی مرے نامے کو پہونچا | غمخوار کوئی اپنا کبوتر نہین ملتا ؂

جناب سلطان علیخان صاحب حشر لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی ؂

دل خون کیا جسنے وہ خنجر نہین ملتا | بسمل ہو نہین جسکا وہ ستمگر نہین ملتا
دن رات تصور مین لیا کرتا ہون بوسے | آغوش مین گو مجکو وہ دلبر نہین ملتا
دیکھ اوس سے نکر اپنا رخ زرد مقابل ؂ | کیا آئینہ اے مہر منور نہین ملتا ؂
کیا دیر مرے قتل مین ہے مجکو بتا دو | ابرو بھی نہین ہلتے جو خنجر نہین ملتا
کیا پوچھتے ہو حال مرا ہمنفسو تم ؂ | آرام مجھے ہجر مین دم بھر نہین ملتا
پہچان زخود رفتۂ الفت کی یہی ہے | ملتا ہی وہ کم آپ مین اکثر نہین ملتا
کل خواب مین دیکھا تھا جسے وا ے مقدر | دل ڈھونڈھتا ہے آج وہ دلبر نہین ملتا
غیرون کے لگانے سے وہ دشمن ہوا ہے حشر | پاتے ہین اگر مجکو تو خنجر نہین ملتا

جناب حاجی محمد امیر حسن صاحب حسن ملازم پولیس سہارنپور شاگرد جناب ساقی سکندر آبادی

لے کون گیا آہ اسے پہلو سے چرا کر | ہمکو کہین اپنا دلِ مضطر نہین ملتا
کیا جانیے ہے کیا اوسکو گمان میری طرف سے | رویا مین بھی تنہا وہ ستمگر نہین ملتا

اللہ نہ دے عشق کا آزار کسیکو ؒ	اب چین مجھے ہجر مین دم بھر نہین ملتا

جناب حافظ محمد عبد المجید صاحب حافظ گنگوہی از مرواڑہ ضلع جبلپور ؒ

پہونچا دے در سکیدہ تک حضرت واعظ	ایسا تمھین شاید کوئی رہبر نہین ملتا
دل اپنا لگائینگے کسی اور سے صاحب	کیا آپ سا ہمکو کوئی دلبر نہین ملتا
یون اور بھی محبوب زمانے مین ہین لیکن	ہمکو تو کوئی آپ سے بہتر نہین ملتا
یارب ترے در کو مین کہان چھوڑکے جاؤن	اس در کے سوا اور کوئی در نہین ملتا

جناب لچھمن سروپ صاحب حقیر طالب علم گورنمنٹ سکول بلند شہر از سکندر آباد

چہرے سے ترے ماہ منور نہین ملتا	رخسارہ رنگین سے گل تر نہین ملتا
رہرو مرا دل ہے تو مرا شوق ہے رہبر	کسواسطے شکوہ ہے کہ رہبر نہین ملتا
ڈھونڈھا ہی اسے کوچہ جانان مین بھی ہمنے	یہان بھی ہمین اپنا دل مضطر نہین ملتا

جناب محمد فخر الدین صاحب خوشتر ساکن شہر ویلور ؒ

اوس قامت زیبا سے قیامت نہین ملتی	اوس فتنہ محشر سے تو محشر نہین ملتا

جناب منشی رام سہا صاحب خلیق سابق اڈیٹر تاج الاخبار راولپنڈی

حسن آفت جان چال قیامت کا نمونہ	اوس فتنہ آشوب سے محشر نہین ملتا

جناب بابو مرلی دہر صاحب خندان ماسٹر سکول بھرتپور شاگرد جناب جانباز

تشبیہ مین اوس رخ سے گل تر نہین ملتا	بیداغ کوئی لالہ احمر نہین ملتا

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

دل مجھسے ترا ماہ ستمگر نہین ملتا	مر جاؤن گلا کاٹ کے خنجر نہین ملتا
دو دن بھی کسی سے وہ برابر نہین ملتا	یہ اور قیامت ہے کہ ملکر نہین ملتا
یا ترک ملاقات کی خو ہو گئی اونکو ؒ	یا یہ ہے کہ مجھسے کوئی بہتر نہین ملتا
ای کاش کہ ہم ٹھوکرین کھا کر ہی سنبھلتے	سر ملتے ہین اوس کوچے مین پتھر نہین ملتا
زاہد نے اوڑائی تو صفات ملکوتی ؒ	حضرت کا فرشتون سے ابھی پر نہین ملتا
انکار سے امید ہے اقرار سے ہے یاس	جب وعدہ کیا پھر وہ مقرر نہین ملتا

کیا پوچھتے ہو بزم مین کیا ڈھونڈھ رہے ہو — اوصاف بتاوین دلِ مضطر نہین ملتا
کیونکر نہ مرین موت پہ بیمارِ محبت — ایسا یہ مزا ہے کہ مکرر نہین ملتا
کیا عید کے دن بھی رمضان ہے کہ جو ساقی — مجھکو نہین ملتا کوئی ساغر نہین ملتا
محفل مین تری عید کے دن میری گلی سے — وہ کونسا فتنہ ہے جو اوٹھکر نہین ملتا
اس سے ہی کوئی وصل کی صورت نکل آتی — عکس آپ کا آئینے سے باہر نہین ملتا
یارب مرے اشکون سے نہ تاثیر جدا ہو — اس قافلے سے کوئی بچھڑکر نہین ملتا
ہر وقت پڑھے جاتے ہین کیون داغ کے اشعار — کیا تمکو کوئی اور سخنور نہین ملتا

جناب قاضی محمد نظام الدین صاحب ذہین بٹالوی شاگرد جناب یاس لکھنوی

افسوس وہ خضرِ رہِ دلبر نہین ملتا — مدت سے ہمارا دلِ مضطر نہین ملتا
ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین رہِ عشق مین ہر سو — دلبر جسے کہتے ہین وہ دلبر نہین ملتا
جوئندہ و یابندہ سنا کرتے تھے سب سے — ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین وہ دلبر نہین ملتا
دریے مرے رہتا ہے جو اے چرخ ستمگر — تجھکو کوئی برگشتہ مقدر نہین ملتا
بتلائیگا سب حال مرا دامن قاتل — پر دامنِ گرقتل کا محضر نہین ملتا

جناب نواب محمد یحیٰ خانصاحب رفعت لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

ہے جسے جو ترا دل کبھی دلبر نہین ملتا — دشمن سے نہ مل دیکھین تو کیونکر نہین ملتا
کیون غیر کے مرقد کو لگائے کوئی ٹھوکر — ٹھکرانے کو کیا میرا مقدر نہین ملتا
تڑپون بھی تو زانو سے دبائے رہے سینہ — ایسا کوئی بیدرد ستمگر نہین ملتا
پامال ہی کر دیتی قیامت کی تری چال — پر اوسکو کہین فتنہٴ محشر نہین ملتا
بیٹھے ہین اسی تاک مین بس حضرت واعظ — سب پیتے ہین انکو کوئی ساغر نہین ملتا
اس ٹھوکرین کھانے سے خدا ہی کے چلو گھر — رفعت کسی بت کا جو تمھین گھر نہین ملتا

جناب محمد حیات بخش صاحب رسا محرر رجسٹری تحصیل بھونگام شاگرد جناب داغ

اب شکوہٴ بیداد کرین کس سے الٰہی — محشر مین بھی وہ فتنہٴ محشر نہین ملتا
وہ خواب مین آتا ہے مگر منہ کو چھپائے — کیا طرز نکالی ہے کہ ملکر نہین ملتا

ارمان تو لاکھون دل مضطر مین بھرے ہین | ارمان ہاین جسکے وہ ستمگر نہین ملتا
شوخی سے وہ بیتاب ہاین بیتابی سے مضطر | دونون کو غرض چین گھڑی بھر نہین ملتا

جناب سید غلام علی صاحب رسا ابن سید غلام مصطفی منگلوری تلمیذ جناب قدر

فرقت مین اجل بھی اگر آجاے تو اچھا | آرام غم و رنج سے دم بھر نہین ملتا
کافی ہی مجھے ابرو قاتل کا اشارہ | اچھا ہے دم قتل جو خنجر نہین ملتا
لین داد ستم آج کہ برپا ہے قیامت | کیون اوسکا پتہ داور محشر نہین ملتا
جیسے کہ ہوے شیفتہ اس دلنشین کے | ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا
دکھلائی بلندی سے بڑی بات نے پستی | مدت ہوئی واعظ سر منبر نہین ملتا
اک وہ ہین کہ چھک چھک گئے ساقی کے کرم سے | اک مین ہون کہ جام مئے احمر نہین ملتا
ہاین باہیر فردوس جو واعظ تو بتا دین | مجھکو چمن کوچۂ دلبر نہین ملتا

جناب مولوی محمد عبد الرزاق صاحب راحی از منسور

یہ شکوہ بیجا ہے کہ دلبر نہین ملتا | ہمکو نہین اپنا دل مضطر نہین ملتا
طوبے کے نظارے کیے اور سرو بھی دیکھا | موزون کوئی اس قد کے برابر نہین ملتا
تو جلوے مین خورشید سے ملتا تو ہے لیکن | رخ سے ترے اوسکا رخ انور نہین ملتا

جناب بندہ علیخانصاحب زیبا لکھنوی شاگرد نواب محمد حسنخانصاحب شیدا مرحوم

کیا ہوگیا پہلو سے وہ مضطر نہین ملتا | تجھ مین بھی دل اے زلف معنبر نہین ملتا
تو نے کہین دیکھا تو نہین اے نگہ ناز | مدت سے ہمارا دل مضطر نہین ملتا
کیا دیکھ رہے ہو نگہ غور سے اوسکو | تلوے سے تمھارے مہ انور نہین ملتا
یکسان ہاین ترا ظاہر و باطن مرے حق مین | مانند نگہہ دل بھی تو دلبر نہین ملتا
خود گم یہ ہوا ہو نہین محبت مین کسی کی | آپ اپنا پتا اید دل مضطر نہین ملتا
اللہ بھی ملجاتا ہے کوشش سے جہان مین | پر تیرا مزاج او بت خود سر نہین ملتا
میری بھی وفا کم نہین کچھ تیری جفا سے | پر کیا کرون تیرا سا مقدر نہین ملتا
رونا تو یہی ہے ترے محروم کرم کو | کچھ لطف ستم بھی تو ستمگر نہین ملتا

مین قتل کے سودے مین خود رفتہ ہون ایسا
خنجر جو کبھی بل بھی گیا سر نہین ملتا

ہی وصل کی شب بھول گیا کل کا تڑپنا
لو آج دماغ دلِ مضطر نہین ملتا

ایجان نگہ ناز ذرا ہمسے لڑے تو
پھر دیکھین کہ دل آپ کا کیونکر نہین ملتا

تڑپون مین ادہر اور وہ ادہر کروٹین بدلین
ایسا کوئی پہلو دلِ مضطر نہین ملتا

کیا پڑ گیا میرے دلِ گم گشتہ کا سایہ
کیون آج مزاج آپ کا دلبر نہین ملتا

وہ دل ہون جسے پہلوئے عشرت نہین ممکن
وہ سر ہون جسے زانوئے دلبر نہین ملتا

ہم کہتے تجھے زیبا ہے کہ اوس سے نہ بگڑو
لو بدلتے ہین شرط ابتو وہ خود سر نہین ملتا

جناب محمد شرف الدین صاحب زخمی جائسی شاگرد جناب قدر مرحوم وتساہ صغیر

ہر وقت رلاتا ہے ہمین چھیڑ کے افسوس
ایسے وہ پری دیکھی ہنسکر نہین ملت

جناب شیخ محمد محسن صاحب سحر ما پوڑی خلف جناب منشی محمد مبارک علی صاحب تحصیلدار

دل صاف ہی عاشق کا وہ دلبر نہین ملتا
آئینہ ملا بھی تو سکندر نہین ملتا

خونریزی عشاق مین غفلت نہین بیجا
ابروسے گلا کاٹو جو خنجر نہین ملتا

یوسف کو سنا اور حسینون کو بھی دیکھا
خوبانِ جہا مین ترا ہمسر نہین ملت

ساقی کی جدائی سے ہوا ایسی گئی ایسی
شیشے کے دہن سے لبِ ساغر نہین ملتا

امید وفا کی نہین خوبانِ جہان سے
دل دیجیے کسکو کوئی دلبر نہین ملت

شبنم کی روش روؤن نکیون باغ جہان مین
مجسے کبھی ہنسکر وہ گلِ تر نہین ملتا

اے سحر بیان کیا مین کرون اپنی حقیقت
دل رہین نہین جسسے وہ دلبر نہین ملتا

جناب سید محمد نور الحسن صاحب سمن سب رجسٹرار موہتاری

دل کسنے مرا لے لیا دلبر نہین ملت
یارب یہ ستم ہے کہ ستمگر نہین ملت

ہے مرگ ہی بہتر مری اس زیست سے یارب
جب مجکو کہین بھی مرا دلبر نہین ملتا

غیرون کو مگر ملے جامِ مے گلگون
ساقی مجھے پر ایک بھی ساغر نہین ملتا

سب تجکو دل آرام کہا کرتے ہین لیکن
آرام مرے دل کو تو دم بھر نہین ملت

دلبر ہمین کچھ اسکا نشان تو ہی بتا دے
ہمکو کہین اپنا دلِ مضطر نہین ملتا

جناب سالک رام صاحب سالک محافظ دفتر عدالت فوجداری جھالاوار

اے حسرتِ دل تجھکو مین کسطرح نکالون | تو چاہتی ہے جسکو وہ دلبر نہین ملتا
ہمتو شبِ فرقت مین گلا کاٹ کے مرجاتے | پر کیا کرین تقدیر سے خنجر نہین ملتا
اے طائرِ دل آپ ہی کر نامہ رسانی | کیا فکر ہے تجھکو جو کبوتر نہین ملتا
ہے شیدہ بازی مین سوا حسن سے بھی عشق | وہان گم ہے کمر یہان تنِ لاغر نہین ملتا
بر آئی نہ امید کبھی وائے مقدر | قاتل کبھی ملتا ہے تو خنجر نہین ملتا

جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی

ہمسے جو کئی روز سے دلبر نہین ملتا | سینے مین ہمارا دلِ مضطر نہین ملتا
الجھون ہی پڑا اوسسے جب پاس تھا دل | اب دل ہے مرے پاس تو دلبر نہین ملتا
کسطرح کھلین نشۂ الفت کی ترنگین | اس بادۂ جانسوز کو ساغر نہین ملتا
ہے صبر نہین درد و مصیبت کی دوا کچھ | جب غیر سے مانگے بھی مقدر نہین ملتا
ہمکو تو درِ دیر پر اے شیخ ملا ہے | جو لطف تجھے کعبے کے اندر نہین ملتا
یہ سچ ہے کہ ملتا نہین مطلوب موافق | پر چاہنے والا بھی میسر نہین ملتا
دو بوسے بھی غیرون کو جو دیدیتے ہو چھپکر | لب مین مزۂ قندِ مکرر نہین ملتا
بتلایئے اب دید کی امید کہان ہو | جب حشر مین وہ فتنۂ محشر نہین ملتا
دل کو نہین ملتی ہے غم و درد کی لذت | جبتک کوئی معشوق ستمگر نہین ملتا
شمشاد نے اک روز کہا اوسکو دل و جان | اس جرم سے وہ رشکِ صنوبر نہین ملتا

جناب شیخ محمد عبد اللطیف صاحب شفا ساکن جھیرہ شاگرد جناب جلیس

مجکو کہین اپنا دلِ مضطر نہین ملتا | کیا پاؤن نشان جبکہ وہ دلبر نہین ملتا
کافی ہے مرے قتل کو ابرو کا اشارہ | کیا غم مرے قاتل کو جو خنجر نہین ملتا
سر پھوڑ کے مرجاتا مین فرہاد کے مانند | لیکن ترے در کا مجھے پتھر نہین ملتا
اے چرخ! ترے تو مہ و انجم ہین ثریا سے | پر مجھسے مراوہ مہِ انور نہین ملتا
خود نامۂ شوق اپنا چلا جائیگا اوڑکر | کچھ غم ہی نہین گرچہ کبوتر نہین ملتا

جناب منشی کاظم حسین صاحب شگفتہ ساکن کنتور اطراف لکھنؤ مقیم حیدر آباد

رخسارۂ رنگین سے گل تر نہین ملتا
اوس قامت موزون سے صنوبر نہین ملتا

پاتا ہی جو خنجر کو تو مجھکو نہین پاتا
ملتا ہون جو مین یار کو خنجر نہین ملتا

برباد ہوے چار طرف ڈھونڈھ رہے ہین
ای خانہ بر انداز ترا گھر نہین ملتا

ای شگفتہ معشوق ملے جبکو وفادار
ایسا کسی عاشق کو مقدر نہین ملتا

جناب محمد فدا علی صاحب شاد شاگرد جناب ضیا مارہروی

بیچین ہو بیتاب ہو اور دشمن آرام
ہمکو کوئی ایسا دل مضطر نہین ملتا

ابرو کا اشارہ ہے مرے قتل کو کافی
حیلہ ہے جو کہتے ہو کہ خنجر نہین ملتا

افسوس کہ اغیار تو خم کرتے ہین خالی
اور شاد کو وہان ایک بھی ساغر نہین ملتا

جناب محمد سپہدار خان صاحب شگفتہ مدرس فارسی شکوہ آباد

چہرے سے ترے مہر منور نہین ملتا
گیسوے سیہ سے ترے عنبر نہین ملتا

دفتر مین نبیون کے بہت غور سے ڈھونڈا
رتبے کا ترے کوئی پیمبر نہین ملتا

جاکر اسے ڈھونڈینگے مدینے کی گلی مین
ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا

جناب سیٹھ گوری شنکر صاحب شنکر انوپ شہری شاگرد جناب خستہ گڈہ مکتیسری

شاید تری زلفون مین چھپا ہے بت کافر
ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا

جناب مرزا وارث علی صاحب صبیح لکھنوی شاگرد جناب عشق لکھنوی

کافی ہین تو گلا ہم کہین خنجر نہین ملتا
بیکار ہے سر زانوے دلبر نہین ملتا

ہر ایک جگہ ڈھونڈتے ہین پر نہین ملتا
ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا

اس باغ مین بی برگ و تہیدست ہمین ہین
وہ کونسا ہے پھول جسے زر نہین ملتا

ترپاتے ہو کیون ابرو و مژگان کو دکھا کے
برچھی نہین ملتی تمھین خنجر نہین ملتا

ساقی ترے الطاف سے امید بڑی تھی
یہ کیا کہ ہمین کو کوئی ساغر نہین ملتا

بوسے لیے ابرو کے سر بزم تو بولے
مجبور ہین اسدم ہمین خنجر نہین ملتا

خمخانے کی ساقی تری کیا خیر منائین
جھوٹا بھی تو ہمکو کوئی ساغر نہین ملتا

بوسۂ رخ گلرنگ کے جام مُی وصلت سے
کیا کیا ترے الطاف سے دلبر نہین ملتا

عاشق جسے کہتے ہین وہ عاشق نہین ممکن
دلبر جسے کہتے ہین وہ دلبر نہین ملتا

ہم دل اوسے دین اور وہ دل دے ہمین اپنا
تقدیر سے ایسا کوئی دلبر نہین ملتا

کرتے ہین اگر اون سے نہ آنیکی شکایت
کہدیتے ہین وہ صاف ہمین گھر نہین ملتا

کچھ سوزِ محبت کے نکلتے نہین ارمان
وہ شمع ہون جلنے کو ترا گھر نہین ملتا

کر رحم کہ اہلِ سقر آنے نہین دیتے
دوزخ مین بھی عاصی کو ترے گھر نہین ملتا

بوسہ مجھے ٹال دے کے یہ بولا وہ پریرو
انسان کو تقدیر سے بڑھکر نہین ملتا

یاد آتا ہی کہنا یہ ترا ناز سے چل کے
ٹھکرانیکو اسوقت کوئی سر نہین ملتا

دل لے کے مرا ترک وہ کرتا ہی ملاقات
رونا تو اسی کا ہے کہ ملکر نہین ملتا

بہکا نیکی تدبیرین آئی اوسے کیونکر
وہ غیر کو دل سے مرے باہر نہین ملتا

جھنجھلا کے وہ بولے جو کیا مینے تقاضا
ہم کیا کرین تیرا دلِ مضطر نہین ملتا

کیا حشر مین ہنس ہنسکے بجاتے ہین وہ بغلین
مجھکو جو مرے خون کا محضر نہین ملتا

اعجاز ہی ٹوٹا ہوا دل وصل سے جوڑا
شیشے کا کبھی جوڑ برابر نہین ملتا

انصاف صبیح ابتو زمانے مین نہین ہے
شاکی ہو عبث تم کہ سخنور نہین ملتا

جناب سید ابو البرکات محمد فخر الدین صاحب صوفی منشی ہائی اسکول اوٹکمنڈ

تیرب کے کسی گوشے مین وہ جا کے چھپا ہے
ہمکو کہین اپنا دلِ مضطر نہین ملتا

جناب نواب محمد سجاد علیخان عرف نبن صاحب ضبط لکھنوی شاگرد جناب عدل

کیا ہو گیا یا رب دلِ مضطر نہین ملتا
مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون وہ کمبخت نہین ملتا

جس دل کو کبھی پہلوِ دلبر نہین ملتا
ملتا ہی وہ کم سینے مین اکثر نہین ملتا

دیدینگے جو ہم جان بہت یاد کروگے
پچتاؤگے عاشق کبھی مرکر نہین ملتا

اک وہ ہین کہ اکثر وہین پایا وہین کھویا
اک ہم ہین کہ دل ہاتھ سے جاکر نہین ملتا

پھر دیکھتے میخوار کا تم اپنے تماشا
ساقی سے چھلکتا کوئی ساغر نہین ملتا

لیتی ہین بلا مین مجھے خنجر کی ہے یہان بھی
قاتل مرا اے داورِ محشر نہین ملتا

سُنتا ہی نہیں عشق میں گو جان پہ بنجائے
ایسا بھی کسیکو دلِ خود سر نہیں ملتا

سر پھوڑنیکا لطف تھا ای ضبط جنون میں
کیا کہیے درِ یار کا پتھر نہیں ملتا

جناب نواب وحید الدین حیدر صاحب ضیا ساکن چھپرہ خلف الصدق جناب جلیس

کیا مجھپہ ستم ہے کہ ستمگر نہیں ملتا
دل جسنے لیا ہی وہی دلبر نہیں ملتا

تو جور و ستم کرتا ہے گو پر مرے دل کو
بے دیکھے ترے چین ستمگر نہیں ملتا

تھا عرش پہ جبنکا کہ دماغ آہ مٹے یون
ڈھونڈھے سے نشان تک بھی زمین پر نہیں ملتا

جسکو میں کہوں دل ہے ترے سخت سوا ہے
مجکو کوئی اسطرح کا پتھر نہیں ملتا

کیونکر نکرو ظلم کہ یہ سمجھے ہوئے ہو
اس شخص کو ہمسے کوئی بہتر نہیں ملتا

لب کھولوں تری مدح دہان میں مرا منہ کیا
چُپ رہنے سے مضمون کوئی بہتر نہیں ملتا

کب قابل بخشش ہیں ضیا اپنی خطا ئین
تنبیہ سا گر شافع محشر نہیں ملتا

جناب محمد عبد العزیز خانصاحب عزیز دہلوی شاگرد جناب داغ دہلوی

رہتی ہین کہان آپ بتا دیجیے ہمکو
گھر پر تو پتا آپ کا اکثر نہیں ملتا

کچھ یاد نہیں ہمکو کہ بھول آئے کہانپر
پہلو میں ہمارے دل مضطر نہیں ملتا

غیروں سے تو ملتا ہی شب و روز وہ جاکر
افسوس کہ ہمسے کبھی آکر نہیں ملتا

سچ پوچھو تو ہی لطف محبت ہی کا آمین
الفت میں مزا درد سے بڑھکر نہیں ملتا

پھرتا ہی تجسس میں عزیز جگر افگار
دنیا میں پتا تیرا کہیں پر نہیں ملتا

جناب محمد مبین صاحب علیم مچھلی شہری شاگرد جناب یاس لکھنوی

آرام ترے ظلم سے دم بھر نہیں ملتا
عاشق کو کبھی چین ستمگر نہیں ملتا

مینے جو کہا دل ترا ملتا نہیں مجھسے
کہنے لگا تیوری کو چڑھا کر نہیں ملتا

کیا زیست مری اس سے تو مرنا مرا بہتر
گر دل ترا او فتنہ محشر نہیں ملتا

دل اپنا کسی اور کو ہم دیکے کریں کیا
معشوق کوئی آپ سے بہتر نہیں ملتا

دی کس سے علیم آپ کو نسبت کہ او سے تو
دنیا میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں ملتا

جناب حکیم عزیز احمد صاحب عزیز حکیم آبادی شاگرد جناب محمد بشیر صاحب

کس خامہ سے لکھوں صفتِ احمدِ مختار — جبریلِ امین کا مجھے شہپر نہین ملتا
ابرو کے اشارے سے کیا کرتا ہی گھائل — کیا قتل کو میرے تجھے خنجر نہین ملتا
آزردہ نہ کس طرح رہے میری تمنا — دم بھر بھی تو تنہا مرا دلبر نہین ملتا
خون ہو کے بہا ہی مری آنکھون سے وہ شاید — مجکو کہین میرا دلِ مضطر نہین ملتا

جناب محمد یحییٰ علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی نگینہ

تو آئنہ دیکھا ہے تو اب صاف بتا دو — کیا پھر بھی کہوگے کوئی ہمسر نہین ملتا
معدوم ہوے جاتے ہین اب فکر مین ہم بھی — دیکھین تو دہن یار کا کیونکر نہین ملتا
یون نام کو دنیا مین طرحدار بہت ہین — معشوق مگر یار سے بڑھکر نہین ملتا
آیا جو بتو نیر تو گیا ہاتھ سے ایسا — ہمکو کہین اپنا دلِ مضطر نہین ملتا

جناب سید ابرار حسین صاحب عاجز فتحپوری شاگرد جناب نسیم بھرتپوری

کل لیگیا پھر کوچۂ جانان مین یکایک — مین کیا کرون قابو مجھے دل پر نہین ملتا
اللہ کا دم بھرتا ہے ہر وقت جو زاہد — کیا اوسکو کہین وہ بتِ خودسر نہین ملتا
دنیا ہی مین کرتے تری فریاد ہم اے بت — پر کیا کرین یہان داورِ محشر نہین ملتا

جناب میوالال صاحب عاجز سب انسپکٹر پولیس تھانہ کچھولی

بیتاب رہا کرتے ہین فرقت مین بتو ہم — آرام غمِ ہجر سے دم بھر نہین ملتا

جناب میر عباس علی صاحب عباس از اورنگ آباد دکن

گم گشتہ ہون یادِ کمرِ یار مین ایسا — خود موت کو میرا تنِ لاغر نہین ملتا

جناب محمد خانصاحب غریب سہارنپوری اہلمد پیشی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس

جی ہوتا ہے بیچین جو دلبر نہین ملتا — آرام جدائی مین گھڑی بھر نہین ملتا
نیرنگِ تلون نے نئے رنگ دکھائے — وہ شوخ کبھی ایک طرح پر نہین ملتا
دکھلاتے ہین پھر ہم کششِ عشق کی تاثیر — دیکھین تو بھلا اب کوئی کیونکر نہین ملتا
تکلیف محبت مین تجھے ہی کہ مجھے ہے — آرام کسے اے دلِ مضطر نہین ملتا
رہتا ہی مرے دل ہی مین غمِ عشقِ بتان کا — اس گھر کے سوا اور اسے گھر نہین ملتا

عشق کمر یار نے گم ایسا کیا ہے ٹہ | بستر پہ ہمارا تن لاغر نہین ملتا
لے آئی کہان کوچہ دلدار سے وحشت | سر پھوڑنے کو دشت مین پتھر نہین ملتا

جناب عباس مرزا صاحب غنی لکھنوی شاگرد نواب محمد حسن خان صاحب سید مرحوم

دنیا مین حسین لاکھون ہین دلبر نہین ملتا | آئینے کو گھر گھر ہین سکندر نہین ملتا
بیجا ہی کہ دل لیکے وہ دلبر نہین ملتا | آہون مین اثر چاہیے کیونکر نہین ملتا
کیا دل کو تسلی ہو نشانی سے تمھاری | آئینے کے دیکھے سے سکندر نہین ملتا
ہر عالم امکان مین غریبانہ بسر کی | ہم خانہ بدوشون کو کہین گھر نہین ملتا
اللہ غنی اس فلک دون کی بخیلی | دو دون الم وغم بھی برابر نہین ملتا

جناب سیٹھ حاجی ہاشم صاحب غمخوار مسوری بن حاجی نور محمد صاحب سیٹھ شاگرد عزیز

غمخوار کی خواہش ہے کہ ٹکرائے سر اپنا | اس کوتری دہلیز کا پتھر نہین ملتا

جناب سید حسن صاحب ذوق رامپوری شاگرد جناب داغ دہلوی ٹہ

جینے کا مزا لحد مین دم بھر نہین ملتا | ہم حوصلہ دل کے برابر نہین ملتا
جو صاف ہین خاصیت ظلم اونمین نہ دیکھی | آئینے مین تلوار کا جوہر نہین ملتا ٹہ
لٹتا ہی کہین منزل مقصود کو پہونچین | رہزن ہی ملے کوئی جو رہبر نہین ملتا
کیا کھوج مین نکلے ہین کسی پردہ نشین کے | وہ گم ہین کہ اپنا بھی ہمین گھر نہین ملتا
وہ رند ہون راحت مجھے دم بھر نہین ملتی | جبتک مرے لب سے لب ساغر نہین ملتا
میرے دم قتل آپ یہ حیلے تو نہ کیجے | ہین ڈھونڈھ دون گر آپکو خنجر نہین ملتا
اللہ کی قدرت کہ طلب کرتے ہی اونکے | لو ہمسے مزاج دل مضطر نہین ملتا
ارمان ہی کیون مٹھے رند دمنین تو زاہد | پھر دیکھیے ملتا ہی کہ ساغر نہین ملتا
اے ذوق رہ عشق کا سامان نہین بنتا | جی چاہتا ہے جسکو وہ رہبر نہین ملتا

جناب حکیم سید محمد فضل حق صاحب فضل سہارنپوری مقیم موضع تھانہ سلطانپور

رویا مین بھی وہ شافع محشر نہین ملتا | شب کو بھی ہمین ماہ منور نہین ملتا
مرغوب ہی یثرب کی ہمین خاک نشینی ٹہ | بہتر ہمین اس سے کوئی بستر نہین ملتا

مین حشر کے دن عرض کرونگا شہ دین سے — اک جام مجھے ساقیِ کوثر نہین ملتا

واللیل لکھون زلف کو رخ کو ترے والشمس — مضمون کوئی اس سے مجھے بہتر نہین ملتا

جناب فدا حسین صاحب فدا خلف شیخ محمد اکرام حسین صاحب ساکن قصبہ سکیت

مرجاہین گلا کاٹ کے ہم ہجر کی شب کو — پر کیا کرین مجبور ہین خنجر نہین ملتا

آئینے نے مغرور حسینون کو بنایا — کس سے کہین افسوس سکندر نہین ملتا

جناب بالکرشن صاحب قمر لکھنوی شاگرد جناب امیر لکھنوی

آرام دلِ زار کو دم بھر نہین ملتا — جبتک مجھے وہ شوخ ستمگر نہین ملتا

جا جا کے اسے کوچۂ دلبر مین بھی ڈھونڈھا — ہمکو کہین اپنا دلِ مضطر نہین ملتا

کافی ہی فقط تیغِ ادا قتل کو میرے — جانے بھی دے قاتل کو جو خنجر نہین ملتا

ساقی کہین چلو ہی مین تو مجکو پلا دے — کیا اوسکی ضرورت ہی جو ساغر نہین ملتا

کیون اوسکی طلب مین ہے تجھے گریہ و زاری — رونے سے قمر تختِ سکندر نہین ملتا

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل عدالت فتحپور متوطن موضع اندولی

ہر وقت ہی وہ پاس صفائی سے مقدم — دیکھ آئینۂ دل مین وہ کیونکر نہین ملتا

دامن ترا پکڑے ہون کہ سر کاٹ لے ظالم — قاتل کوئی تجھسے مجھے بڑھکر نہین ملتا

جناب محمد عبد الرحیم صاحب گوہر ویلوری شاگرد جناب کیفی مرحوم مدظلہ

مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون وہ دلبر نہین ملتا — دل لیگیا میرا جو ستمگر نہین ملتا

ہی بار مرے دوش پہ سر جسمِ مین تیرے — مین کیا کرون قاتل مجھے خنجر نہین ملتا

جناب سید محمد واجد حسین صاحب محبت تعلقدار شاگرد جناب فصاحت لکھنوی

کیا بوسے پہ بوسہ مجھے دلبر نہین ملتا — کس دن مزۂ قند مکرر نہین ملتا

خاک آپ کے کوچے مین بہت چھان رہے ہین — یہان بھی ہمین اپنا دلِ مضطر نہین ملتا

عشاق ہون اللہ سے کیا داد کے طالب — محشر مین بھی وہ فتنۂ محشر نہین ملتا

قاصد سے وہ فرماتے ہین خط پھیر کے میرا — تو جا کے یہ کہنا کہ مجھے گھر نہین ملتا

کچھ ہوتی ہی تسکین ترے ہجر مین دن کو — آرام مگر رات کو دم بھر نہین ملتا

جو پھیر دے اس دل کو مرے لیکے محبت — آفاق مین ایسا کوئی دلبر نہین ملتا

جناب سید محمد مہدی صاحب مہدی لکھنوی خلف الصدق جناب جلال لکھنوی

آرام ہی کیا ای دل مضطر نہین ملتا — کچھ درد بھی اب تجھسے تو او ٹھگ نہین ملتا

کچھ طور ہی پر چل کے ان آنکھونکو دکھاتے — ہمکو کوئی موسیٰ سا پیمبر نہین ملتا

اب کاٹتی دیتی نہین حلق اونکو نزاکت — پہلے یہ رکاوٹ تھی کہ خنجر نہین ملتا

کیا آئینہ ششدر ہے ترے سامنے آکر — کہتا ہی کہ چھپ ہے کہان گھر نہین ملتا

دھوکا ہی اوسی دوست کا ہمسر کبھی ہو جا — دم بھر کو بھی دشمن کا مقدر نہین ملتا

فریاد کرین روز جزا اسکے ستم کی — سب ملتی ہین وہ فتنۂ محشر نہین ملتا

رکھے ہین جبین وصل مین مہدی وہ جبین پر — اسپر بھی مقدر سے مقدر نہین ملتا

جناب مولوی ممتاز احمد صاحب ممتاز تھانوی شاگرد جناب داغ از جونا گڈھ

کیون شربت دیدار پیمبر نہین ملتا — کیون تشنہ لبی ہین مجھے ساغر نہین ملتا

عشق شہ لولاک مین اے دل ترے ہاتھون — بیچین ہون آرام گھڑی بھر نہین ملتا

رہتی ہے مرے دلمین فقط یاد تمھاری — رہنے کو کسی اور کے یہ گھر نہین ملتا

کیا غم ہی جو منزل تری الفت کی کڑی ہے — ہی خضر مرا دل ہی جو رہبر نہین ملتا

کی ہی در حضرت پہ کہین ناصیہ سائی — تیرا جو دماغ اے مہ انور نہین ملتا

یا شاہ مدینے مین اوسے ڈھونڈھنے آئین — ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا

جناب سید افتخار حسین صاحب مضطر خیرآبادی نائب وکیل سرکار ٹونک از سنبھل

سب جھوٹ کہ مضطر سے وہ دلبر نہین ملتا — معشوق وفادار ہے کیونکر نہین ملتا

صحرا مین امان چادر گل ہمکو میسر — تقدیر سے کانٹون کا بھی بستر نہین ملتا

صحرا مین علاج سر شوریدہ کرین کیا — سر پھوڑکے مرجانیکو پتھر نہین ملتا

اب آپ ہی کہتے ہین یہ مرجائے الٰہی — پھر آپ ہی ڈھونڈینگے کہ مضطر نہین ملتا

جناب منیر الدین احمد صاحب مخزون شاگرد جناب مضطر خیرآبادی طالبعلم

کیا جانیے کس پھیر مین ہے عشق بتان مین — کچھ حال مزاج دل ابتر نہین ملتا

کیا دل کی طرح یہ بھی پھنسا زلف بتان مین
ہم ڈھونڈتے پھرتے ہین مقدر نہین ملتا

دل اپنا سا اک ہی تو معشوق بہت ہین
تم سمجھے ہو تم سا کہین دلبر نہین ملتا

قاصد کو بڑی دیر ہوئی خیر ہو یارب
سنتے یہ سنا ہی وہ بُت اکثر نہین ملتا

گلزار مین کیا خاک طبیعت مری بہلے
کچھ پھولون سے رنگ رُخ دلبر نہین ملتا

اے کنج لحد تو ہی ذرا ہمکو جگہ دے
ہم خانہ خرابون کو کہین گھر نہین ملتا

وہ رند ہی اوسکو کہین میخانے مین ڈھونڈو
محشر دن تو کبھی بھولے سے گھر نہین ملتا

جناب علی احمد صاحب مضطر سہارنپوری شاگرد جناب ساقی سکندرآبادی

دیکھا ہو کہین تمنے جو دلبر تو بتا دے
ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا

ملنے کو تو یون اور بھی ملجاتے ہین ہمدم
غمخوار مگر دل کے برابر نہین ملتا

ملجاتا ہی وہ جسکی ہمین چاہ نہین ہے
جی چاہتا ہے جسکو وہ اکثر نہین ملتا

بتخانے مین مسجد مین کلیسا مین حرم مین
ہم ڈھونڈھ چکے اوسکا مگر گھر نہین ملتا

جاتا ہی خدا جانے کہان دیکھ تو مضطر
یہ دل جو ترے سینے مین اکثر نہین ملتا

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی وکیل شکوہ آباد شاگرد جناب داغ

جسکو کہ محمد سا پیمبر نہین ملتا
محشر مین اوسے ساغر کوثر نہین ملتا

مشتاق ملاقات ہی مدت سے گریبان
کیون اوس سے جنون ہاتھ بڑھا کر نہین ملتا

کیا سوز جگر نے تجھے بیتاب کیا ہے
کیون چین تجھے اے دل مضطر نہین ملتا

تقدیر کی گردش ہے کہ محفل مین تمھاری
نوبت جو مری آئی تو ساغر نہین ملتا

وہ دن نظر آتا ہی مجھے روز قیامت
جس روز کہ وہ فتنہ محشر نہین ملتا

اوس وقت عجب ہوتا ہی اک یاس کا عالم
پہلو مین جو اپنے مجھے دلبر نہین ملتا

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرتپوری ملازم فوجداری علی گڈھ

پہلو مین ہمارا دل مضطر نہین ملتا
کیا جانئے کہان رہتا ہی اکثر نہین ملتا

اُس ابروے پرخم کی ستاتی ہی مجھے یاد
کاٹون تو گلا پر کہین خنجر نہین ملتا

سر پھوڑتا پھرتا ہی اے بُت ترے غم مین
افسوس ہے در کا ترے پتھر نہین ملتا

آئینہ کی حیرت کے سبب مین ہے تامل | تحقیق کرون کس سے سکندر نہین ملتا
مانگا جو مجید آپ نے بی کھینکے بلا وہ | ایسا تو کسی کو بھی مقدر نہین ملتا

جناب شیخ محمد اسمعیل صاحب جوہر مختار عدالت آرہ شاگرد جناب صفیر بلگرامی

افلاک پہ بھی سیر و سامان ہے جو بجلی | کیا آہ کے رہنے کو کہین گھر نہین ملتا
ٹھکراتے ہین ہر گام پہ وہ میری لحد کو | آرام مجھے آج بھی دم بھر نہین ملتا
پی جاتا ہون نین چپکے سے اشک آنکھون بھرکر | ساقی جو مجھے بزم مین ساغر نہین ملتا
اللہ گلا کسکا کرون نین ترسے آگے | محشر مین بھی وہ فتنہ محشر نہین ملتا
لطف لب شیرین صنم یاد ہے اے جوہر | اب ذائقہ قند مکرر نہین ملتا

جناب شیخ مظہر علی صاحب مظہر لکھنوی شاگرد جناب تہمت لکھنوی

آزردہ ہای مجھسے مراد لبر نہین ملتا | آرام اسی وجہ سے دم بھر نہین ملتا
بہلاؤن کہان جاکے دل زار کو ناصح | اوس گل سے تو مجکو کوئی بہتر نہین ملتا
پھرتا ہون گلی کوچے مین مین قیس کی صورت | اوس غیرت لیلے کا مجھے در نہین ملتا
محروم نہین لطف سے تیرے کوئی ساقی | کیون مجکو مئے وصل کا ساغر نہین ملتا

جناب سید منظور احمد صاحب منظور بالنوی طالب علم اسکول مرداڑہ

ڈھونڈھین اسے کسجا در دلبر نہین ملتا | ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا
تربت پہ مری آئے تو فرمایا یہ رو کر | افسوس کوئی خاک مین ملکر نہین ملتا

جناب پنڈت مہراج کشن صاحب مفتون طالب علم گورنمنٹ ہائی اسکول سلطانپور

اوس یوسف ثانی کا مجھے گھر نہین ملتا | اور راہ بتانے کو بھی رہبر نہین ملتا
ای باد صبا تو نے کہین یار کو دیکھا | مین ڈھونڈھ رہا ہون اسے گھر گھر نہین ملتا

جناب شیخ مقیم الدین صاحب مسکین از فتحپور سیکری

معلوم نہین لے گیا کون اسکو چرا کر | ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا

جناب منشی شبیر حسین صاحب تسنیم بھرتپوری شاگرد جناب داغ دہلوی

گر تمسا جہان مین کوئی دلبر نہین ملتا | ہمسا بھی کوئی دل کا تونگر نہین ملتا

گردش مہ و خورشید کی کرتی ہے اشارا
آرام ترے چرخ ستمگر نہین ملتا

اللہ رے قاتل ترے تیرون کی صفائی
پہلو مین نشان دل مضطر نہین ملتا

اک تیر کی وہان ترکش قاتل مین کمی ہے
یان ہمکو ہمارا دل مضطر نہین ملتا

کیا وعدۂ وصل اوس بت بدخو نے کیا ہے
کیون آج مزاج دل مضطر نہین ملتا

کیا سیکھ لی اینٹھنے بھی ترے دل کی کاوش
گردن سے لپٹ کر ترا خنجر نہین ملتا

ڈھونڈھین تو سہی دل کو ذرا گیسوؤن مین آپ
برباد نہ کر دیجیے کہکر نہین ملتا

اللہ یہ کس شوخ نے کی مجھسے شرارت
در پر مرے لکھا ہے ترا گھر نہین ملتا

آجاتی ہے کیون روز یہان آ شب فرقت
کیا اور زمانے مین تجھے گھر نہین ملتا

ہم بھی نہ در غیر سے اوٹھینگے نسیم اب
دیکھین تو بھلا آج وہ کیونکر نہین ملتا

جناب نواب محمد نیاز الدین خانصاحب نیاز رئیس شاہجہانپور شاگرد جناب احسان

عاشق سے کبھی وہ بت خودسر نہین ملتا
ملتا ہی تو اللہ سے ڈر کر نہین ملتا

پیتے ہین عدو بزم مین خوش ہو کے مئے ناب
ہمکو کبھی تلچھٹ کا بھی ساغر نہین ملتا

دی سحر عید جہان مین نظر آیا
کیون آج گلے سے مرے خنجر نہین ملتا

گم گشتگی بخت نے کھویا ہمین یان بھی
لو حشر مین اعمال کا دفتر نہین ملتا

اس درجہ ہی تاریک شب فرقت جانان
ڈھونڈھے سے نشان مہ و اختر نہین ملتا

جسین تجھے آنکھو نہین کہ دل مین تجھی ڈھونڈھین
ای پردہ نشین ہمکو ترا گھر نہین ملتا

اللہ ری تاثیر جدائی کہ حسن مین مہ
مجھ زار کا خون دل مضطر نہین ملتا

ای شوق مناسب ہے ذرا راہبری کر
جاؤن مین کدھر کوچۂ دلبر نہین ملتا

دربان سے نیاز آج وہ اسطرح ہین پرسان
روتا کئی دن سے کوئی در پر نہین ملتا

جناب منشی نواب علیخانصاحب نفیس کانپوری شاگرد جناب انعام کانپوری

کہتے ہین کسی سے وہ ستمگر نہین ملتا
تاثیر کرے عشق تو کیونکر نہین ملتا

لیجائین کسے روز جزا پیش خدا ہم
دنیا مین تو وہ فتنۂ محشر نہین ملتا

ای دل تو سمجھ جامۂ ہستی ہے غنیمت
جیتک نہین ملتا وہ فسونگر نہین ملتا

بھولون کو بتاتے ہین کہ خود بھولے ہوئے ہین
ابتک تو سنا خضر کو رہبر نہین ملتا

ہر تیر سے کہتا ہی یہی قوس کا خانہ
جو گھر سے نکلتا ہے اوسے گھر نہین ملتا

جناب منشی محمد نظیر صاحب نظیر وکیل فتحپور شاگرد جناب یاس لکھنوی

خود آکے جو اوس سے غم دلبر نہین ملتا
کیون درد جگر آپ ہی اوٹھکر نہین ملتا

بتلا دے ہمین جو کہ رہ کوچہ محبوب
تقدیر سے ایسا کوئی رہبر نہین ملتا

وہ زار ہین اکثر ملک الموت نے ڈھونڈھا
بستر پہ ہمارا تن لاغر نہین ملتا

آگے ہی وہ چلتا ہی ہمین راہ بتا کر
دل سا بھی کوئی عشق مین رہبر نہین ملتا

بیتاب بنا کر نہ چرایا ہو کسی نے
پہلو مین ہمارا دل مضطر نہین ملتا

مین جذبہ دل اپنا دکھاتا ہون نظیر اب
دیکھون تو بھلا مجھسے وہ کیونکر نہین ملتا

جناب محمد شفیع صاحب ناظم سب اورسیر مین پوری ذی وزن

ملتا ہی جو عاشق اونھین خنجر نہین ملتا
ملجاتا ہے خنجر تو وہ مضطر نہین ملتا

معلوم اگر تمکو پتہ ہو تو بتا دو
ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا

دیکھو کہین محرم مین تمھاری نہ چھپا ہو
ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا

شاید وہ اوڑا لیگئے آج آنکھ بچا کر
ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا

اب روتے ہو کیون قبر پہ مین جی نہ اٹھونگا
دنیا مین کسی سے کوئی مرکر نہین ملتا

بہتر ہو اگر وعظ کہے بیٹھہ کے خم پر
میخانے مین گر شیخ کو منبر نہین ملتا

آئینۂ دل اپنا دکھاتا اوسے ناظم
کیا کیجیے افسوس سکندر نہین ملتا

جناب شیخ نعیم اللہ صاحب نعیم رئیس گڑہ مانکپور شاگرد جناب بشیر از اونّاؤ

اس درجہ ہوا زار ترے ہجر مین جانان
بستر پہ جو ڈھونڈھو تن لاغر نہین ملتا

تشبیہ قیامت سے ہے رفتار کی بیجا
چالون سے تری فتنۂ محشر نہین ملتا

اے جان اگر بوسۂ ابرو نہین دیتے
کاٹون گا گلا کیا مجھے خنجر نہین ملتا

تنہائی کا مونس ہے شب ہجر کا ساتھی
غمخوار کوئی دل کے برابر نہین ملتا

فرہاد نہین قیس نہین کس سے کہین حال
اے ثانیٔ لیلی کوئی ہمسر نہین ملتا

جناب شیخ محمد حبیب صاحب تشنج آروی شاگرد جناب مہر آروی

کیفیتِ سیماب وہی مرنے پہ بھی ہے | چین اب بھی تجھے او دلِ مضطر نہین ملتا
پھر جاتی ہے آ کے قضا پاس سے میرے | بستر پہ جو میرا تنِ لاغر نہین ملتا
کس شوخ ستمگار کے گیسو مین پھنسا ہے | اللہ ہمارا دلِ مضطر نہین ملتا

جناب عبد المجید خانصاحب ناظم شاہجہانپوری ملازم ریاست بھوپال

جس وقت کہ وہ شوخ ستمگر نہین ملتا | پہلو مین مرے پھر دلِ مضطر نہین ملتا
بن دیکھے مرا کام بگڑ جاتا ہے ہر دم | جب ملتا ہے جلاد تو خنجر نہین ملتا
تسکین دلِ مضطر کو ہو کس طرح سے ناظم | دل بر مین نہین رہتا جو دلبر نہین ملتا

جناب پنڈت بھوانی شنکر صاحب ناگر انوپ شہری خلف سیٹھ بابو شنکر صاحب

جسنے کہ چرایا ہی وہ دلبر نہین ملتا | ہمکو کہین اپنا دلِ مضطر نہین ملتا

جناب محمد عبد الرحیم صاحب نزار آروی مقیم بنارس

مرجاتے ترے ہجر مین سر پھوڑ کر اے بت | مجبور ہین ہمکو کوئی پتھر نہین ملتا

جناب محمد عبد الرحمن صاحب نیر وکیل ہالی

پی کر جسے اک آن مین ہو جاتے ہین ہشیار | اوس بادۂ پر جوش کا ساغر نہین ملتا

جناب پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب نور انوپ شہری ماسٹر اسکول بھرتپور

جو ہم پہ عنایت ہی رقیبون پہ وہ کیون ہو | ہر شخص کا دنیا مین مقدر نہین ملتا

جناب مسٹر ولیم روبیٹ صاحب ولیم از چھاونی فیروزپور

قابو ہمین آئینۂ دل پر نہین ملتا | ہر ایک کو تو تختِ سکندر نہین ملتا

جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

خود گم شدۂ عشق مقرر نہین ملتا | عاشق جو ہو آپ سے باہر نہین ملتا
عاشق کو تڑپنے کے سوا کام نہین کچھ | آرام تری یاد مین دم بھر نہین ملتا
رہتا ہی نصیبونکی بدی دیکھیے جسکو | اچھا کسی عاشق کو مقدر نہین ملتا
کم جس سے تڑپ ہو تری راحت ہو کوئی دم | پہلو کوئی ایسا دلِ مضطر نہین ملتا

ایسا فلکِ پیر نے برگشتہ کیا ہے
مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون مقدر نہین ملتا

جس دل کو نہین عشق مین صدمونکا تحمل
کچھ اوسکو مزا اے دلِ مضطر نہین ملتا

میخوار کوئی نشئے مین کہتا ہے بہک کر
ساقی نہین ملتا مجھے ساغر نہین ملتا

کیا تیری طرح یہ بھی کھنچا رہتا ہے مجھسے
قاتل جو گلے سے مرے خنجر نہین ملتا

رہتا تھا جو پہلو مین ترے جلوہ کسی کا
کچھ اوسکا پتا اے دلِ مضطر نہین ملتا

ہم ایسے زخود رفتہ ہین کچھ ہوش جنون نہین
دروازے سے بڑھتے ہی قدم گھر نہین ملتا

شاعر تو ہین ای یاس زمانے مین ہزارون
پر ایک بھی لاکھو نمین سخنور نہین ملتا

جناب محمد یسین صاحب یسین ساکن قصبہ باڑہ مقامی ہوگلی

گردون پہ بھی اوس ماہ کا ہمسر نہین ملتا
چہرے کی ضیا سے مہِ انور نہین ملتا

کیا دیر ہے اب قتل مین عاشق کے ستمگر
تلوار نہین ملتی کہ خنجر نہین ملتا

کافی ہے مرے قتل کو ابرو کا اشارہ
جانے دو مری جان جو خنجر نہین ملتا

سیکھی ہے رکاوٹ تری اسنے بھی مقرر
کیون حلق سے قاتل ترا خنجر نہین ملتا

ہم خاک ہوے خاک مین بھی ملگئے اے چرخ
اسپر بھی تجھے چین ستمگر نہین ملتا

کیا جانیے کس بت کی ادا لے گئے یسین
پہلو مین ہمارا دلِ مضطر نہین ملتا

جناب محمد یوسف حسین صاحب یوسف شاگرد جناب بیدل از مارہرہ ضلع ایٹہ

ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین وہ دلبر نہین ملتا
کھویا ہوا زنہار مقدر نہین ملتا

کیا حسرت و ارمان نے اوسے آج نکالا
پہلو مین ہمارے دلِ مضطر نہین ملتا

دیوار سے ٹکراتے ہین سر اور کبھی در سے
کیا کیا نہین کرتے ہین جو دلبر نہین ملتا

تنگ آئے ہین ہم اس دلِ بیتاب سے یوسف
کیا کیجیے مجبور ہین خنجر نہین ملتا

جناب محمد عبد الغفور صاحب تسیم نیٹو ڈاکٹر جیل گونڈہ

دیدار کی امید بھی باقی نہ رہی آج
محشر مین بھی وہ فتنۂ محشر نہین ملتا

فرقت مین تری سوکھ کے کانٹا ہوا ایسا
بستر پہ بھی میرا تنِ لاغر نہین ملتا

جناب امیر احمد صاحب امین بلگرامی ملازم بندوبست گورکھپور شاگرد جناب جلال

ــه یہ غزلین دیر مین وصول ہوئین اس سبب سے ردیف وار درج نہو سکین ۱۲

تقدیر نہین جاگتی دلبر نہین ملتا — رو یا مین بھی وہ فتنۂ محشر نہین ملتا
پہلو مین نہین جبسے وہ محبوب دل آرام — ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا
بیجا ہی گلہ گردش افلاک کا اسے دل — ملتا بھی ہی کوئی تو مقدر نہین ملتا

جناب سید محمد ابراہیم صاحب احقر تھانوی از مقام بالی - راج مارواڑ

آرام تہ چرخ ستمگر نہین ملتا — جبسے کہ مجھے وہ مہ انور نہین ملتا
چین اس دل نالان کو تو دم بھر نہین ملتا — جبتک کہ در حیدر صفدر نہین ملتا

جناب سید محمد کاظم صاحب حبیب میر منشی سوم سکرٹری مدار المہام سرکار آصفیہ حیدرآباد

تو دل مین ہی دل گم ہے ستمگر نہین ملتا — خود رفتہ ہین ایسے کہ ترا گھر نہین ملتا
توبہ کی سزا دیتے ہین یاران قدح نوش — بی مانگے ہمین دور مین ساغر نہین ملتا
کہتے ہین وہ اغیار سے یاد آتا ہون جب مین — ولیسا کوئی بیداد کا خوگر نہین ملتا
کھلتا نہین کچھ حال حبیب سخن آرا — احباب سے بھی اب تو وہ اکثر نہین ملتا

جناب کالکا پرشاد صاحب تسکین بدایونی اہلکار بندوبست گورکھپور شاگرد جناب جلال

صرصر ہی گئے دامن سے لپٹ جا خط شوق — جا پہونچے خود اوڑ کر جو کبوتر نہین ملتا
تنگ آکے گلا کاٹتے فرقت مین ہم اپنا — پر کیا کرین اوس ترک کا خنجر نہین ملتا
مین ڈھونڈھ چکا زلف پریشان مین بھی کسکی — مجکو کہین میرا دل مضطر نہین ملتا
رفتار سے اوسکی یہ بلا خاک مین تسکین — عالم مین کہین فتنۂ محشر نہین ملتا

جناب محمد عبد الواحد صاحب مخزون محرر اول فوجداری حکومت بالی رواڑ

دیدار شہ حسن دلبر گر نہین ملتا — چین اس دل بیتاب کو دم بھر نہین ملتا
کیا ہوتی محبت کسی معشوق کی ہمکو — محبوب خدا کا کوئی ہمسر نہین ملتا
شاید کہ گیا ہی پے طوف در سرور — ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا
میخوارون کی صورت مین سراسیمہ پھرونگا — جبتک کہ در ساقی کوثر نہین ملتا

جناب جگدیشر پرشاد صاحب مقتول شاعر راجہ صاحب بہادر سنگرولی

کس زلف کے پھندے مین پھنسا جاکے الٰہی — ہمکو کہین اپنا دل مضطر نہین ملتا

شاعرہ پردہ نشین جناب سلطان جہان بیگم صاحبہ حیا از جاورہ ؎

بالین پہ بلاتا تھا جو کل آپ کو صاحب	لو آج وہ عاشق سر بستر نہیں ملتا
کیون لوٹتا ہون ہجر مین مین فرش زمین پر	تکیہ نہین ملتا ہی کہ بستر نہین ملتا
کیا لیگیا پھر اوس سے کوئی چھین جھپٹ کر	پہلو مین حیا کے دل مضطر نہین ملتا

جناب بی پدم کنور صاحبہ ندیم چودہرائن برہانپور شاگرد جناب قادر برہانپوری

آئینہ رخسار صنم اوسکو دکھائے ؎	لیکن ہمین افسوس سکندر نہین ملتا

بی امراؤ جان صاحبہ ناز طوائف از اجمیر

ملجائے تو ہم جان تلک دیکے بدل لین	لیکن کہین دشمن کا مقدر نہین ملتا
کیون اوسکا پتہ مجھکو ملا غیر کے گھر مین	صبر آہی گیا تھا یہ سمجھکر نہین ملتا
ناچار ہین اس دل سے ہم ای ناز وگرنہ	کیا اور کوئی یار سے بہتر نہین ملتا

بی برکات جان صاحبہ ناز از موضع نعمت پور تھانہ مسوڑھی

سامان مسرت کے ہین سب باغ مین موجود	بے تیرے مزا ناز کو دلبر نہین ملتا

خاکسار محمد نثار حسین نثار مہتمم قومی پریس و پیام یار ؎

سر پھوڑنے کو ہجر مین پتھر نہین ملتا	پتھر تو کہان غیر کا بھی سر نہین ملتا
قاتل کی طرح یہ بھی تو ہے مجھسے کشیدہ	مقتل مین گلے سے مرے خنجر نہین ملتا

قومی پریس

قدردانان پیام یار ہم بڑی فخر کے ساتھ آپکو یہ خوشخبری سناتے ہین کہ پیام یار کے معاونون اور سرپرستون کی عنایات و اعانت سے خود اوسکا ذاتی پریس قائم ہو گیا۔ چونکہ پیام یار نے آجتک اپنی کوششون اور جانفشانیون کو کبھی اپنا کام نہین سمجھا بلکہ وہ ہمیشہ یہی سمجھا کیا کہ یہ سب کوششین ملک و قوم کیواسطے کیجاتی ہین۔ اسی خیال پر اس پریس کو بھی وہ اپنا پریس نہین سمجھتا ہے۔ حضرات! آپ نام ہی سے سمجھ جائینگے کہ یہ قوم کی خدمات کا اپنی حیثیت سے بنا ہوا نمونہ ہے۔

جان نثاران قوم! اب یہ پیام یار آپکے ہاتھ مین دیا گیا تھا اب یہ پریس آپکے عزیز ہاتھون مین دیا جاتا ہے۔ اپنی ہاتھون کو مستعد کر کے آئیے اور اسے سنبھالیے۔ قومی پریس کی ترقی قوم ہی کی ترقی ہوگی۔ اور خدانخواستہ اسکا زوال قوم ہی کا زوال سمجھا جائیگا۔ (اس منحوس جملے کی زبان سے نکالنے کی معافی چاہی جاتی ہے) ہماری طرف سے استدعا کیا جاتا ہے کہ اب پیام یار خدا اپنے چاہا تو ٹھیک وقت پر آپکی سیر پر پہونچا کریگا۔

اے قوم! باتیں وہ جو کام ہون اونکی انجام وہی تو یہ پریس دل و جان سے حاضر ہے۔ یہ پریس تیرا عاشق ہے نہین بلکہ نام لیوا ہے۔

جن قدردانان پیام یار کے ذمہ قیمت پیام یار گذشتہ و حال جس قدر باقی ہو اوسکی نسبت دلالی سے دریافت کر لین کہ اس سے زیادہ ضروری وقت کب آئیگا جبکہ ادھ قیمت حساب بیباق کرنا چاہیے۔ یہ بہت اچھا وقت اور عمدہ موقع ہے ؎

محمد نثار حسین مہتمم پیام یار ؎

PAYAM-I-YAR

پیام یار

نمبر ۶ بابت ماہ جون سنہ ۱۸۹۶ عیسوی جلد ۲

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک قومی پریس و مہتمم پیام یار

لکھنؤ چوک
قومی پریس واقع لکھنؤ کٹرہ حسین بخش میں زیر اہتمام چھپا

مصرع طرح پیام یار

وصل کا پیغام سنتے ہی خفا ہونے لگے

جناب محمد احسان علی خان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

شرم کے انداز در پردہ ادا ہونے لگے ۔ دیکھا دیکھی وہ بھی پابندِ حیا ہونے لگے
آپ سے بسمل تہِ تیغ قضا ہونے لگے ۔ مرنے والے موت کے حق سے ادا ہونے لگے
صید آئے دل کو اسے تیغ محبت کس طرح ۔ تیرے ہی ہاتھوں سے جب خون وفا ہونے لگے
ڈھل گیا جوبن بتوں کا عارض گلگون میں وہ ۔ رنگ ان پھولوں کے بو بنکر ہوا ہونے لگے
آرزو ان کو جس نے بھی سب کیا ودی ۔ یار پر قربان جب اہلِ وفا ہونے لگے
یہ اثر لائیں کہاں سے ہم دعائے صبح میں ۔ غیر کو تعزیر جرم و خطا ہونے لگے
بے تکلف منہ دکھانیکے لیے بیٹھے ہیں وہ ۔ روزِ محشر آگیا وعدے وفا ہونے لگے
کیسے عاشق اوٹھا میں صدمہ انجامِ عشق ۔ ابتدا ہی سے جو فکر انتہا ہونے لگے
کوئی تو پہونچا دے میرے حال کی اوسکو خبر ۔ آہ در تک ہے تو نالہ ہی رسا ہونے لگے
مجلو بھی پانہ جب اسنے پکاری چشم شوق ۔ لو مبارک آشنا نا آشنا ہونے لگے
بے سبب کسکی شکایت کی برا کسکو کہا ۔ آج تم احسان پر ناحق خفا ہونے لگے

جناب حاجی شیخ محمد امیر حسن صاحب امیر سہارنپوری شاگرد جناب ساقی سکندرآبادی

مہر کی تیری نظر جو دلربا ہونے لگے ۔ خود بخود بیمارِ ہجراں کو شفا ہونے لگے
حسرتیں جو دل میں ہیں وہ کسطرح نکلیں کہ تم ۔ وصل کا پیغام سنتے ہی خفا ہونے لگے
میں بھی اوسکے ساتھ ہوں ہمسال اہی گر ۔ جب روان یثرب کو یہاں سے قافلہ ہونے لگے
ساقی کوثر مجھے بھی یاد رکھنا حشر میں ۔ آبِ کوثر جبکہ پیاسوں کو عطا ہونے لگے
آپ کے در کا گدا ہے یہ امیر بینوا ۔ اب عنایت کی نظر بہر خدا ہونے لگے

جناب آلہ بخش صاحب آلہ یار انسپکٹر پولیس پنشنداراُ متوطن سلطانپور پرگنہ بہری

کر لیا محبوس دل کو عاشقِ ناشاد کے ۔ بال کاکل کے بکھرتے ہی بلا ہونے لگے

جناب حافظ سید محمد حسین صاحب بسمل خیرآبادی وکیل ریاست ٹونک ازکوداپو

گزر دال عشق گیسوے رسا ہونے لگے
دل سے میرے قطع طول مدعا ہونے لگے

پھر نگاہین دل کو تپتے ہیں ہدف کرنے لگین
پھر ترازو تیر تیرے بخطا ہونے لگے

روے رنگین کا تصور بطرح جمنے لگا
تم نگین دل کے نقش مدعا ہونے لگے

کیا تعجب ہی جو عکس روے سبزہ رنگ سے
اوس پری کے کان کا پتا ہرا ہونے لگے

ذبح کی تو آرزو نکلی ہے بسمل بعد عمر
وہ جو زخمون پر نمک چھڑکین مزا ہونے لگے

جناب منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی

اچھے اچھے بت کے بندے ایخدا ہونے لگے
عاشق اوس کافر ادا کے پارسا ہونے لگے

چاہتا ہون اتنی ہین تا نیر اپنے عشق مین
شرم کے اوٹھ جائین پردے سامنا ہونے لگے

انتہا کی بینیازی ابتدائے عشق مین
تم ابھی سے بیمروت بیوفا ہونے لگے

اب کہانتک بینیازی اے قبول مدعا
خشک ہو کر شل مرے دست دعا ہونے لگے

مثل عاشق غیر تیرا ساتھہ دین ممکن نہین
کون پوچھے ہمکو اپنے گر وفا ہونے لگے

گر پڑے اونکلے بھی آنسو تھا وہ عالم وقت صبح
جب لپٹکر میرے سینے سے جدا ہونے لگے

ساتھہ عاشق کے جو رکھا باغ مین اوسنے قدم
ہوش بلبل رنگ گل دونون ہوا ہونے لگے

کیا برا کوچہ ہی الفت کا کہ ہو کر بدگمان
ہر قدم پر نقش پا مجھسے جدا ہونے لگے

خود ہوے بدنام تم غیرون کے گھر جا جا روز
میری کیا تقصیر مجھسے کیون خفا ہونے لگے

ڈر ہے بول اوٹھے کہین اونکی طرف سو کر نہ دل
سامنے اللہ کے جب فیصلا ہونے لگا

وقت آخر ہی اونھین رخصت کرو تسلیم اب
کون جانے حال کیا ہو دم مین کیا ہونے لگے

جناب منشی مہدی نواس صاحب تنیر زمیندار چلاسنی ملہ

تم ابھی سے منکر مہر و وفا ہونے لگے
پھر وہی جور و جفا اے دلربا ہونے لگے

دل گیا تھا جان بھی جانے لگی اپنی تنیر
میرے پہلو سے جو وہ آکر جدا ہونے لگے

جناب سید افضل حسین صاحب ثابت لکھنوی ناظر عدالت دیوانی گونڈہ

جبسے تم اے بیوفا مجھپر فدا ہونے لگے
دوست - دشمن - آشنا - ناآشنا ہونے لگے

کرکے مجھ دلسوز سے الفت جدا ہونے لگے
آگ بھڑکا کر جگر کی تم ہوا ہونے لگے

کیا سگانِ کوے جانان کو ہوا حاصل عروج
عاشقون کی ہڈیان کھا کر ہما ہونے لگے

ای صنم اللہ اکبر وہ تری بانکی ادا
اتو روزے زاہدون کے بھی قضا ہونے لگے

ساری ہمدم اس جہان مین جیتے دم کے ساتھ ہین
جل چکی جب شمع پروانے جدا ہونے لگے

شکر کرتا ہے کہ بر آئی ترے دل کی مراد
جس پہ تو مرتا تھا وہ تجھ پر فدا ہونے لگے

جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

پھر نام اونکے روٹھ جانے پر فدا ہونے لگے
پھر ہمین پیار آگیا جب وہ خفا ہونے لگے

کیون نہ دل ان بھولی باتون پر فدا ہونے لگے
تھے ابھی برہم ابھی ناز و ادا ہونے لگے

تم تسلی مین نکرنا اپنی جانب سے کمی
گو تڑپ اس سے مرے دل کی سوا ہونے لگے

بند ہو کر جلوہ گاہِ یار مین آنکھین کھلین
ہوش جاتے ہی حواس اپنے بجا ہونے لگے

تجھسے بخت غیر کے ہم بھی ہین یارب خواستگار
جب کوئی بیگانہ خو کچھ آشنا ہونے لگے

دیکھ کر شوخی تمھاری ہم دکھا دینگے تڑپ
آج اچھا کچھ تمھین سے ابتدا ہونے لگے

تو نے آج او بیوفا کیا جانی دنیا دیکھ لی
راہ پر آتا چلا عہدِ وفا ہونے لگے

ناز سے کوئی مرے سر کو جو ٹھکرا کر چلے
شکر کے سجدے یہان باہم ادا ہونے لگے

خود ہماری نارسائی پر تاسف ہے اونھین
لو ہمارے بخت اب کچھ کچھ رسا ہونے لگے

دیکھ یہ چالاکیان اچھی نہین اے جذبِ دل
اب وہ ملکر جہان بیٹھے جدا ہونے لگے

وصل کی شب کے ہون خواہان تجھسے کیا ہم اے فلک
شام سے جب صبح ہونے کی دعا ہونے لگے

یہ کسی کے پیار کرنیکا نتیجہ ہے جلال
جان سے تم اپنی آخر کو خفا ہونے لگے

جناب محمد عمر صاحب جنون ابن مولوی محمود میان صاحب وکیل منگلور

جب وہ تسکین بخش جان و دل جدا ہونے لگے
صبر اور آرام بھی مجھسے ہوا ہونے لگے

وائے قسمت اونکا ہم پہلو تو ہونا درکنار
وصل کا پیغام سنتے ہی خفا ہونے لگے

گردشِ افلاک اپنا گر دکھائے انقلاب
وہ بتِ ناآشنا بھی آشنا ہونے لگے

ای بتو انصاف میرا بس خدا کے ہاتھ ہے
غیر پر یون لطف اور مجھپر جفا ہونے لگے

ہون پریشان کس سے دون تشبیہ تیری زلف کو
گر کہون مشک ختن مجھسے خطا ہونے لگے

سائل بوسہ کو جھنجھلا کر دیا اُسنے جواب
کچھ تو شرماؤ کہ کیا تھے اور کیا ہونے لگے

سرمۂ اہل نظر کی آنکھو نمین جا ہو گئی
خاکساری سے جنون جب خاک پا ہونے لگے

جناب منشی سید محمد ولایت حسین صاحب حقیر رودلوی شاگرد جناب فائز بارہوی

دیدہ جو بھر اودھر صرف بکا ہونے لگے
ہم ادھر جب کشتۂ تیغ جفا ہونے لگے

رشک ہی عالم ترا شیدا نہو جائے صنم
تذکرے ہر سو ترے نام خدا ہونے لگے

قصد جب مینے کیا روز جزا فریاد کا
ناز سے تیوری چڑھا کر وہ خفا ہونے لگے

دم نکلتا ہے تمنائے وصال یار مین
کیا تعجب ہے حسرتون کے کچھ سوا ہونے لگے

دیکھتا ہون تیری قدرت کے تماشے چارسو
بے نیازی سیکھ کر بت بھی خدا ہونے لگے

ہم بھی انسان ہین نہین ہے ضبط کا یارا ہمین
ظلم ہم پر آپکے بے انتہا ہونے لگے

آسمان گردش مین ڈالے ہین وہ گر گشتہ ہین
جب کوئی پورا ہمارا مدعا ہونے لگے

یہ کہون آزار ہجران مین وہ ایذا دوست ہون
اور بڑھ جائے مرض جب کچھ شفا ہونے لگے

کچھ خوشی تھی کچھ نور رشک حسرت اے حقیر
خیر سے ہم کشتۂ تیغ ادا ہونے لگے

جناب سید محمد کاظم صاحب حبیب منشی ہوم سکرٹری مدار المہام سرکار آصفیہ حیدرآباد

فرض الفت دونون جانب سے ادا ہونے لگے
مہربان وہ تجپہ ہم اونپر فدا ہونے لگے

قلب ماہیت اسے کہتے ہین اے دور فلک
یار و معشوق عاشق بیوفا ہونے لگے

ڈھل گیا جوبن تو شان کبریائی گھٹ گئی
اب اسیر دام گیسو خود رہا ہونے لگے

سلب آزادی مین واعظ اسقدر کوشش نکر
زاہد کہنے سے ترے کیون پارسا ہونے لگے

حرف رکھینگے مسلمان توبہ کر ڈالو حبیب
اتنا میخواری کے چرچے جابجا ہونے لگے

جناب محمد حفیظ اللہ صاحب حفیظ مدرس گورمنٹ اسکول آرہ

دن بدن جور و ستم اونکے سوا ہونے لگے
کیا خطا ہم سے ہوئی کیون وہ خفا ہونے لگے

ڈر یہی ہے روتے روتے یہ بنجاؤن کہین
چشمہ ہائے اشک سیلاب بلا ہونے لگے

کیا ہوا اونکو جو مجھ سے اسقدر نفرت ہوئی
وصل کا پیغام سنتے ہی خفا ہونے لگے

ایک انگلی کے اشارے سے ہوا دل خون حفیظ
نشتر سفاک انگشت حنا ہونے لگے

جناب سید محمد یحییٰ اللہ صاحب خلیل معلم مکتب خانہ شیخ فیض الحسن صاحب وکیل

ہجر کا شکوہ کیا جبتک نہ تا سید ہمزبان
وصل کا نام سنتے ہی خفا ہونے لگے

جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

کچھ وہ سرگرم سخن نام خدا ہونے لگے
اب خدا چاہے تو مطلب بھی ادا ہونے لگے

غیر کے مذکور پر میں اگر بگڑا تھا بجا
تھمو تھمو سنبھلو سنبھلو کیا ہے کیا ہونے لگے

مین ہی چوکا مینے ظاہر کر دیئے انداز عشق
اس روش سے سیکڑوں اونپر فدا ہونے لگے

جب شب فرقت اوٹھائے مینے کچھ بہر دعا
درد اوٹھکر ہاتھ شانوں سے جدا ہونے لگے

سخت گردش نا امیدی میں بسر منزل تعب
عاقبت تھک تھک کے نالے نارسا ہونے لگے

سلب کرلے یا الٰہی آسمان کا اختیار
جب کسی معشوق سے عہد وفا ہونے لگے

المدد اے ہمنشینو ابتدائے عشق ہے
اب سنبھالو تم گرفتار بلا ہونے لگے

شکوہ آزردگی سنکر کہا تو یہ کہا
کیا غرض کیا واسطہ ہم کیوں خفا ہونے لگے

وہ قیامت کی گھڑی ہو دوست کا جب سامنا
جب کوئی معشوق سے ملکر جدا ہونے لگے

پردے پردے مین ہی بہتر ہے اسنے چھیڑ چھاڑ
کیا مزا رہجائے جب ہم برملا ہونے لگے

ہے اوسکی فکر اوسکی بیقراری اوسکی یاد
خلق کے جب نامۂ اعمال وا ہونے لگے

اضطراب شوق کا عالم کہوں کیا اسگھڑی
جب کسی کافر کے وا بند قبا ہونے لگے

غیر اچھا مین برا یونہی سہی بس چپ رہو
رفتہ رفتہ یہ نہو صحبت سوا ہونے لگے

داغ مین پرچا ہی لونگا باتوں باتوں مین انھیں
شرط یہ ہے میرا اونکا سامنا ہونے لگے

جناب نواب مہدی حسنخانصاحب رفعت لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

سامنے ہمشکل کے اسے دلربا ہونے لگے
آئنے سے خوب صورت آشنا ہونے لگے

جب کہا مژدہ ترا نکلے یہان جان آگئی
کوسنے اوسکے مرے حق مین دعا ہونے لگے

تم بھی اچھے غیر بھی اچھے برا مین ہی سہی
کونسی یہ بات تھی جسپر خفا ہونے لگے

سخت جانی کا برا ہو اب گلا کٹتا نہین
خوف ہی مجکو نہ قاتل کا گلا ہونے لگے

بام پر اپنے وہ سنتے ہین ترقی دیکھی ٹ   میرے نالے عرش تک ابتو رسا ہونے لگے

تم اوسی دم آکے ملجانا یہ حسرت دلمین ہے   روح میری جبکہ قالب سے جدا ہونے لگے

تم جب اوٹھ جاوگے پہلو سے مرے صبح وصال   کیا عجب ہای درد بھی دل مین سوا ہونے لگے

ہنسکے باتین کیجیے گا میرے دشمن سے ضرور   گوش زد جب میرے نالون کی صدا ہونے لگے

پھر جفا و ظلم کا رغبت مزا جاتا رہے   بیوفاؤن سے جو دنیا مین وفا ہونے لگے

جناب مولوی محمد عبد الرحیم صاحب رحیم طالب علم اسکول تحصیل ازشہر

کاکل شبگون کے پھر ہم مبتلا ہونے لگے   پھر نئے سر سے گرفتار بلا ہونے لگے

پھر ادائین اونکی دکھلانے لگین نیرنگیان   دل جگر پھر تو دہ تیر قضا ہونے لگے

جناب پنڈت کشوری لال صاحب رکن دہلوی از پرتاب گڈھ

پاس الفت کچھ رہا دل مین نہ اوس بیرحم کے   شکوے غیرون سے مرے اب برملا ہونے لگے

جناب بندہ علینقصاحب زیبا لکھنوی شاگرد نواب محمد حسنی نقصاحب شیدا

ہر قدم پر آپ وہ محو ادا ہونے لگے ٹ   جب سے چال آ لی اونھین فتنے بپا ہونے لگے

مشق مین حال دل بھی کچھ بیان کرتے ہیں ہم   یہ بھی شکوہ تھا جو تم ہمپر خفا ہونے لگے

کر دیا گستاخ اس درجہ کسی کی حلم نے   لیجیے بندے بھی دنیا مین خدا ہونے لگے

تم بگڑ جاؤ تو بنجائے ہماری جان پر ٹ   رو ٹھہ جاؤ تم تو اپنا دم خفا ہونے لگے

زود رنجون سے زیادہ گفتگو اچھی نہین ٹ   باتون باتون مین نہ آخر کو گلا ہونے لگے

اپنی خاموشی نے کھلوائین زبانین خلق کی   میرے چپ رہنے کے چرچے جابجا ہونے لگے

آپ سی دل پھیر لینگے ہم نہ سمجھے تو ذرا ٹ   دل لگی مین آپ تو صاحب خفا ہونے لگے

کیا خلل ڈالا وفا نے یہان مذاق عشق مین   لو ستم دیکھو وہان عذر جفا ہونے لگے

جس سے چاہو دل لگا لو اونکو زیبا کیا غرض   ہو چکی ترک اون سے اب وہ کیون خفا ہونے لگے

جناب سالگرام صاحب سالک محافظ دفتر فوجداری جھالاوار

دل چلا پہلو سے ہم دل سے جدا ہونے لگے   کیون بغل سے تم جدا اے دلربا ہونے لگے

اس دل بے صبر نے کیسی بگاڑی میری بات   وصل کا پیغام سنتے ہی خفا ہونے لگے

پھر دل مشتاق زخمون کا مزا پانے لگا
میری جانب کو اشارے پھر ذرا ہونے لگے

اب چھپاتے ہو کسیکا عشق سالک تم عبث
اب تو آ کیفیت یہ چرچے جا بجا ہونے لگے

جناب مولوی محمد عبد الحمید صاحب سوختہ گدہ مکتیسری از قصبہ انوپ شہر

گر خرامان ناز سے وہ دلربا ہونے لگے
دو قدم مین فتنۂ محشر بپا ہونے لگے

ای بتو دیکھا مری آہِ رسا کا کچھ اثر
مہربان مجھپر عدو پر تم خفا ہونے لگے

جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی

جوشِ الفت سے جو ہم اونپر فدا ہونے لگے
شکر کیا کرتے کہ وہ اُلٹے خفا ہونے لگے

وہ بھی اب رہ رہ کے چونک اُٹھتے ہین خواب ناز سے
اسقدر تو میرے نالے بھی رسا ہونے لگے

درد بھی دینا تو ایسا درد دینا اے خدا
جو دل مجبور کے حق مین دوا ہونے لگے

اب ہماری اونکی الفت چھپ نہین سکتی کبھی
اپنے بیگانون مین چرچے جا بجا ہونے لگے

تمنے کیون تکو جتایا عشق اپنا صاف صاف
جو نہوتے تھے ستم اے دلربا ہونے لگے

آپ ذبح جب ہے کیسی آنکھین پھیرے مین
تم اگر دل پھیر لین سب سے گلا ہونے لگے

تم تو کینے دور کرد و ہم نکالین سر تین سے
پھیر چھپٹ جائے دلومین راستا ہونے لگے

تم بلکو کیا پتھر کے دل مین بھی کرے پورا اثر
میری جانب سے جو سچی التجا ہونے لگے

جھلکیون ہی مین بنا دیتے ہین وہ تسلیم
ٹہر ہو جائے جو پورا سامنا ہونے لگے

جان بلب ہی گو مریض عشق درد ہجر سے
تم عیادت کو جو آجاؤ شفا ہونے لگے

تم اگر آنسو کے دو قطرے بہا دو نعش پر
ای مسیحا منفعل میری قضا ہونے لگے

ربط جیسا گر خوت سے پہلے تھا اب وہ نہین
تم بھی اے شمشاد کچھ کچھ پارسا ہونے لگے

جناب حکیم عنایت اللہ صاحب شوق رئیس فرید آباد

اور کچھ مانگون نہ اُس بُت کے سوا اللہ سے
زاہدا مقبول گر میری دعا ہونے لگے

سخت جانی سی جو فرقت مین نہ نکلا دم مرا
اونکو اسپر بھی گمان کیا جانے کیا ہونے لگے

وصل کی شب بھولیجا ئینگے خوشی سی ہاتھ پاؤن
وا مرے ہاتھون سے کیون بند قبا ہونے لگے

ابتدائے عشق ہی مین گر نہین ہوش و حواس
آگے آگے دیکھیے اب اور کیا ہونے لگے

محفلِ رندان مین دیکھو شوق بھی ہونگے وہین — مسجد و محراب مین وہ کیون بھلا ہونے لگے

جناب شیخ محمد عبد اللطیف صاحب شفا ساکن چھپیرہ شاگرد جناب جلیس

قبر مین رکھتے ہی رخصت اقربا ہونے لگے — آشنا نا آشنا ہو کر جدا ہونے لگے

قتل کی میری خبر شاید رقیبون نے سنی — بزم مین اونکی جو داخل ہیجیا ہونے لگے

پھر کسی گل رو کا عشق ای دل ہوا شاید تجھے — ہوش مثلِ بوے گل سر سے ہوا ہونے لگے

عاشقانِ مصطفےٰ اب رم کرین سوے جنان — شوق سے خود بہر در فردوس وا ہونے لگے

جناب سید قوت علی صاحب شورش رودی شاگرد جناب صفیر بلگرامی

ہاتھ کانون پر وہ بت رکھتا ہا سن سنکے آج — ابتو نالے اپنے دل کے بھی رسا ہونے لگے

دیر آنے مین ہوئی جب میرے مست ناز کو — بزم مین دستِ سبو دستِ دعا ہونے لگے

جناب سید ابراہیم صاحب شعلہ شاگرد جناب تشنہ از فرید آباد

باتون باتون مین یکایک کیا سے کیا ہونے لگے — کیا کہا عاشق نے کیسے کیون خفا ہونے لگے

آپ بھی یونہین پھرین ناصح جگر تھامے ہوے — اوس صنم سے آپ کا گر سامنا ہونے لگے

جناب جی نرائن صاحب صانع طالب علم کیننگ کالج لکھنؤ

ہنسکے وہ کہنے لگا عاشق کو لازم ہے یہی — مثلِ پروانہ جو ہم اوس پر فدا ہونے لگے

جناب نواب محمد سجاد علیخان عرف ننھن صاحب ضبط لکھنوی شاگرد جناب جلال

مل کے بیٹھے تھے ابھی پھر تم جدا ہونے لگے — کیا علاج اسکا جو دردِ دل سوا ہونے لگے

سنکے برہم شکوۂ جور و جفا ہونے لگے — ابتو اے دل خوش ہوا تو وہ خفا ہونے لگے

دردِ دل سنکر ہمارا اوس بت بیرحم نے — یہ دعا کی اور زیادہ اے خدا ہونے لگے

یون ادا قاصد کیا کر تو پیامِ شوقِ وصل — قابلِ تسلیم عرضِ مدعا ہونے لگے

آئینہ رہتا ہے اکثر ابتو اونکے سامنے — دل مین پیدا حوصلے نام خدا ہونے لگے

جب دلاسون سے تڑپ دل کی نہ میری کم ہوئی — عاجز آکر دوست آخر کو خفا ہونے لگے

یہ تو کہیے منہ لگایا تھا کسی کو کسلیے — کیون سوال بوسہ پر اتنا خفا ہونے لگے

کچھ خبر ہے ضبط اونکا روٹھنا تو اک طرف — لو مناؤ حضرت دل بھی خفا ہونے لگے

جان دیدی ضبط نے چھپرو ظالم کون ہے / پھر چھپے آخر یہ سر بزم خفا ہونے لگے

جناب نواب وحید الدین حیدر صاحب تنیا ساکن چھپرہ شاگرد جناب جلیس

گر خراماں ناز سے وہ خوش ادا ہونے لگے / ہو یہ عالم چار سو محشر بپا ہونے لگے

یار رنجیدہ نہو یہ تو خوشی کی بات ہے / میری باتوں سے اگر ناحق خفا ہونے لگے

صدقے نے جوش جنوں کے ہوگیا مشہور میں / میری بھی وحشت کے چرچے جابجا ہونے لگے

پھر وہاں تلقین سوتی ہیں نہ آنا دام میں / دیکھنا اے دل نہ پھر نازل بلا ہونے لگے

میں نے کیا تمکو کہا تھا کہدو تم ہیں جب خدا / کیا ہوئی مجھسے خطا جو تم خفا ہونے لگے

جسم و جاں کی طرح جو ہوتے تھے اک دم جدا / واہ ری قسمت کی گردش وہ جدا ہونے لگے

ہیں یقیں گر دیکھ لے اوس شمع رو کو بزم میں / اُس پہ پروانہ فدا او تنیا ہونے لگے

جناب منشی محمد مبین صاحب علیم مچھلی شہری شاگرد جناب یاس لکھنوی

آپ تو مشہور صاحب بیوفا ہونے لگے / تذکرے میری وفا کے جابجا ہونے لگے

پھر کوئی کافر ادا یاد آگیا ہے اندنوں / پھر ہمارے دل جگر درد آشنا ہونے لگے

حالتِ دل عرض کرتا تھا نہ تھا شکوہ کوئی / کیا کہا مینے بھلا تم کیوں خفا ہونے لگے

حال کیا اوسوقت کی بیتابیِ دل کا کہوں / صبح وصلت وہ جو پہلو سے جدا ہونے لگے

پھر مجھے جلوہ دکھا دے محو کردے پھر مجھے / ہوش میرے اے صنم کچھ کچھ بجا ہونے لگے

درد و رنج و حسرت و یاس و تمنا و ملال / پھر ہمارے دل میں آکر یکجا ہونے لگے

کیوں مدد چاہوں بتوں سے بیکسی میں اے علیم / کیوں کسی کے یہ ستم پیشہ خدا ہونے لگے

جناب حکیم عزیز احمد صاحب عزیز حکیم آبادی شاگرد جناب حاجی محمد بشیر صاحب

دستگیری کیجیے گا یا شفیع المذنبیں / جب حساب عاصیاں روز جزا ہونے لگے

ایک مدت سے کیا کرتے تھے جو مجھسے حجاب / سامنے اغیار کے وہ برملا ہونے لگے

رنگ لایا ہے نیا یہ انقلاب آسماں / دوست دشمن ہوگئے غیر آشنا ہونے لگے

ذکر رخصت کا جو وہ کرنے لگے ہنگام وصل / درد و غم سینے میں پہلے سے سوا ہونے لگے

بے نیازی ان بتوں کی دیکھئے تو اے عزیز / اک جھلک تجکو دکھا دی اور جدا ہونے لگے

جناب کنور عنایت سنگھ صاحب عنایت رئیس لکھنؤ تعلقدار بریلی

ہاے پھر یاد آئے ہمکو گیسوئے پرپیچ یار
خیر سو سودے مین پھر ہم مبتلا ہونے لگے

پاس غیرون کے چلے اوٹھکر وہ پہلو سے مرے
بیٹھے بٹھلائے یہ فتنے پھر بپا ہونے لگے

آئے وہ پہلو مین جس دم جان تن مین آگئی
نزع کی حالت ہوئی جب وہ جدا ہونے لگے

ہاے کیا لذت ملی اس کشمکش مین وقت وصل
یہان تو مبتلی ہو وہان شرم و حیا ہونے لگے

بیحجاب اونکو کیے دیتا ہے جوبن کا ابھار
اب کشادہ خود بخود بند قبا ہونے لگے

مژدہ باد اے شوق دن آتے ہین ایام مراد
جوبن ابھرا وہ جوان نام خدا ہونے لگے

جناب محمد یوسف حسن صاحب عزیز خلف جناب بیدل ہروی

فتنے ٹھوکر سے ترے مچلین قیامت مین اگر
ایک محشر اور محشر مین بپا ہونے لگے

یاد ہے کہنا کسی کا یہ سوال وصل پر
آپ بھی نام خدا ہم پر فدا ہونے لگے

جب جدائی کا لکھا مضمون میٹنے شعر مین
حرف باہم فرقت یار مین جدا ہونے لگے

جناب منشی ابرار حسین صاحب عاجز فتحپوری شاگرد جناب نسیم بھرتپوری

دل اگر جاتا رہے اسکا ہمین شکوہ نہین
ہان بیان شوخی ناز و جفا ہونے لگے

عاجز ناچیز پر اپنے الٰہی رحم کر
ہان بتفصیل پنجتن اسکا بھلا ہونے لگے

جناب میوا لال صاحب عاجز سب انسپکٹر پولیس ضلع دربھنگہ

حسرت و رنج و الم آہ و فغان درد و غم
جلوہ گر گھر تن مین سے ہیچ و سا ہونے لگے

گردش افلاک کو کیا ہم کرین عاجز بیان
جتنے تھے اہل وفا سب بیوفا ہونے لگے

جناب محمد خانصاحب خبیر اہلمد منشی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر

کیون نہ تڑپون روح جب تن سے جدا ہونے لگے
سینہ مین گھٹنے لگے دم جان خفا ہونے لگے

جب مزا ہی تیغ ابرو بھی چلے خنجر کے ساتھ
رقص بسمل کا تماشا جابجا ہونے لگے

کیا زمانہ پھر گیا کیسا ہوا یہ انقلاب
خوبرو سب دشمن اہل وفا ہونے لگے

ساتھ غیرون کو لیے آتے ہو بہر فاتحہ
قبر عاشق پر نہ کیون محشر بپا ہونے لگے

پھر بلاے جان ہوا انداز گلرویان عجیب
پھر ہزارون کشتۂ ناز و ادا ہونے لگے

جناب سالار مسعود صاحب غازی تنخواہ دار بارھوین پلٹن از بنگلور

آنسو ملنے کی بہت امید تھی پر حیف وہ ‌ ‌ ‌ وصل کا پیغام سنتے ہی خفا ہونے لگے

وہ جدا ہونے لگے کیا مجھ سے فرقت کی سحر ‌ ‌ ‌ خیر وہ ہو پر آرام و راحت سب جدا ہونے لگے

جناب سید محمد فضل حق صاحب فضل ہارنپوری شاگرد جناب ساقی سکندرآبادی

صدق دل سے جو کہ احمد پر فدا ہونے لگے ‌ ‌ ‌ آئینہ اوسپر منکشف راز خدا ہونے لگے

پردہ مغرب مین چھپ جاتے ہین یہ دونون مہر و ماہ ‌ ‌ ‌ گر کبھی وہ بام پر جلوہ نما ہونے لگے

تھی عجب حالت ہماری دل کی اوسدم دوستو ‌ ‌ ‌ جبکہ ہم شہر مدینہ سے جدا ہونے لگے

قامت دلجو کی اپنی گر دکھائے وہ ہمار ‌ ‌ ‌ فضل حق عالم مین اک محشر بپا ہونے لگے

جناب بالکرشن صاحب قمر لکھنوی شاگرد جناب امیر لکھنوی

اس مزے سے تو کبھی واقف نا سخا ہونے لگے ‌ ‌ ‌ دل ترا بھی جب کسی کا مبتلا ہونے لگے

کیا مزہ ہو اونکو ڈھونڈھون اور وہ چھپتے پھرین ‌ ‌ ‌ حشر مین جب پرسش جور و جفا ہونے لگے

آج الفت کا اثر دیکھا کہ خود روتے تھے وہ ‌ ‌ ‌ میرے پہلو سے سحر کو جب جدا ہونے لگے

یا الٰہی حشر مین ہو اوسکا چہرہ بے نقاب ‌ ‌ ‌ طالب دیدار سے جب سامنا ہونے لگے

آپ دیتی تھی دل ہم اور کچھ مطلب نہ تھا ‌ ‌ ‌ آپ کیا سمجھے تھے کہیے جو خفا ہونے لگے

یا الٰہی وصل کی شب دیکھیے کیونکر کٹے ‌ ‌ ‌ شام ہی سے آج وہ ناحق خفا ہونے لگے

ماہ دیکھے بام پر شب کو اوسے گر بے نقاب ‌ ‌ ‌ اے قمر اوس شوخ پر وہ بھی فدا ہونے لگے

جناب ممتاز احمد صاحب ممتاز تھانوی شاگرد جناب داغ دہلوی از جوناگڈھ

موت کا سامان عشق مصطفےٰ ہونے لگے ‌ ‌ ‌ درد دل کا یا الٰہی لا دوا ہونے لگے

جلوہ جان بخش دیکھون مین رسول اللہ کا ‌ ‌ ‌ روح جسم ناتوان سے جب جدا ہونے لگے

دیکھ کر جاہ و جلال اوس شاہ کا معراج مین ‌ ‌ ‌ غرق دریائے تحیر انبیا ہونے لگے

اف نہ نکلے منہ سے ایدل ضبط ہی کچھ خیر ہے ‌ ‌ ‌ عشق پیغمبر مین گو محشر بپا ہونے لگے

تشنہ الفت مین تیرے کچھ خبر مجھکو نہو ‌ ‌ ‌ گرم جب ہنگامہ روز جزا ہونے لگے

مژدہ اے ممتاز احمد جنتی ہو جنتی ‌ ‌ ‌ جب تو محبوب خدا پر تم فدا ہونے لگے

جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب مہدی لکھنوی خلف الصدق جناب جلال لکھنوی

لطف ہی جب رسم الفت یون ادا ہونے لگے — خود کہے منہ چوم لو خود وہ خفا ہونے لگے

نکلے داغ آرزو جب دل مین جتنے آئے ہین — پھر کلیجے سے وہ میرے کیون جدا ہونے لگے

جلد پہونچا چاہتے ہین اب کسی کے کان تک — ملکے زلفون سے مرے نالے رسا ہونے لگے

خود پکارا چاہتا ہی راز عشق ای ضبط آہ — میری خاموشی کے چرچے جا بجا ہونے لگے

او دل نالان ابھی اوسکو ستم کرنے تو دے — ابتدا ہی مین گلے بے انتہا ہونے لگے

اف بھی کرتے ہمتو ڈرتے ہین اگر نالے کرین — آپ ہی فرمایئے پھر ہم سے کیا ہونے لگے

گالیو نمین وصل کی شب سے زیادہ ہی مزہ — آج بھی چھیڑا اوس سے ہان مہدی ذرا ہونے لگے

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی کیمپ شکوہ آباد شاگرد جناب [illegible]

جب سے ہم قربان روے مصطفےٰ ہونے لگے — مقصد اپنا ثناے کبریا ہونے لگے

ابروے قاتل پہ ہم جان سے فدا ہونے لگے — کیون نہ سے ابتداے دل درد آشنا ہونے لگے

باوفا ہین بیوفا کیا انقلاب چرخ ہے — آشنا اس دور مین نا آشنا ہونے لگے

مین نمانون گا رقیبون سے کہا ہی مجھ سے — بیخطا ہو آن وہ مجھ پر خفا ہونے لگے

سلطنت سے بھی ہی افزون سایۂ دیوار یار — کیون نہ کہتا ہم کہ اب ظل ہما ہونے لگے

بیخودی سے آگیا تھا اسکے لب پر ذکر وصل — بیخطا منظور پر تم کیون خفا ہونے لگے

جناب سید افتخار حسین صاحب مضطر خیرآبادی [illegible] ٹونک [illegible]

اسقدر یارب مرا نالہ رسا ہونے لگے — آسمان پر شور فریاد و بکا ہونے لگے

آپ آئے ہین سر تربت جلانے کے لیے — اسکے یہ معنے کہ پھر ہم پر جفا ہونے لگے

مین جو بگڑا ذکر دشمن پر تو وہ کہنے لگے — ای تری قدرت کہ ہم پر یہ خفا ہونے لگے

مجکو یہ ارمان جفا ونپر وفا کرتا رہون — اونکی یہ خواہش وفا ونپر جفا ہونے لگے

دعوی مہر و محبت ہے بجا اغیار کو — ہم تمھارے عاشقو نمین کیون بھلا ہونے لگے

سنکے فریاد اپنی مضطر اور وہ برہم ہوے — ہمتو یہ سمجھے تھے اب نالے رسا ہونے لگے

جناب پنڈت مہاراج کشن صاحب مفتون طالب العلم گورنمنٹ ہائی اسکول

گر رقیب روسیہ آئے یہان اے فتنہ خو
تیرے کوچے مین ابھی محشر بپا ہونے لگے

شربت عناب لب ملنے لگے اسکو اگر
تیرے بیمار محبت کو شفا ہونے لگے

بندہ مفتون پہ لازم تھی عنایت کی نظر
جھڑکیا پھر آپ کیون اسیر خفا ہونے لگے

جناب امید علی صاحب ماتم خیرآبادی شاگرد جناب مضطر خیرآبادی

خیر پہلے تو ذرا چوری چھپے کی بات تھی
اب اشارے دشمنون سے برملا ہونے لگے

اس سرائے دہر مین ماتم کسی مشوق سے
ہم مسافر آدمی ہین کیون خفا ہونے لگے

جناب غلام محمود خانصاحب محمود منصبدار اورنگ آباد دکن

چرخ کو چکر زمین کو زلزلہ پیدا ہوا
جب ہوا اول مضطرب نالے رسا ہونے لگے

جناب محمود بیگ صاحب محمود از کرنال

حضرت دل مائل زلف دوتا ہونے لگے
اچھے خاصے یہ گرفتار بلا ہونے لگے

جناب محمد اسحاق خانصاحب مائل رئیس قصبہ برلہ

جیتے ہو اسقدر تحقیر ہوتا تھا عتاب
اب خطا سرزد ہوئی کیا جو خفا ہونے لگے

جناب دیوان چند صاحب مہر از گوجرانوالہ پنجاب

اٹھ کھڑا ہونے کو اوٹھے میری جو اکدن کہا
وہ ادھر منہ پھیر کر مجھسے خفا ہونے لگے

جناب منشی شبیر حسین صاحب نسیم بھرتوری شاگرد جناب داغ دہلوی

مثل گیسو کیا مرے نالے رسا ہونے لگے
اونکیجانب سے جو پھر عہد وفا ہونے لگے

جا کے دو سو یاسہی مین رات کو ہمراہ غیر
دل لگی مین تم تو میری جان خفا ہونے لگے

لیا کہا ہی غیر کو اچھا بلاؤ سامنے
مفت کیون بیٹھے بٹھائے تم خفا ہونے لگے

ہائے وہ چلتی ہوئے کہنا کسی کا صبح وصل
پھر بلا لینا اگر وحشت سوا ہونے لگے

پھر لگے وہ پیار کی نظرون سے ہمکو دیکھنے
پھر دوبارہ ہم گرفتار بلا ہونے لگے

ہوگئے آشفتہ چڑھاؤ آئنے پر تیوریان
ہان کبھی آپ سمین بھی اے مہ لقا ہونے لگے

جب سناوٗن قدردانون کو کلام اپنا نسیم
کیون نہ پھر چارون طرف سے واہ واہ ہونے لگے

جناب منشی محمد نظیر صاحب نظیر وکیل فتحپور شاگرد جناب یاس لکھنوی

حضرتِ دل مائلِ زلفِ دوتا ہونے لگے
بیٹھے بٹھلائے گرفتارِ بلا ہونے لگے

دی رقیبون نے اونھین تیغ بے سیر قتل کی
دشمنون سے دوستی کے حق ادا ہونے لگے

پھر لڑاتے ہین عدو سے آنکھہ میرے روبرو
دیکھنا پھر وہ لڑائی کی بنا ہونے لگے

رو دی جانان دیکھہ کے ہمکو جو غش آنے لگا
تو وہین ہوش و حواس اپنے ہوا ہونے لگے

کچھہ قصور اونکا نہین آئینے نے سکھلا دیا
دیکھتے ہی اوسکو جو وہ خود نما ہونے لگے

اس نظیرِ روسیہ کو بخشوانا یا نبیؐ
جب حسابِ عاصیان روزِ جزا ہونے لگے

جناب نندلال صاحب نازؔ خلف جناب پنڈت تلسی رام صاحب ازمابندشہر

پھر تری رفتار سے فتنے بپا ہونے لگے
پھر دل و جان وقفِ انداز و ادا ہونے لگے

پھر وہان اونکی زبان آرائیان ہونے لگین
پھر رقیبِ روسیہ صرفِ بجا ہونے لگے

پھر ہماری واسطے دربان مقرر ہے وہان
پھر رقیبون سے اشارے برملا ہونے لگے

جناب قاضی وحید الحق صاحب وحیدؔ ردولوی امین سررشتہ ڈپارٹمنٹ گورکھپور

کارگر فقرے رقیبون کے بھی کیا ہونے لگے
وہ جو ناحق مائلِ جور و جفا ہونے لگے

ہو خبر ہمکو بھی کہدینگے کسی سے کچھہ پیام
تو روانہ جب اودھر بادِ صبا ہونے لگے

کہتی ہین اپنی جفائین یاد کرکے وہ وحیدؔ
سامنے ہم اونکے کیونکر روزِ جزا ہونے لگے

جناب قاضی ولی الحق صاحب ولیؔ ردولوی انسپکٹر سررشتہ ڈپارٹمنٹ بستی

آسمان مجھسے مکدر ہے زمانہ برخلاف
کسلیے وہ مہربان ہمپر خفا ہونے لگے

جب سے عالم مین تمھارے حسن کا شہرہ ہوا
میری الفت کے بھی چرچے جابجا ہونے لگے

جناب مولوی سید عبد الہادی صاحب ہادیؔ بخاری گرگسیری

کچھہ کرو انصاف دل مین جز سوالِ وصل کے
کیا خطا ہم سے ہوئی جو تم خفا ہونے لگے

جناب سید ذاکر حسین صاحب یاسؔ لکھنوی شاگرد جناب جلالؔ لکھنوی

دل جگر اک پر جفا کے مبتلا ہونے لگے
جو ہمارے دوست تھے درد آشنا ہونے لگے

وہ مزے کی بات پر بھی بدمزا ہونے لگے
وصل کا پیغام سنتے ہی خفا ہونے لگے

مجکو الفت نے بتون کی خلق مین رسوا کیا
میری بدنامی کے چرچے جابجا ہونے لگے

سُنکے آمد ہجر فرقت کی اوٹھا شدت سے درد
رسم دل سے پیشوائی کے ادا ہونے لگے

دیکھیے کس حد پہ جاتی ہے ترقی عشق کی
دن بدن کچھ ولولے دل کے سوا ہونے لگے

سیکڑوں دلدادہ ہیں ماشاء اللہ جوبن کا عروج
تم تو آتے ہی جوانی دلربا ہونے لگے

وصل ہوا ہم میں نہ جب رخ شعبدہ پرداز کا
جبکہ ہم سے یار سے عہد وفا ہونے لگے

قبر سے ای یاس جانا تھا جو عادل کے حضور
خوف سے سب عضو آپس میں جدا ہونے لگے

جناب منشی محمد یسین صاحب یسین ساکن قصبہ باڑہ مقامی ہوگلی

بزم میں جب وصف محبوب خدا ہونے لگے
ہر طرف صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ ہونے لگے

کیوں نہ بڑھ جائے وہ گھر جس میں شرف سے نور کے
جس میں اوصاف جمال مصطفیٰ ہونے لگے

حبذا دل میں خیال آیا شب معراج کا
مرحبا کیا طالع خفتہ رسا ہونے لگے

دیکھ کر نور رخ احمد لگے کہنے کلیم
صاف جلوے طور کے پھر رونما ہونے لگے

صدق دل سے چاہیے یسین کرو ورد درود
جس جگہ مدح و ثنائے مصطفیٰ ہونے لگے

جناب محمد انیس الدین صاحب انیس متوطن محمدی ضلع کھیری از اندور

بے نہایت یار کے جور و جفا ہونے لگے
ناروا جو امر تھے وہ سب روا ہونے لگے

کیوں نہو جاجدا تن سے ہماری جان انیس
جب وہ دلبر پاس سے میرے جدا ہونے لگے

جناب آغا امانت حسین صاحب اختر گورکھپوری

جب سے بھولی شکل پر تیری فدا ہونے لگے
مبتلائے آفت و رنج و بلا ہونے لگے

ای اجل آ جائیو غمخواری دل کے لیے
مجھ سے صبح وصل جب وہ گلبدن جدا ہونے لگے

کوئی ہو معشوق دل ہی سے مطلب ہے ہمیں
جسکی پیاری شکل دیکھی بس فدا ہونے لگے

اپنے دست نازنین کو دیکھیے پہلے ذرا
سخت جانی پر ہماری کیوں خفا ہونے لگے

ہوگئی شہرت جفاؤں کی تمھاری چارسو
تذکرے میری وفا کے جابجا ہونے لگے

جناب منشی ماتا پرشاد صاحب اوج ساکن سکیٹ

پھیر کر تم چتونوں کو کیا سے کیا ہونے لگے
وصل کا پیغام سنتے ہی خفا ہونے لگے

پوچھتے کیا ہو کہوں کیا ہجر کی بپتا بیاں
دل ٹھکانے ہو تو کچھ منہ سے ادا ہونے لگے

یہ غزلیات دیر میں وصول ہونے سے بے ترتیب درج ہوئیں۔

اوج اب دیکھا زمانہ کا تلون آنکھ سے | آشنا ہو کے سب ناآشنا ہونے لگے

جناب منشی محمد بخش اللہ صاحب بیدل از مارہرہ

عکس اپنا آئنے مین دیکھتے ہین بار بار | لطف تو جب ہو کہ آپس مین ذرا ہونے لگے
پھر وہی طرز ستم طرز جفا ہے دیکھ لو | پھر نہ کہنا کچھ اگر ہمسے خطا ہونے لگے
جانب ملک عدم جس دم چلے ہم کھو کے جان | دوست سب پہلی ہی منزل سے جدا ہونے لگے
کیا برا مینے کہا تھا سوچیے دل مین ذرا | آپ ناحق بے سبب مجھپر خفا ہونے لگے

جناب محمد عباس صاحب تسمیل اورنگ آبادی

میرا بوسہ مانگنا اور منہ چھپانا آپ کا | یہ نئے غمزے نئے ناز وادا ہونے لگے

جناب حکیم محمد علی صاحب جذب حکیم آبادی

تیری رو پوشی ہوئی اہل نظر کی پردہ در | بیخودی مین راز دل سب برملا ہونے لگے
نشتر مژگان قاتل پر ہمارے لخت دل | ابتو سینے سے نکلکر خود فدا ہونے لگے

جناب لچھمن سروپ صاحب حقیر سکندر آبادی طالب علم اسکول بلند شہر

آئنے سے شوق خود بینی سوا تھا آپ کو | بام پر چڑھنے لگے اب خود نما ہونے لگے

جناب بابو گلزاری لال صاحب رئیس رئیس مارہرہ

رات بھر معشوق سے کیسی ہم آغوشی رہی | صبح کے ہوتے ہی آپس مین جدا ہونے لگے

جناب سید محمد باقر صاحب شوق رئیس قصبہ کھڑر ضلع انبالہ

اسکو کہتے ہین قیامت مجسے کیا ہو پوچھتے | دیکھ لو چلکر ابھی محشر بپا ہونے لگے
منتون سے میری کچھ کچھ راہ پر آنیکو تھے | وصل کا پیغام سنتے ہی خفا ہونے لگے
شیشۂ و بادہ کی یاد آئے جو فرقت مین مجھے | ہچکیان لے لیکے دم اپنا ہوا ہونے لگے

جناب فدا علی صاحب شاد شاگرد جناب ضیا مارہروی

واہ ری قسمت یہ دیکھو شور بختی کا اثر | وہ دعاؤن سے ہماری بد فرا ہونے لگے
وصل کی شب صبح کے ہوتی ہی دم پر بن گئی | وہ جدا ہونے لگے اور ہم فنا ہونے لگے

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل فتحپور رئیس موضع اندولی

نام سنتے ہی وہ جور و جفا ہونے لگے — وصل کا پیغام سنتے ہی خفا ہونے لگے
عشق میرا ہی سدا شہرت کا باعث آپکی — اب تو مشہور جہان نام خدا ہونے لگے

جناب نواب خان صاحب نواب شیر پوری شاگرد جناب قمر آروی

دوش پر وہ اونکے گیسوے رسا ہونے لگے — سیکڑوں کے دل گرفتارِ بلا ہونے لگے
کیا ہمین نواب جسنے ناز سے دیکھا ہمین — جان و دل سے ہم وہین اوسپہ فدا ہونے لگے

جناب سید وحید الدین حیدر صاحب وحید شاگرد جناب قمر آروی

بام پر جس دن سے وہ جلوہ نما ہونے لگے — او دیکھتے حسن عارض پر فدا ہونے لگے
رکھتے ہین آہستہ وہ شہرِ خموشان مین قدم — ڈرتے ہین ایسا نہو محشر بپا ہونے لگے
شہر حسن رخ دلدار سنکر اے وحید — لوگ نادیدہ بھی اوسکے مبتلا ہونے لگے

جناب نواب سید عبد العلی صاحب تسکین ہاپوڑی از [illegible]

دل ہی دل [illegible] — لطف ہو یہ تذکرہ گر برملا ہونے لگے
ضعف و طاقت کہان ہو ورنہ وہ نالہ کرون — شور گردون پر مرے فریاد کا ہونے لگے
کچھ تو دو تسکین کو تسکین تو بہر خدا — کچھ تو [illegible] خدا ہونے لگے

جناب محمد حیات بخش صاحب رسا محرر پولیس [illegible] شاگرد جناب داغ دہلوی

حال دل کہتے ہی کہتے وہ خفا ہونے لگے — عرض مطلب پر نہین معلوم کیا ہونے لگے
عشق کا چرچا کہین ہے حسن کا شہرہ کہین — تذکرے میرے تمھارے جابجا ہونے لگے
دو قدم چلکر دکھا دو قیامت کا مزہ — حشر سے پہلے ہی اک محشر بپا ہونے لگے
وصل مین جور فلک ہم کہہ چکے تم سن چکے — آؤ اب تھوڑا سا آپس کا گلا ہونے لگے
درد دل کہنے سے مجکو تھی ترحم کی امید — وائے محرومی کہ وہ اولٹے خفا ہونے لگے
خط لکھا تھا مینے میرے نامہ بر کی کیا خطا — اوسپہ کیون بگڑے وہ مجھ پر کیون خفا ہونے لگے
یاد رکھنا رسا کو بھی سر بزم عدو — شمع پر جس وقت پروانہ فدا ہونے لگے

جناب منشی شیخ چاند صاحب شفقت ملازم بی نراین سامی دین مرچنٹ ناگپور

رشک سے کیونکر نہ جلجائے رقیب روسیاہ — گفتگو دلدار سے جب برملا ہونے لگے

جناب منشی محمد حسن صاحب عجیب گورکھپوری

ای دلِ بیتاب تو قابو مین رہ جانا ذرا — حشر مین جب میرا اونکا سامنا ہونے لگے
عیب کرنا بھی حسینون کا ہی فی الواقع ہنر — ناز بیجا بھی کسی کے اب بجا ہونے لگے
اوس سے ملنا جسکی کھینچا اوسپہ تہمت مجھپہ جو — تم تو گویا مدعی کا مدعا ہونے لگے
رنج و غم مین مدتون تمنے بسر کی ہے عجیب — کیا عجب تمپر بھی اب فضل خدا ہونے لگے

جناب شیخ نور محمد صاحب کاشف از بمبئی شاگرد مولوی ہدایت اللہ صاحب

اونسے ای کاشف تھی واللہ یہ مجکو امید — وصل کا پیغام سنتے ہی خفا ہونے لگے

جناب اقبال علیخانصاحب وفا رئیس بہار

وائے قسمت دیکھنے کو اب ہمارے لڑ — جس گھڑی ہم راہیِ ملکِ بقا ہونے لگے
دیکے بوسہ وصل مین کس ناز سے فرماتے ہین — اب تو کیون صاحب مرے وعدے وفا ہونے لگے
ای وفا اب تو اوٹھا عشقِ بتان سے ہاتھ — تیری بدنامی کے چرچے جابجا ہونے لگے

خاکسار محمد نثار حسین نثار مہتمم قومی پریس و پیام یار

پیار سے مانگا جو بوسہ تم خفا ہونے لگے — اک مزے کی بات تھی کیون بیمزا ہونے لگے
بدگمانی اونکی محشر مین مرے کام آگئی — حور کے چرچے سُنتے وعدے وفا ہونے لگے
میری باتون کی اثر سے اک تمھین پر ہم نہین — جس حسین سے کچھ کہون مجھپر خفا ہونے لگے
وصل کی شب شرم و شوخی دونون مین ہی آپ نثار — بن پڑے اپنی جو چھیڑ اونمین ذرا ہونے لگے

شاعرۂ پردہ نشین جناب سلطان جہان بیگمصاحبہ حیا از جاورہ

اب تو کچھ اندازِ الفت پر بلا ہونے لگے — دل تصدق تجھپہ ہم دلبر فدا ہونے لگے
داغِ دل مین جب جلن اومہ لقا ہونے لگے — کیون نہ اشکون سے گریبان تر مرا ہونے لگے
کر میسر مجکو اونکی خاکِ پا ہونے لگے — پھر امید زندگی ہو پھر شفا ہونے لگے
پھر مشامِ جان مین آئی زلفِ جانانکی لپٹ — پھر ترے احسان ہمپر اے صبا ہونے لگے
التجا ہی یہ کہ تو ہو پاس اے آرامِ جان — جان بحق جب عاشقِ بیکس ترا ہونے لگے
واہ رے عشقِ حقیقی دل پھرا کعبے کی سمت — جب درِ معشوق پر ہم جبہہ سا ہونے لگے

کام لیگا کوئی کبتلک ضبط و استقلال سے
اب تو ہر ہر بات پر صاحب خفا ہونے لگے

کشتگان ہجر اوٹھہ بیٹھینگے اے محشر خرام
اب تو ہر ہر گام پر فتنے بپا ہونے لگے

یہ غزلبازی تو ہی اک کھیل بچپن سے مرا
بدگمان کیون لوگ مجھپر اسے حیا ہونے لگے

بی شتاب جان صاحبہ ادا بنارسی حال مقیم آرہ

چاہ کا غیرون کی تم ہمسے کیا کرتے ہو ذکر
ہم اگر منہ سے کہین کچھہ تو گلا ہونے لگے

مین ہون خود بدنام کیا ہو نیکنامی کا خیال
میرے باعث تم بھی رسوا جابجا ہونے لگے

ای ادا دل دیکے اب کیسی پشیمانی ہوئی
آشنا مطلب کے تھے نا آشنا ہونے لگے

بی شہزادی صاحبہ حور مقیم آرہ شاہ آباد

جاؤ جی غیرونکے جب تم دلربا ہونے لگے
پھر بھلا کاہے کو میرے آشنا ہونے لگے

آپکی زلفون کا سودا غیر ہی کے سر ہے
میرے دشمن قید دام بلا ہونے لگے

وہ جفا جو فتنہ گر عیار ظالم بیوفا
یک بیک اے حور ہم کسپر فدا ہونے لگے

غزلیات غیر طرح

عالیجناب بیر براجہ ہرکشن سنگہ بہادر بیدار والی کشن کوٹ شاگرد جناب داغ

لگا دل اک بت نا آشنا سے
کرون فریاد اب کیا مین خدا سے

لیا دل اوس ستمگر نے ہمارا
کرشمے سے شرارت سے ادا سے

ملو ہاتھو نہین تم اغیار کا خون
یہ کچھہ پھیکا نہین رنگ حنا سے

جگر آہن نہین پتھر نہین دل
بچیگی جان کیا تیری جفا سے

جوانی مین قیامت تو بنے گا
نظر آتے ہین یہ ڈھنگ ابتدا سے

ہمین اون سے تمنائے وفا ہے
کہ جو واقف نہین نام وفا سے

رسائی اس قدر تقدیر نے کی
رہے وہ مضطرب آہ رسا سے

کرے کیا دیکھیے اب نالۂ دل
نہ نکلا کام کچھہ آہ رسا سے

دیا بیدار دل جب آپ اونکو
تو پھر مطلب ہے کیا چون و چرا سے

جناب حکیم محمد احمد حسن صاحب احمد متوطن پورینی ضلع بھاگلپور

نہین دیکھا ہے کیا اُسے منکر حشر ۔ کسی کا قامت محشر [illegible] کیا ۔

جناب مولوی عبد الغفار صاحب اثر حال وارد [illegible]

دل بیتاب پھنسکر زلف مین تو ۔ یہ لایا ہے مرے سر پر بلا کیا ۔

جناب منشی محمد عبد العزیز صاحب انجم یعقوب پوری شاگرد جناب بسمل ۔

جو ہو وہ دوست اپنا دشمن جان ۔ رقیبون نے عداوت کا گلا کیا ۔

جناب حافظ سید محمد حسین صاحب بسمل خیرآبادی وکیل ٹونک از کوہ آبو

سکھاتا ہی ہمین تو ناصحا کیا ۔ جو دل آیا تو پھر اچھا برا کیا ۔
تمھارے عشق مین سب ہے گوارا ۔ اذیت کیا مصیبت کیا بلا کیا ۔
مسیحا کو جلا دیتے ہین مردے ۔ ہماری درد کی جانین دوا کیا ۔
نمکپاش جراحت ہو جو قاتل ۔ تو پھر اس سے زیادہ ہے مزا کیا ۔
نہ بسمل جان دو ہے بسمل [illegible] ۔ ابھی دیکھو تو کرتا ہے خدا کیا ۔

قومی پریس

قدردانان پیام یار! ہم بڑے فخر کے ساتھ آپ کو یہ خوشخبری سناتے ہین کہ پیام یار کے معاونون اور مربیون کی عنایت و اعانت سے خود اسکا ذاتی پریس قائم ہو گیا ۔ چونکہ پیام یار آجتک اپنی کوششون اور جانفشانیون کو کبھی اپنا کام نہین سمجھا بلکہ وہ ہمیشہ یہی سمجھتا رہا کہ یہ سب کوششین ملک و قوم کے واسطے کیجاتی ہین ۔ اسی خیال پر اس پریس کو بھی وہ اپنا پریس نہین سمجھتا ہے حضرات! آپ نام ہی سے سمجھ جائینگے کہ یہ قوم کی خدمات کا اپنی حیثیت سے بڑھا ہوا نمونہ ہے ۔

جان نثاران قوم! پہلے پیام یار آپکے ہاتھ مین دیا گیا تھا اب یہ پریس آپ کی معرفت تفویض کیا جاتا ہے اپنی ہمتون کو مستعد کر کے آیئے اور اسے سنبھالیے ۔ قومی پریس کی ترقی قوم ہی کی ترقی ہوگی ۔ اور خدا نخواستہ اسکا زوال قوم ہی کا زوال سمجھا جائیگا (اس منحوس جملے کے زبان سے نکالنے کی معافی چاہی جاتی ہے) ہماری طرف سے اتنا وعدہ کیا جاتا ہے کہ اب پیام یار خدا نے چاہا تو ٹھیک وقت پر آپکی میز پر پہونچا کریگا ۔
اے قوم! تیری جو کام ہون اونکی انجام دہی کو یہ پریس دل و جان سے حاضر ہے ۔ یہ پریس تیرا عاشق نہین بلکہ تیرا ملازم ہے

محمد نثار حسین مہتمم پیام یار

اطلاع

پرچہ پہونچتے ہی فوراً اس طرح مین ردل مچلتا ہے کسی بزم مین چلنے کے لیے) غزلیات بھیجنا چاہیے ۔ اور طرح ذیل مین ۱۵ جولائی تک ورنہ درج ہونے سے رہجائینگی ۔ کسی کا ہاتھ ہے دامن کسی کا ۔
دامن قافیہ کسی کا ردیف ۔

مصرع طرح پیام یار

دل مچلتا ہی کسی بزم مین چلنے کے لیے

جناب نواب سید بہادر حسین خانصاحب انجم لکھنوی شاگرد جناب اسیر مرحوم

بیخودی آئی یہ رہِ دوست مین چلنے کے لیے
راہ پاتے نہین ہم گھر سے نکلنے کے لیے

دل مرا ہاتھ لگا پاؤن سے ملنے کے لیے
مِل گیا شغل تمھین جی کے بہلنے کے لیے

تختۂ نرگسِ شہلا نظر آتی ہے زمین
کس قدر فرش ہین آنکھین تری چلنے کے لیے

یون تری تیغِ نگہ تھی نہ مری تشنۂ خون
اب تو دشمن کی زبان ہوگئی چلنے کے لیے

دل مرا بھر جفا ہی کہ پئے زینتِ حسن
مہندی ملنے کے لیے ہی کہ مسلنے کے لیے

میری تربت ہی پہ ہو کر ہے رہِ خانۂ غیر
اور رستہ نہین ملتا تمھین چلنے کے لیے

گر جہنم کو جلانے کی سزا دینی ہو
تو خدا دل مین مری ڈال دے جلنے کے لیے

ذکر میرا یہ محبت مین ہوا ہوش رُبا
جام مے ہوگیا ہر بزم مین چلنے کے لیے

آج وہ شوخ ہی مشغولِ حنا پہلی بسل
مشق کرتا ہے کلیجہ مرا ملنے کے لیے

حسرت اے طاقتِ ایامِ وصالِ جانان
آج مجبور ہین کروٹ بھی بدلنے کے لیے

رو رہا ہون نہین شبِ ہجر جو اے نخلِ امید
پانی دیتا ہون ترے پھولنے پھلنے کے لیے

وہ بھی نادان مرا دل بھی تو نہ سمجھے گی کیونکر
وہ ہی آفت یہ قیامت ہی مچلنے کے لیے

جلوۂ یار سے روشن یہ ہوا گھر میرا
چھپ رہی شمع کہین طاق پہ جلنے کے لیے

وصل کی رات ہے اے مجمعِ آرام و سرور
راہ دینا مرے ارمان نکلنے کے لیے

ہوگئی صبح شبِ وصل یہ کیا قہر ہوا
کتنے ارمان مرے باقی ہین نکلنے کے لیے

دیکھتے کیا ہو مری دیدۂ تر وقتِ وداع
دو کوئین ہین کہ مُہیا ہین ابلنے کے لیے

تم گراؤ گے جو آنکھون سے مجھے صورتِ اشک
مین لپٹ جاؤنگا دامن ہین سنبھلنے کے لیے

ہجر مین جانِ گران مایہ ہے کیا مال اپنا
اک تصدق ہی بُرے وقت کے ٹلنے کے لیے

ہاے افسوس ہماری کفِ افسوس انجم
سینہ کوبی کے لیے ہین کبھی ملنے کے لیے

جناب سید محمد احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال

غش سے فرصت نہ ملی دل کو سنبھلنے کے لیے
مجھپر آفت کبھی جو آئی تو نہ ٹلنے کے لیے

آؤ مجھپر کفِ افسوس ہی ملنے کے لیے
یہی پہلو ملے حسرت کو نکلنے کے لیے

ہمرہ اشک جو گر پڑتے ہین دل کے ٹکڑے
اوٹھہ کھڑے ہوتے ہین وہ پاؤن کے ملنے کے لیے

میرے سمجھانے سے یہ اور زخود رفتہ ہوئی
آپ ہی کہیے طبیعت ہے سنبھلنے کے لیے

دل کو اونکے بھی کرے عشق کی تاثیر گداز
ہم تو حاضر ہین طبیعت بھی بدلنے کے لیے

کہہ رہا ہی یہ شبِ وصل بناوٹ کا بگاڑ
آج بگڑا ہے مزاج اونکا سنبھلنے کے لیے

سیر در پردہ کیسی ہے خلافِ عادت
منہ چھپائے ہوئے نکلے ہو ٹہلنے کے لیے

ای غم و یاس یہ کیا بھیڑ لگا رکھی ہے
راہ دو دل سے تمنا کو نکلنے کے لیے

کچھہ مزہ پایا ہی ایسا کہ ہوا ہون راضی
اپنی حسرت کو ترے غم سے بدلنے کے لیے

پاؤن رکھتا ہی نہین فرشِ زمین پر مغرور
دو قدم کون کہے ناز سے چلنے کے لیے

وہ جو گھبرا کے اوٹھے شور ہوا یہ برپا
فتنہ اوٹھا ہی قیامت کا ٹہلنے کے لیے

بیخودی ہین ہمین ہر وقت یہ ارمان رہا
کس طرح ہوش مین آتے ہین سنبھلنے کے لیے

یہ تمنا ہی کہ لپٹائے رہین ہم احسان
یار آغوش مین گھبرائے نکلنے کے لیے

جناب حکیم محمد مہدی صاحب اثر لکھنوی مقیم عظیم آباد

اوسنے جب قصد کیا صبح کو چلنے کے لیے
مستعد جان بھی ہوئی تن سے نکلنے کے لیے

تم تو ملتے ہو حنا پاؤن مین خوش ہو ہو کر
اور ہم ہین کفِ افسوس کے ملنے کے لیے

دیکھتا بھی تو نہ تھا مڑکے وہ قاتل مجھکو
حسرتین دل مین تڑپتی تھین نکلنے کے لیے

اتنی امید پہ دی جان کہ تربت پہ مری
آئینگے وہ کفِ افسوس ہی ملنے کے لیے

پھر قدم بزمِ محبت مین رکھو پروانو
پہلے انداز تو کچھہ سیکھہ لو جلنے کے لیے

روک لیتی ہے کھٹک ناوکِ مژگان کی اثر
نالہ جب چاہتا ہی دل سے نکلنے کے لیے

جناب شیخ فیض الدین صاحب اثر شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

یہ نزاکت ہی جو اوٹھتے ہین ٹہلنے کے لیے
تھام لیتے ہین کمر خود وہ سنبھلنے کے لیے

سیر کیا کوچۂ قاتل کی کرونگا تنہا
خنجرِ ناز تو کہتا نہیں چلنے کے لیے

میرے آئینۂ دل میں رہے تصویر تری
یہی ساماں ہی کچھ جی کے بہلنے کے لیے

جنبشِ تیغِ نگہ مجکو اشارہ تو کرے
سر سے حاضر ہون رہِ یار مین چلنے کے لیے

مانگتے ہین دلِ بیتاب کو میرے وہ اثر
آج مہندی کی طرح ہاتھ سے ملنے کے لیے

جناب آغا امانت حسین صاحب آبتر از گورکھپور

ہون وہ میکش جو قدم نشہ میں میرا پھسلا
مل گیا دوشِ سبو مجکو سنبھلنے کے لیے

حاجتِ شمع نہین کنجِ لحد مین مجکو
داغِ دل سینے مین موجود ہی جلنے کے لیے

وصل مین وہ بھی ہین گھبرائے ہم آغوشی سے
حسرتِ دل بھی ہی بیچین نکلنے کے لیے

میری تسکین کی کچھ فکر تو کرتے جاؤ
دھیان اپنا مجھے دیجاؤ بہلنے کے لیے

دلِ بیتاب کو آبتر شبِ تنہائی مین
عشق کے قصّے سُناتا ہون بہلنے کے لیے

جناب شیو راج بہادر صاحب آخگرؔ لکھنوی شاگرد جناب قمر لکھنوی

کیا کرون سخت مصیبت ہے کہان لیجاؤن
دل مچلتا ہی کسی بزم مین چلنے کے لیے

منتظر آپ کے ہین ورنہ ہین دو نو تیار
موت آنے کے لیے جان نکلنے کے لیے

تم جو آجاؤ تو ہو زیست کی صورت شاید
ورنہ دم آگیا ہونٹون پہ نکلنے کے لیے

جناب منشی ماتا پرشاد صاحب اوج ساکن سکیٹ

رات پروانون سے جل جل کے یہ کہتی تھی شمع
خلق مین عاشق و معشوق ہین جلنے کے لیے

جناب انیس الدین صاحب انیس ساکن قصبۂ محمدی از بھوپال

دل مچلتا ہی کسی بزم مین چلنے کے لیے
کون تدبیر کرون اسکے بہلنے کے لیے

جناب حافظ سید محمد حسین صاحب تسبیل خیرآبادی وکیل ریاست ٹونک از ...

مضطرب جان ہی شبِ غم مین نکلنے کے لیے
یہ بلا سر پہ نہین آئی ہے ٹلنے کے لیے

شمع کی محفلِ دشمن مین ضرورت کیا ہے
دلِ غم دیدہ مرا کم نہین جلنے کے لیے

عوضِ بوسہ ملا کرتی ہین دشنام ہمین
لبِ شیرین ہین ترے زہر اگلنے کے لیے

دلِ پُر درد مین ہی یاس کا اسدرجہ ہجوم
راہ ملتی نہین ارمان کو نکلنے کے لیے

داغ حسرت کے سوا کچھہ نہ ملے گا بسمل | شمع ویون سے عبث ملتے ہو جلنے کے لیے

جناب پنڈت بشیشر ناتھہ صاحب بصیر دہلوی محافظ دفتر نظامت ریئی

کیون حنا ملتا ہی تو ہاتھہ مین اپنے ظالم | خون عشاق کا موجود ہے ملنے کے لیے

جناب محمد عباس صاحب بسمل اورنگ آبادی

کیا یہی دن تھا صنم تیرے مچلنے کے لیے | یہ بہانے ہین تب وصل کے ٹلنے کے لیے

ایکدم چین سے رہتا ہی نہین پہلو مین | دل مچلتا ہی کسی بزم مین چلنے کے لیے

جناب منشی سری نواس صاحب متیز زمیندار چیلاسنی

شمع کی تربت عاشق پہ ضرورت کیا ہے | کم نہین کچھہ دل پرسوز ہی جلنے کے لیے

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

کچھہ تمنا مین جو تھین دل سے نکلنے کے لیے | اشک حسرت وہ بنین آنکھہ سے ڈھلنے کے لیے

شغل اگر ڈھونڈھتے ہو جی کے بہلنے کے لیے | دل مین آبیٹھو کلیجا مرا ملنے کے لیے

مشکو ہے برق تجلی سے کہ اونا انصاف | ہم ہون منہ دیکھنے کو طور ہو جلنے کے لیے

نازکی دیکھون اٹھا لیتی ہے کیونکر تمکو | ہے تو دو ہاتھہ مین ہاتھہ اوٹھکے سنبھلنے کے لیے

ہم ازل ہی مین پکارے جو ملا بخت سیاہ | یہ بلا آئی ہے سر پر تے نہ ٹلنے کے لیے

دل مین آتا ہے جگر سے تو جگر مین دل سے | درد اوٹھتا ہی ذرا آج ٹہلنے کے لیے

کر چکی منتظری یار کی گو کام تمام | جان باقی ہے کچھہ آنکھون سے نکلنے کے لیے

دست دلبر مرے سینے سے ہین وصل مین دور | دل تو موجود ہے دو ہاتھہ اوچھلنے کے لیے

داغ کہتا ہی چراغ شب فرقت سے مرا | ٹھنڈے ہو نیکے لیے تو ہی مین جلنے کے لیے

اوٹھتے جوبن کو ذرا پہلے سنبھالے اپنے | سینے پر کوئی دوپٹے کے سنبھلنے کے لیے

دل پامال کو جس ہاتھہ سے ہم تھامے ہین | کبھی اوٹھتا ہی تو اون تلوون کے ملنے کے لیے

اپنی سائی کو بھی ہم رشک سے لاتے نہین ساتھہ | دھوپ مین کوچہ محبوب کی جلنے کے لیے

بن پڑے اوسکی دم نزع جو تم آنکلو | موت سے بگڑی ہی جس دم کے نکلنے کے لیے

پیارسی جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہین | اوس سے گرویدہ ہون تقدیر بدلنے کے لیے

نخل امید جمانے قدم اپنا نہ جلال ۔ | گلشن دل ہین مرے پھولنے پھلنے کے لیے

جناب حکیم علی حافظ صاحب جذب حکیم آبادی

گوشہ نشین کرتے ہو کیا میرے سنبھلنے کے لیے | یہ بلا سر یہ نہین آئی ہے ٹلنے کے لیے
جمع اغیار ہین ہنگامہ صحبت ہے گرم | شمع سان بزم مین ہم آئے ہین جلنے کے لیے
حسرت و یاس کی اک بھیڑ لگی ہے دلمین | راہ ملتی ہی نہین جان نکلنے کے لیے
وحشت دل مجھے کہتی ہے یہ چٹکی لیکر | ہم بیابان مین ترے ساتھ ہین چلنے کے لیے
حضرت جذب تمھین ہمکو بتا دو للہ | کوئی صورت دل وحشی کے بہلنے کے لیے

جناب سید الٰہی بخش صاحب جلال عظیم آبادی شاگرد جناب داغ دہلوی

رہروان رہ تسلیم تھکے ہین ہر چند | پھر یہ ہمت کہ کمر بستہ ہین چلنے کے لیے
مے و معشوق نہین درہم و دینار نہین | کوئی سامان نہین دل کے بہلنے کے لیے
چاہیے شوق سخن شوق سخن تمکو جلال | حیلہ اچھا ہے یہی نام نکلنے کے لیے

جناب حیدر حسین خانصاحب حیدر رامپوری ملازم فوجداری جودھپور شاگرد

کوئی تدبیر بتا اسکے سنبھلنے کے لیے | دل نے میرے ترے انداز مچلنے کے لیے
کیا گمنہ نے کیا آج جو ہوتے نے ظالم | غیر کو پاس بٹھایا مرے جلنے کے لیے
جور کا یہ بھی اک انداز ہے ورنہ کافر | مہندی کچھ غیر ہی تھا پاؤن مین ملنے کے لیے
چرخ کو کینہ ہے تجھے ظلم عدو کو تقدیر | لطف افسوس ملے ہین ہمین ملنے کے لیے
بنگیا سنگ در یار نہ اوٹھا حیدر | لاکھون حیلے کیے اوسنے مرے ٹلنے کے لیے

جناب لچھمن سروپ صاحب حقیر سکندرآبادی طالب علم اسکول بلندشہر

یاد پھر صحبت دیرینہ رندان آئی ہے | دل مچلتا ہے کسی بزم مین چلنے کے لیے

جناب سید کرامت علی صاحب خلش از اجمیر شریف

وعدہ کر جاؤ مرے جی کے بہلنے کے لیے | سیکڑون حیلے ہین پھر وقت پہ ٹلنے کے لیے
کیون شب وصل ہو کیون خواہشین پوری ہون مری | دل مین کیا آئے ہین ارمان نکلنے کے لیے
رہا ایک بھی ارمان دل و وصل مین ہائے | کیا خبر تھی کہ یہ آئے ہین نکلنے کے لیے

بزم اغیار مین بلواتے ہین وہ مجکو خلش
کسکی شامت ہے جو وہان جائیگا جلنے کیلیے

جناب حبیب الحق صاحب خالص ساکن منڈوی باغپت ضلع میرٹھہ

بجگئی دم یہ مری اسکی ضدون سے خالص
دل جو مچلا ہے کسی بزم مین چلنے کے لیے

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

لیکے دل کہتے ہو کیون دین اسے جلنے کیلیے
مل گیا خوب بہانہ یہ مچلنے کے لیے

باغ عالم مین ہین سب پہولنے پہلنے کیلیے
ورنہ کیا داغ تری طرح سے جلنے کیلیے

اونھین فرصت بھی ملی گھر سے نکلنے کیلیے
دو پہر چاہیے پوشاک بدلنے کے لیے

تیرا غصہ ہو کہ ہو میری طبیعت ظالم
یہ بلائین نہین آئین کبھی ٹلنے کے لیے

اپنی تصویر ہی وہ کاش مجھے بھجوا دین
مشغلہ چاہیے کوئی تو بہلنے کے لیے

چھیڑ کر تذکرۂ غیر کہین کیا تجھ سے
جو منے تمنے تری آنکھہ بدلنے کے لیے

آتش رشک عدو خاک کرے گی ہمکو
لاگ کی آگ بری ہوتی ہے جلنے کے لیے

کونسی کی نہ دوا کون سی مانگی نہ دعا
تمنے کیا کیا نہ کیا اپنے سنبھلنے کے لیے

ہاتھا پائی بھی شب وصل تھی ضد بھی تھی انھین
ہاتھہ چلنے کے لیے پاؤن مچلنے کے لیے

چارہ گر زندہ رہیگا تو کریگا تدبیر
چاہیے عمر خضر میرے سنبھلنے کے لیے

وصل دشمن کی گھڑی تھی کہ ہوا اپنا وبال
ساعت اچھی نہ ملی جان نکلنے کے لیے

غم کی دیوار کھڑی ہوگئی دل کے اندر
میرے ارمان ترستے ہین نکلنے کے لیے

بزم اغیار مین تم چھپکے نہ بیٹھو اے داغ
چاند چھپنے کے لیے ہے کہ نکلنے کے لیے

جناب حکیم احمد حسین خانصاحب دانش شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

مشغلہ چاہتا ہون دل کے بہلنے کے لیے
اپنے کوچے مین اجازت دو ٹہلنے کے لیے

مین اکیلا نہین عازم ہون عدم کیجانب
سیکڑون حسرتین آمادہ ہین چلنے کے لیے

بند رہتی ہین شب و روز ہماری آنکھین
راہ پاتے نہین وہ دل سے نکلنے کے لیے

غش کے آتے ہی ہوئی روح گریزان تن سے
ناتوان بھی کہین گرتے ہین سنبھلنے کے لیے

شمع کی طرح ہین میرے جگر و دل دونون
ایک جلنے کے لیے ایک پگھلنے کے لیے

یہ تمنا ہی کہ اوٹھین وہ اوٹھانیکو مرے
دیکھہ کر اونکو مین گرتا ہون سنبھلنے کے لیے

سوزش غم کا تماشا وہ کہین دیکھین تو
شمع بنجا ئینگے ہم بزم مین جلنے کے لیے

دولت عیش شب وصل تو لوٹی لیکن
اب بھی کچھہ حوصلے باقی ہین نکلنے کے لیے

خوب معلوم ہی دل آنسے کو تمھاری چالین
ہاتھہ مین لیتے ہو دل پاؤن سے ملنے کے لیے

جناب نواب مرزا شبیر علیخانصاحب تسا لکھنوی

مہندی ملتی ہین نہ زینت نہ بہلنے کے لیے
مشق کرتے ہین کلیجہ مرا ملنے کے لیے

سیر پھولون کی کرو دل کے بہلنے کے لیے
میری تربت پہ چلے آؤ ٹہلنے کے لیے

ہی دل خون شدہ آتا ہی تو جلد آنکھہ مین آ
اشک ٹھہرے ہین ترے ساتھہ نکلنے کے لیے

وان نزاکت سی اجازت اوٹھین مہندی کی
یان نقاہت نہ کہے ہاتھہ بھی ملنے کے لیے

ناز نظرون سی گرانے پہ نہ کیجے اتنا
کوئی تدبیر تو نکلے گی سنبھلنے کے لیے

ڈھونڈھنے کا ترے کرتا ہون بہانا دل سے
کروٹین ہجر کی راتو نمین بدلنے کے لیے

چرخ نے اور قیامت نے اسے تو سیکھا
اور اب چال نکالو کوئی چلنے کے لیے

تھی تڑپنے کی ہوس دلکو تھا جبتک عشق
اب تو مدت سے ترستا ہی سنبھلنے کے لیے

ہی قاتل کی نزاکت نے ہمین قتل کیا
عمر اک چاہیے تلوار نکلنے کے لیے

آپکی بزم کا کیسا ہے یہ اولٹا دستور
شمع ہین آپ یہ عشاق ہین جلنے کے لیے

دیکھیے دیکھیے پھر آپ چلے جاتے ہین
اب نہ کہیے گا مرے دل سے سنبھلنے کے لیے

نزع کے وقت کیسکی خفگی یاد آئی
دم شب ہجر مین رک رک کے نکلنے کے لیے

وہ بھی کمسن ہین ابھی دل بھی مرا نادان ہے
ایک سے ایک زیادہ ہے مچلنے کے لیے

منزل عمر ہوئی ختم لب گور ہین ہم
اور دو چار قدم رہ گئے چلنے کے لیے

دیر سے بزم مین بیٹھے ہین اس امید پہ ہم
تم کہو آئے ہو کیون ہم کہین جلنے کے لیے

نگئے اشک کبھی ہم دل بیتاب کبھی
گاہ گرنے کے لیے گاہ سنبھلنے کے لیے

میری تربت جو بنی ہنسکے یہ سب سے بولے
اک جگہہ اور ہوئی ناز سے چلنے کے لیے

تیری ہمراہ شب وصل مین پیتا ہون شراب
ساتھہ گرنے کے لیے ساتھہ سنبھلنے کے لیے

ٹیس ہو یا ہو کھٹک درد ہو یا ہوک رسا — کوئی تو چیز ہو دل کے بہلنے کے لیئے

جناب مولوی محمد عبد الرؤف خانصاحب راز رئیس اندور وارد بھوپال

آپ کی تیغِ ادا یار ہے چلنے کے لیے — جان ہی عاشقِ بیدل کی نکلنے کے لیے
کوے جانان کا جو بھولون بھی کبھی نام لیا — کیا ہی یہ حضرتِ دل مچلے ہین چلنے کے لیے
چھید کر تیرِ نظر سے مرے دل کو بولے — لے یہ رستہ ہوا ارمان نکلنے کے لیئے
شمعِ محفل دلِ عاشق ہے پروانہ و عود — جو تری بزم مین آتا ہے وہ جلنے کے لیے
اونکا ثانی ہی نہین، حضرتِ دل کہتے ہین — یہ بھی چلتا ہوا فقرہ ہے مچلنے کے لیے
شبِ فرقت ہوئی اغیار کے سو موت ہوئی — انکو خالق نے بنایا نہین ٹلنے کے لیے
اونکی محفل سے نکالے گئے تھے کل ہی تو راز — آج کیا پھیر چلے ذلت سے نکلنے کے لیے

جناب بابو گلزاری لال صاحب رئیس رئیس مارہرہ

دلِ سوزان کو جلاتے ہو جلاو صاحب — اوسکو خالق ہی نے پیدا کیا جلنے کے لیے
آج سب ہو گئین درگاہِ الٰہی مین قبول — جو دعا ئین تھین رقیبون کے نکلنے کے لیے

جناب مولوی محمد عبد الرزاق صاحب راجی از بہسور ریاست

آنپہ مرنے کے لیے ہم ہوے پیدا راجی — اور پروانے بنے شمع پہ جلنے کے لیے

جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی

حسرتین جوش مین ہین دل سے نکلنے کے لیے — صدقہ آنکھون کے چشمے ہین ابلنے کے لیے
کیون چلے جاتے ہین احباب سوی ملکِ عدم — ہم بھی بیٹھے ہین کمر باندھ کے چلنے کے لیے
طاقت و صبر و خرد سب نے دیا صاف جواب — کسکو بلواؤن مین اب دل کے بہلنے کے لیے
اپنی کہتا نہین سنتا نہین میری شبِ غم — دل ہی سینے مین فقط ہاتھون و چھلنے کے لیے
تربتِ عاشقِ شیدا نہین محتاجِ چراغ — شمع آسا دلِ پُر سوز ہے جلنے کے لیئے
مہندی ملتا نہین وہ مرگِ عدو سنکے عبث — ہے یہ حیلہ کفِ افسوس کے ملنے کے لیے
بزم افروز ہے خورشید جمالِ جانان — شمع کیون آتی ہے محفل مین پگھلنے کے لیے
ہو گئی جب سی ہین الفتِ مژگان شمشاد — چھد گیا دل غم و اندوہ نکلنے کے لیئے

جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی شاگرد جناب شمشاد و تسلیم لکھنوی

نالے بیتاب ہین سینے سے نکلنے کے لیئے
کوئی کہدے کسی ظالم کو سنبھلنے کے لیے

چشم عاشق کے ہون آنسو کہ کسی کے جوبن
بڑھ چلین لاکھ مگر دونون ہین ڈھلنے کے لیے

خانۂ دل مین ہو غم جو یہان جی گھبرائے
چلے آنا مری آنکھو مین ٹہلنے کے لیے

شوخیان اونکی سر بزم حیا سے بولین
تجکو محفل سے ہوا حکم نکلنے کے لیئے

در تعظیم کو پہلو سے نہ کیونکر اوٹھے
دل مین آتا ہی کلیجا کوئی ملنے کے لیے

کیا کچھ اچھا ہی کہ ہو حشر بھری محفل مین
کہدیا کسنے تمھین آنکھ بدلنے کے لیے

نامناسب ہی یہان غیر کا رہنا شب وصل
تم اشارہ کرو اب شرم کو ٹلنے کے لیے

محفل غیر مین کیون شمع جلائی تمنے
کیا وہان کوئی تمھارے رشک سے جلنے کے لیے

کبھی میرا کبھی اونکا جو ہے شکوہ دل کو
ڈھونڈھتا ہے کوئی پہلو یہ مچلنے کے لیے

ادھر ہی جذبۂ دل نے تو مدد آپہونچا
گھر سے وہ آج نکلتے ہین ٹہلنے کے لیے

حسرتین پھر گئین ای شوق یہانتک دلمین
آرزو ڈھونڈھتی ہے راہ نکلنے کے لیے

جناب سید محمد صاحب شکیل لکھنوی برادر خورد جناب قمر تعلقدار ملک آہن

فکر مین تھے جو مرے دل کے بہلنے کے لیے
اب دعا کرتے ہین وہ جان نکلنے کے لیے

ناوک ناز سے سینہ جو مرا ہے مجروح
راستہ خوب ملا دل کے نکلنے کے لیئے

آج پھر دیکھیے تقدیر دکھائے ہمین کیا
دل مچلتا ہی کسی بزم مین چلنے کے لیے

میری آنکھو نمین وہ ہر وقت پھرا کرتے ہین
راستہ ڈھونڈھتے ہین دل سے نکلنے کے لیے

دل سے خالی مرا پہلو ہی تو کہتا ہے یہ درد
خوب میدان ملا صاف ٹہلنے کے لیے

روز اب مے کہان پی لیتا ہون گاہی گاہے
وہ بھی تھوڑی سی مزہ منہ کا بدلنے کے لیے

روکنی کی کوئی تدبیر نہین اوسکی شکیل
دل کو نادان بنایا ہے مچلنے کے لیئے

جناب محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ ساکن کنتور اطراف لکھنو مقیم حیدرآباد

روکنا اسکا ہی معمول تری جست پہ تھا
ساقیا جام تو موضوع ہی چلنے کے لیے

زلف خمدار کے پھندو نمین پھنسا ہی دل زار
راہ ملتی نہین قیدی کو نکلنے کے لیئے

حسنِ محبوب کا دنیا مین جو روشن ہے چراغ | شیفتہ ہم بھی تو پروانہ ہین جلنے کے لیے

جناب حافظ سید محمد احسن صاحب شوقی ساکن تکیہ کلان ضلع رائے بریلی

دل ہی غم کھانیکو جان ہجر مین جلنے کو لیے | شوق وصلت ہی کلیجا مرا ملنے کے لیے

آپ جاتے ہین تو دل کو بھی لیے جائیں حضور | یہ بھی تیار ہی ساتھ آپ کے چلنے کے لیے

جناب سید قوت علی صاحب شورش آروی شاگرد جناب صفیر بلگرامی

اوپریزادہ وہ شعلے ہین ترے رخسار سے | شمع آتی ہے تری بزم مین جلنے کے لیے

جناب جی نرائن صاحب صلنغ طالب علم کیننگ کالج لکھنو شاگرد جناب قمر

بے ترے مجھ سے مری روح خفا ہوتی ہے | قصد کرلی ہی مرے تن سے نکلنے کے لیے

میرے پہلو مین کچھ ایسا ہی ہجوم حسرت | راہ ملتی نہین ارمان کو نکلنے کے لیے

جناب نواب محمد سجاد علیخان صاحب ضبط لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

شرم مانع تھی اگر گھر سے نکلنے کے لیے | اونکی شوخی ہی مچلتی کہین چلنے کے لیے

دلمین آئے ہین کچھ ارمان نکلنے کے لیے | کہ غم و درد محبت سے بدلنے کے لیے

ایصبا دشت نوردون کو یہ مژدہ دینا | پھر جنون ہمکو ہوا گھر سے نکلنے کے لیے

برقِ باران نہ چمک ڈال کے آنچل سر پر | ناز سے اوٹھے ہین باہر وہ نکلنے کے لیے

نزع مین آئے جو وہ دیکھ کے مجکو یہ کہا | کئی دن چاہیین دم اسکا نکلنے کے لیے

ہای وہ نیند کا کس پیاری ادا سے اظہار | رکھ کے رخسار و نپہ ہاتھ آنکھونکے ملنے کے لیے

پیٹتا گھر سے نکل آئے نہ میت پہ کوئی | ٹھہرے کیون دوست کہین کاندھے بدلنے کے لیے

حسن اور عشق کے جبجا یہ سنے کچھ چرچے | دو گھڑی بیٹھ گئے دل کے بہلنے کے لیے

ضبط شیدا ہی وہ پروانہ کہ محفل مین تری | جان پر کھیل کے آپہونچا ہی جلنے کے لیے

جناب کھڑک سنگھ صاحب طالب از سیالکوٹ

شمع جلتی ہے تو پروانہ بھی گر پڑتا ہے | بہرے معشوق کے بیساختہ جلنے کے لیے

کل جہان سے مرے احباب مجھے لائے تھے | دل مچلتا ہی اوسی بزم مین چلنے کے لیے

جناب احمد علی صاحب عشرت از ضلع گیانہ

گرجفا جو تری چتون ہی بدلنے کے لیے | تن سے ہی روح بھی آمادہ نکلنے کے لیے
دن کی صورت ہمین ڈھلتا ہین تو ڈھلتا ہین مگر | دوپہر ہجر کی ہرگز نہین ڈھلنے کے لیے
نزع مین آئے ہین وہ کرکے جفا سے توبہ | کیا برے وقت مین آمادہ ہون چلنے کے لیے
نازکی خنجر سفاک سے بولی دم ذبح | مینے وقفہ دیا بسمل کو سنبھلنے کے لیے
آمد اوس پردہ نشین کی شب وعدہ سنکر | دل کے ارمان بھی ہین آمادہ نکلنے کے لیے
دل مایوس جو تھا مونس شبہاے فراق | وہ بھی بیتاب ہے پہلو سے نکلنے کے لیے
خواب غفلت سے اوٹھو حضرت عشرت دیکھو | قافلہ عمر کا تیار ہے چلنے کے لیے

جناب محمد مبین صاحب علیم مچھلی شہری شاگرد جناب یاس لکھنوی

ڈھونڈھتا ہی کوئی پہلو یہ بہلنے کے لیے | دل مچلتا ہے کسی بزم مین چلنے کے لیے
اشک مین ہجر مین ہر وقت نکلنے کے لیے | دل کی حسرت ہی کلیجا مرا ملنے کے لیے
ہی رہی شوق کہ جس بزم مین رسوا ہو ہم | دل مچلتا ہی اوسی بزم مین چلنے کے لیے
غم و اندوہ کی یہ بھیڑ ہے میرے دل مین | راہ ملتی نہین حسرت کو نکلنے کے لیے
ناز کرتے ہین ہزار دن ہی تصور سے مرے | پا گئے ہین یہی پہلو وہ مچلنے کے لیے
دیکھیے جان پہ کس کس کے قیامت ہو بپا | آج آمادہ ہین وہ گھر سے نکلنے کے لیے
ای علیم آج بہلتا ہی نہین دل میرا | لاکھون تدبیرین مین کرتا ہون بہلنے کے لیے

جناب محمد یحیی علی صاحب عاصی اہلکار منصفی بجنور

جتنے ہین عاشق و معشوق جلا کرتے ہین | شمع و پروانہ کو دیکھو کہ ہین جلنے کے لیے
قافلے والو عدم ہمکو بھی لیتے جاؤ | پاؤن پھیلائے ہوے ہم بھی ہین چلنے کے لیے

جناب عاشق علی صاحب عاشق ہیڈ کنسٹبل علاقہ ہنس پور

مرض ہجر سے مرتا ہون رسول عربی | شربت وصل عنایت ہو سنبھلنے کے لیے

جناب منشی سید ابرار حسین صاحب عاجز فتحپوری شاگرد جناب نسیم بھرتپوری

نشہ مین لغزش پا سے اوٹھین وحشت کیا | غیر کا دوش سلامت ہی سنبھلنے کے لیے

جناب میوا لال صاحب عاجز سب انسپکٹر پولیس ضلع دربھنگہ

سیرِ صحرا نہ خوش آتی ہی نہ گلشن نہ چمن
دل مچلتا ہی کسی بزم مین چلنے کے لیے

جناب محمد یوسف حسن صاحب عزیز خلف منشی محمد بخش اللہ صاحب بیدل

آنکھ سی لختِ جگر رہین نکلنے کے لیے
چشم بد دور ہین کچھ اشک بھی ڈھلنے کے لیے

جناب سالار مسعود صاحب غازی پہ تنخواہ بارھوین پلٹن از بنگلور

باغ مین آیا جو وہ سرو ٹہلنے کے لیے
پھول جھکنے لگے منہ پاؤن پہ ملنے کے لیے

کوئی پہلو نہین ملتا جو بہلنے کے لیے
دل مچلتا ہی کسی بزم مین چلنے کے لیے

لائیگا کوئی بلا جان پہ میری بنتیک
دل مچلتا ہی کسی بزم مین چلنے کے لیے

جناب فدا حسین صاحب فدا خلف شیخ محمد اکرام حسین صاحب ساکن قصبہ سکیٹ

یاس کہتی ہی اشارون مین یہ جا بنا زون سے
شاخِ امید نہین پھولنے پھلنے کے لیے

ہاتھ کہتے ہین گریبان کے ٹکڑے کردین
پاؤن کھجلانے لگے گھر سے نکلنے کے لیے

جناب مولوی محمد فضل حق صاحب فصیح ملازم میر ذوالفقار علیخان بہادر

آج ہی ہوتی ہی دنیا مین قیامت برپا
آپ آمادہ تو ہون نازسے چلنے کے لیے

قسمین کھائی ہین ستمگر نے ستم کی لیکن
مدتین چاہیین عادت کے بدلنے کے لیے

آدمیت نہین حوران بہشتی مین فصیح
اور جا دیکھو کوئی دل کے بہلنے کے لیے

جناب بالکرشن صاحب قمر لکھنوی شاگرد جناب امیر لکھنوی

منع کرتی ہی نزاکت اوسے چلنے کے لیے
قصد کرتا ہی جو وہ گھر سے نکلنے کے لیے

آسمان پھر نہ امان پائی سنبھلنے کے لیے
اوبھرین آہین جو کہین دل سے نکلنے کے لیے

ہای لیجاؤن کہان دل کو بہلنے کے لیے
یہ مچلتا ہی تری بزم مین چلنے کے لیے

کسلیے آپ کرین غیر کی خاطر شکنی
جبکہ موجود مرادل ہی مسلنے کے لیے

میرا دشمن تری محفل مین ہوا ای محبوب
سبزہ چشم مین موجود ہوا ت چلنے کے لیے

اشک باقی نہین آنکھون مین ہماری نہ سہی
جگر و دل تو ہین خون ہوکے نکلنے کے لیے

شکوۂ غیر یہ کہتا ہی قمر وہ مجھ سے
خلق کیا حق نے کیا ہی تجھے جلنے کے لیے

جناب کاظم حسین صاحب کاظم از کانپور

نکلی حسرت جو شبِ وصل تو ارمان نے کہا — تم ترستے ہی رہے دل سے نکلنے کے لیے
شیخ رند و مین جو آئے ہین منقطع بنکے — سر پہ عمامے کو رکھا ہی او چھلنے کے لیے
طفل اشک آج مری چشم کے گہوارے سے — کیون نکل آئے ہین دامن مین مچلنے کے لیے
آپ کے شغل کے خاطر ہین مرے قلب و جگر — ایک ملنے کے لیے ایک مسلنے کے لیے
غیر کے مرنیکی سن پاؤن محبت جو خبر — جاؤن اون ہاتھون مین مہندی ابھی ملنے کے لیے

جناب منظور احمد صاحب منظور بدایونی وکیل شکوہ آباد شاگرد جناب داغ

ساتھ لے لو ہمین اے قافلے والو ٹھہرو — ہم بھی آمادہ ہین اب خلق سے چلنے کے لیے
ناوکِ ناز کہان جائین نکلکر دل سے — ایسے مہمان نہین گھر سے نکلنے کے لیے
ہای تقدیر مین تھا غیر کی وصلِ دلبر — آتشِ ہجر مین منظور تھا جلنے کے لیے

جناب ملا محمد حسین صاحب ملا اسسٹنٹ ماسٹر راج کمار کالج راجکوٹ

کوئی رہبر ہمین ایسا نہین ملتا ملا — راہِ مقصود بتا دے ہمین چلنے کے لیے

جناب جگیشور پرشاد صاحب مقتول شاعر راجہ صاحب بہادر سنگروی

تارے گن گن کے شبِ ہجر کو کاٹو مقتول — شغل کیا ڈھونڈھتے ہو جی کے بہلنے کے لیے

جناب امید علی صاحب ماتم خیرآبادی

بجھ گئی شمع دمِ صبح یہ کہہ کر ماتم — کل پھر آنا ہے اسی بزم مین جلنے کے لیے

جناب نواب محمد نیاز الدین خان صاحب نیاز شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

گھر سے نکلیگا وہ سفاک ٹہلنے کے لیے — تیغ تیار رہے ساتھ مین چلنے کے لیے
شبِ فرقت رہے پہلو مین تصور اونکا — یہی تدبیر ہے کچھ دل کے بہلنے کے لیے
وعدۂ وصل سے کچھ دل ہی نہین ہے بیتاب — میرے ارمان بھی مرتے ہین نکلنے کے لیے
وعدہ کرکے بھی نہ وہ کہتے ہین کہ یہ ہی وہ ہے — ڈھنگ سیکھا ہی نیا بات بدلنے کے لیے
فرقتِ یار مین تیار رہا کرتے ہین — دل دھڑکنے کے لیے روح نکلنے کے لیے
پوچھتا ہون جو علاجِ تپِ فرقت اونسے — کہتے ہین کروٹین ہر لحظہ بدلنے کے لیے
آج آ بیٹھے ہین پہلو مین ہمارے وہ نیاز — چٹکیون سے دلِ پُر درد کو ملنے کے لیے

جناب نیر خیرآبادی وارد کلکتہ

یاس کی طرح سے باوضع ہے امید مری
دل دشمن کے ہین ارمان نکلنے کے لیے

امڈ جوشش گریہ کہ ہنسی ہو نہ کہین
اشک کیون دیر لگاتے ہین نکلنے کے لیے

آہی جاتا ہی شب ہجر تصور اونکا
چپکے چپکے دل بیتاب کو ملنے کے لیے

ایسے بیمار سنبھلتے ہین کہین - کہتے ہوئے
بڑھ کے دیدو تو بھلا ہاتھ سنبھلنے کے لیے

جناب پنڈت بدھالال صاحب ناز خلف پنڈت تلشی رام صاحب سب ڈپٹی انسپکٹر

جان سوز تپ فرقت مین ہی جلنے کے لیے
استخوان شمع کے مانند پگھلنے کے لیے

عالم حشر نظر آتا ہے مجھکو یارب
یار نکلا ہی کہین گھر سے ٹہلنے کے لیے

جناب محمد شفیع صاحب ناظم سب اورسیر مین پوری

لے کے انگڑائی اوٹھا یار جو چلنے کے لیے
دل نے پہلو سے کیا قصد نکلنے کے لیے

قتل کا قصد جو قاتل نے کیا اے ناظم
تیغ او گلنے لگی خود ملق یہ چلنے کے لیے

جناب محمد عبد الرحمن صاحب نیر وکیل دہلی

ہوش کھوتے ہین جہان جا کے صغیر اکبر
دل مچلتا ہی اوسی بزم مین جانے کے لیے

جناب اقبال علیخانصاحب وفا رئیس بہار

آج ای یار بتا کسکا نصیبا جاگا
تو نے پوشاک نکالی جو بدلنے کے لیے

تیر قاتل نے کیا خانۂ دل کو آباد
کون اب اسکو کہے گھر سے نکلنے کے لیے

کہدے اون سے کوئی آنا ہی تو آئین جلدی
روح قالب سے ہی تیار نکلنے کے لیے

جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

میرے ارمان جو ہین دل سے نہ ٹلنے کے لیے
کاش وہ اشک ہی بنجاتے نکلنے کے لیے

کوئی آمادہ ہو ناز سے چلنے کے لیے
یونہی حاضر ہے کلیجا مرا ملنے کے لیے

آہ جانسوز ہی سینے سے نکلنے کے لیے
اشک حسرت ہی مری آنکھ سے ڈھلنے کے لیے

کوچۂ غیر کا کیون قصد ہے پوچھو نہ یہ کچھ
نالے وہان جاتے ہین تاثیر بدلنے کے لیے

عزم میرا جو کسی بزم مین ہے جانے کا
نا امیدی بھی مرے ساتھ ہی چلنے کے لیے

عالیجناب شاہزادہ مرزا فضل علیخان بہادر شوق لکھنوی شاگرد جناب نسیم دہلوی

کوچۂ یار مین کہتے ہین جو جانے کے لیے
حضرت دل کا ارادہ ہی مچلنے کے لیے

دوست ہی بعد فنا ایک فقط شمع لحد
یہی رونے کے لیے ہی یہی جلنے کے لیے

آج مینے بھی بنایا ہے عدو کا انداز
آپکی رنگ طبیعت کو بدلنے کے لیے

مین وہ شاکی ہون کہ لب ہر دہن زخم کے آج
کھل گئے ہین ترے شکوون کے نکلنے کے لیے

قتل ہونا مجھے منظور جو تم راضی ہو
پے ترزین مرا خون ہاتھ مین ملنے کے لیے

خوب وہ جان چکے ہین کہ طبیعت میری
نہ بدلنے کے لیے ہے نہ سنبھلنے کے لیے

خون عاشق اونھین منظور تھا پنہان کرنا
مہندی ہاتھون مین ملی رنگ بدلنے کے لیے

نامہ بر اب تجھے کیا غم ہی کہ میرا دل زار
ساتھ جاتا ہی ترے جی کے بہلنے کے لیے

درد دل ہجر مین مجھ زار کے جو اوٹھتا ہی
اک سہارا ہی یہ کروٹ کی بدلنے کے لیے

اوسنے سینے سے ہٹایا ہی دوپٹا اے شوق
چٹکیون سے دل بیتاب کو ملنے کے لیے

جناب متھرا سنگھ صاحب شفیق ساکن گوجرانوالہ

محفل یار تلک پھونچیگا کب لاغر ہجر
پاؤن مین چاہیے طاقت بھی تو چلنے کے لیے

جناب حاجی ہاشم سیٹھہ صاحب غمخوار مسوری شاگرد جناب عازم مسوری

تیز یان کرتا ہی جو ابرو خمدار ترا
کسکی گردن پہ یہ تلوار ہے چلنے کے لیے

جناب سید ابو المکارم صاحب معروف بہ خان ضیا دہلوی

کوئی تدبیر نہین دل کے بہلنے کے لیے
کوئی صورت نہین عاشق کے سنبھلنے کے لیے

دل ملا سوز غم ہجر مین جلنے کے لیے
ہاتھہ پائے کف افسوس کے ملنے کے لیے

اوسکے نظارہ کو جلتے تو ہوا ہی خان ضیا
کوئی سامان بھی کیا اپنے سنبھلنے کے لیے

جناب عبد الغفور صاحب مخمور خلف مولوی عبد العزیز صاحب مرحوم

دید جانان ہو جسے آج میسر مخمور
دل مچلتا ہی کسی بزم مین چلنے کے لیے

جناب شیخ حیدر صاحب نادان مہتمم کمیٹی اتفاق احباب سکندرآباد

ہی شب وصل کہ شرم و حیا کو اب دور
حسرتین میری ہین آمادہ نکلنے کے لیے

جناب حاجی محمد امیر حسن صاحب امیر ساکن ایٹہ شاگرد جناب ساقی سکندرآبادی

غیر کے ہاتھ نہ تھے عطر کے ملنے کے لیے
بلکہ تھپڑ تھے مرے دل کے مچلنے کے لیے

ہجر مین سیر چمن بھاتی ہی کسکو ہمدم
فکر بیسود ہے یہ دل کے بہلنے کے لیے

غم فرقت نے بنایا ہی مجھے زار و نحیف
ہاے دوا وصل ترا میرے سنبھلنے کے لیے

جناب محمد حیات بخش صاحب رسا محرر تحصیل بھونگام شاگرد جناب داغ

واہی قسمت کہ چلے داغ تمنا لیکر
دہر مین آئے تھے ہم پھولنے پھلنے کے لیے

جسم مین روح ہی مضطر وہ ہجوم غم ہے
کوئی رستہ نہین ملتا ہی نکلنے کے لیے

ساقیا گر کوئی ساغر مجھے دینا ہی تو دے
آسمان تاک مین ہی رنگ بدلنے کے لیے

حسرت دید وہان مجھکو سمجھ کر لیچلی
گھات مین ہی دل بیتاب مچلنے کے لیے

جناب سالگرام صاحب سالک محافظ دفتر فوجداری جھالاواڑ

رات دن سر پہ مرے کرتا ہی چکر ظالم
شعبدہ باز فلک رنگ بدلنے کے لیے

غش پہ غش آتے ہین بیمار محبت کو ترے
تونے تدبیر نہ کی کوئی سنبھلنے کے لیے

وہ لپٹ کر مرے سینے سے یہ فرماتے ہین
اور بھی ہی کوئی ارمان نکلنے کے لیے

جناب منشی محمد حسن صاحب عجیب گورکھپوری

یا تو مین سوز تعشق سے جلا جاتا ہون
یا تو محفل مین تری شمع ہی جلنے کے لیے

ایک مین کوچۂ دلدار سے نکلا افسوس
ایک فردوس سے آدم تھے نکلنے کے لیے

ای فلک تو ہی نہین اور بھی اک ظالم ہے
ظلم کرنے کے لیے رنگ بدلنے کے لیے

چاک کرتے ہین مرے دل کو یہی کہہ کہہ کر
راستہ چاہیے ارمان نکلنے کے لیے

کس خرابی سے نکالے گئے کل وہان سے عجیب
آج تم پھر وہین تیار ہو چلنے کے لیے

جناب حکیم سید محمد فضل حق صاحب فضل سہارنپوری

مشک و عنبر کی نہ خواہش ہو مجھے کچھ اصلا
خاک پاے نبوی پاون جو ملنے کے لیے

آتش فرقت احمد مین بنا تو ہی شمع
ہاے افسوس ہمین رہ گئے جلنے کے لیے

غیرت روضۂ رضوان ہی زمین پہ ای فضل
دل نہین چاہتا یثرب سے نکلنے کے لیے

جناب دیوان چند صاحب مہر از گوجرانوالہ

پاس میرے جو وہ آئے تو لیے غیر کو ساتھ
یہ بھی اک طرز نکالی مرے جلنے کے لیے

شاعرہ پردہ نشین جناب سلطان جہان بیگم صاحبہ حیا از جاورہ

کچھ دوا کیجیے دواس دل کے سنبھلنے کے لیے
پھر مچلتا ہے یہ پہلو سے نکلنے کے لیے

دل لگی کی تھی کچھ ارمان نکلنے کے لیے
بھاڑ مین جھونکدیا عشق نے جلنے کے لیے

دل بیمار کو تم چھیڑتے ہو یا در کھو
مدتین چاہیین پھر اسکے سنبھلنے کے لیے

ٹھہرو دم بھر تو مرے گھر مجھے مرلینے دو
نبض ساقط ہے تم آمادہ ہو چلنے کے لیے

بہ گیا خون جگر و دل کا جدائی مین حضور
آنکھین رکھ چھوڑی ہین اِن آہ و زنی ملنے کے لیے

یاس و حرمان سے وہین اوسکی ہوئی تحکینی
نخل حسرت جو اوگا پھولنے پھلنے کے لیے

شکوۂ دوست حیا تلخ مین ہے کیون لب پر
زہر کھالیتے ہین یون زہر اوگلنے کے لیے

بی شہزادی صاحبہ حور مقیم آرہ ضلع شاہ آباد

ضعف مانع ہی تری راہ مین رہبر خواہش
ایک دم بیٹھ کے پھر اوٹھتے ہین چلنے کے لیے

کچھ بھی حاصل نہوا نخل تمنا کا ثمر
دہر مین آئے تھے ہم پھولنے پھلنے کے لیے

بی ظہور بخش صاحبہ ظہور طوالف از چھاؤنی نیمچھ ضلع مالوہ

گد گداتا ہی جنون دشت مین چلنے کے لیے
پھر مین آمادہ ہون اب گھر سے نکلنے کے لیے

ناز سے آتے ہین وہ مجھ پہ اوٹھا کر جب تیغ
جان تڑپاتی ہے خود تن سے نکلنے کے لیے

زور ضعف ایسا ہی فرقت مین کہ جنبش بھی محال
اتنے مجبور ہون کروٹ بھی بدلنے کے لیے

ہجر مین آپ کے گھبراتا ہی مضطر ہے بہت
شغل تبلائیے کچھ دل کے بہلنے کے لیے

یاد کس بحر کرم کی ہمین آئی ہے ظہور
اشک بیچین ہین آنکھون سے نکلنے کے لیے

غزلیات غیر طرح

جناب منشی سید اعجاز حسین صاحب اعجاز مرشد آبادی

رنج دیتا ہی فلک ہمکو خوشی مین بار ہا
بے سبب ہم قابل جور و جفا ہونے لگے

جناب سید حسین میان صاحب سید منگلوری شاگرد جناب فدا

کیون ترے قول و قسم پر مجھکو آئے اعتبار | آپ ترے وعدے وفا ای بیوفا ہونے لگے
دل مین شوق دختر رز لے رہا ہے چٹکیان | فصل گل آئی در میخانہ وا ہونے لگے

جناب میمن عبد الغنی صاحب شاکر منگلوری ابن موسی صاحب

کل جو کرتے تھے ہمارے قتل سے انکار وہ | آج کیون آمادہ مشق جفا ہونے لگے

جناب میمن ایوب صاحب صابر منگلوری ابن حاجی محمد صاحب

شور کرتے تیرے دیوانے جو آ جائین وہان | حشر مین اک اور بھی محشر بپا ہونے لگے
عقدے یہان کھلنے لگے اپنے دل مایوس کے | جب شب وصل اونکے وا بند قبا ہونے لگے

جناب محمد یحیی علی صاحب عاصی اہلکار منصفی بجنور

وصل کی شب اور بوسے پر خفا ہونے لگے | پیار کی باتو نہین ہم تو بدمزا ہونے لگے

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرسوری ملازم فوجداری علیگڈہ

اے فلک اب ظلم تیرے بر ملا ہونے لگے | مہربان رہتے تھے جو ہم پر خفا ہونے لگے
نو گرفتارون پہ ہے شاید توجہ کی نظر | اگلے قیدی دام سے اونکے رہا ہونے لگے
سیر کی لب تک بھی نہین آیا ابھی نالہ کوئی | آپ لیے زیر و زبر ارض و سما ہونے لگے
یا ہمین پر ہو رہی تھی لطف و عنایت کی نظر | یا ہمین اب مورد ظلم و جفا ہونے لگے
تو مجید اب آپ گھر بیٹھے منا مین شادیان | اونکے جو جو وعدے تھے وہ سب وفا ہونے لگے

جناب مسٹر ولیم بروبیٹ صاحب ولیم از چھاؤنی فیروزپور

حضرت دل مائل زلف دوتا ہونے لگے | مبتلائے آفت و رنج و بلا ہونے لگے
گر خرامان ناز سے وہ خوش ادا ہونے لگے | ہو تہ و بالا جہان محشر بپا ہونے لگے
کسطرح منہ سے نکلتا میرے بوسہ کا سوال | آپ تو پہلے ہی سے مجھپر خفا ہونے لگے
جبہہ سائی پر مری کہتا ہے وہ بت ناز سے | ابتو ولیم بھی ذرا تجھ پارسا ہونے لگے

جناب حافظ محمد عبد المجید صاحب حافظ گنگوہی ازمرداره ضلع جبلپور

نہین ہے پاس عاشق کا ذرا بھی | ملے تجھسے کوئی او بیوفا کیا
نگر میرا علاج او چارہ گر تو | مریض عشق کی نادان دوا کیا

مصرع طرح پیام یار

کسی کا ہاتھ ہے دامن کسی کا

جناب محمد احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

غضب ہی لوٹ لے جوبن کسی کا
ادا سی دل کو جو ہو سکن کسی کا

دم گریہ مجھے حسرت ہے اشکو
کہ تم ہو اور ہو دامن کسی کا

محبت کا رہے پردہ پسِ مرگ
کفن میرا ہو پیراہن کسی کا

مزہ ہی روٹھنے کا ہے شبِ وصل
کشاکش مین رہے دامن کسی کا

دعا ہے بدگمی کرتا ہون یہ کہہ کر
نہ میرا دوست ہو دشمن کسی کا

ہجوم یاس و حسرت کیون ہو تا
کہ ماتم تھا سر مدفن کسی کا

پتا لگتا ہے آنکھون مین نہ دل مین
کہان اب ڈھونڈیے مسکن کسی کا

محبت کے [illegible] صدمے اوٹھاؤن
مرا دشمن نہ ہو دشمن کسی کا

بچائے یار کی آنکھون سے اللہ
نہ لوٹین [illegible] دو رہزن کسی کا

جوانی کی امنگین کہہ رہی ہین
کرے گا سرکشی جوبن کسی کا

تماشا ہے کوئی مقتل بھی احسان
ادھر سر ہے ادھر ہے تن کسی کا

جناب آغا امانت حسین صاحب آبتر گورکھپوری

ابھی فتنہ ہے یہ بچپن کسی کا
قیامت ہوگا پھر جوبن کسی کا

رہے پھر زہد و تقوے کچھ نہ باقی
جو دیکھے شیخ تو جوبن کسی کا

نہ تڑپا قتل مین مین یہ سمجھ کر
ہو مین تر نہ ہو دامن کسی کا

ستم کرتا ہے کیا عاشق کے دل پر
وہ گدرایا ہوا جوبن کسی کا

جو دیکھا ماہ کو آبتر فلک پر
تو یاد آیا رخِ روشن کسی کا

جناب حکیم محمد مہدی صاحب آثر لکھنوی مقیم عظیم آباد

گرے ٹھکرا کے وہ دشمن کے گھر پر
پڑا جب راہ مین مدفن کسی کا

نشیلی انکھڑیان اور اوسپہ سرمہ
کرے گی خون یہ چتون کسی کا

اوبھارا قتل پر مجھ ناتوان کے
غضب بیرحم ہے جوبن کسی کا

نہین زیبا ہے اتنی بیخودی بھی
رہے کچھ دھیان اے شیون کسی کا

ستم برپا کیے ہین اسپہ کیا کیا
نہین اوبھرا ابھی جوبن کسی کا

ٹھکانا پائین کیونکر یہ غم و درد
آثر جب دل مین ہو مسکن کسی کا

جناب منشی ماتا پرشاد صاحب اوج ساکن سکھیت

پری شہر خموشان مین بھی ہلچل
گذر ہو گر سوے مدفن کسی کا

خدا جانے غضب لائے گا کسپر
اونگون پر ہے اب جوبن کسی کا

ہمین عادت ہے دو آنسو بہانا
کسی کی گور ہو مدفن کسی کا

وہی تو اوج ہے تم جانتے ہو
تمھارا دوست اور دشمن کسی کا

جناب مولوی تفضل حسین صاحب آبر لکھنوی شاگرد جناب اسیر مرحوم

کہا ٹھکرا کے یہ کشتہ ہے میرا
جب آیا زیر پا مدفن کسی کا

نہ کیون بسمل کرے دل عاشقون کے
وہ بھولاپن وہ الھڑپن کسی کا

جناب بابو راج راجیشوری پرشاد سنگھ صاحب اشیر رئیس اعظم سورجپورہ

نگاہ ناز ہے ہنگامہ انگیز
قیامت خیز ہے جوبن کسی کا

جناب سید محمد عظمت اللہ صاحب اقبال اورنگ آبادی

گنہ کیا ہے بت پرفن کسی کا
ہوا جاتا ہے کیون دشمن کسی کا

بپا کر دیتا ہے شور قیامت
گذر جانا سر مدفن کسی کا

جناب محمد عظیم الدین صاحب اختر ساکن ہیلو شارم شاگرد جناب گوہر دہلوی

ملے یون داد محشر مین الٰہی
ہمارا ہاتھ ہو دامن کسی کا

نہین اختر زمانہ اک روش پر
کسی کا دوست ہے دشمن کسی کا

جناب شیو راج بہادر صاحب اخگر لکھنوی

نہین ہے مادہ یہ گردون پہ اخگر
یہ ہے نقش سم توسن کسی کا

جناب بابو بھگوان سہای صاحب اکلیل، اور بابو بہاری لال صاحب

اوبل کر کیون نہ نکلین اشک پیہم	مری آنکھون پہ ہے دامن کسی کا
قیامت ڈھائینگی دل کی امنگین	اگر یاد آگیا جوبن کسی کا

جناب اسمعیل صاحب اسمعیل ولد قاسم میوہ فروش از بمبئی

عجب ہلچل پڑی ہے روز محشر	کسی کا ہاتھ ہے دامن کسی کا

جناب سید احمد شاہ صاحب بسمل شاگرد جناب قیصر الہ آبادی

نہ ٹوٹے رشتہ الفت خدایا	نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن کسی کا
پس مردن ہی نکلے دل کی حسرت	کبھی توڑو نہ دیں مدفن کسی کا
کسی کو خاک مین آنکھین ملائین	کرے برباد دل چتون کسی کا

جناب محی الدین حسین خانصاحب تسنیم رئیس مدراس شاگرد جناب فصاحت

نہ دل توڑا اے بت پرفن کسی کا	نہوا یہ دوست تو دشمن کسی کا
دو روزہ ہے بہار نوجوانی	نہ اترائے بہت جوبن کسی کا
ہوئی مدت مگر ہے یاد اب تک	اوٹھا کر دیکھنا چلمن کسی کا
حفاظت گو دیار حسن مین تھی	مگر لوٹا گیا جوبن کسی کا
زمانہ شوخیان کرتا ہے ہر دم	حقیقت مین یہ ہے توسن کسی کا
نشان اے بیکسی تو ہی بتا دے	کہ دہ ہین ڈھونڈتے مدفن کسی کا
بہار داغ دل تسنیم دکھلاؤ	کہ دل ہے مائل گلشن کسی کا

جناب سید افضل حسین صاحب ثابت لکھنوی ناظر عدالت صدر کورٹ

صبا کیون آج ہے جامے سے باہر	نہین سونگھا جو پیراہن کسی کا

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

کوئی پھاڑے ادھر دامن کسی کا	ادھر ٹکڑے ہو پیراہن کسی کا
کسی کو بد کہے دشمن کسی کا	نہ سنئے دے گا اچھا پن کسی کا
اگر ناصح کو بنتا تھا مراد دوست	بنا کاہیکو پھر دشمن کسی کا

دو عالم کا ہے گردن پر اگر خون ۔ بری کردے گا بھولاپن کسی کا
کسی کی روح تڑپے گی عدم مین ۔ نہ ٹھکرائے کوئی مدفن کسی کا
پسینا منہ کا اوس سکس کے پونچھے ۔ الٰہی یون ہو تر دامن کسی کا
وہ آئے حضرتِ دل اے حسینو ۔ اوٹھے تعظیم کو جوبن کسی کا
بلا سے ٹوٹ جائے توبہ اے شیخ ۔ نہ ٹوٹے دل جناب من کسی کا
نکر غمازیان اے نالۂ دل ۔ ابھی توراز دان توبن کسی کا
ہنسے میری تڑپ پر خود مرا جسم ۔ کوئی دیکھے یہ اوچھاپن کسی کا
نہو کیونکر جلال اوسکا زمانہ ۔ فلک کا دوست ہے دشمن کسی کا

جناب حکیم علی حافظ صاحب جذب حکیم آبادی

ہوا اشکون سے تر دامن کسی کا ۔ سنا جب نالۂ دشیون کسی کا
تمھارا ہی کلیجا ہے یہ والتہ ۔ کہ بیٹھے سنتے ہو شیون کسی کا
بہار آئی جنون ہے جوش پر جذب ۔ ہمارا ہاتھ ہے دامن کسی کا

جناب منشی سید محمد ولایت حسین صاحب حقیر ردولوی شاگرد جناب فائز

یہ تھا حسن رخ روشن کسی کا ۔ بنا گھر وادیِ ایمن کسی کا
ابھی تک ہے دماغ اپنا معطر ۔ کبھی سونگھا تھا پیراہن کسی کا
ہمین کچھ لطف تازہ دے گیا ہے ۔ جھکانا شرم سے گردن کسی کا
حقیر آئے نہ غیرون کو لیے ساتھ ۔ جو آنا ہو سرِ مدفن کسی کا

جناب لچھمن سروپ صاحب حقیر سکندرآبادی طالب علم اسکول بلندشہر

یہان ہے چاک پیراہن کسی کا ۔ اوبھرتا ہے وہان جوبن کسی کا
بسر ہو عمر رو رو کر کسی کی ۔ ہمیشہ تر رہے دامن کسی کا

جناب مرزا محمد علی بیگ صاحب خرد دہلوی شاگرد جناب رفعت

الٰہی غنچہ کو ممکن نہو وصل ۔ ہمین لوٹا کرین جوبن کسی کا
خدا کا خوف کر اچھا نہین ہے ۔ دکھانا دل بتِ پرفن کسی کا

مزا ہو حشر مین انصاف کے روز | کسی کا ہاتھ ہو دامن کسی کا

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

وہ جانا پھیر کر چتون کسی کا ٭ ہمارے ہاتھ مین دامن کسی کا
غبار آلودہ ہین پاے حنائی ٭ مٹا کر آئے ہو مدفن کسی کا
زمانے کے چلن سیکھے ہین تو نے ٭ کسی کا دوست ہے دشمن کسی کا
دل ویران کو جب دیکھا تو بولے ٭ یہ ہے اُجڑا ہوا مسکن کسی کا
پڑا تھا ہاتھ کس کمبخت کے ہاتھ ٭ یہ ہاتھ نکلا ہوا دامن کسی کا
کلیجا تھام لو گے جب سنو گے ٭ نہ سنوائے خدا شیون کسی کا
گری حور پر اک اور بجلی ٭ چمکتا ہے رخ روشن کسی کا
گئے وہ جانب گورِ غریبان ٭ برابر ہو گیا مدفن کسی کا
مرے ماتم مین وہ آئین تو کہنا ٭ کرین غم آپ کے دشمن کسی کا
کسی کا دم نکلتا ہے کسی سے ٭ کسی پر حال ہے روشن کسی کا
وہ پھر دن دیکھتے ہین داغ کے داغ ٭ کسی کی سیر ہے گلشن کسی کا

جناب حکیم احمد حسینخانصاحب دانش شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

غبار آلودہ ہے دامن کسی کا ٭ مگر رستے مین ہے مدفن کسی کا
حبابون کا ابھرنا دیکھتے ہی ٭ ہمین یاد آ گیا جوبن کسی کا
نہین چھٹتا کوئی وارفتہ پھنسکر ٭ غضب ہے گیسوِ پرفن کسی کا
جنون کا قصد ہے پرزے اُڑا دے ٭ گریبان ہو کہ ہو دامن کسی کا
دعائین مانگتا رہتا ہون دانش ٭ وہ سن لیتے کبھی شیون کسی کا

جناب قاضی محمد نظام الدین صاحب ذہین بٹالوی شاگرد جناب یاس

گذرنے کو جو ہے بچپن کسی کا ٭ ابھرنے کو ہے اب جوبن کسی کا
نہین ہے آسمان پر ماہِ تابان ٭ یہ ہے عکس رخِ روشن کسی کا
سحر کو وقت رخصت کا جب آیا ٭ ہمارا ہاتھ تھا دامن کسی کا

کہین کیا ہمنے لوٹا کس مزے سے | سحر تک شام سے جوبن کسی کا
ذہین اوسکو سمجھنا اپنا دشمن | نہین ہے دوست وہ پرفن کسی کا

جناب محمد اسمعیل خانصاحب ذبیح دہلوی نیمو ڈی اکٹر پگارا

وہ آیا حور پیکر فاتحے کو | بنا رشک جنان مدفن کسی کا

جناب نواب محمد حسینی نصاحب رفعت لکھنوی شاگرد جناب جلال

کوئی کوچہ جو تھا مسکن کسی کا | بنا دیکھا وہان مدفن کسی کا
مقدر جان کر ٹھکرا دوا وسکو | جو دیکھو راہ مین مدفن کسی کا
بٹھانے والا ہے دل کا ہمارے | وہی اوٹھتا ہوا جوبن کسی کا
چراغ اپنی اندھیری گور کا ہے | خیال چہرہ روشن کسی کا
قیامت تک نہ ہم چھوڑینگے مرکر | اگر ہاتھ آگیا دامن کسی کا
الٰہی غیر کو ممکن نہو وصل | ہمین لوٹا کرین جوبن کسی کا
خدا کا گھر ہوا تنخانہ رفعت | ہمارے دل مین ہے مسکن کسی کا

جناب محمد عبد الرزاق صاحب رہبر ساکن میلوشارم شاگرد جناب گوہر

تعلق ہوگیا الفت مین ایسا | نہ چھوٹا مرگیے بھی دامن کسی کا

جناب بانکے لعل صاحب زار بدایونی شاگرد جناب امیر لکھنوی

خدا کے واسطے ٹھکرا نہ اسکو | یہ ہے اوجڑا ہوا مدفن کسی کا
ملک کیون چیخ اوٹھے عرش برین پر | سنا ہے کیا کہین شیون کسی کا
رہی پاس ادب بسمل دم ذبح | لہو سے تر نہو دامن کسی کا
یہی دست ہوس کا ہے تقاضا | پکڑ کر کھینچ لو دامن کسی کا
مچل کر جبکہ طفل اشک نکلے | مجھے یاد آگیا بچپن کسی کا

جناب منشی شیخ چاند صاحب شفقت ملازم پی نراین سامی دین مرچنٹ ناگپور

جو گل کھایا ہوا ہے تن کسی کا | اوسے بھاتا ہے کب گلشن کسی کا
جنون جامہ دری سے کھینچ لے ہاتھ | رفو ہو کب تلک دامن کسی کا

جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی

چھوڑیں ہاتھ سے دامن کسی کا
جو یوسف دیکھیں پیراہن کسی کا

ہوئی مردون مین کیون برپا قیامت
گزر ہے کیا سرِ مدفن کسی کا

زمانے کی طرح وہ شوخِ پرفن
کسی کا دوست ہے دشمن کسی کا

بہائیں ندیان رو رو کے ہمنے
نہ پہونچا آنکھون تک دامن کسی کا

پڑا ہے ایک مدت سے جو ویران
یہ وہ دل ہے کہ تھا مسکن کسی کا

نہین ہے گدگدی ہاتھون مین ناحق
نمو پر ہے مگر جوبن کسی کا

نہین خوفِ حسابِ روزِ محشر
مرے ہاتھ آگیا دامن کسی کا

مجھے کرتا ہے ہر گردش مین پامال
یہ گردون بھی ہے کیا توسن کسی کا

بہت ہی سنگدل ہین آپ لیکن
دُکھا دیتا ہے دل شیون کسی کا

محبت پر عبث بھولا ہے دشمن
نہین ہے وہ بُت بدظن کسی کا

اگر شمشاد ہے پژمردہ خاطر
اُجڑنے پر ہے پھر گلشن کسی کا

جناب لالہ بالمکند صاحب شاد گوریانوی شاگرد جناب عاشق

یہی کہتا ہے بھولاپن کسی کا
کرے گی خون یہ چتون کسی کا

ترقی پر ہے اپنی سینہ کوبی
اوبھرتا آتا ہے جوبن کسی کا

بڑھے جاتے ہین از خود دستِ گستاخ
اشارا کرتا ہے جوبن کسی کا

تسلی ہم یہی دیتے ہین دل کو
نہوگا وہ بُتِ پُرفن کسی کا

ابھی کیا حشر کے دن ہوگا ای شاد
ہمارا ہاتھ اور دامن کسی کا

جناب سید محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ ساکن کنتور اطراف لکھنؤ مقیم حیدرآباد

اوٹھانا خنجرِ آہن کسی کا
جھکانا پاس سے گردن کسی کا

عجب رو داد ہے صبحِ شبِ وصل
کسی کا ہاتھ ہے دامن کسی کا

عداوت کی ہے دل نے دوست بنکر
کوئی یون بھی نہو دشمن کسی کا

الٰہی خیر بل ابرو پہ آیا
کرے گی خون یہ چتون کسی کا

جناب سید قوت علی صاحب شورش آروی شاگرد جناب صفیر بلگرامی

عبث تو دے رہا ہے جان اے دل — نہوگا وہ بت پر فن کسی کا
دورنگی کہیے کیا اوس کج ادا کی — کسی کا دوست ہے دشمن کسی کا
رکھین کیا دل مین خوف حشر شورش — ہے اپنے ہاتھ مین دامن کسی کا

جناب فتح محمد خانصاحب شیفتہ غازیپوری شاگرد جناب مہر غازیپوری

بگڑکر آئے کیون توسن کسی کا — کرے پامال کیون مدفن کسی کا
ہوئی برباد خاک عاشق زار — نہ آیا ہاتھ جب دامن کسی کا

جناب ہیرا لال صاحب شہرت ڈپٹی کلکٹر [illegible]

تھا پہلے نہ اب ہے اور نہوگا — وہ [illegible] کسی کا

جناب محمد اسمعیل صاحب شاد [illegible]

نہین آنکھ مین سرخی بے سبب آج — کرے گی خون یہ چتون کسی کا
لگائی ناز سے ٹھوکر جو اوس نے — نہ [illegible] مدفن کسی کا

جناب جے نرائن صاحب صانع طالب علم کیننگ کالج لکھنؤ شاگرد قمر

عبث ہی نالہ و شیون کسی کا — نہین ہونے کا [illegible] کسی کا
نزاکت المدد اوٹھنے نہ دے تو — دبائے وصل مین دامن کسی کا
کہے دیتا ہے میرا قتل ثابت — یہ خون آغشتہ [illegible] کسی کا

جناب سید خدا بخش صاحب صادق ساکن [illegible]

نہ دل توڑا اے بت پر فن کسی کا — نہوئے فائدہ دشمن کسی کا
لیا جس طرح سے دل اوس نے میرا — نہ لوٹے مال یون رہزن کسی کا

جناب نواب محمد سجاد علیخان صاحب ضبط لکھنوی شاگرد جلال لکھنوی

بس اتنا ہی تو ہے بچپن کسی کا — کسی کے بدلے ہے دشمن کسی کا
چڑھانا خاک پائے کر صبا تو — گذر ہو جب سر مدفن کسی کا
تمھین تکلیف ہوگی فاتحے کی — پڑے گا راہ مین مدفن کسی کا

جلیگا دل تو کچھہ نکلے گا منہ سے
کوئی ناحق کو ہے دشمن کسی کا

کھلا اودا دوپٹا کیا شفق مین
قیامت کر گیا جوبن کسی کا

نہین آیا کہین سے کوئی اچھا
چھٹا کس طرح پھر دامن کسی کا

عوض لونگا گریبان کا مین اپنے
اگر ہاتھہ آگیا دامن کسی کا

عبث دل کو لگایا ضبط تمنے
نہ سمجھے پہلے کچھہ بچپن کسی کا

جناب سید ابو المکارم مقصود علیخان صاحب ضیا دہلوی ہیڈ ماسٹر

ضیا ایسا بھی خوش قسمت ہے کوئی
کسی کا ہاتھہ ہے دامن کسی کا

جناب سیر ضامن علی صاحب ضامن عرائض نویس ڈپٹی کمشنری گونڈہ

بہی اشک آنکھہ سے قاتل کی جاری
نظر جب آگیا مدفن کسی کا

جناب احمد علی صاحب عشرت از ضلع گیا

نہ لے صبر اے بت پرفن کسی کا
نہو جا بے سبب دشمن کسی کا

بڑھا کچھہ اوسرا پا ناز ہمت
بہت نزدیک ہے مدفن کسی کا

نقاب رخ ہٹا اے شوق دیدار
نہ کھادے عارض روشن کسی کا

سنبھل کر چل ذرا او فتنہ حشر
کہ ہے زیر قدم مدفن کسی کا

قیامت ہے سر گور غریبان
اوٹھانا ناز سے دامن کسی کا

کیا دست جنون نے فصل گل مین
گریبان چاک تا دامن کسی کا

جناب محمد مبین صاحب علیم مچھلی شہری شاگرد جناب یاس لکہنوی

مٹایا روند کر مدفن کسی کا
غضب چالاک ہے توسن کسی کا

بلایا اوسنے اپنے گھر کسی کو
اثر کیا کر گیا شیون کسی کا

کوئی گور غریبان پر جو آیا
برابر کر دیا مدفن کسی کا

مزا ہو سامنے محشر مین سبکے
کسی کا ہاتھہ ہو دامن کسی کا

کلیجا تھام کر رہ بیٹھہ جائین
کبھی سن لین اگر شیون کسی کا

جناب کنور عنایت سنگہ صاحب عنایت رئیس لکہنو و تعلقدار بریلی

سنبھل اے شوقِ دل دن عیش کے ہین	تنو پر آگیا جوبن کسی کا
خدا کے روبرو محشر مین ہوگا	ہمارے ہاتھ مین دامن کسی کا
دہل جائیگا دل کم عمر ہین آپ	نہ سنیئے نالۂ و شیون کسی کا
تمھین کیا ایک شاکی ہو عنایت	نہین ہے دوست وہ پرفن کسی کا

جناب حافظ محمد عبد الغفور صاحب عاشق منبردار چتورا شاگرد جناب ذاکر

کسی کا ہے عدو دشمن کسی کا	نہو گا وہ بت پرفن کسی کا
لڑائی کس مزے کی تھی شب وصل	کسی کا ہاتھ تھا دامن کسی کا
تمنا ہے یہی عاشق کہ تا زیست	نچھوٹے ہاتھ سے دامن کسی کا

جناب محمد یحییٰ علی صاحب عاصی اہلکار منصفی بجنور

لحد مین ہاے تڑپے گی بہت روح	جو دھیان آیا پس مردن کسی کا
تماشا ہو جو یون محشر مین جائین	ہمارا ہاتھ ہو دامن کسی کا
تڑپنا دیکھ کر عاصی تہ تیغ	لہو مین تر نہو دامن کسی کا

جناب منشی سید ابرار حسین صاحب عاجز فتحپوری شاگرد جناب نسیم

بڑا ہی لطف ہو گر حشر کے روز	کسی کا ہاتھ ہو دامن کسی کا

جناب حکیم عزیز احمد صاحب عزیز حکیم آبادی شاگرد جناب حاجی محمد بشیر صاحب

عبث ہے اے عزیز خستہ فریاد	نہین سنتا ہے وہ شیون کسی کا

جناب میوا لعل صاحب عاجز سب انسپکٹر پولیس ضلع دربھنگہ

بھروسا کیا کرین ہم او سیہ یار ب	نہین ہے وہ بت پرفن کسی کا

جناب محمد یوسف حسین صاحب عزیز خلف جناب بیدل مارہروی

ہمارا داغ دل کہتا ہے ہم سے	ابھرنا سیکھ لے جوبن کسی کا
جوانی کی ہوئی جس وقت آمد	اٹھا تعظیم کو جوبن کسی کا
قیامت ڈھا رہا ہے عاشقون پر	عزیز ابھرا ہوا جوبن کسی کا

جناب محمد لعل صاحب غریب سہارنپوری اہلمد پیشی صاحب سپرنٹنڈنٹ

اوٹھا دیتے جاؤ پھر فاتحہ ہاتھہ
نظر آتا ہے وہ مدفن کسی کا

نہ پھونکیں صور اسرافیل کہدو
نہین سنتا کوئی شیون کسی کا

اثر اتنا کرا اے جذب محبت
گذر ہو پھر سر مدفن کسی کا

یہ سوجھی دیکھہ کر ربط گل و خار
کسی کا ہاتھہ ہے دامن کسی کا

نہایت بیمروت بے وفا ہے
نہوگا وہ بت پرفن کسی کا

جناب منشی محمد غیاث الدین صاحب غیاث سورتی مدرس مہابت مدرسہ جوناگڈہ

گذر کیونکر خیال غیر کا ہو
دل بیتاب ہے مسکن کسی کا

لگیں پڑھنے ہماری آرزوئین
ادھر تا دیکھہ کر جوبن کسی کا

تماشا دیکھتے ہین حسن اور عشق
کسی کا ہاتھہ ہے دامن کسی کا

غیاث اسمین نہ رہجاے کہین شر
نہین تم چھوڑتے دامن کسی کا

جناب سالار مسعود صاحب غازی پنشنخوار بارھوین پلٹن از بنگلور

بنا دشت جنون وادی ایمن
جو یاد آیا رخ روشن کسی کا

جناب شیخ عبد الغنی صاحب غنی شاگرد جناب فائز بنارسی

مزا دیگا سوال وصل سنکر
جھکا لینا غنی گردن کسی کا

جناب مرزا محمد حسن صاحب فائز بنارسی

کرے نقش قدم توسن کسی کا
کہ ہے تعویذ ہے مدفن کسی کا

جہان فریاد سپید اٹھی زمین سے
سنا تمنے وہ تھا مدفن کسی کا

الٰہی حشر مین سب ہاتھہ ہون شل
کہ بے کھٹکے رہے دامن کسی کا

ذرا مقتل سے آگے دو قدم چل
یہان سے پاس ہے مدفن کسی کا

جب آیا غیر وہ فائز سے بولے
ہمارا دوست ہے دشمن کسی کا

جناب بالکرشن صاحب قمر لکھنوی شاگرد جناب امیر لکھنوی

اگر دل ہے دہان آہن کسی کا
کرے گا موم یان شیون کسی کا

شادیگی حیا سب چلبلا پن
ادھر آیا اگر جوبن کسی کا

عدو کو کیا برا کہنے سے مطلب
بتون مین کیسلیے دشمن کسی کا

خیال اونکا رہے یا خود رہین وہ
ہمارا دل بنے مسکن کسی کا

مجھے موسیٰ کی صورت آگیا غش
جو دیکھا چہرہ روشن کسی کا

شب تاریک ہے بیخوف ہو کر
چلو لوٹین قمر جوبن کسی کا

جناب شرف الدین حسین صاحب قمر شاگرد جناب شیدا ساکن حسین گنج

تماشا گاہ ہے ہنگامہ حشر
کسی کا ہاتھ ہے دامن کسی کا

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل فتحپور رئیس و زمیندار امروہی

بپا ہی حشر کوچے مین کسی کے
کسی کا ہاتھ ہے دامن کسی کا

جناب ممتاز احمد صاحب ممتاز تھانوی شاگرد جناب داغ از جوناگڈہ

نظر مین ہے رخ روشن کسی کا
مری آنکھو نمین ہے مسکن کسی کا

ہوئی وحشت فزون ہندوستان مین
سنا یثرب مین جب مسکن کسی کا

قیامت کر گیا صبح شب وصل
چھڑانا ہاتھ سے دامن کسی کا

ہوے وہ نیند مین بے چین کیا کیا
غضب ہے نالہ و شیون کسی کا

بلا کی حسرتین چھائی ہوئی ہین
نظر آتا نہین مدفن کسی کا

ذرا وہ سن تو لین دیکھین تو کیونکر
اثر کرتا نہین شیون کسی کا

دھرا رہجاے سارا زہد و تقوے
جو زاہد دیکھ لے جوبن کسی کا

بہت رویا وفائین یاد کر کے
ستمگر دیکھ کر مدفن کسی کا

گوارا عشق مین یہ بھی نہین ہے
کہ اپنا دوست ہو دشمن کسی کا

جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب مہدی خلف الصدق جناب جلال

سمجھتا ہے یہ بھولاپن کسی کا
نہین ڈھلتا کبھی جوبن کسی کا

سلوک دوستی دیکھو کہ ناحق
کسی کو کر دیا دشمن کسی کا

متاع دل کہین جیسی لٹی ہے
یونہین دل لوٹ لے جوبن کسی کا

تجھے کسنے سنایا پوچھتا ہے
ستم کرتا ہے بھولاپن کسی کا

ذرا رک کر چلے خنجر دمِ ذبح ٭ ٹھکانا ہے رگِ گردن کسی کا ٭
گلون کو طرفہ ہاتھ آئین قبا مین ٭ اور اٹکا ہے جو پیراہن کسی کا
گرہ مین دل نہ تھہری کا بندھا ہو ٭ ٹٹولے گوشہ دامن کسی کا ٭

جناب غلام محمود خانصاحب محمود منصبدار اورنگ آباد دکن ٭

عبث تم حسن پر ہو اپنے نازان ٭ سدا رہتا نہین جوبن کسی کا ٭
شبِ فرقت کے نالے سُنکے بولا ٭ ستاتا ہے ہمین شیون کسی کا
فراقِ یار مین غم سے کیا ہے ٭ گریبان چاک تا دامن کسی کا

جناب مہر علی شاہ صاحب مہر غازیپوری شاگرد جناب ناظم مرحوم

ہوا آنا سرِ مدفن کسی کا ٭ خیال آیا پسِ مردن کسی کا ٭
تری او خاکِ عاشق بن پڑی آج ٭ لٹکتا جاتا ہے دامن کسی کا ٭
نہ آیا جب کوئی بہرِ عیادت ٭ گذر ہو کیا سرِ مدفن کسی کا ٭

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی وکیل شاہ آباد شاگرد داغ

ستائیگا رخِ روشن کسی کا ٭ قیامت ڈھائے گا جوبن کسی کا
بنا گھر دادے امین ہمارا ٭ جو چمکا چہرہ روشن کسی کا ٭
عبث منظور پر ہنستے ہین اغیار ٭ نہو گا وہ بُتِ پُرفن کسی کا ٭

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرتپوری ملازم فوجداری علی گڈہ

توقع اوس سے الفت کی عبث ہے ٭ نہین ہے دوست وہ پُرفن کسی کا
کرے گا قتل سے کیا میرے انکار ٭ بھرا ہے خون سے دامن کسی کا ٭

جناب شیخ محمد اسمعیل صاحب مہر مختار آرہ شاگرد جناب صفیر بلگرامی

پری خانہ ہوا پہلو ہمارا ٭ ہمارے دل مین ہے مسکن کسی کا
زمانے کا خدا حافظ ہے اے مہر ٭ قیامت زا ہے بھولاپن کسی کا ٭

جناب محمد اسحاق خانصاحب مائل رئیس قصبہ برلہ ضلع علیگڈہ

نپوچھو وصل کی شب لطف کیا ہے ٭ کسی کا ہاتھ ہے دامن کسی کا ٭

جناب دیوان چند صاحب تھراز گوجرانوالہ

عدالت پر خدا ہو حشر کے روز	کسی کا ہاتھ ہو دامن کسی کا

جناب سید برہان الدین صاحب مصرف مدراسی شاگرد جناب مولوی عبد المجید

خدا کے سامنے محشر مین ہوگا	ہمارا ہاتھ اور دامن کسی کا

جناب مولوی محمد فصیح اللہ خانصاحب تیر بنارسی شاگرد جناب فائز

منور ہو گیا مدفن کسی کا	جو یاد آیا رخ روشن کسی کا
قیامت مین نہ پرسش ہو یہ ڈر ہے	بھرا ہے خون سے دامن کسی کا
قیامت مین ہون مین بھی اور وہ بھی	کسی کا ہاتھ ہے دامن کسی کا
ہماری قبر پر آتا ہے کوئی	بھرا پھولون سے ہے دامن کسی کا
قیامت تک نہ بھولے گا یہ ہمکو	وہ ہنس دینا سر مدفن کسی کا
ہوا عشاق مین تیر کا شہرہ	کہان ہے نام یون روشن کسی کا

جناب سید محمد صبغۃ اللہ صاحب نور مدراسی شاگرد جناب تسنیم

چمن مین جائین اے دل کس لیے ہم	ہای کوچہ غیرت گلشن کسی کا
عبث ہے دھیان اوسکا تجکو اے دل	ہوا ہے وہ بت پرفن کسی کا
نہین بیوجہ کل سے سینہ کوبی	مگر یاد آ گیا جوبن کسی کا

جناب نواب محمد نیاز الدینخانصاحب نیاز شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

رنگین کب ڈھونڈھنے والی نگاہین	چھپائے لاکھ منہ چلمن کسی کا
وہ خاک اڑتی ہے وہ ہی مجمع یاس	وہی ہے دیکھ لو مدفن کسی کا
نہین پڑتی نگاہ شوق اپنی	تماشا بنگیا جوبن کسی کا

جناب منشی نور محمد صاحب نواب عرائض نویس کھنڈوہ شاگرد خورشید

ہماری خاک اوٹھی جو بجر تعظیم	گذر ہے کیا سر مدفن کسی کا
کوئی ترچھی نگہ پر جان دے گا	کریگی خون یہ چتون کسی کا

جناب پنڈت نند لال صاحب ناز خلف پنڈت تلسی رام صاحب ڈپٹی انسپکٹر

ہمارے رونے پر کہتے ہین احباب ؎ نہو یہ آسمان دشمن کسی کا
قمر مین روشنی ایسی کہان ناز ؎ یہ ہے عکس رُخِ روشن کسی کا

جناب حافظ محمود حسین خانصاحب نازان جھجری از پیگار ڑا

تماشاگاہ حیرت دیکھتے ہین ؎ کسی کی ٹھوکرین مدفن کسی کا
نیازِ عشق و نازِ حسن دیکھو ؎ کسی کا ہاتھ ہے دامن کسی کا

جناب محمد عبد الرحیم صاحب نزار رانی ساگری شاگرد جناب فائز بنارسی

یہی ہے التجا محشر مین یا رب ؎ ہمارا ہاتھ ہو دامن کسی کا

جناب شیخ عبد الحمید عرف آغا صاحب ناصر شاگرد جناب فائز بنارسی

وہ اپنے زخمِ رخنہ کو تو ٹانکے ؎ کریگی چارہ کیا سوزن کسی کا

جناب منشی نیاز محمد صاحب نیاز جودھپوری شاگرد جناب بیتاب

نپوچھو کیا گذر جاتی ہے دل پر ؎ جو یاد آجاتا ہے جوبن کسی کا

جناب اقبال علیخانصاحب وفا رئیس بہار شاگرد جناب داغ دہلوی

دُکھا دل تو نہ اے پُرفن کسی کا ؎ بلا ہے قہر ہے شیون کسی کا
ہماری تیرہ بختی کا اثر ہے ؎ چھپا لینا رُخِ روشن کسی کا
وفا اوس بُت سے کیا رکھتا ہے امید ؎ ہوا کب دوست وہ دشمن کسی کا

جناب محمد عبد الوحید صاحب وحید متوطن چتورا خلف اکبر جناب عاشق

تمنا دل مین ہو سودا ہو سر مین ؎ ہون آنکھین اور رُخِ روشن کسی کا

جناب قاضی وحید الحق صاحب وحید ردولوی امین محکمہ سروی ڈپارٹمنٹ

کہا مانو وحیدِ خستہ تن کا ؎ دُکھاؤ دل نہ جانِ من کسی کا

جناب قاضی ولی الحق صاحب ولی ردولوی انسپکٹر سروی ڈپارٹمنٹ بستی

تجلی کس رُخِ روشن کی پھیلی ؎ سکان ہے وادیِ ایمن کسی کا

جناب سید ذاکر حسین صاحب تنہر غازیپوری شاگرد جناب قلق لکھنوی مرحوم

کہون کیونکر اوسے دشمن کسی کا ؎ نہین ہے وہ بُتِ بدظن کسی کا

وہ تنکا ناک مین پوشاک سادی — ابھی بھولا نہین بچپن کسی کا
مدد اے عشق ابتو بے بسی ہے — لیے لیتا ہے دل جوبن کسی کا
ذرا دو گام کیجیے اور تکلیف — نظر آتا ہے وہ مدفن کسی کا
پتا یہ کوے قاتل کا ہے قاصد — پڑا ہی سر کسی کا تن کسی کا
لیے جاتا ہے پھر اوسکی گلی مین — نہو دل اسطرح دشمن کسی کا
نہین بیوجہ ایسی ٹکٹکی بھی — مگر ہے منتظر روزن کسی کا
ہنر ہمکو نہین خوف قیامت — رہیگا ہاتھ مین دامن کسی کا

جناب میرزا ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

امنگونپر جو ہے جوبن کسی کا — رہے پھولا پھلا گلشن کسی کا
نہین دانستہ گر دشمن کسی کا — کرے گا قتل بھولا پن کسی کا
دبا جاتا ہے عاشق کا دل زار — بہت زورون پہ ہے جوبن کسی کا
جوانی دیکھیے کیا قہر ہوگی — قیامت جبکہ ہے بچپن کسی کا
نظر جسکی پڑی اف منہ سے نکلی — کوئی برچھی ہے کیا جوبن کسی کا
اوٹھاتے ہین فرشتے قبر مین کیون — گڑا ہے کیا سرِ مدفن کسی کا
مرا دل میرے اونکے درمیان مین — کسی کا دوست ہے دشمن کسی کا
جفائین کرنے دو روزِ قیامت — ہمارا ہاتھ ہے دامن کسی کا
سنبھال اے بیخودی شوق مجکو — لیے جاتا ہے دل جوبن کسی کا
مرے پہلو سے دل کو لے گیا یاس — نگہ ملتی ہی بھولا پن کسی کا

جناب منشی محمد یسین صاحب یسین ساکن قصبہ باڑہ مقامی ہوگلی

ابھی سے ہے بلا جوبن کسی کا — غضب کرتا ہے بھولا پن کسی کا
قیامت تھا غضب تھا وصل کی شب — چھڑاتا ہاتھ سے دامن کسی کا
کھلا یہ حال بعدِ مرگ ہمپر — نہین کوئی پسِ مردن کسی کا
تجاہل سے کہا کیا شور غل ہے — سنا جب نالۂ و شیون کسی کا

مزا محشر مین ہو اوس وقت یسین ⁂ ہمارا ہاتھ ہو دامن کسی کا

جناب محمد عبد الغفور صاحب یتیم نیٹو ڈاکٹر ضلع گونڈہ

ابھی تو فتنہ ہے بچپن کسی کا ⁂ قیامت ڈھائے گا جوبن کسی کا

ارے او فتنۂ محشر خدارا ⁂ نکر پامال تو مدفن کسی کا

جناب محمد یوسف صاحب یوسف از کٹک

مزا دیتا ہے یہ بھی وصل کی شب ⁂ چھپانا منہ تہِ دامن کسی کا

جناب مولوی محمد عبد الرزاق صاحب راجی مدرس مدرسۂ ہسنور

دل اپنا ہوگیا جامے سے باہر ⁂ نظر جب آگیا جوبن کسی کا

جسے دیکھو وہ عشق سے مثل موسے ⁂ ہے کوچہ وادیِ ایمن کسی کا

جناب محمد شفیع صاحب ناظم سب اورسیر مین پوری

بپا ہے حشر مین اک اور محشر ⁂ کسی کا ہاتھ ہے دامن کسی کا

کسی عاشق کا کیا ہے یہ گریبان ⁂ پھٹا پڑتا ہے کیون جوبن کسی کا

نہین اک طرز پر رفتارِ گردون ⁂ کسی کا دوست ہے دشمن کسی کا

مصیبت آگئی یاد اونکو میری ⁂ سُنا جب نالہ و شیون کسی کا

قیامت تک نہ مین چھوڑونگا ناظم ⁂ مرے ہاتھ آئے تو دامن کسی کا

جناب میر واحد علی صاحب واحد نائب تحصیلدار رنگ پور

یہ حسن فتنہ زا کی خوبیان ہین ⁂ کسی کا ہاتھ ہے دامن کسی کا

شکستہ دونون جانب وصل مین ہے ⁂ کسی کا دل تو پیراہن کسی کا

شاعرۂ پردہ نشین جناب سلطان جہان بیگم صاحبہ حیا از جاورہ ‡

جو دل مانگے تری چتون کسی کا ⁂ چلے کیا زور اسے پرفن کسی کا

اسی امید مین ہم جی سے گذرے ⁂ گذر ہوگا سرِ مدفن کسی کا

گھٹے گا دمبدم اب صبرِ عاشق ⁂ بڑھے گا دن بدن جوبن کسی کا

نہین تو اوس سے واقف مدتون سے ⁂ ترے کوچے مین ہے مسکن کسی کا

‡ یہ غزلین دیر مین وصول ہوئین اس سبب سے ردیف وار نہ درج ہوسکین۔

بی شہزادی صاحبہ حورؔ مقیم قصبۂ آرہ ضلع شاہ آباد

مزا اے حورؔ ہو جب حشر مین ہوتھ | کسی کا ہاتھہ اور دامن کسی کا

بی وزیر جان صاحبہ دلبرؔ متوطن غازی پور

غرض کیا جلوۂ شمس و قمر سے | نظر مین ہے رخ روشن کسی کا

غزلیات غیر طرح

جناب قاضی محمد نظام الدین صاحب ذہینؔ بٹالوی شاگرد جناب یاسؔ

بیقراری اسے سیماب سی بڑھکر ہے کہین | دل نہ توڑے کہین پہلو سے نکلنے کے لیے
روکتا ہون مین ماسی لاکھہ نہین رکتا ہے | دل مچلتا ہے کسی بزم مین چلنے کے لیے

جناب منشی علی رضا صاحب رضاؔ از سیتاپور

حسرتون کا ہو دفینہ مرا سینہ اے چرخ | اور رہون غیر کے ارمان نکلنے کے لیے
غیر کے گھر سے رضاؔ وہ تو نکلتے ہی نہین | مستعد جان ہے یہان تن سے نکلنے کے لیے

جناب بانکے لال صاحب زارؔ بدایونی شاگرد جناب امیرؔ لکھنوی

اونکے کوچے مین چلا دل تو پکارے ارمان | ہم بھی بیچین ہین مدت سے نکلنے کے لیے
ہی شب وصل مین کیون زارؔ یہ آمد ہے عتاب | کیا یہی وقت ہے اک آنکھہ بدلنے کے لیے

جناب وحید الدین حیدر صاحب ضیاؔ ساکن چھپرہ خلف الصدق جناب نواب الہ[illegible]

اپنے گھر آپ جو آمادہ ہین چلنے کے لیے | تن سے جان اپنی ہے تیار نکلنے کے لیے
شمع رو یونکے نظارے کی ہوئی پھر خواہش | دل مچلتا ہے کسی بزم مین چلنے کے لیے
ڈرتے عاشق ہین کہین کوچۂ قاتل مین ضیاؔ | یاد ون کیا سر ہے یہان موجود مین چلنے کے لیے

جناب محمد خان صاحب غریبؔ سہارنپوری اہلمد منشی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر

شمع و پروانہ کی حالت سے یہ معلوم ہوا | عشق مین عاشق و معشوق ہین جلنے کے لیے
پھر تہ تیغ جو تڑپون تو گنہ گار رہی | تھوڑی فرصت مجھے ملجاے سنبھلنے کے لیے
اے غریبؔ آنے کہین کوس سفر کی آواز | ہم ہین تیار کمر باندھکے چلنے کے لیے

جناب بابو قمر الدین احمد صاحب قمرؔ سب اورسیر چتور گڈہ

یا تمھین سامنے ہو یا ہو تمھاری تصویر
کوئی تدبیر تو ہو دل کے بہلنے کے لیے

جناب حافظ محمد یوسف خانصاحب تشنہ از بلند شہر

کوئی ایسے کو دل دے اے خدا کیا
نہ سمجھے جو وفا کیا ہے جفا کیا

محبت کا فسانہ اور عدو سے
دل بیتاب تو نے یہ کیا کیا

جناب تشنہ پھرتے ہو جو بیتاب
وہ ہرجائی ہوا ہے آشنا کیا

جناب محمد رکن الدین صاحب جادو دہلوی شاگرد جناب فائق از کوہ آبو

سمجھ لو اپنے دل مین پوچھنا کیا
ہماری آرزو کیا مدعا کیا

مجھے جب مضطرب پایا تو بولے
بھلا چنگا تھا اسکو ہو گیا کیا !

خدا پوچھے تو کیا ظالم کہے گا
بھلا تو نے کیا دنیا مین کیا کیا !

جناب منشی سید محمد ولایت حسین صاحب حقیر دہلوی شاگرد جناب فائز

دل وحشی ہمارا انکو گیا کیا
پریشان ہی وہ گیسوے دوتا کیا

لب رنگین سے دل خون ہو گیا ہے
ارے دیکھین وہ چشم سرمہ سا کیا

بتو یونہین رہی گر بے نیازی
کہینگے پھر تمھین خلق خدا کیا

کہا ہے کہ دشمن سے ملے تم
وہ بولے ہنسکے پھر اسکا گلا کیا

شرارت تو یہ دیکھو سنکے سب کچھ
وہ بولے ہے تمھارا مدعا کیا

جناب منشی محمد سلیمان خانصاحب خاور بنگلوری

چرانا ہم سے آنکھین منہ چھپانا
سکھایا ہے حیا نے انکو کیا کیا

جو خوگر ہے اوسے آسان ہی سب کچھ
ستم کیا رنج کیا غم کیا جفا کیا

جناب مولوی محمد سلیم اللہ صاحب سلیم اعظم گڈھی

جھلک سرخی کی ہے اشکو نمین کچھ
ہوا اب دل مین خون مدعا کیا

سر مقتل تم آکر مسکرا دو
تمھارے بسملون کا خونبہا کیا

جناب شیخ محمد حبیب صاحب تشنہ آروی شاگرد جناب قمر آروی

ستم کیسا وفا کیسی جفا کیا
طریق عشق مین اچھا برا کیا

عالیجناب شیخ احمد حسینی صاحب بہادر مذاق تعلقدار پریانوان اودھ

ہی شرم شبِ وصل کہ ہی راہِ سخن تنگ
غنچی سے زیادہ ہی کہین تیرا دہن تنگ

گلزار کی وسعت نہین صیاد کے گھر مین
ہین کنجِ قفس مین دلِ مرغانِ چمن تنگ

کاندھا جو دیا اونسے جنازے کو ہمارے
پھولا یہ خوشی سے کہ ہوا تن مین کفن تنگ

تو نے کبھی ایفا نہ کیا وصل کا وعدہ
دل ہے ترے اقرار سے ای عہد شکن تنگ

چھوڑا نہین وحشت نے پسِ مرگ کسی کو
ای دستِ جنون کیون ہے گریبانِ کفن تنگ

ہر ملک مین ہی نکہتِ گیسوے معنبر
بیوجہ نہین نافۂ آہوے ختن تنگ

وسعت مین ہے عشقِ دہنِ تنگ کی تاثیر
دل عاشقِ شیدا کا ہے اے غنچہ دہن تنگ

یوسف نکل آیا مرا دل گر کے نہ نکلا
مثلِ چہِ کنعان نہین ہی چاہِ ذقن تنگ

وسعت ہی مذاق آپ کی گویائی کو ایسی
میدانِ قلم تنگ ہے میدانِ سخن تنگ

ولہ

گری ہی رات کو گیسوے یار پر شبنم
دوپٹے سے عرقِ شرم مین ہے تر شبنم

یہ ہی دلیل گل اندامی اوس پری وش کی
کوئی لباس خوش آتا نہین مگر شبنم

ہوا ہی شب کو نہالِ چمن کا پاشویہ
ٹپک ٹپک کے گری ہے تہِ شجر شبنم

نہال حسن ہی قد شاخین بالیان اونکی
ہر ایک بالی مین ہے دانۂ گہر شبنم

ٹہلتے ہین شبِ مہ مین لگا کے چھتری وہ
کہ نازنینون کو پہونچاتی ہے ضرر شبنم

تمھارے کوچے مین ہم سختیان اوٹھاتے ہین
بدن پہ دھوپ ہے دن بھر تو رات بھر شبنم

درختِ خشک پھلینگے بتو ہرے ہوکر
خدا کے حکم سے باندھیگی جب کمر شبنم

درخت ہو گئے تر اور حوض بہ نکلے
گری میانِ چمن شب کو اسقدر شبنم

رقیب ہو گئے ٹھنڈے خبر سے پڑ گئی اوس
وہ رات ہی مرے گھر برسی اسقدر شبنم

مذاق! فیض رسانی ہے نعمتِ عظمے
کسی کی پیاس بجھاتی نہین مگر شبنم

اطلاع

پرچہ ہفتم کی ہی نوٹ اس طرح مین حسرت برس رہی ہے یہ کسکا فراق ہے غزلیات بھیجنا چاہیے اور طرح مین ۱۵ ستمبر تک۔ ورنہ درج ہونیسے رہجائینگی۔ روٹھ جاے کوئی حسین نہ کہین
حسین قافیہ۔ نہ کہین ردیف

عمدہ اور جدید کتابین

حضرات! یہ آپ کے قومی پریس کے کتابون کی فہرست ہے۔ ان رسالون کو ضرور منگوائیے اور دیکھیے کہ قومی پریس نے اپنی ابتدائی عمر مین کس محنت و جانفشانی سے یہ کتابین طبع کی ہین۔ آپ کو ان کتابون کے دیکھنے سے کتابون کی عمدگی کے علاوہ اس امر کا بھی اندازہ ہوگا کہ آپ کا قومی پریس کتابون کے عمدہ چھپوانے مین کیسا اہتمام کرتا ہے۔ ایک آدھ کتاب جو قومی پریس کے قائم ہونے سے پہلے بیام یار کے اہتمام سے طبع ہوئی وہ بھی ذیل مین مندرج ہے۔

دلچسپ کا پہلا حصہ

ہندوستان کے شریف خاندانون کی حالت کا آئینہ۔ انگریزی بلیغ انشا پردازی کا نمونہ۔ حرفون کے ذریعے سے تصویر دکھا دینے کا آلہ۔ اردو کو ایک باعزت زبان بنانے کی کل۔ دلونپر عمدہ اثر ڈالنے کی کلمی قوت۔ یا اس نہایت ہی عمدہ طبعی ناول کا پہلا حصہ ”فرخ اور مہدی“ مصنفہ جناب مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر خوشرنگ اور بیش قیمت کاغذ پر بہت پاکیزہ خط مین بڑے اہتمام کے ساتھ ملک پر مہذب اثر ڈالنے کے لیے طبع کیا گیا ہے۔ قیمت ... ... ۶ ر

دلچسپ کا دوسرا حصہ

سچے عشق کی دلگدازانہ تصویر ہمارے دلی جذبات کی اصلی تصویر۔ ایک پاکباز عاشق کی بیتابانہ انگیز۔ ایک پاکدامن معشوقہ کا عصمت نما ضبط۔ ہندوستانی مردون کے جنون انگیز ولولون کی انتہا۔ ہماری عورتون کی بیمثل پاکدامنی۔ یعنی دلچسپ کا دوسرا حصہ ”فرخ اور اوسکا عشق“ نہایت موثر اور پرجوش اردو زبان مین نازک خیالیون کے نئے نئے پیرایے پیدا کر کے نہایت اہتمام سے چھاپا گیا ہے۔ اسکے مصنف بھی مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ہین۔ قیمت ... ... ۱ ر

نغمۂ راز

حسرتون کی مجسم صورتین۔ مایوسیون کی بولتی تصویرین۔ دل شکستہ کے بکھرے ہوے ٹکڑے۔ چشم مایوس سے ٹپکنے والے خون کے قطرے۔ آہ عالم سوز کے بھڑکتے شعلے۔ آتش عشق کی جگر سوز چنگاریان۔ حسن کے سچے بیتاب کر دینے والے فوٹو۔ عشق کی اندوہناک سرگذشتین۔ یعنی مثنوی ”نغمۂ راز“ مصنفہ جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق مع شب وصل و شب غم نتیجہ طبع جناب مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر نہایت اہتمام سے چھپی ہے۔ ملک کا بہت بڑا حصہ چونکہ شب وصل و شب غم کا خواستگار تھا اوس جوش کے اشتیاق کے لیے وہ بھی نغمۂ راز کے ساتھ شایع کر دی گئین۔ قیمت ۱ ... ... ۴ ر

صبح امید

موجودہ اسلام کی دلسوز تصویر دیکھنا ہو تو یہ مثنوی منگوائیے جس کی نظم مین اسلام کی حالت دکھائی گئی ہے اور نہایت ہی اثر ڈالنے والے طریقے سے اسلام کو جوش دلایا گیا ہے۔ عام علماے اس مثنوی کو شوق سے پڑھا اور پسند کیا ہے۔ قیمت ... ... ۳ ر

ضرب المثل

اسمین اردو کی اکثر مثالین اور چھوٹے چھوٹے فقرے جو عموماً اہل زبان کی زبانونپر چڑھے ہوے مین بترتیب حروف تہجی جمع کر دیے گئے ہین۔ یہ رسالہ اون لوگونکو ہروقت پیش نظر رکھنا چاہیے جو اردو زبان دانی کا شوق رکھتے ہین۔ قیمت ... ... ۲ ر

خیالات نادرہ

فصیح فارسی مین تصوف کی لاجواب کتاب ہے۔ اس کتاب کو دیکھ کر بہت بڑا کمال نظر آتا ہے کہ ایک وسیع فن ایک مختصر رسالے مین سمیٹ کر بیان کر دیا گیا ہے۔ قیمت ... ... ۲ ر

جس کتاب کی درخواست آئے مع قیمت یا باجازت ویلیو پی ایبل ورنہ تعمیل ہوگی محصول ڈاک وغیرہ ذمہ خریدار

المشتہر۔ محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار و قومی پریس لکھنؤ

پیام یار

نمبر ۹ بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ع جلد ۴

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مہتمم قومی پریس و پیام یار

لکھنؤ چوک

قومی پریس واقع لکھنؤ چوک میں بتحسین زیبائش چھپا

مصرع طرح پیام یار

حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب محمد احسان علیخانصاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکہنوی

یہ کیا کوئی نہ آئے تو کیون انتظار ہے
وہ جھوٹ بھی کہین تو ہمین اعتبار ہے

مدت سے دل مین حسرت پیکان یار ہے
ظالم کی چٹکیون سے کلیجا فگار ہے

کہتے ہو کیا ہماری گلی مین ہے کون دفن
ٹھوکر لگاکے پوچھ لو کسکا مزار ہے

دامن اوٹھاکے چلنے کی عادت ہے راہ مین
ہر خاک کو سمجھتے ہین میرا غبار ہے

گردن مین ہاتھ ڈالدو میری ہی ڈوکر
پھر گفتگو مجھی سے کہ تو بیقرار ہے

اتنک اپنی پوچھ لیتے ہین ہم اونکو دیکھ کر
دامن ہمارے آنسوؤن کا پردہ دار ہے

شکر خدا کہ یہ تو وہ بولے زبان سے
ہاتا ہے آسمان کوئی بیقرار ہے

ارمان بڑھ چلے ہین جو وعدے کی رات ہین
دل پر تمام عمر کی حسرت نثار ہے

محشر مین ہم کہینگے کہ بے پردہ اب تو ہو
اس آنکھ کو ازل سے ترا انتظار ہے

کیا ہو جو پوچھتے ہو کسی کا نشان قبر
وہ خاک اوڑ رہی ہے وہ سنگ مزار ہے

جب سے یہ اندنون کوئی فریادرس نہین
آنکھین پکارتی ہین شب انتظار ہے

احسان کیا وہ قاتل عشاق آگیا
مقتل مین آج کسلیے غل ہے پکار ہے

جناب حکیم محمد مظہر احسن خانصاحب احسن مالک خورشید آفاق شاگرد جناب اسیر مرحوم

ہستی نگاہ چہرہ پر نور یار ہے
موسی ہین ہم یہ جلوہ پروردگار ہے

تنہائی کا کرون شب ہجران کی کیا بیان
مونس اگر ہے درد تو غم غمگسار ہے

ہر دم ہے جانکنی ترے عاشق کے واسطے
کہتے ہین جسکو مرگ غم انتظار ہے

مجھ سوختہ جگر کا زمانے کو غم نہین
ہان کچھ جو سوگوار ہے تو شمع مزار ہے

اتنا تو میرے عشق نے آخر اثر کیا
مضطر ہون مین یہان وہ وہان بیقرار ہے

گذری ہے رات محفل اغیار مین ضرور
ابتک تمھاری آنکھون سے ظاہر خمار ہے

آنکھین اوٹھاکے دیکھ لو للہ اک نظر
بندہ بھی چشم لطف کا امیدوار ہے

جناب حکیم محمد مہدی صاحب اثر لکھنوی مقیم عظیم آباد

وعدے کا اوسکے یہان تو کسے اعتبار ہے
ای موت تو ہی آ کہ ترا انتظار ہے

گریان جو اشک گرم سے شمع مزار ہے
حسرت سے بیکسی یہ مری اشکبار ہے

ہین کچھ نہ کچھ تو تیر مین قاتل کی شوخیان
بے چین جس سے دل ہے جگر بیقرار ہے

غیرونپہ لطف ہوتے ہین کیا کیا حضور کے
بندہ بھی ایک بوسے کا امیدوار ہے

ملتی ہوی جو آئے ہو آنکھونکو میرے گھر
جاگے ہو کیا کہ نیند کا ابتک خمار ہے

شاید کہ مرگیا ہی کوئی مجھ سا بدنصیب
دامان صبح چاک ہے شب سوگوار ہے

نکلا جو میکدے سے تو بوتل بغل مین تھی
سنتے تھے ہم اثر کو کہ پرہیزگار ہے

جناب مولوی عبدالغفار صاحب اثر شاگرد جناب شرف گلشن آبادی

آتے ہین وہ یہان نہ مجھی کو قرار ہے
حالت کہون مین کیا جو شب انتظار ہے

مضطر ہے بیقرار ہے سوزان ہے زار ہے
دل کا عجیب حال شب انتظار ہے

صدمے فراق یار کے سہتا مین کسلیے
افسوس موت پر بھی نہین اختیار ہے

سینے پہ میرے ناز سے بولا وہ رکھ کے ہاتھ
دل آج تو تمھارا بہت بیقرار ہے

جناب آغا امانت حسین صاحب اختر گورکھپوری

فرقت مین تیری کون مرا غمگسار ہے
اک دل ہے پاس وہ بھی ترا جان نثار ہے

ٹھکرا کے میری قبر کو کہتے ہین ناز سے
حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

ظالم نہ توڑ آس دل نامراد کی
مدت سے تیری وصل کا امیدوار ہے

جناب عبدالواحد صاحب اختر برادر جناب طالب شاگرد جناب زار

کس طرح بعد مرگ بسر ہو تہ مزار ہے
مونس نہین کوئی نہ کوئی غمگسار ہے

برق تپان کو دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ
دیکھو کسی کا یہ بھی دل بیقرار ہے

اختر ستارے گن کے یہ شب کاٹتے ہو کیون
کس ماہرو کا آج تمھین انتظار ہے

جناب منشی سید اعجاز حسین صاحب اعجاز مرشد آبادی

آنکھیں مری نہونگی کبھی بند حشر تک
مرقد میں بعدِ مرگ ترا انتظار ہے

جناب منشی سید احمد حسن صاحب آفت طالب علم ہائی اسکول مراد آباد شاگرد جناب محشر

ہنسنے میں اونکے رونے میں میرے بہار ہے
پھول اوسپہ لوٹ ہے گہر اسپر نثار ہے

ہم مٹ کے خاک ہوگئے برباد ہوگئے
لیکن تمھارے دل میں ابھی تک غبار ہے

میری لحد پہ فاتحہ پڑھ کر وہ کہتے ہیں
حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب مولوی سید تفضل حسین صاحب ابر لکھنوی

مڑ کر ادھر بھی دیکھ تو اے شہسوارِ ناز
لپٹا تری رکاب سے میرا غبار ہے

رہتا ہی رات دن جو دلِ زار بیقرار
کس تیر کا یہ طائرِ بسمل شکار ہے

جناب شیوراج بہادر صاحب اخگر لکھنوی

سنسان میری قبر جو دیکھی تو بول اٹھے
حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

اب وہ نہ آئینگے مجھے معلوم ہوگیا
او مرگ تو ہی آکہ مجھے انتظار ہے

جناب مولوی محمد احسن اللہ صاحب احسن اہلمد دیوانی محکمہ نظامت رئی

جیتے جی تو قدر نہ کی اور بعد مرگ
افسوس کر کے بولے یہ کسکا مزار ہے

جناب آصف علی صاحب آصف اہلمد اضلاع غیر صدر عدالت فوجداری

وقت میں گاہ یاس ہے گہہ انتظار ہے
کس سے کہوں جو حال دلِ بیقرار ہے

جناب ولایت حسین خانصاحب انور شاگرد جناب نسیم بھرتپوری

توبہ کا اندنوں نہیں کچھ اعتبار ہے
لا ساقیا شراب کہ فصلِ بہار ہے

جناب الٰہی بخش صاحب آلہ یار سلطانپوری انسپکٹر پولیس پنشندار

ہجرِ رسولِ پاک سے دل بیقرار ہے
مانندِ ابر آنکھ مری اشکبار ہے

عالیجناب یوراج بیر بر ٹھاکر مہر کشن سنگھ بہادر بیدار والی کشن کوٹ پنجاب

کیا شبِ فراق میں دل بیقرار ہے
اونکے عوض اجل کا مجھے انتظار ہے

کہنا تمھارا میری سر آنکھوں پہ ناصحو
پر یہ کہو کہ دل پہ مجھے اختیار ہے

آئے ہیں ساتھ غیر کے وہ میری قبر پر
ٹھکرا کے پوچھتے ہیں یہ کسکا مزار ہے

دشمن بھی دیکھہ سکتے نہین میرے حال کو — مین کیا کہون جو ہجر مین دل بیقرار ہے
ممکن نہین رسائی ہو بیدار یار تک — اب کیا کرین کہ غیر وہان رازدار ہے

جناب مولوی عبد الودود صاحب بسمل وکیل دربھنگہ

دامن کشان جو آئے وہ میرے مزار پر — ہم خاک ہوگئے اونھین اب تک غبار ہے
قابو ہی اپنی آنکھون پہ ناصح نہ دینگے — پر دل کو کیا کرین جو بہت بیقرار ہے
وعدہ کیا ہے اوسنے کہ مرقد پہ آئینگے — اوس بت کے بدلے موت کا اب انتظار ہے
ابروی مرتضے کے جو بسمل رقم ہین وصف — ہر شعر اس غزل کا مری ذو الفقار ہے

جناب سید احمد شاہ صاحب بسمل رامپوری شاگرد جناب قیصر الہ آبادی

ساقی ہی مئے ہے یار ہے فصل بہار ہے — کیا اندنون عنایت پروردگار ہے
بیکار لوگ شمع جلاتے ہین قبر پر — میرے جگر کا داغ چراغ مزار ہے
جو چاہو دل کا حال کرو مین تو دے چکا — مختار اسکے تم ہو تمھین اختیار ہے

جناب حسینخان صاحب برق شاگرد جناب زار بدایونی

فرقت مین تیرے دل کا عجب حال زار ہے — دن کو نہ چین اور نہ شب کو قرار ہے

جناب مولوی حاجی محمد بشیر صاحب بشیر منیجر کوٹھی نیل شفیع آباد

ای یار جلد آ کہ ترا انتظار ہے — ساقی ہی مے ہے ابر ہی فصل بہار ہے

جناب پنڈت نراین پرشاد صاحب بندہ بلکپوری شاگرد جناب مولوی عطا حسین

اک روز دیکھنا کہ خزان یہ بہار ہے — کیون حسن کے غرور مین اے گلعذار ہے

جناب حافظ محمد یوسف خانصاحب تشنہ بلندشہری شاگرد جناب ذوق

کہتے ہین جل کے تو ہی تو اک جان نثار ہے — تیرا ہی داغ جان سے سوا بیقرار ہے
جو مجکو کرنا ہجر مین ہے دل تو کر گذر — کیا اعتبار زندگی مستعار ہے
چھوٹا نہ ہمسے مرکے رخ دلربا کا دھیان — پیش نظر لحد مین بھی تصویر یار ہے
تشنہ کچھ آج سے نہین بیتاب و بیقرار — مدت سے اپنی زیست اسے ناگوار ہے

جناب میر لطف علی صاحب تنہا شاگرد جناب فراغ دہلوی حال وارد سنگری درگ

شاید رہا رقیب کے گھر رات کو کوئی ۔ باقی کسی کی آنکھوں مین اب تک خمار ہے

جناب سید افضل حسین صاحب ثابت لکھنوی ناظر عدالت دیوانی کوٹہ

حاضر تری جلو مین جو اے شہسوار ہے ۔ یہ خانمان خراب ہمارا غبار ہے

ڈر ہی کہ سوز عشق کسی پر عیان نہو ۔ خاموش اسلیے دری شمع مزار ہے

شعلہ نہین ہی برق نہین ہے شرر نہین ۔ تم جس سے ڈرتے ہو وہ دل بیقرار ہے

آنکھین کھلی ہین نرگس شہلا کی باغ مین ۔ شاید کسی حسین کا اسے انتظار ہے

یارب یہ کون چٹکیان لیتا ہے بار بار ۔ پہلو مین یار ہے کہ دل بیقرار ہے

عاشق کو ساتھ لیجیے گلگشت باغ مین ۔ پھر دیکھیے بہار تو کیسی بہار ہے

ثابت کی قبر دیکھ کے بولا وہ ناز سے ۔ حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب بابو گوپی ناتھ صاحب ثمر سب انسپکٹر پولیس سیتاپور

بالین پہ بیکسی ہے تو پائین قبر یاس ۔ حسرت برس رہی ہے یہ میرا مزار ہے

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

اب تک تو دل پر اپنے ہمین اختیار ہے ۔ اتنی بھی تو عنایت پروردگار ہے

دل ہی نہین جگر بھی ترا خواستگار ہے ۔ اے درد کوئی اور بھی امیدوار ہے

سینہ بسینہ ہو کے وہ دل کو مسل گئے ۔ طرفہ یہ اختلاط انکھا یہ پیار ہے

کر ہو گئے ہین گوش دل ناصبور بھی ۔ کیا نالہ و فغان مین اثر کی پکار ہے

وہ بدگمان ہون دیکھون نہ بے پردہ خود انھین ۔ اپنی نگاہ کا بھی کسے اعتبار ہے

بیٹھا کہین یہ مجھ سے اشارے کرے وہ ہاے ۔ مجبور محض ہین ہمین کیا اختیار ہے

پیکان کو اپنے دل مین مرے آ کے ڈھونڈھیے ۔ مدت سے ایک تیر کلیجے کے پار ہے

پھرتے نہ دیکھی یار کی تصویر کی نگاہ ۔ جس سے دوچار ہے بس اُدھی سے دوچار ہے

آئینہ جو وہ تو آپ مین آئے جلال بھی ۔ اپنا بھی اُنکے ساتھ اُسے انتظار ہے

جناب محمد عمر صاحب جنون ابن مولوی محمود میان صاحب وکیل منگلور بندر

ہم رنگ نالہ زار دل داغدار ہے ۔ سیری خزان بھی رشک عروس بہار ہے

بس بس نہ دی نگاہ کو تکلیف دید کی ظالم نظر کا تیر مرے دل کے پار ہے
سودائے زلف سر مین تو دل مین ہی یاد رخ کیا انقلاب گردش لیل و نہار ہے
بےنور گو کہ ہو گئین اللہ رے شوق دید آنکھون کو پھر بھی حوصلۂ انتظار ہے
کیا کاوشین تصور نوک مژہ کی ہین سینے مین تھی جو پھانس وہ اب دل کے پار ہے
جز بیکسی و یاس مجاور نہین کوئی حسرت برس رہی ہی یہ کسکا مزار ہے
دانستہ پوچھتا ہی وہ اللہ ری شوخیان حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے
رہ رہ کے میرے دل مین یہ لیتا ہی چٹکیان تجھسے بھی تیرا درد سوا بیقرار ہے
اغیار سے لڑین نہین آنکھین تو مجھسے بھی کس واسطے نگاہ تری شرمسار ہے
صبح شب وصال یہ کہنا کسی کا ہائے مجکو نہ چھیڑو نیند کا سر مین خمار ہے
ایسا جنون کی آبلہ پائی کا فیض ہے سیراب دشت و کوہ مین ہر نوک خار ہے

جناب مولوی سید الٰہی بخش صاحب جلال عظیم آبادی شاگرد جناب داغ دہلوی

کب تک غم فراق کا صدمہ سہا کرے اب بیقرار یہ دل بے اختیار ہے

جناب شاہزادہ صاحب عالم مرزا رحیم الدین صاحب بہادر حیا دہلوی

مین کیون کہون کہ غم سے مرا حال زار ہے وہ دیکھ جائین جنکا مجھین اعتبار ہے
غم ہی خدنگ آہ سے چھاتی فگار ہے اپنا ہی تیر اپنے کلیجے کے پار ہے
کہیے کہ باز پرس قیامت مین کس سے ہی اب کون نیچی آنکھ کیے شرمسار ہے
زیر زمین ہین گور مین آنکھین کھلی ہوئین بعد فنا بھی ہمکو وہی انتظار ہے
وعدہ سی اوسکی اور بھی بیچین ہون حیا دل اور دن سے آج سوا بیقرار ہے

جناب سید محمد مہدی صاحب حیرت خلف جناب حکیم میر نواب صاحب لکھنوی

جس طرح اونکی یاد مین تو بیقرار ہے حیرت یونہین عدو کا اونھین انتظار ہے
کیون دل کو میرے آپ مسلتے ہین دیکھیے اک داغ اسمین آپ کا بھی یادگار ہے
حسن اسکو کہتے ہین کہ ہی اونکی جہان مین دھوم ہی عشق یہ کہ ساتھ ہی میری پکار ہے
رحمت بھی تیری میرے گناہون سے کم نہین اوسکی نہ انتہا ہے نہ اسکا شمار ہے

چھیدا جگر کو آپ نے جس تیر ناز سے	دل بھی اوسی خدنگ کا امیدوار ہے
ای زلف اونکے کان مین اتنا تو کہدے آج	مدت سے تیرے آپ کا امیدوار ہے

جناب محمد اسمعیل خانصاحب حکیم عظیم آبادی

تربت پہ میری فاتحہ پڑھنے جو آئے وہ	آنکھیں یون سے پوچھا یہ کسکا مزار ہے

جناب عبد اللہ صاحب خوشحال صدر نشین انجمن کمالیہ میسور شاگرد جناب حمیت

ای ناصحو تمھاری نصیحت بجا صحیح	پر کیا کرون مین دل مرا بے اختیار ہے
دشمن کے ہر کلام کو کرلیتے ہو یقین	صدقے تمھاری بات کے کیا اعتبار ہے

جناب حبیب الحق صاحب خالص از مقام منڈوی باغیت

انکار کیون کرو کہ عدو اور میری بزم	مین خوب جانتا ہون مجھے اعتبار ہے

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

جتنا وہ مہربان ہے یہ بیقرار ہے	دل کا معاملہ بھی عجب پیچدار ہے
سب کچھ تو ہو چکا یہ فقط انتظار ہے	کہدین بگڑکے آپ۔ "مجھے اختیار ہے"
قیمت سوا ہی پھونچی ہے پہلے کسی سے	جو مے فروش ہے وہ مرا قرضدار ہے
داغ جگر دکھاکے ملا ہمکو یہ جواب	اس پھول کی بہار بھی کوئی بہار ہے
بیوجہ یون ہو آپ کی تصویر حیرتی	مشتاق ہو کسی کا اسے انتظار ہے
دل مین ہین نامہ بر سے بہت بدگمانیان	منہ پر یہ کہہ رہا ہون ترا اعتبار ہے
ابتک تو ابتدائے محبت مین لطف ہے	آگے مرا نصیب ہے۔ اللہ یار ہے
یہ آپ جانین داغ مین جو ہین برائیان	اتنا تو ہم کہینگے بڑا وضعدار ہے

جناب حکیم احمد حسینخان صاحب دانش شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

تسکین ہے جگر کو نہ دل کو قرار ہے	وہ ہیت نہ آیا موت کا اب انتظار ہے
زاہد شراب ناب سے اتنا حذر نکر	چکھ لے ذرا سی موسم جوش بہار ہے
ای چشم شوق تھوڑے دنون اور صبر کر	محشر کے روز وعدۂ دیدار یار ہے

جناب قاضی محمد نظام الدین صاحب ذہین بٹالوی شاگرد جناب یاس لکھنوی

ثابت ہوا ستارون کی کثرت سے یہین | گردون نہین کسی کا دل داغدار ہے
کھلتا نہین یہ دل کو مرے ہو گیا ہے کیا | بے چین کسلیے ہے یہ کیون بیقرار ہے

جناب محمد اسمٰعیل خان صاحب ذبیح دہلوی ہیڈ ڈرافٹسمین گڑگانوہ

مقتل مین آج اپنے گلے ملنے کو ذبیح | تلوار ہی چھری ہے نہ خنجر کٹار ہے

جناب حکیم رشید محمد صاحب رشید روزنامچہ نویس عدالت دیوانی باندا

چھایا ہے ابر دور مئے خوشگوار ہے | بادہ کشون پہ رحمت پروردگار ہے
فرمایئے تو دل ابھی رکھدین نکال کے | ہمسا فدائیون مین کوئی جان نثار ہے
اپنی ہی اپنی سب کو پڑی رہتی ہے رشید | ہر ایک اس جہان مین مطلب کا یار ہے

جناب سید محمد حسین صاحب رسا طالبعلم انٹرنس کلاس شاگرد جناب ثابت

مینا ہی منہ ہے ابر ہے فصل بہار ہے | گر انتظار ہے تو ترا انتظار ہے
صحن چمن ہے ابر ہے فصل بہار ہے | ہان ساقیا شراب کہ دل بیقرار ہے
ہان اے اجل یہ دست درازی نکر ابھی | اک دم ٹھہر کہ اونکا مجھے انتظار ہے

جناب مولوی محمد عبد الرزاق صاحب راجی مدرس مدرسہ منسور

ہم مرمٹے کدورت خاطر نہین گئی | تقدیر کا لکھا ہے کہ خط غبار ہے
مرقد ہمارا دیکھ کے کہتے ہین ناز سے | حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے
راجی تجھی طلب جو کیا اوس صنم نے آج | واللہ یہ بھی قدرت پروردگار ہے

جناب بانکے لال صاحب زار بدایونی شاگرد جناب امیر لکھنوی

زاہد تجھے قسم ہے ذرا چکھ کے دیکھ لے | کیسی کھنچی ہوئی یہ مئے خوشگوار ہے
دیکھو تو کوئی آہ کہین کھینچتا نہو | کیون آج جھلملا رہی شمع مزار ہے

جناب مرتضیٰ حسین صاحب زاہد شاگرد جناب آبر لکھنوی

کیا ہی جو آج سینے مین دل بیقرار ہے | شاید چمن مین آمد فصل بہار ہے

جناب محمد حسین صاحب سحر شاہجہانپوری از بریلی

آنکھین دکھا ہے کہ یہ چشم اشکبار ہے | تسکین دیجیے کہ یہ دل بیقرار ہے

تو مین یہ ہاتھ ایسی دعا مین نہ کیجیے | جو رات بھر گلے مین رہا یہ وہ ہار ہے
ای اضطراب دل اثر اپنا دکھا تو دے | وہ جانتے نہین کہ تو ہی بیقرار ہے
چاکِ جگر کا حال قلم کیا رقم کرے | روز ازل سے آپ ہی وہ دل فگار ہے
ای سحر گو قبیح عمل سے نہ مجکو یاس | لیکن امید رحمتِ پروردگار ہے

جناب منشی سالگرام صاحب سالک محافظ دفتر فوجداری جھالاواڑ

کس برق وش کے آنکا یہ انتظار ہے | بجلی سے بڑھ گئے آج جو دل بیقرار ہے
خوش ہون کسی کے وعدہ ناپائدار سے | دشمن بھی روز میری طرح بیقرار ہے

جناب منشی شیخ چاند صاحب سبقت ملازم پی نرائن سامی دین مرچنٹ ناگپور

یون بعد مرگ چرخ نے مجکو مٹا دیا | دنیا مین نام ہے نہ نشان مزار ہے

جناب مولوی عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی

نرگس نہین یہ قبر پر اے گلعذار ہے | بعدِ فنا بھی ہمکو ترا انتظار ہے
ہاں بھی دے حساب جفا و وفا نہ چھیڑ | ہے یہ شبِ وصال کہ روزِ شمار ہے
نالان ہی رعد برق تپان ابر اشکبار | اسبابِ غم بہم ہین یہ کیسی بہار ہے
نرگس کی طرح اب تو جھپکتی نہین پلک | اک گل کے آنے کا یہ مجھے انتظار ہے
کیون صفحۂ خیال سے کرتے ہو اوسکو محو | شمشاد اک لطیفۂ پروردگار ہے

جناب فتح محمد خان صاحب شیفتہ غازیپوری شاگرد جناب مہر غازیپوری

وہ بیقراریان نہین دل کو قرار ہے | صد شکر آج پہلوِ عاشق مین یار ہے
جب سے مری نظر سے نہان وہ نگار ہے | فصلِ بہار بھی مری آنکھو مین خار ہے
دل دوسرے کا بس مین بھلا کیا کرینگے ہم | اپنے ہی دل پہ جب کہ نہین اختیار ہے
ہوتی تھی جسپہ آپ کے لطف و کرم مدام | اب مورِدِ عتاب وہی جان نثار ہے
ای شیفتہ نصیب ہے جسکو وصال یار | باغ جہان مین اوسکی ہمیشہ بہار ہے

جناب سید قوت علی صاحب شورش آروی شاگرد جناب صفیر بلگرامی

ہے پیش نظر تصورِ رخسارِ یار ہے | فرقت کی رات مین بھی یہان اک بہار ہے

محفل مین کس نگاہ سے دیکھا ہی آپ نے
جو ہی وہ دل سنبھالے ہوئے بیقرار ہے

تابوت پر ہین وہ کفِ افسوس مل رہے
میت پہ میری دفن سے پہلے فشار ہے

کیا جلد اے شباب گیا مجکو چھوڑ کے
یہ ہمیر دولی بھی تری یادگار ہے

اوس لشکرِ مژہ سے خدا ہی مجھے بچاے
جسمین نشانِ سرمۂ دُنبالہ دار ہے

دل کو جدا کرونگا فصاحت نہ مین کبھی
اچھا ہے یا برا ہے مرا غمگسار ہے

جناب منشی محمد فیروز شاہخان صاحب فیروز رامپوری شاگرد جناب داغ دہلوی

اگلے برس بھی پھر بھی تو فصلِ بہار ہے
توبہ ہماری توبہ کا کیا اعتبار ہے

وعدہ جو کر لیا ہے نباہو گے تم ضرور
جو کچھ کہا ہے تمنے مجھے اعتبار ہے

انکار کر نہ زاہد نافہم پی بھی لے
تو دوستون کا دوست ہی یارونکا یار ہے

اندوہ و درد و یاس و الم مین پھنسا ہون مین
لاکھون مصیبتین ہین یہ اک جان زار ہے

دل ہی ہمارا اور تری یاد ہر گھڑی
آنکھین ہماری اور ترا انتظار ہے

جناب منشی حافظ محمد فضل حمید صاحب فضل وکیل ریاست پرتاب گڈھ

چاہین وہ رحم لطف کرین یا ستم کرین
دل ہم تو دے چکے اونھین اب اختیار ہے

تربت پہ میری جبکہ وہ گذرے تو یون کہا
حسرت برس رہی ہے یہ اسکا مزار ہے

جناب بالکرشن صاحب قمر لکھنوی شاگرد جناب امیر لکھنوی

ای دل تو آج شام سے کیون بیقرار ہے
اس شوخِ فتنہ گر کا تجھے انتظار ہے

ای شوخ تیری دید کی حسرت مین ہر گھڑی
بیچین تن مین جان ہے دل بیقرار ہے

جاؤن نہ اوسکے کوچے مین خود چاہتا ہون مین
پر کیا کرون کہ دل پہ نہین اختیار ہے

پیری کے بعد عہد نہ آیا شباب کا
سب جھوٹ ہے کہ گردشِ لیل و نہار ہے

جنت کی آرزو ہے نہ حورونکی ہے تلاش
خلد برین ہمارے لیے کوے یار ہے

بوسے دیے ہین مجکو بہت یا کہ گالیان
گننے تو دیکھون کسکا زیادہ شمار ہے

ایسا نہو کہ رازِ نہان ہو کہین عیان
میت پہ میری ہاے وہ کیون اشکبار ہے

انجان بن کے کہتے ہین وہ قبر پر مری
حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

ممکن نہین قمر جو چھپائے یہ راز تو | صورت سے تیری عشق ترا آشکار ہے

جناب شرف الدین حسین صاحب قمر شاگرد جناب مولوی سلطان حسین صاحب

گلشن مین محو سیر جو وہ گلعذار ہے | سُنبل ہوئی کچھ آج نسیم بہار ہے
حیرت سے دیکھ کر مرا مدفن وہ کہتے ہین | حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل فتحپور رئیس و زمیندار موضع اندولی

چھایا ہے ابر بادہ کشی کی بہار ہے | ساقی شتاب آکہ ترا انتظار ہے

جناب محمد پھول شاہ صاحب گل جودھپوری شاگرد جناب مداح جودھپوری

بولے سوالِ وصل پہ تیوری چڑھا کے وہ | یہ بات بس تمھاری ہمین ناگوار ہے

جناب محمد عبد الرحیم صاحب گوہر ویلوری شاگرد جناب کیفی مرحوم

کیا نازنین وہ غنچہ لب و گلعذار ہے | قربان جسکے رُخ پہ چمن کی بہار ہے

جناب شیخ گوہر علی صاحب گوہر ہاشمی رئیس مرشد آباد

قابو مین کب ہمارا دلِ بیقرار ہے | بجلی ہے اسپہ کسکا بھلا اختیار ہے
اللہ کس بلا مین پھنسایا ہے عشق نے | دل کو نہ چین ہے نہ جگر کو قرار ہے

جناب منشی محمد لطف مجید صاحب لطفی از مقام مندسور

لطفی وہ میری قبر پہ گذرے تو یہ کہا | حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب مہدی خلف الصدق جناب جلال لکھنوی

گو تم کہو کہ غیر بڑا جان نثار ہے | جیتے رہو سمجھتے ہو جو جانثار ہے
دل لیتے وقت کیا مری آنکھو نمین گھر گیا | اوس شوخ کی نگاہ بڑی ہوشیار ہے
اوس بیوفا پہ دل مرے دشمن کا بھی نہ آئے | ابتو مری دعا یہی پروردگار سے ہے
کہتے ہین بُت کہ ہمنے ستایا نہین تمھین | فریاد یون خدا سے کرو اختیار ہے
پایا ہی چین مرکے تو صد شکر زیرِ چرخ | ٹھوکر کسی کی اور ہمارا مزار ہے
تکلیف کیون کرے ادھر آنے کی اب کوئی | کہدو کسی کو موت کا آج انتظار ہے
گیسو سے اولجھے جاتا ہے دل مانتا نہین | شامت ہی تیرہ بخت کے سر پر سوار ہے

توبہ شکست کر کے جو پی ہے شراب آج | واعظ برا نہ مان کہ فصل بہار ہے
روزِ ازل جو تھوڑی سی مے پی تھی اے علیم | آنکھوں میں اپنی آجتک اوسکا خمار ہے

جناب احمد علی صاحب عشرت از ضلع گیا

ہر وقت میں چشم جو وہ گلعذار ہے | سوتم ہو کوئی اپنی نظر میں بہار ہے
یارب پسِ فنا بھی نہ داغِ جگر مٹے | تیرِ ستم کا ایک یہی یادگار ہے
ہم عالمِ خیال میں وصلت سے باز آئے | یہ بھی نزاکتوں کو اگر ناگوار ہے
اوبھے ہوے ہیں دامن امید و آرزو | اللہ دل ہے سینے میں یا نوکِ خار ہے
اللہ رے قدر شوخیِ رفتارِ نازِ یار | نقشِ قدم پہ فتنۂ محشر نثار ہے
صدشکر پڑھ کے فاتحہ عشرت کی قبر پر | کہتے ہیں وہ کہ یہ بھی مرا جان نثار ہے

جناب محمد یحییٰ علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی بجنور

روتا ہوں میں تو ہوتے ہیں زخم جگر ہرے | آنسو نہیں ہیں بارشِ ابرِ بہار ہے
کیا طرز اوڑا لیا ہے دلِ بیقرار کا | بجلی جو میرے دل کی طرح بیقرار ہے
عاصی عبث گناہوں سے ڈرتے ہو اندنوں | ہاں وہ بڑا رحیم جو پروردگار ہے

جناب مرزا عرفان علی بیگ صاحب عارف تحصیلدار باندا

بعدِ فنا بھی خواہشِ دیدارِ یار ہے | حسرت بھری ہے جسمیں وہ میرا مزار ہے
ہی جان پر بنی ہوئی اوسکے فراق میں | سینے میں دل ہے اور نہ دل میں قرار ہے

جناب میوا لال صاحب عاجز سب انسپکٹر پولیس ضلع دربھنگہ

مرقد کو میرے دیکھ کے بولے وہ ہنس کے یوں | حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے
اقرارِ وصل کر کے وہ انکار کر گئے | عاجز اب اونکی باتوں کا کیا اعتبار ہے

جناب محمد یوسف حسن صاحب عزیز خلف جناب بیدل مارہروی

پیکانِ تیرِ یار نے جھگڑا مٹا دیا | دل بیقرار ہے نہ جگر بیقرار ہے

جناب کنور عنایت سنگہ صاحب عنایت رئیس لکھنؤ و تعلقدار بریلی

اونکی جفا ہماری وفا دونوں ایک ہیں | اوسکا نہ کچھ حساب نہ اسکا شمار ہے

جناب حکیم عزیز احمد صاحب عزیز حکیم آبادی شاگرد جناب حاجی محمد بشیر صاحب

ہے دن کو یاد رخ کی تو شب کو خیال زلف
عاشق کا مشغلہ یہی لیل و نہار ہے

مرنے پہ بھی ہے چشم تمنا کھلی ہوئی
دل میں مرے جو حسرت دیدار یار ہے

جناب محمد خان صاحب غریب سہارنپوری اہلمد منشی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر

بیتاب قبر میں بھی دل بیقرار ہے
ابتک وہی تڑپ ہے وہی انتظار ہے

ڈرتا ہون تیری بزم مین رکھتے ہوئے قدم
اے یار میرے ساتھ دل بیقرار ہے

پہونچا دی اونکو اتنی خبر تو ہی پاسبان
در پر کھڑا ہوا کوئی امیدوار ہے

دونون کے ہوش کھو دیے غربت نے اے غریب
اہل وطن کو چین نہ مجھکو قرار ہے

جناب سید محمد وصی صاحب غم بروتوی شاگرد جناب امیر لکھنوی

فرقت مین تیری یار مرا حال زار ہے
دل بیقرار ہے تو کلیجا فگار ہے

مدفن پہ میرے آیا تو کہنے لگا وہ شوخ
حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب سالار مسعود صاحب غازی پنشنخوار بارھوین پلٹن از بنگلور

آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش
دیوانہ جو یہان ہے وہی ہوشیار ہے

غازی نامراد کی تربت تو یہ نہو
حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی

پہلو سے میرے چھین کے یہ قول یار ہے
کیا کہیے دل ہے خوب مگر بیقرار ہے

ماتم بپا ہے تربت عاشق پہ رات کو
پروانے گرد بیچ مین شمع مزار ہے

پوشیدہ خود کرے ہے چھپانے سے فائدہ
صاحب دہن چھپایئے جو آشکار ہے

دیکھا تھا جس نگاہ سے پہلے حضور نے
عاشق پھر اوس نگاہ کا امیدوار ہے

فانوس ہی مین شمع کرے کس کو کس کو دفن
لاشین پتنگون کی بہت اور اک مزار ہے

بوسہ جو مانگتا ہون اشارے مین ناز سے
نیچی نگاہین کہتی ہین لو اختیار ہے

دل مین ہماری آتی ہین بے پوچھے حسرتین
وقفی مکان پر نہین کچھ اختیار ہے

تو بھی کسی حبیب کا وعدہ ہے اے حیات
اوسکا یقین ہے نہ ترا اعتبار ہے

آتا ہی اشک نکلے جو آنکھون مین بار بار
دل کسکے دیکھنے کے لیے بیقرار ہے
سہنے سے ظلم و جور کے اتنا تو ہو گیا
شورش وہ شوخ دل مین کچھ اشتہار ہے

جناب منشی احمد شفیع صاحب شفیع سررشتہ دار ڈپٹی کمشنری گجرات

سیماب سے بھی بڑھ کے یہ دل بیقرار ہے
فرقت سے دم لبون پہ ہے سینہ فگار ہے
وہ بت ہمارے گھر مین چلا آئے خود بخود
شان خدا ہے قدرت پروردگار ہے

جناب محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ ساکن کنتور اطراف لکھنؤ مقیم حیدرآباد

دامن سے یار کے جو لپٹتا ہے بار بار
کس خانمان خراب کا یارب غبار ہے
ہو آج وصل کل پہ مری جان نہ ٹالیے
کیا اعتبار زندگی مستعار ہے

جناب بابو بدری پرشاد صاحب شاد رئیس شہر شاگرد جناب زار

سر پیٹتی ہین آرزوئین اسکے ہر طرف
حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب محمد احسان اللہ صاحب ہکری شباب میسوری شاگرد جناب نسیم

صحن چمن مین یار ہے ابر بہار ہے
رندون پہ آج رحمت پروردگار ہے

جناب سید شمس الہدی صاحب شمس ناظر عدالت مدہوبنی

کس بھولے پن سے پوچھتے ہین میری قبر کو
حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب سید خدا بخش صاحب صادق ساکن بنگلسی ضلع فیض آباد

فرہاد اسمین دفن ہے یا قیس زار ہے
حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے
ہر چند چاہتا ہون بچاؤن مین اوسکے گھر
پر مانتا نہین یہ دل بیقرار ہے

جناب جی نرائن صاحب بالغ طالب علم کیننگ کالج لکھنؤ شاگرد جناب قمر

مدفن پہ میری آئے تو یون ناز سے کہا
حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب نواب سجاد علیخان صاحب نشیط لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

کہتے ہین وہ کہ دل کو مرے انتشار ہے
شاید کہ آج کوئی بہت بیقرار ہے
کیون ناز جسکو اے مرے غفلت شعار ہے
یہ حسن دلفریب ترا مستعار ہے
کیون اسکے پہونچنے کو برباد دیے نشان
میری ہی قبر میرا ہی مشت غبار ہے

آ جائیگا کسی نہ کسی طرح دل کو چین نہ
او قصہ جانیے ہمارا بھی پروردگار ہے

ناصح تو جانتا ہی نہیں دردِ عشق کو
کیون بک رہا ہے دل پہ کسے اختیار ہے

منظور کسکا قتل ہے کیا قصد ہے حضور
مین دیکھتا ہون آج غضب کا سنگھار ہے

پھرون ہی باتین رہتی ہین تصویر سے تری
تنہا جو ہون یہ شغل دلِ بیقرار ہے

کیا کہہ کے کوئی ہمکو پکارے وہ کہتے ہین
اسم شریف حضرتِ ضبط ہے یا بیقرار ہے

جناب سید ضامن علی صاحب ضامن عرائض نویس دہبی کمشنری گونڈہ

گل ہی چمن پر باغ ہے فصلِ بہار ہے
ساقی شراب لاکہ ترا انتظار ہے

تربت پہ میری شمع چڑھاتا نہین کوئی
روشن فقط چراغِ دلِ داغدار ہے

کیونکر نہ اوسکی سیف زبانی کی دھوم ہو
ضامن علی غلام شہِ ذوالفقار ہے

جناب طالب حسین صاحب طالب متھراوی شاگرد جناب نزار بدایونی

ہو وقتِ نزع کلمہ طیب پہ خاتمہ
تجھسے یہی دعا مرے پروردگار ہے

اک بار جلکے روضہ انور کو دیکھ لون
خواہش بس اک یہی مرے پروردگار ہے

جناب محمد حسین صاحب ظہیر ساکن گھگھٹا شاگرد جناب بشیر پھلواروی

شام و سحر جو یادِ رخ و زلف یار ہے
گردش مرے نصیب مین لیل و نہار ہے

جو حسرتِ وصال مین آخر کو مر گیا
دیکھو عروس گور سے وہ ہمکنار ہے

جناب منشی محمد مبین صاحب علیم مچھلی شہری شاگرد جناب یاس لکھنوی

مرنیکے بعد کون مرا غمگسار ہے نہ
چادر نہ پھول کی ہے نہ شمع مزار ہے

ہم اسکے اختیار مین ہین سچ جو پوچھیے
الفت مین اپنے دل پہ کسے اختیار ہے

نکلیگا ایک روز یہ سینے کو توڑ کر نہ
پہلو مین مضطرب جو دلِ بیقرار ہے

بالین پہ میرے آکے بصد درد و اضطراب
حسرت پکارتی ہے یہ کسکا مزار ہے

گر آج ہے بہار تو کل موسمِ خزان
کب ایک رنگ پر چمنِ روزگار ہے

اک شب تو عمر بھر مین ہو وصلِ صنم نصیب
دل مین یہ آرزو مرے پروردگار ہے

بلبل نہ کر دماغ کہ پھر آئیگی خزان
دو چار دن کے واسطے فصلِ بہار ہے

ہمپر کوئی جفاہی سہی لطف کے عوض
یہ بھی کسی رقیب کو کیا نا گوار ہے
تسکین تو نہین کوئی کچھہ دے گیا کوئی
توکل سے مہدی آج بہت بیقرار ہے

جناب سید واجد حسین صاحب محبت تعلقدار اودہ شاگرد جناب فصاحت لکھنوی

جاری ہین اشک آنکھون سے دل بیقرار
یہ عشق ہے کہ جن مرے سر پر سوار ہے
یادِ بتان مین دل جو مرا بیقرار ہے
آہین بھی کچھہ مشیت پروردگار ہے
دل ہے وہ دل کہ عشق مین جو بیقرار ہے
اور آنکھہ ہو وہ آنکھہ جسے انتظار ہے
بیخوف رند پیتے ہین میخانے مین شراب
گھیرے جو ابر رحمت پروردگار ہے
کھلتا نہین یہ حال مجھے کچھہ شب فراق
گذری ہے کیا جگر پہ جو دل بیقرار ہے
میخانے مین کسی کو کسی کی نہین خبر
ہر اپنے اپنے رنگ مین جو بادہ خوار ہے
اے دل وہ بوسے دیتے ہین غیرون کو زمین
تو کہدے اور بھی کوئی امیدوار ہے

جناب مہر علی شاہ صاحب مہر غازیپوری شاگرد جناب ناظم مرحوم

کیا آ گئے ہین یاد وہ اگلے ستم اوسے
عاشق تمھارا وصل مین کیون اشکبار ہے
غمخوار بعدِ مرگ کوئی اور تو نہین
گریان ہمارے حال پہ شمع مزار ہے
مدفن پہ میرے اوسکا غضب تھا یہ پوچھنا
حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب مولوی ممتاز احمد صاحب ممتاز تھانوی شاگرد جناب داغ دہلوی

تیغ نگہ کا وار قیامت کا وار ہے
دل بھی ہے پاش پاش جگر بھی فگار ہے
آتے نہین جو وہ نکل اب جستجو کو تو
اے جانِ ناتوان تجھے کیا انتظار ہے
سو حسرتون کا خون ہوا تیری تیغ سے
سینہ نہین ہے یہ شہدا کا مزار ہے
قہرِ خدا ہے عشق بتان ہمنے کہہ دیا
ممتاز احمد آ گئے تمھین اختیار ہے

جناب شیخ محمد اسمعیل صاحب مہر مختار آرہ خلف جناب شیخ محمد ابراہیم صاحب وکیل

جام شراب ہاتھہ مین پہلو مین یار ہے
اے ابرِ نو بہار ترا انتظار ہے
مین سب سمجھہ رہا ہون یہ سمجھاؤن کسطرح
کب اختیار مین دلِ بے اختیار ہے
مٹھی مین آپ کیا یہ چھپائے ہوے چلے
سچ کہیے کیا ہمارا دلِ بیقرار ہے

کہتے ہو گاہ آئینگے گہہ کہتے ہو نہین — ہمکو قرار ہے نہ تمھین کو قرار ہے
دل مجھہ سے لیکے آپ نہ برباد کیجیے — مونس مرا یہی ہے یہی غمگسار ہے

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرتپوری ملازم فوجداری علیگڈہ

دامن اوٹھا کے چلتے ہین وہ میری خاک سے — مین مرگیا ہون اونکو پراتبک غبار ہے
کیون آجکل پہ ٹالتے ہو وصل کے لیے — بے اعتبار زندگی مستعار ہے

جناب محمد رضی الدین صاحب منیب مدرس اول فارسی ضلع اسکول فتحپور

آتی ہی جسپہ فاتحہ پڑھنے کو بیکسی — وہ مجھہ سے دل شکستہ کا ٹوٹا مزار ہے
جانا جو اوس گلی مین تو کہنا یہ اے صبا — تیرے لیے منیب بہت بیقرار ہے

جناب محمد اسحاق خان صاحب مائل رئیس قصبہ برلہ

ٹھہرے مری لحد پہ وہ آکر تو یون کہا — حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے
ای بت ترے کرشمہ و انداز و ناز پر — قربان جان صدقے جگر دل نثار ہے

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی وکیل شکوہ آباد شاگرد جناب داغ

تیر نگاہ یار مین تیزی غضب کی ہے — جب دیکھیے اسے تو کلیجے کے پار ہے

جناب غلام محمود خانصاحب محمود منصبدار اورنگ آباد دکن

آیا وہ سوے گور غریبان تو یون کہا — حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب محمد مقیم الدین صاحب مسکین ساکن فتحپور سیکری حال مقیم دھولپور

ٹھوکر لگا کے کہتا ہی تربت پہ کوئی شوخ — حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب سید برہان الدین صاحب متصرف مدراسی طالب العلم شاگرد مولوی عبد المجید صاحب

کرتے ہو وعدہ کل کا جو آج اوس سے کے لیے — کہیے جناب زیست کا کیا اعتبار ہے

جناب ملا محمد حسین صاحب ملا اسسٹنٹ ماسٹر راجکمار کالج راجکوٹ

چلتی ہے آندھی یاس کی غم کا غبار ہے — حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب جگیشر پرشاد صاحب مقتول شاعر راجہ صاحب بہادر سنگرولی

پہونچا پیام یار دل وجان نثار ہے — رخصت ہو غم کہ وعدہ دیدار یار ہے

جناب محمد شفیع صاحب ناظم سب اورسیر مین پوری ؎

دامن پہ جا پڑا کسی گردون رکاب کے
دیکھو کس اوج پر مرا مشت غبار ہے ؎

سبقت مری خوشی پہ مرے غم کو ہے مدام
پہلے شراب پینے سے مجھکو خمار ہے ؎

نقشہ یہ خط کا ہے کہ تڑپتا ہے خود بخود
لکھا ہوا اسمین حال دل بیقرار ہے

اے بیکسی بتادے تو ہی پوچھتے ہین وہ
حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جھکر اکے میری قبر وہ بولے یہ غیر سے
حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

اپنی گلی مین اوسنے نشان کرکے کہدیا
ناظم سے کوئی کہدے یہ اوسکا مزار ہے

جناب سید محمد کاظم صاحب نظر جونپوری شاگرد جناب فصاحت لکھنوی

نام خدا وہ آپ کا حسن اے نگار ہے ؎
مین بھی نثار ہون مرا دل بھی نثار ہے

غیرون سے گرم صحبت بوس وکنار ہے
اچھے نہین یہ ڈھنگ تمھین اختیار ہے

قابو تمھارے دل پہ ہمین کسطرح سے ہو ؎
اپنے ہی دل پہ ہمکو نہین اختیار ہے

جاتی ہے جان زار کہ ہوتا ہے وصل یار
دیکھون تو کیا مشیت پروردگار ہے

دل مین ہمارے دفن جو حسرت ہے بعد مرگ
سب کہتے ہین غبار کے اندر مزار ہے ؎

ہم عاصیون کی قبرون پہ سایہ کیواسطے
موجود ابر رحمت پروردگار ہے ؎

کوئی نہین نظر کا مددگار دہر مین ؎
تیرا ہی آسرا مجھے اے کردگار ہے

جناب محمد فصیح اللہ خانصاحب تیر بنارسی شاگرد جناب فائز

کنج لحد مین دوست نہ ہمدم نہ یار ہے
ہان ساتھ ہے اگر تو دل بیقرار ہے

بربادیون کا جس سے نشان آشکار ہے
حسرت برس رہی ہے یہ میرا مزار ہے

میری لحد کو دیکھ کے کہتا ہے یہ کوئی
حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب نواب محمد نیاز اللہ خانصاحب نیاز شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری

دل کی خبر بھی اوسکو جگر کا بھی یار ہے
درد فراق مونس شبہاے تار ہے ؎

کرتا ہون پیار اونکو تصور مین بار بار
کس درجہ مجکو حسرت بوس وکنار ہے

دل مین ہزارون داغ محبت ہین آشنا
سینہ ہے یا کوئی چمن لالہ زار ہے ؎

جناب شیخ حیدر صاحب نادان مہتمم کمیٹی اتفاق احباب سکندرآباد

ہے یہ نشان عاشق صادق کی قبر کا | حسرت برستی ہوگی جہان پر مزار ہے
یہ غل مچا جائیگا نادان خلد مین | "بندہ غلام شافع روز شمار ہے"

جناب محمد نواز صاحب نواز شاگرد جناب و فور گورکھپوری

کوئی نہین کہ چارۂ درد جگر کرے | غمخوار دل کا مین وہ مرا غمگسار ہے
ٹھکرا کے میری قبر وہ کہتا ہے ناز سے | حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب سید بوعلی صاحب نزار بورڈر سکستہ کلاس گورنمنٹ ہائی اسکول علیگڈہ

تربت پہ میری آکے یہ اوس شوخ نے کہا | حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے
ارمان دل مین ایک بھی باقی نہین مرے | آنے کا اب اجل کے فقط انتظار ہے

جناب بانکے نواب محمد حسین علی سلطان صاحب نسیم قریشی از میسور

آنکھو مین اونکی غصہ ہے اور دلمین پیار ہے | کیا موسم خزان مین ہماری بہار ہے

جناب منشی نور محمد صاحب نواب عرائض نویس صدر کچہری کھنڈوہ

کاٹے کسی طرح نہین کٹتی شب فراق | کیسی یہ رات اے مرے پروردگار ہے
نواب ہے بتون کی محبت مین مبتلا | امداد کا مقام مرے کردگار ہے

جناب محمد اسحاق صاحب نواب اسسٹنٹ ماسٹر سنگری درگ

کس بھولپن سے پوچھتے ہین میری قبر کو | حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے
ہم مر مٹے تمھارے لیے خاک ہوگئے | لیکن تمھارے دل مین ابھی تک غبار ہے
نواب اوٹھ کے گھر سے چلا کوے یار کو | دیوانہ کاہے کو ہے بڑا ہوشیار ہے

جناب محمد عبدالرحمن خانصاحب نیر وکیل دہلی

روتی ہے آنکھ ہجر مین دل بیقرار ہے | او سنگدل فراق ترا ناگوار ہے

جناب عبدالمجید خانصاحب ناظم شاہجہانپوری ملازم ریاست بھوپال

ناظم یہ پوچھ روتی ہے کیون پھوٹ پھوٹ کے | یہ کسکے غم مین شمع لگن اشکبار ہے

جناب اقبال علیخان صاحب وفا رئیس بہار شاگرد جناب داغ دہلوی

جس روز سے جدا وہ مرا گلعذار ہے ۔ گلزار میری آنکھون مین اک خار زار ہے

کیونکر وہ صاف مجھسے کہین اپنے جی کی بات ۔ دل مین تو اونکے میری طرف سے غبار ہے

آنکھو نہین جان لب پہ دعا دلمین دردِ عشق ۔ تیرے مریض ہجر کا یہ حال زار ہے

کل خاک مین ملا کے گئے مجکو آج وہ ۔ لوگون سے پوچھتے ہین یہ کسکا مزار ہے

آنکھین لگی ہین آپکی در سے جو اے وفا ۔ بیشک کسی کا آپ کو کچھ انتظار ہے

جناب میر واحد علی صاحب واحد نائب تحصیلدار رنگپور پنجاب

پوچھا جب آئے کشتۂ غفلت کی گور پر ۔ حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

اللہ ری نزاکت جانان شب وصال ۔ پھولون کا ہار جسکی طبیعت پہ بار ہے

عاشق کے آگے دیکھا تماشا رقیب کے ۔ یہ بھی اسی نگاہ کا امیدوار ہے

کیون آنکھین بند کرتے ہین [illegible] ۔ آنیکا سبکے پاس تمہین [illegible]

جناب محمد عبد الغفور صاحب یتیم منیو ڈاکٹر جیل گونڈہ

سرمہ جو اونکی آنکھ مین دنبالہ دار ہے ۔ عاشق کے دل پہ تیر جگر کو کٹار ہے

جناب سید ذاکر حسین صاحب ہنر غازیپوری شاگرد جناب [illegible] مرحوم

ترچھی ہی ہی نظر تو کلیجے کے پار ہے ۔ اسپر پھڑک رہا ہے مزا جو شکار ہے

قابو مین آجتک جو نہ آیا کسی طرح ۔ وہ شوخ کیا مرا ہی دل بیقرار ہے

کوئی طلب ہو مجھسے یہ کہتی ہے آئینہ ۔ آؤ چلو اوٹھو کہ تمہاری پکار ہے

پوچھا عدو سے میری نئی قبر دیکھکر ۔ حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

بیشک ہنر کہین کہین مبتلا ہوا ۔ ہم دیکھتے ہین کل سے بہت بیقرار ہے

شاعرۂ پردہ نشین جناب سلطانجہان بیگم صاحبہ حیا از جاورہ

آنکھو نہین جان لب پہ دعا بار بار ہے ۔ آتا نہین وہ جسکا ہمین انتظار ہے

افسوس ہے کہ کھولدیا رازِ عاشقی ۔ اے چشم ہم سمجھتے تھے تو پردہ دار ہے

ہر چند تو نے ظلم کیے لاکھون لیکن ۔ پھر بھی وفا کا تجھسے دل امیدوار ہے

جی بیٹھا جاتا ہے کوئی پہلو اوٹھتا ہے ۔ دم نکلا جاتا ہے کہ غم ہجر یار ہے

مدت گذر گئی نہ لکھا اونکو حال دل ۔ خود اپنی خودی سے حیا شرمسار ہے

جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی

شائق نہو کوئی جو کوئی بیقرار ہے ۔ الفت کے ہاتھون لیکے کسی کا [illegible]

جھٹکین وہ دامن اپنا تو گا کبھی جدا ۔ یہ گرد راہ کی نہین میرا غبار ہے

اک روز جان لیگا ترا آنکھ پھیرنا ۔ ہم بھی نہین اگر یہی لیل و نہار ہے

پامال بعد مرگ بھی ہوتا ہے کوئی ۔ اٹھکھیلیان کسی کی کسی کا مزار ہے

منہ ڈھانک کر جو روتا ہے عاشق کی لاش پر ۔ اپنے کیے پہ آپ کوئی شرمسار ہے

بی نواب بیگم صاحبہ نزاکت ساکن باندا شاگرد جناب رشید

ہاتھون سے دل کو تھامے تڑپتا ہو جا بجا ۔ تیر نگاہ یار کلیجے کے پار ہے

اطلاع

پرچہ پہونچتے ہی فوراً اس طرح مین اردو ٹھہ جائے کوئی حسین نہ کہین ہم غزلین بھیجنا چاہئین اور طرح ذیل مین ۱۵ اکتوبر تک ۔ ورنہ درج ہونے سے رہجائینگی۔

ہجر مین حالت ہمارے دل کی بیتابانہ ہے ۔ بیتابانہ قافیہ ۔ ہے ردیف

عمدہ اور جدید کتابین

حضرات! یہ آپ کے قومی پریس کے کتابون کی فہرست ہے۔ ان رسالون کو ضرور منگوائیے اور دیکھیے کہ قومی پریس نے
اپنی ابتدائی عمر مین کس محنت و جانفشانی سے یہ کتابین طبع کی ہین۔ آپ کو ان کتابون کے دیکھنے سے کتابون کی
عمدگی کے علاوہ اس امر کا بھی اندازہ ہوگا کہ آپ کا قومی پریس کتابون کے عمدہ چھپوانے مین کیسا اہتمام کرتا ہے
ایک آدھ کتاب جو قومی پریس کے قائم ہونے سے پہلے پیام یار کے اہتمام سے طبع ہوئی وہ بھی ذیل مین مندرج ہے۔

دلچسپ کا پہلا حصہ

ہندوستان کے معزز خاندانون کی حالت کا آئینہ۔ انگریزی تاریخ انشا پردازی کا نمونہ۔ حرفون کے ذریعے سے تصویر
کھا دینے کا آلہ۔ اردو کو ایک باعزت زبان بنانے کی کل۔ دلونپر عمدہ اثر ڈالنے کی ٹکمی قوت۔ یا اس نہایت ہی
عمدہ طبعی ناول کا پہلا حصہ " فرخ اور مہدی " مصنفہ جناب مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر
دوشرنگ اور بیش قیمت کاغذ پر بہت پاکیزہ خط مین بڑے اہتمام کے ساتھ ملک پر مہذب اثر ڈالنے کے لیے
طبع کیا گیا ہے۔ قیمت ۶/

دلچسپ کا دوسرا حصہ

سچے عشق کی دل گداز تاثیر۔ ہمارے دلی جذبات کی اصلی تصویر۔ ایک پاکباز عاشق کی بیتابانہ انگیں۔ ایک
پاکدامن معشوقہ کا عصمت نما ضبط۔ ہندوستانی مردون کے جنون انگیز ولولون کی انتہا۔ ہماری عورتونکی
بےبسی اور پاکدامنی۔ یعنی دلچسپ کا دوسرا حصہ " فرخ اور اوسکا عشق "۔ نہایت موثر اور پرجوش
اردو مین بلکہ زبان مین نازکخیالیون کے نئے نئے پیرایے پیدا کرکے نہایت اہتمام سے چھاپا گیا ہے۔ اسکے مصنف
بھی مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ہین۔ قیمت ۸/

نغمۂ راز

حسرتون کی مجسم صورتین۔ مایوسیون کی ہو بہو تصویرین۔ دل شکستہ کے بکھرے ہوئے ٹکڑے چشم مایوس سے
ٹپکنے والے خون کے قطرے۔ آہ عالم سوز کے بھڑکتے شعلے۔ آتش عشق کی جگرسوز چنگاریان حسن کے سچے بیتاب
کر دینے والے فوٹو۔ عشق کی اندوہناک سرگذشتین۔ یعنی مثنوی نغمۂ راز مصنفہ جناب مولوی محمد
ظہیر احسن صاحب شوق مع شب وصل وشب غم نتیجہ طبع جناب مولوی محمد عبد الحلیم صاحب
شرر نہایت اہتمام سے چھپی ہے۔ ملک کا بہت بڑا حصہ چونکہ شب وصل وشب غم کا خواستگار ہے
لہذا اوس جوش کے امتحان کے لیے وہ بھی نغمۂ راز کے ساتھ شایع کر دی گئین۔ قیمت ۴/

صبح امید

موجودہ اسلام کی دلسوز تصویر دیکھنا ہو تو یہ مثنوی منگوائیے۔ نیچرل نظم مین اسلام کی حالت دکھائی گئی ہے
اور نہایت ہی اثر ڈالنے والے طریقے سے اسلام کو جوش دلایا گیا ہے۔ تمام ملک نے اس مثنوی کو بڑے شوق
سے لیا اور پسند کیا ہے۔ قیمت ۳/

ضرب المثل

اسمین اردو کی اکثر مثلین اور چھوٹے چھوٹے جملے جو عموماً اہل زبان کی زبانونپر چڑھے ہوئے ہین ترتیب
حروف تہجی جمع کر دیے گئے ہین۔ یہ رسالہ اون لوگونکو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے جو اردو زباندانی
کا شوق رکھتے ہین۔ قیمت ۲/

خیالات نادرہ

فصیح فارسی مین تصوف کی لاجواب کتاب ہے۔ اس کتاب کو دیکھ کر بہت بڑا کمال نظر پڑتا ہے کہ
ایک وسیع فن ایک مختصر رسالے مین سمیٹ کر بیان کر دیا گیا ہے۔ قیمت ۲/

جس کتاب کی درخواست آئے مع قیمت یا باجازت ویلیو پی ایبل ورنہ تعمیل نہوگی محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

المشتہر — محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار و قومی پریس لکھنؤ

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مصرع طرح پیام یار

رو ٹھہ جائے کوئی حسین کہین

جناب منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی استاد حضور نواب صاحب بہادر رامپور

ضبط کرنا دلِ حزین نہ کہین
چوٹ لگجائیگی کہین نہ کہین

یب تڑپتا ہی دل مین ڈرتا ہون
چرخ پر جا پڑے زمین نہ کہین

مسکرا کر وہ شوخ کہتا ہے
آج بجلی گری کہین نہ کہین

حورین لپٹی ہین نزع مین مجھسے
دیکھہ پائے وہ نازنین نہ کہین

وصل کی شب نہین نہین کیسی
دیکھو سن لے دلِ حزین نہ کہین

دل مین باتین بھری تھین کیا کیا کچھہ
ہاے کچھہ وقتِ واپسین نہ کہین

دل سی شئے کے ابتو نکلے ہین
پوچھہ لے گا کوئی کہین نہ کہین

نہ تڑپ اسقدر دلِ بیتاب
سہم جائے وہ نازنین نہ کہین

تیرے عیسی کے دل مین چبھہ جائے
نگہِ وقتِ واپسین نہ کہین

چین مردون کو قبر مین بھی نہین
آسمان ہو تہِ زمین نہ کہین

ک ہو جائے گا وہ شوخ امیر
کھینچنا آہِ آتشین نہ کہین

جناب محمد احسان علیخانصاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

یر ہاتھہ آئے وہ حسین نہ کہین
ڈھونڈھ ہی لینگے ہم کہین نہ کہین

ان ہو یا جگر ہو یا دل ہو
غم ترا چاہیئے کہین نہ کہین

بجا بی کسی کے جوبن کی
لے اوڑے چشم شرمگین نہ کہین

م ابھی جاتے ہو کہان اوٹھکر
ٹھہرو تڑپے دلِ حزین نہ کہین

ن سنتا ہے حالتین دل کی
ایک ہی بات ہے کہین نہ کہین

لکو کرتا تو ہے فلک پامال
خاک اوڑانے لگے زمین نہ کہین

تنہ پردازیان زمانے سے
چھین لے چشم شرمگین نہ کہین

ہمکو دنیا میں دین میں احسان | ل ہی جائینگے وہ کہین نہ کہین

جناب حکیم محمد مہدی صاحب اثر لکھنوی مقیم عظیم آباد

دل لگا لینگے ہم کہین نہ کہین | کیا ملے گا کوئی حسین نہ کہین
تمنے اتنا جو سر چڑھا یا ہے | بل کی ہے زلف عنبرین نہ کہین
اب کہان جاؤن رات آئی بہت | گر کہو پڑ رہو ن ہمین نہ ہمین
دیر و کعبہ مین اے اثر ڈھونڈھو | ل رہیگا وہ بُت کہین نہ کہین

جناب منشی ابو الحسن صاحب اثر چاندپوری شاگرد جناب رؤف گلشن آبادی

نالہ کرنا دلِ حزین نہ کہین | رو ٹھہ جائے کوئی حسین نہ کہین
سُنکے افسانہ وحشتِ دل کا | ہو پریشان وہ نازنین نہ کہین
غیر سے گر نہین تمھین فرصت | دل لگا لینگے ہم کہین نہ کہین
ٹھنڈی ٹھنڈی جو سانسین بھرتے ہو | مبتلا ہو اثر کہین نہ کہین

جناب شیو راج بہادر صاحب اخگر لکھنوی

ذبح کرکے مجھے ہٹ اے قاتل | دیکھ بھر جاے آستین نہ کہین
وصل مین بھی یہ خوف ہے ہر دم | روٹھہ جائے کوئی حسین نہ کہین
اور معشوق ڈھونڈھ لو اخگر | کوئی ملجاے گا کہین نہ کہین

جناب ولایت حسین خانصاحب انور ملازم بھرتپور شاگرد جناب تسنیم

شکوے کرنا دلِ حزین نہ کہین | ہو وہ پھر خشمگین نہ کہین
رازِ الفت نہو گا پوشیدہ | حال کھل جائیگا کہین نہ کہین

جناب مولوی سید تفضل حسین صاحب ابر لکھنوی

ٹکڑے ٹکڑے ہون دستِ وحشت سے | جیب و دامان و آستین نہ کہین
سونگھہ کر بوے گل نزاکت سے | ڈر ہے غش ہو وہ نازنین نہ کہین

جناب پیر محمد خانصاحب اختر محرر گرائی ریتلام

آج ہم سے جو روٹھہ بیٹھے وہ | رازِ افشا ہوا کہین نہ کہین

خلق ہو جائیگی اسیر بلا ٭ کھولین وہ زلفِ عنبرین نہ کہین

جناب سید آصف علی صاحب آصف اہلمد اضلاع غیر خود ھپور

کیون ستاتا ہے اے فلک ہمکو ٭ پھونک دے آہِ آتشین نہ کہین
جستجو شرط ہے دلِ نادان ٭ مل ہی جائیگا وہ کہین نہ کہین

جناب آغا امانت حسین صاحب اختر گورکھپوری

بھول جانا نہ وعدۂ فردا ٭ ہان سے ہو جائے پھر نہین نہ کہین

جناب مولوی محمد فصاحت حسین صاحب اختر سر رشتہ دار کوٹھی نیل بگانون

ہای شب وصل بھی یہ خوف مجھے ٭ روٹھ جائے وہ نازنین نہ کہین

جناب الٰہ بخش صاحب آلہ یار انسپکٹر پولیس پنشنر ازسوطن سلطانپور پرگنہ بہری

روٹھ جائے کوئی حسین نہ کہین ٭ منہ سے نکلے نہین نہین نہ کہین

جناب محمد عباس صاحب بسمل اورنگ آبادی

قتل کرتے ہو پر یہ ڈر ہے مجھے ٭ خون مین بھر جائے آستین نہ کہین
بزم جانان مین لے تو چلتا ہون ٭ پر مچلنا دلِ حزین نہ کہین

جناب حافظ محمد یوسف خانصاحب تشنہ شاگرد جناب ذوق مرحوم

لیے جاتا تو ہون تجھے اے دل ٭ چھین لے زلفِ عنبرین نہ کہین
حشر مین لاکھ تم چھپوگے مگر ٭ ڈھونڈھ ہی لینگے ہم کہین نہ کہین

جناب عبد الرحیم صاحب تسلیم از ہوشنگ آباد

قیس بنکر مرا دلِ وحشی ٭ ہوگا صحرا نشین کہین نہ کہین

جناب سید افضل حسین صاحب ثابت ازکوٹہ راجپوتانہ

سختیان ہجر کی کہین نہ کہین ٭ کہ برا مانتے وہ حسین نہ کہین
دل ہے شیشے سے بھی سوا نازک ٭ ٹھیس لگجائے ہمنشین نہ کہین
دل ہمارا ہمارے پاس نہین ٭ لے اوڑا ہو وہ نازنین نہ کہین

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

نالہ کرنا دل حزین نہ کہین
چٹکیان لے وہ نازنین نہ کہین

اوس جفا پیشہ کو وفا کا مری
ڈر ہے آجائے کچھ یقین نہ کہین

بیٹھے بیٹھے اِس اپنے رونے پر
ہنس پڑے کوئی ہمنشین نہ کہین

کسکی محشر مین ہم کرین فریاد
داورِ حشر ہو تمھین نہ کہین

دم جب آلوگے تم تو نکلے گا
خود ٹھہر جائیگا کہین نہ کہین

میرے دل سے نکلکے کچھ بہانسین
پھر اِس آرام سے رہین نہ کہین

قاصد اوسنے جو مجکو لکھا ہے
رہ گیا ہو وہ خط وہین نہ کہین

منحصر لطفِ وصل اسمین ہین
بھولنا ہان یہ تم نہین کہین

جان لی غیر کی بھی سیکے بعد
کوئی کہہ کرسد آفرین نہ کہین

ہاے چند اپنی خواہشین اونسے
نزع مین بھی نہ کہنی تھین کہین

نگہِ شوق یاس سے اوسکو
دیکھنا وقتِ واپسین نہ کہین

اُف نکرنا کہ تیری چپ کی جلال
داد ملجائیگی کہین نہ کہین

جناب محمد جمال الدین صاحب جمال شاگرد جناب عبد دشوق انڈتلام

آنکھ اونسے لڑاتے ڈرتا ہون
تیرِ مژگان ہو دلنشین نہ کہین

جناب منشی سید ولایت حسین صاحب حقیر ردولوی شاگرد جناب فائز

دیر مین یا حرم مین یا دل مین
ڈھونڈھ لینگے تھین ہمین نہ ہمین کہین

مین کرون شکوہ جفا کیونکر
روٹھ جاے کوئی حسین نہ کہین

ایفلک کیون مجھے جلاتا ہے
کھینچون مین آہ آتشین نہ کہین

بات جاتی ہے حقیر تری
کہہ اوٹھین وہ نہین نہین کہین

جناب حسن علی صاحب حسن مہونوی دوم مدرس مدرسہ امیٹھی ضلع لکھنو

ہم غریبون پہ لطف کرتے ہو
داد ملجائیگی کہین نہ کہین

جناب حکیم خادم اشرف صاحب خادم جستوپوری شاگرد جناب مہر غازیپوری

غیر کو دی جگہ ہے پہلو مین
دل دکھائے وہ نازنین نہ کہین

ڈھونڈھتے پھرتے ہین جسے خادم | دل ہی مین ہو وہ نازنین نہ کہین

جناب بابو شیو دیال صاحب خادم لکھنوی خلف الصدق جناب بھوشن دیال

ہی طبیعت ہی بسکہ حسن پرست ۂ | دل لگا لینگے ہم کہین نہ کہین ۂ
کوی قاتل مین لائے دفن کو کیون | کیا ملی دوستو زمین نہ کہین ۂ

جناب حسام الدین خانصاحب خندان ہیڈ کنسٹبل گورکھپور ۂ

نہ ملو ہمسکو کچھ نہین پرواہ | ڈھونڈھ لین گے کوئی کہین نہ کہین

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

چوٹ کھاتا دل حزین نہ کہین | درد رہجائیگا کہین نہ کہین ۂ
ہی کدورت بھری ہوئی اسمین ۂ | آسمان پر بھی ہو زمین نہ کہین
حال پہلو بچا کے لکھا ہے ۂ | تاڑ جائے وہ نکتہ چین نہ کہین ۂ
یہ تو کہیے کہ رات کی باتین ۂ | آپ نے غیر سے کہین نہ کہین ۂ
جنکو حورین بیان کرتے ہین | خلد مین ہون یہی حسین نہ کہین
آپ کی گفتگو کا کیا کہنا | چار باتین بھی دلنشین نہ کہین ۂ
وہ رکاوٹ اسے بھی سمجھین گے | دم رکے وقت واپسین نہ کہین
رشک یہ ہے کہ صبر پر میرے | غیر کہہ بیٹھے آفرین نہ کہین
داغ پھر تاک جھانک کرتے ہین | ائے گرے اب پھنسے کہین نہ کہین ۂ

جناب قاضی محمد نظام الدین صاحب ذہین بٹالوی شاگرد جناب یاس لکھنوی

نہ مصر ہون زیادہ بوسون پر ۂ | ہان سے ہونے لگے نہین نہ کہین ۂ
دل کی ٹھنڈک کو مین تو پیتا ہون ۂ | پھونکدے آب آتشین نہ کہین ۂ

جناب نواب مہدی حسنخانصاحب رفعت لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

جھوٹ سچ آپکے کہے جو عدو | لائیے گا اوسے یقین نہ کہین ۂ
میرے غم مین نہ بگڑے اوسکا بناو | تر ہو وہ چشم سرمہ گین نہ کہین
انتظار آپ کا یہ کہتا ہے ۂ | رہ گئے آج وہ کہین نہ کہین ۂ

جان دینے کو کہتے ہو رفعت | آ گیا ہو اوسے یقین نہ کہین

جناب حکیم رشید محمد صاحب رشید روزنامچہ نویس عدالت دیوانی باندا

تیری دریا دلی سے اے ساقے | موجین لے آبِ آتشین نہ کہین

جناب رام سنگہ صاحب رام پٹواری محکمہ بندوبست راولپنڈی

رحم آئے اونھین نہین ممکن | دل کی پھر حسرتین کہین نہ کہین

جناب بندہ علیخانصاحب زیبا لکھنوی شاگرد نواب محمد حسنخان رشید امرحوم

پیچ دے زلفِ عنبرین نہ کہین | خود اولجھ جاؤ اے حسین نہ کہین

جلد دھلواؤ خون کی چھینٹین | دیکھ لے کوئی آستین نہ کہین

کبھی گھبراتے ہین تو کہتے ہین | کوئی بیتاب ہے کہین نہ کہین

بہت اصرار وصل پر نہین خوب | منہ سے کہدین وہ پھر نہین نہ کہین

ناز اوٹھاتا ہے نازنینون کے | دل بھی ہو جائے نازنین نہ کہین

ذکر جس غمزدہ کا ہوتا ہے | دل یہ کہتا ہے ہون ہمین نہ کہین

بے سبب مضطرب نہین زیبا | دل لگا ہے مگر کہین نہ کہین

جناب بانکے لال صاحب زار رئیس بدایون شاگرد جناب امیر لکھنوی

بھول جانا دلِ حزین نہ کہین | یاد کرنا مجھے کہین نہ کہین

اونکے بے آئے جان دے دینا | زار تم وقت واپسین نہ کہین

جناب سید جعفر علی صاحب زیبا

حضرت دل رہے خیال اسکا | روٹھ جائے کوئی حسین نہ کہین

جناب رحمت حسینخانصاحب ستم محرر دفتر بھرت پور شاگرد جناب نسیم

دل کی باتون سے خوف آتا ہے | روٹھ جائے کوئی حسین نہ کہین

بیقراری سے صاف ظاہر ہے | پھنس گیا دل مرا کہین نہ کہین

وصل مین کیا نشانیتین سمجھے | منفعل ہو وہ نازنین نہ کہین

اے ستم دل لیے تو پھرتے ہو | چھین لے کوئی مہجبین نہ کہین

جناب سالک رام صاحب سالک محافظ دفتر فوجداری چھپلاواڑ

بے نقاب آئے وہ حسین نہ اسین
خیر ہو جائے ہمنشین نہ کہین
اونکی زلفونمین اونکے کوچے مین
رہ گیا دل مرا آہین کہین
حشر کے روز جرم شکوہ پر
پا مین اولٹی سزا ہمین نہ کہین

جناب شیخ چاند صاحب سبقت ملازم پی نرائن سامی دین مرچینٹ ناگپور

تیرے آنے سے بزم مین سبقت
روٹھہ جائے کوئی حسین نہ کہین

جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی

گم اگر ہو دل حزین نہ کہین
ڈھونڈھ لینگے تمھین کہین نہ کہین
دل مین آنکھونمین ڈھونڈتے ہین تمھین
پائینگے ایکدن کہین نہ کہین
دل تک آنکھون سے راہ ہے پرپیچ
بھول جائے وہ نازنین نہ کہین
قلب عارف ہو طور ہو یا عرش
ڈھونڈھ لینگے تمھین کہین نہ کہین
آنکھون سے کرلین پہلے دل مین تلاش
چھپکے بیٹھے ہون وہ یہین نہ کہین
صور محشر کی ہے ازل سے دھوم
ہو مرا نالہ پسین نہ کہین
شعر رنگین سناتے ہین شمشاد
تکر خون مین ہو آفرین نہ کہین

جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی

آہ کرنا دل حزین نہ کہین
پھر ڈھادے گی یہ کہین نہ کہین
حق سے کرتے تو ہین گلہ اونکا
ٹھہرین مجرم مگر ہمین نہ کہین
غش ہوے جسکو دیکھہ کر موسےٰ
اے مریجان ہو تمھین نہ کہین
میرے دو چار طفل اشک جو ہین
کام آئینگے یہ کہین نہ کہین
کچھہ ہنسو بولو اب حیا نکرو
کہ گذر جائے شب یونہین نہ کہین
تمھین تکتا ہین کسی کی وہ بیباک
دل ہی مین آرہین رکین نہ کہین
کوئی پہلو مین آہ کرتا ہے
ہو ہمارا دل حزین نہ کہین
شوخیان تم جو کرتے ہو دم قتل
خون مین تر ہو آستین نہ کہین

جھوٹ ہی غیر نے کہا جو کچھ ۔ مانیے گا اوسے یقین نہ کہین
جان دینے مین بھی مزا ہو گا ۔ ملک الموت ہو حسین نہ کہین
اور ہے دل چرانے والا کون ۔ ہو یہی چشم شرمگین نہ کہین
دل تو حاضر ہے صرف ہے یہ خیال ۔ کہ کرو تم جبین چین نہ کہین
آنکھو مین تم چھپوگے یا دل مین ۔ ڈھونڈھ لینگے تمھین کہین نہ کہین
جسکو کہتے ہین آنکھون کا تارا ۔ ہو ہمارا وہ مہ جبین نہ کہین
کوئی لوٹا گیا حسینون مین ۔ شوق کا ہو دل حزین نہ کہین

جناب صاحبزادہ محمد مشرف یار خانصاحب مشرف گلشن آبادی شاگرد جناب داغ

ہوش آیا تو حشر کے دن بھی ۔ ڈھونڈھ لینگے تمھین کہین نہ کہین
مطلب وصل صاف کہنے سے ۔ روٹھہ جاے کوئی حسین نہ کہین
درد دل میرا جانتا ہے وہی ۔ جو کہ ہے مبتلا کہین نہ کہین
آج مجھہ سے ملے تو یون بولے ۔ تمکو دیکھا تو ہے کہین نہ کہین
بہکی بہکی جو باتین کرتے ہو ۔ پھنسنگے ہو مشرف کہین نہ کہین

جناب سید قوت علی صاحب شورش آروی شاگرد جناب صفیر بلگرامی

دل لگانا دل حزین نہ کہین ۔ ورنہ زک پائیگا کہین نہ کہین
زلفین کیون بے سبب پریشان ہین ۔ گئے ہو رات تم کہین نہ کہین
تنگ آئی ہے جان اب دل مین ۔ چھوڑ دے گھر کو یہ مکین نہ کہین
اشکباری کا میری کیا اونھین غم ۔ ہنس رہے ہونگے وہ کہین نہ کہین
ڈھونڈھنے سے نہ باز آ شورش ۔ مل ہی جائیگا وہ کہین نہ کہین

جناب فتح محمد خانصاحب شگفتہ غازیپوری شاگرد جناب مہر غازیپوری

نہین اچھا یہ ظلم کا لپکا ۔ زک اوٹھاؤگے تم کہین نہ کہین
فاتحہ پڑھنے غیر کے ہمراہ ۔ آئے مرقد پہ وہ حسین نہ کہین
ہی جو پوشیدہ دل مین الفت یار ۔ اوس سے واقف ہون ہمنشین نہ کہین

کوچۂ زلف مین ذرا دیکھین ۔ | دل گم گشتہ ہو وہین نہ کہین

جناب مولوی قادر علی صاحب شوق مدرس مدرسۂ فارسی رتلام رئیس بانسواڑہ

ہی کرم عام آج ساقی کا ۔ | باقی رہجا مین پر ہمین نہ کہین
شوق ظاہر ہے تیری حالت سے | دل پھنسا ہے ترا کہین نہ کہین

جناب منشی عبد الشکور خانصاحب شکور اہلمد فوجداری نظامت رینی

یہی ہر دم خیال رہتا ہے ۔ | روٹھہ بیٹھے وہ مہ جبین نہ کہین
کوچۂ یار مین جو ڈھونڈھو گے | مل ہی جائیگا دل کہین نہ کہین ۔

جناب شیدا علیخانصاحب شیدا منصرم بندوبست گورکھپور شاگرد جناب فیج

شکوہ کرنا دل حزین نہ کہین ۔ | روٹھہ جائے کوئی حسین نہ کہین

جناب منشی محمد عبد الرحیم صاحب شعور خلف رسالدار صاحب رتلام ۔

پاؤن پھیلا نہ دست شوق بہت | روٹھہ جائے کوئی حسین نہ کہین
اللہ اللہ وہ مجھسے کہتے ہین ۔ | دل پھنسا ہے ترا کہین نہ کہین ۔

جناب جی نارائن صاحب صانع طالب علم کیننگ کالج لکھنؤ ۔

پیچ ہین کس بلا کے زلفون مین ۔ | دیکھہ پھنسا دل حزین نہ کہین
گل سے برہم مزاج ہے اوسکا | مورد قہر ہون ہمین نہ کہین ۔
میرے نالے سُنے تو یون بولے ۔ | ہو وہی صانع حزین نہ کہین

جناب محمد صدیق صاحب صدیق سہارنپوری

خوب ڈھونڈھا تمام عالم مین ۔ | کوئی تجھہ سا ملا حسین نہ کہین ۔
ہی طبیعت بلا کی حسن پرست ۔ | دل پھنسے گا مرا کہین نہ کہین
شکوہ ہجر تو نہ کر صدیق ۔ | روٹھہ جائے وہ مہ جبین نہ کہین

جناب بلند خانصاحب صفیر از ایلچپور

فرقت یار مین نہ ہوگا صفیر ۔ | تنہا دنیا مین دلحزین نہ کہین ۔

جناب نواب محمد سجاد علیخانصاحب ضبط لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

چھوٹا اگر خونِ آستین نہ کہین
ٹوکے جاوگے کہیہ کہین نہ کہین

سب نکے انجان مجھسے کہتے ہین
تجھکو دیکھا تو ہے کہین نہ کہین

لیے جاتا ہے کوے یار مین دل
تربت اپنی بنے وہین نہ کہین

عشق کا جب سے پڑگیا لپکا
دل پھنسا ہی رہا کہین نہ کہین

عزم کعبہ ہے سدرہ ہو جائے
یا خدا وہ بتِ حسین نہ کہین

جستجو شرط ہے دلِ مایوس
مل ہی جائے گا وہ کہین نہ کہین

آج افسردہ کچھ ہے محفل یار
کوئی بیٹھا ہو دل حزین نہ کہین

کھل گئے تھے بتون کے کوچے مین
دل کو کھو آئے ہون وہین نہ کہین

بے سبب شکوہ منہ نہین برسانہ
ضبط رویا ہے کچھ کہین نہ کہین

جناب منشی محمد مبین صاحب علیم مچھلی شہری شاگرد جناب یاس لکھنوی

معتبر ہو تری نہین نہ کہین
تو اکیلا آیا دل کہین نہ کہین

خوف ہر دم یہ مجھکو رہتا ہے
دل کو لیجائے وہ حسین نہ کہین

دیر ہو کعبہ ہو کلیسا ہو
تو ملے گا صنم کہین نہ کہین

محو رفتار ہے کوئی اے دل
حشر ہوگا بپا کہین نہ کہین

اوسکے کوچے سے جو اوٹھاتا ہی چرخ
کیا ملیگی مجھے زمین نہ کہین

وصل کی رات سب گذر جائے
باتون باتون مین اے حسین کہین

کیون یہ رونے کی آتی ہے آواز
دل کسی کا دکھا کہین نہ کہین

اے علیم اپنی وحشتِ دل سے
مین نکلجاؤنگا کہین نہ کہین

جناب محمد عبد الرؤف صاحب عیاش از جھالاواڑ

آنکھ پھیرے وہ نازنین نہ کہین
طعنے دین مجکو ہمنشین نہ کہین

دیکھ اے چرخ فتنہ گر تجکو
پھونکدے آہِ آتشین نہ کہین

آج دشمن نے کی ہے غمازی
آگیا ہو اونھین یقین نہ کہین

عشق اگر ہے تو لاکھ ضبط کرو
آ ہی جاتا ہے دل کہین نہ کہین

جناب حکیم عزیز احمد صاحب عزیز حکیم آبادی شاگرد جناب بشیر پھلواروی

میں اگر خوش نصیب عاشق ہوں ۔ یار مل جائیگا کہیں نہ کہیں
تیرے پہلو سے کھینچتے تو ہو ۔ نکل جائے دل حزیں کہیں نہ

جناب منشی محمد حسین صاحب مجیب گورکھپوری

تم سے کرتے ہیں عرض مطلب ہم ۔ منہ سے کہنا مگر نہیں نہ سہی
رات کی بات کیا چھپاتے ہو ۔ ہم بھی موجود تھے کہیں نہ کہیں

جناب مرزا عرفان علی بیگ صاحب عارف تحصیلدار باندا

نہ خفا ہو ۔ جبین نہ کہیں ۔ آنکھ بدلے وہ نازنین نہ کہیں
کیا ملے گا وہ نازنین نہ کہیں ۔ ڈھونڈھ ہی لینگے ہم کہیں نہ کہیں
آرزو میں نہ نکلیں دل کی کبھی ۔ اور مرادیں کبھی ملیں نہ کہیں

جناب محمد خانصاحب غریب سہارنپوری اہلمد منشی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر

خوف سے کیا کروں سوال وصال ۔ منہ سے نکلے ترے نہیں نہ کہیں
توڑ گلچین ذرا سنبھل کر پھول ۔ اور لچکے کانٹو میں آ تیں نہ کہیں
تشنگی نے لگا دی دل میں آگ ۔ جب ملا آب آتشیں نہ کہیں
تم نکلتے تلاش میں جو غریب ۔ اونکا ملتا پتا کہیں نہ کہیں

جناب محمد غفور بخش صاحب غفور شاگرد جناب عبد و شوق از زتلام

اتنے سجدے بتوں کو کر نہ غفور ۔ سنگ در ہو تری جبین نہ کہیں

جناب سالار مسعود صاحب غازی پنشنخوار بارھویں پلٹن از بنگلور

وصل میں کر نہ اضطراب اے دل ۔ روٹھ جائے کوئی حسین نہ کہیں

جناب محمد خانصاحب فانی لانس دفعدار شاگرد جناب کلامی رسالہ دوم

جسکو فردوس لوگ کہتے ہیں ۔ کوے جانان کی ہو زمین نہ کہیں

جناب محمد فرخ صاحب فرخ متوطن قصبہ ہنسوہ ضلع فتحپور

چرخ مجھ دل جلے کا دل نہ دکھا ۔ پھونک دے آہ آتشین نہ کہیں

جناب بالکرشن صاحب قمر لکھنوی شاگرد جناب امیر لکھنوی ٭

شکوے کرتا دل حزین نہ کہین ٭
روٹھ جاے وہ نازنین نہ کہین ٭

پھینک دیتا مین دل کو پہلو سے
آستین ہوتا جو تو مکین نہ کہین ٭

چھیڑ اتنا نہ وصل مین اے دل ٭
روٹھ جائے کوئی حسین نہ کہین

اسلیے دل چھپائے بیٹھے ہین ٭
چھین لے چشم شرمگین نہ کہین

ذکر آیا جو اون سے یوسف کا
بولے شوخی سے ہون ہمین نہ کہین

جستجو سے قمر نہ باز آنا ٭
مل ہی جائیگا وہ کہین نہ کہین

جناب شرف الدین حسین صاحب قمر شاگرد جناب شیدا ساکن حسین گنج

کہتے ہین وہ کسی کا ہو ماتم ٭
مر گیا ہو مرا حزین نہ کہین ٭

ڈھونڈھو پہلو مین زلف پرخم مین
دل ملے گا مرا کہین نہ کہین ٭

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل فتحپور زمیندار موضع اندولی

زلف پیچان کو دیکھ کر تیری ٭
ہو پریشان دل حزین نہ کہین ٭

بھولتا آپ کا نہ مین احسان ٭
یاد کر لیتے گر کہین نہ کہین ٭

جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب مہدی خلف الصدق جناب جلال لکھنوی

منفعل کچھ ہو وہ حسین نہ کہین
جھک پڑے چشم شرمگین نہ کہین

وصل کا لاسکے کچھ یقین نہ کہین ٭
جان دیدے کوئی حزین نہ کہین

کب چھپینگے ترے ستم اے درد ٭
دل پکارے صد آفرین نہ کہین ٭

بزم خوبان مین دیکھ لیتے ہین
ہم بھی چھپ کر تمھین کہین نہ کہین

میرے دشمن وہ ہر جگہہ نہ بنے
دوست بھی بنگئے کہین نہ کہین

ہنسکے کیا پوچھتے ہو میرا حال ٭
دیکھو رونے لگو تمھین نہ کہین

یون نہ ٹھکراؤ میرے مدفن کو
دیکھو ہلنے لگے زمین نہ کہین

کچھ سزا دو نہ وصل مین دلوائین
دل گستاخ کو ہمین نہ کہین ٭

طالب بوسہ چھوڑ دو مہدی ٭
منہ کی کھاؤ گے تم کہین نہ کہین

جناب مولوی ممتاز احمد صاحب ممتاز از تھانہ بھون شاگرد جناب داغ دہلوی

چھیڑتے تو ہین آپ ہنس ہنس کر	ٹوٹ جاے دل حزین نہ کہین
دل مین آنکھونمین یار گ جان مین	تم تو موجود ہو کہین نہ کہین
ڈھونڈھ لینے دو اپنے کوچے مین	دل گم گشتہ ہو یہین نہ کہین
دل سے کہتی ہین حسرتین دل کی	خون ہونے کو ہون ہمین نہ کہین
ضبط لازم ہے دیکھہ کر اونکو	ٹوٹ جانا دل حزین نہ کہین

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی وکیل شکوہ آباد شاگرد جناب داغ

باتون باتون مین گالیان دے لین	ایسی باتین کبھی سنین نہ کہین
دل کی بیتابیون سے ڈرتا ہون	روٹھہ جاے کوئی حسین نہ کہین
مجھہ سے کیا پوچھتے ہو دل کا پتا	میری جان دیکھو ہو یہین نہ کہین
دل بتون کو تو دیتے ہو منظور	کرنا برباد اپنا دین نہ کہین

جناب علی احمد صاحب مضطر سہارنپوری شاگرد جناب ساقی سکندر آبادی

شکوہ کرنا دل حزین نہ کہین	روٹھہ جاے کوئی حسین نہ کہین
کیا ملے گا کوئی حسین نہ کہین	دل لگا لینگے ہم کہین نہ کہین
وعدہ کرتے تو ہین مگر ڈر ہے	منہ سے کہہ بیٹھین پھر نہین نہ کہین

جناب سید برہان الدین صاحب مصرف مدراسی

وصف اونکے دہن کا لکھتا ہون	تنگ ہو جاے یہ زمین نہ کہین
دیکھہ واعظ کوئی بت آتا ہے	بھول جاے تو اپنا دین نہ کہین

جناب محمد اسحاق خان صاحب مائل رئیس قصبہ برلہ

ہو نہ بیتاب صبر کر اے دل	مل ہی جائینگے وہ کہین نہ کہین
بدگمان دل عبث نہین مائل	گئے ہین آج وہ کہین نہ کہین

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرتپوری ملازم فوجداری علیگڈہ

خوف ہے مجھکو قتل کر ڈالے	یار کی چشم شرمگین نہ کہین

جناب محمد عبد المجید صاحب مجید حلیم پوری شاگرد جناب نوازش مونگیری

رکتا ہے دل سوال بوسہ پر | بول اوٹھین وہ نہین نہین نہ کہین
بے سبب آرہی ہے ہچکی آج | میرا چرچا ہو کہین نہ کہین

جناب دیوان چند صاحب مہراز گوجرانوالہ

ہمکو ڈر ہے عدو کی باتون پر | آگیا ہو اوسے یقین نہ کہین

جناب مولوی نوازش حسین صاحب نوازش مونگیری

لوٹ لے چشم شرمگین نہ کہین | چھین لے دل کوئی حسین نہ کہین
راہبر ہو گیا جنون اپنا | لے ہی جائیگا یہ کہین نہ کہین
جسکو سمجھے ہو زاہد وجنت | اوسکے کوچے کی ہو زمین نہ کہین
حرف مطلب کو سنکے قاصد سے | کہدے وہ کج ادا نہین نہ کہین
کوئی آتا تھا میکدے سے آج | ہو نوازش مگر تمھین نہ کہین

جناب محمد فصیح اللہ خانصاحب نیر بنارسی شاگرد جناب فائز [illegible]

آہ کرتا دل حزین نہ کہین | روٹھ جائے کوئی حسین نہ کہین
کوچہ عشق گر سلامت ہے | دل لگا لینگے ہم کہین نہ کہین
سب کہا اوس صنم سے پر افسوس | تیری باتین دل حزین نہ کہین
دل تو کھویا ہے تمنے اے نیر | ہاتھ سے جائے نقد دین نہ کہین

جناب محمد نواز صاحب نواز گورکھپوری

دیکھیے پھر نہ کچھ شکایت ہو | ہم لگا لینگے دل کہین نہ کہین
چشم مخمور سے عیان ہے صاف | شب کو جاگے ہو تم کہین نہ کہین

جناب نواب جان صاحب نواب ساکن قصبہ رسول نگر ضلع گوجرانوالہ

خوف ہے حال دل سنانے سے | ہو خفا کوئی نازنین نہ کہین

جناب عبد الرحمن خانصاحب نیر وکیل دہلی

گر تمھین ہے گریز ہمسکو بھی | دل رہیگا کوئی کہین نہ کہین

جناب سید محمد واجد علی صاحب واجد گورکھپوری شاگرد جناب کوثر

جستجو جسکی ہے تمہین واجد | دل ہی جائیگا وہ کہین نہ کہین

جناب محمد عبدالوحید صاحب وحید متوطن جیوراضلع فتحپور

میرے بوسے کے مانگنے پر آپ | آج ہجیے گا ذرا نہین نہ کہین

جناب میرزا ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

دل مچائے دل حسین نہ کہین | ہو خفا کوئی نازنین نہ کہین
وہ نکلوا دین اپنے کوچے سے | دل بہلجائیگا کہین نہ کہین
زندگی سے بھر فلک نے پیسا ہے | بچ مرنے پہ دے زمین نہ کہین
اتنا ٹھہرے کہ مر تو لے عاشق | کوئی جائے دم پسین نہ کہین
اے ستمگر تجھے وفا میری | یاد آجائیگی کہین نہ کہین
دل بیتاب دفن ہے مرے ساتھ | ڈر ہے ہلنے لگے زمین نہ کہین
میری آہین بھی ضعف مین تھین ضعیف | نہ کہین آئین اور گئین نہ کہین
نقش پر منہ جو ڈھانکتا ہے کوئی | ہو مری روح شرمگین نہ کہین
شور ہے عاشقون کے نالون مین | چین پائے کوئی حسین نہ کہین
دل مین وہ آگئین نکل کر بھی | آرزوئین مری رہین نہ کہین
کوئی بولا ہماری بزم مین ڈھونڈھ | دل ترا یاس ہو یہین نہ کہین

جناب علی حسین صاحب یکتا ہیڈ ماسٹر ضلع اسکول للت پور

پھر جلے چرخ ہفتمین نہ کہین | کھینچون پھر آہ آتشین نہ کہین
میری صورت سے سب نے پہچانا | کہ لگا آیا دل کہین نہ کہین
کوے جانا نمین قبر کو اپنی | وائے قسمت ملی زمین نہ کہین
میلی میلی جو چاندنی ہے آج | بام پر ہو وہ مہ جبین نہ کہین
نالے یکتا جواب نہین کرتا | مر گیا ہو وہ دلحزین نہ کہین

جناب محمد عبدالغفور صاحب نسیم نیٹو ڈاکٹر جیل گونڈہ

رکھ دو آئینہ ہاتھ سے صاحب	دیکھو کھو بیٹھو دل تمھیں نہ کہین

جناب سید علی شمس القادری عرف شاہ مرشد علی صاحب جمال حنفی بغدادوی شاگرد جلال لکھنوی

جان دین عاشق حزین نہ کہین	ملک الموت ہو تمھیں نہ کہین
غم دلبر کو غم اسی کا ہے	خوش ہو میرا دل حزین نہ کہین
ہاتھ سے اپنے مجکو قتل نہ کر	محضر خون ہو آستین نہ کہین
دل وحشی نہ اسقدر گھبرا	متوحش ہون ہمنشین نہ کہین
عرض حالات مین یہ کچھ وسعت	تنگ آجا مین سامعین نہ کہین
میرے زخمون پہ چھڑکین ہنسکے نمک	یہ مزہ پائینگے حسین نہ کہین
چھپ کے گو انجمن مین وہ بیٹھے	چشمکین اونکی چھپ سکین نہ کہین
سونگھ کر اپنی زلف مشکین کو	ڈر ہے غش ہو وہ نازنین نہ کہین
دل گم گشتہ کا جو ہون جویا	ڈر ہے کھو جاؤن اب مین نہ کہین
لب پر آئی ہے شوق بوسہ مین جان	کہدے ہان کہہ کے وہ نہین نہ کہین
حسن کا اونکے ہے جو شہرہ جمال	بدگمان مجھسے ہون حسین نہ کہین

جناب میر سید علی صاحب شائق دہلوی ملازم سیٹھ قاسم علیسی کمپنی تر تلام سوداگر بمبئی

بس ستانا بہت نہین اچھا	حشر کر دے دل حزین نہ کہین

بی نواب بیگم صاحبہ نزاکت شاگرد جناب رشید

حشر کو دین گواہی اے قاتل	دامن و تیغ و آستین نہ کہین
جان پر آبنی ہے فرقت مین	ساتھ چھوڑے دل حزین نہ کہین

غزلیات غیر طرح

جناب حاجی سید احمد صاحب احمد مدراسی شاگرد جناب بہار مدراسی

کٹتی ہے کس مزے سے کہ پہلو مین یار ہے	ساقی ہے مے ہے سیر چمن ہے بہار ہے

جناب خواجہ مرتضی حسین صاحب تسنیم شاگرد جناب داغ دہلوی

ہجر صنم مین مجکو عجب اضطرار ہے	کچھ یاس کچھ امید ہے کچھ انتظار ہے

ع یہ غزلین طرح پر مین وصول ہوئین اس سبب سے ردیف وار درج نہو سکین۔

آئے جو فاتحہ کو تو بولے یہ ناز سے | حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے
عاشق کی زندگی ہو کہ معشوق کی وفا | دنیا میں کب کسی کو ثبات و قرار ہے
وعدہ تو کر چلے ہو تشفی کے واسطے | لیکن تمھارے قول کا کب اعتبار ہے

جناب سید محمد جمیل صاحب جمیل نقلنویس ملتان

رنگت ہماری زرد ہے دل داغدار ہے | آ تو بھی دیکھ لے کہ خزان مین بہار ہے

جناب منشی میر ولایت حسین صاحب حقیر ردولوی شاگرد جناب فائز بناری

چلتی ہین آج دلپہ نگاہون کی برچھیان | آنکھ اوس جفا شعار کی ہمسے دوچار ہے
کیونکر تڑپ تڑپ کے ہلاؤن نہ مین زمین | مرقد مین میرے ساتھ دل بیقرار ہے
ناساز کچھ تو ہے چمن دہر کی ہوا | پژمردہ شام سے گل شمع مزار ہے
ایچی نظر سے دیکھتے ہین بار بار وہ | تیر نگاہ ناز کلیجے کے پار ہے
اکس بیوفا نے یاد کیا ہے حقیر کو | دل ہچکیون سے آج بہت بیقرار ہے

جناب میر سید علی صاحب حبیب لکھنوی وارد گھنڈوہ شاگرد جناب انس

ابرو کے اک اشارے مین چورنگ کردیا | تیغی بھوین ہین یار کی یا ذوالفقار ہے
مرقد پہ بعد مرنے کے آئے تو یہ کہا | حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب محمد محسن صاحب سحر مایوری خلف جناب محمد مبارک علی صاحب تحصیلدار ریزرو

ساقی ہری ہری ہے باغ ہے فصل بہار ہے | وصل صنم ہے رحمت پروردگار ہے
آزاد دو جہان سے جو قیدی ہو اترا | دیوانہ جو ترا ہے وہی ہوشیار ہے
مدفن پہ میرے رو کے یہ کہتی ہے آرزو | حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب شیدا علیخان صاحب شیدا ساکن قصبہ سرولی شاگرد جناب ذبیح از گورکھپور

ہر دم غم فراق سے چشم اشکبار ہے | رخ زرد دل مین درد کلیجا فگار ہے
میری طرف بھی دیکھ لو للہ پیار سے | یہ دل بھی اک نگاہ کا امیدوار ہے
مرقد کو میرے دیکھ کے کہتی ہے بیکسی | حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب منشی محمد وزیر احمد صاحب صبر شاگرد جناب مطلب اجمیری

جس طرح چاہو دل کو رکھو اب تو دیدیا — بے اختیار مین ہون تمھین اختیار ہے
ٹھکرا کے میری قبر کو شوخی تو دیکھنا — وہ پوچھتے ہین خیر ہے کسکا مزار ہے

جناب محمد عبد اللہ خانصاحب فرحت مدرس دوم ہائی اسکول اورنگ آباد

باقی ہے کون سی دل مشتاق آرزو — ساقی ہے کنج باغ ہے ابر بہار ہے

جناب سید شاہ قمر الدین حیدر صاحب قمر آروی شاگرد جناب شیفتہ بلگرامی

للہ چال چلیے نہ اٹھکیلیون کے ساتھ — زیر قدم مقابر بہار امیدوار ہے

جناب نواب عبد اللہ صاحب مطلب رئیس اجمیر شاگرد جناب ذوق

مونس کوئی نہ کوئی مرا غمگسار ہے — اک دل رہا تھا او سپہ ترا اختیار ہے
ہان ہان ضرور وعدے کا انکار کیجئے — بس بس قسم نکھاؤ مجھے اعتبار ہے
تشبیہ کوے یار سے فردوس کی تو دون — لیکن سنی سنائی کا کیا اعتبار ہے
اب وہ بھی تک رہے ہین شب روز راہ غیر — انکو بھی اب ہماری طرح انتظار ہے
بس اے زبان شکایت ہجران سے دلنشین — تیرے سبب آج کوئی شرمسار ہے

جناب علی احمد صاحب مضطر سہارنپوری شاگرد جناب ساقی سکندرآبادی

جس پر نگاہ لطف کبھی تھی حضور کی — پہچانتے بھی ہو یہ وہی خاکسار ہے
مضطر ہار بیقرار کہ دیدار ہو نصیب — یہ عرض میری شافع روز شمار ہے

جناب اقبال علیخانصاحب وفا رئیس بہار شاگرد جناب داغ دہلوی

یاد آجاتی ہی جب اونکو محبت میری — رو کے سینے سے لگا لیتے ہین تربت میری
نظر لطف سے اوس شوخ نے دیکھا جو مجھے — بڑھ گئی اور بھی چشمون مین عزت میری
نہ تو موت آتی ہی کمبخت نہ یار آتا ہے — دیکھیے کٹتی ہے کیونکر شب فرقت میری
قبر مین رکھ کے مجھے ہو گئے احباب جدا — ساتھ میرے جو گئی ایک تو حسرت میری
دوستو یہ خط تقدیر کا لکھا دیکھو — کہ وہ ہوتے ہین خفا پڑھ کے عبارت میری
مین وہ وحشی ہون کہ اکدن جو بیابان گیا — چوکڑی بھولے ہرن دیکھ کے وحشت میری
حضرت داغ تک اب اپنی رسائی جو ہوئی — اے وفا پھر نہ رہا کیون ہو طبیعت میری

صبح وصال

نتیجۂ طبع جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی مصنف

دل کا کیا حال کہون صبح کو جب وہ سُنتے
لیلے آنا اپنی کہانا تارے سہم جاتے ہیں

ہائے فلک نے تیرہ دکھایا صبح الم کا منہ دکھلایا
بخت نے ایسا پلٹا کھایا وقت جدائی سر پر آیا
دیکھ کے غمگین حالت دل کی
روتی ہے دل میں حسرت دل کی
کیجیے کیا اظہار الم کا کیا ہو بیان گردش کے ستم کا
حال ہے روشن حسرت و غم کا ہائے وہ تارا صبح کا چمکا
بجنے لگے افسوس گجر بھی
بول اوٹھے مرغان سحر بھی
عیش کسی عاشق کا نہ بھایا کمبختون کو چین نہ آیا
کوون نے غل شور مچایا گھڑیالی نے گھنٹا بجایا
ظالم نے اور آفت ڈھائی
لو وہ اذان کی آواز آئی
مصروف ہیں سب جاتے ہیں مسجد ہمت والے
باہر نکلے خلوت والے پڑھتے ہین تسبیح جماعت والے
شغل کہین ہے ذکر خدا کا
ورد کہین ہے صلِ علےٰ کا
برہمنون نے شور مچایا سارا شوالا سر پر اوٹھایا
بتخانے مین سنکھ بجایا سارے جہان کا دل دہلایا
گھر سے چلے اشنان کو ہندو
ہر گنگا کا شور ہے ہر سو
بادِ سحر سے غنچے چٹکے نکہت گل کے قافلے بھٹکے
ہین جو طلوع مہر کے کھٹکے روتی ہے شبنم گل سے لپٹ کے
ہوتی ہے دن کی قسمت چمکی
ہون مہمان اب کوئی دم کی
بادِ سحر کے جھونکے سے گل کے ٹکڑے بکھرے ہین سنبل کے
خندہ زنی پہ دیکھ کے گل کے زخم ہرے ہین دل بلبل کے
صبح جو سر پر آئی ہوئی ہے
دل کی کلی مرجھائی ہوئی ہے
ڈھلنے لگی کچھ شب کی سیاہی چلنے لگے منزل سے راہی
کیسی گھڑی یہ آئی الٰہی ہوتی ہے کوئی دم مین تباہی
نقد دل و جان کھو بیٹھین گے
اپنے لکھے کو رو بیٹھین گے
صبح ہوئی کیا آئی قیامت ساتھ لگا لائی اک آفت
سوتے جو ہین یہ جانِ مسرت آنکھ ابھی ہے خواب کی غفلت
جاگین کوئی دم مین یہ پیارے
اوٹھین گے پہلو سے ہمارے
دور جدائی کی صورت اوٹھ کر بیٹھنے والے ہین کب دم بھر
چھوڑ کے ہمکو بستر غم پر گھر کو سدھارینگے یہ مقرر
لاکھ کرینگے منت زاری
کب یہ سُنین گے بات ہماری
لو جاگے اب بخت نے کروٹ منہ سے ہٹایا اپنا گھونگھٹ
ہاے ری اونکی یہ گھبراہٹ دیکھتے ہی صبح اوٹھے جھٹ پٹ
نیند کے جھونکے کچھ بیداری
ملتے اوٹھے آنکھین خماری
شب جو ہوئی ہے اونکی نرالی خوب بھری ہے ہاتھا پائی

اوتری ہوئی ہے اونکی کلائی — لیتے ہین وہ رہ رہکر انگڑائی
ہاتھ کی چوڑی ٹوٹی ہوئی ہے
ہونٹ کی مستی چھوٹی ہوئی ہے
بکھری ہوئی ہے زلف معنبر — سرمہ چھٹا ہے آنکھون باہر
اوترا ہوا ہے چہرہ انور — کیا ہی اوداسی چھائی ہے جسپر
آنکھ چُراتے ہین وہ ادا سے
جھینپ رہی ہین جوش حیا سے
واے مقدر ہاے رے قسمت — ہونی ہوا اب شوق سے رخصت
کہتے ہین وہ ہم ہوتے ہین رخصت — مانگتے ہین اب ہم اجازت
ہاے جدا وہ ہوتے ہین ہم سے
منہ کو کلیجا آتا ہے غم سے
حال بُرا ہے روئین کیونکر — کٹ گئی یہ شب دم مین یہ
اب وہ ٹھہرنے کے نہین دم بھر — رہ گئے دل مین ارمان اکثر
جیسی چھوٹی رات یہ تھی
اور کوئی رات ایسی کب تھی
لایا مقدر روز جدائی — آ گیا سر پر روز جدائی
سخت ہی کٹھن روز جدائی — کاٹین گے کیونکر روز جدائی
صبح کا کرنا شام ہے مشکل
اب تو ہمین آرام ہے مشکل
کیون نہ موذن کو موت آئی — جس نے اذان کی دھوم مچائی
کیون مرغون نے آفت ڈھائی — کیون نوبت لوگون نے بجائی
کیون یہ سپیدہ دکھاتے بولے
مرغ سحر نے کیون لب کھولے

آج کی شب وہ دل کے پیارے — جان کی راحت آنکھون کے تارے
خوش طرب مین سینہ ابھارے — سوئے ہوئے تھے ساتھ ہمارے
اونکو خبر کیا آخر شب ہے
جاگ پڑے اس شور و شغب سے
دوڑو محلے ٹولے والو — جلد خبر اب بہر خدا لو
دل ہے تپان پہلو سے نکالو — حال ردی ہے بچالو سنبھالو
دم گھٹتا ہے جوش الم سے
سانس اکھڑتی ہے اب غم سے
سینہ تنور ہے یاس کا عالم — ہوش و خرد ہین درہم برہم
اشک فشان ہین دیدۂ پرنم — دود جگر اٹھتا ہے پیہم
ایسی لگی ہے سینے کے اندر
ہوتے ہین شعلے منہ سے باہر
فرط الم ہے جوش قلق ہے — درد کے مارے چہرہ فق ہے
غم سے کلیجا اپنا شق ہے — جان بدن مین آیات حق ہے
ہوش رُبا ہے درد جدائی
جوش رسا ہے دل کی دہائی
کچھ بھی نہ آئے کام یہ نالے — جاتے ہین اب وہ جینے والے
ایسے پڑے ہین جان کے لالے — زہر کے ہم پی لینگے پیالے
کون اوٹھائیگا رنج فرقت
رات کے صدمے دن کی مصیبت
سچ ہے تمہین الفت کیا ہے — آج وفا کل جور و جفا ہے
خیر تمہارا بھی تو خدا ہے — ناحق اتنی آہ و بکا ہے
شوق کہانتک سوز بیانی
ختم کرو یہ غم کی کہانی

اطلاع

پرچہ پہونچتے ہی فوراً اس طرح مین (بحر مین **حالت ہماری دل کی بیتابانہ ہے**) غزلین بھیجنا چاہیین۔ اور طرح ذیل مین ۱۵ نومبر تک۔ ورنہ درج ہونے سے رہ جائینگی۔ **نقش قدم کی طرح کسی نے ہمکو مٹا دیا** مٹا قافیہ دیا ردیف

پیام یار

نمبر ۱۱ بابت ماہ نومبر سنہ ۱۸۹۶ع جلد ۱

نالۂ بلبلِ شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مہتمم قومی پریس پیام یار

لکھنؤ-چوک

قومی پریس واقع لکھنؤ چوک میں بسعی محسن زیبا [illegible] چھپا

مصرع طرح پیام یار

ہجر مین حالت ہمارے دل کی بیتیابانہ ہے

جناب نواب سید بہادر حسینخانصاحب انجم لکھنوی شاگرد جناب اسیر مرحوم

جسنے دیکھا ہی اوسے بیہوش ہی مستانہ ہے
آنکھ کی گردش بعینہ گردش پیمانہ ہے

بعد مردن بھی یہ حسن و عشق مین یارانہ ہے
شمع کشتہ کا کفن رخت پر پروانہ ہے

ولے میرے حال پر گھر بے ترے ویرانہ ہے
ہاے اسکا بخت تو جسکا چراغ خانہ ہے

تھام لین نو آسمان دنیا کو ہم تڑپینگے آج
ہجر مین حالت ہمارے دل کی بیتیابانہ ہے

نیند وقتِ ذبح قاتل آ ہی جاتی ہے مجھے
تیرے خنجر کی زبان کو سنا افسانہ ہے

عاشق ابرو پہ اللہ سے بتِ قاتل کا غیظ
اتنی تلوارین لگائی ہین کہ دردِ شانہ ہے

مرحبا اے کثرتِ خارِ ملال و گردِ غم
غیرت ویرانہ دشت مین مرا کاشانہ ہے

یاد رکھنا قاصد اُس جانِ عالم کے پتے
آشنا دشمن جفا پیشہ وفا بیگانہ ہے

کیا ستم ایجاد ہی میرا بنا ہے خود رقیب
وہ پری رو آپ اپنی زلف پر دیوانہ ہے

ہو رہا ہی مجھپہ جنت مین جہنم کا عذاب
شعلہ رویون کی جدائی مین دل آتشخانہ ہے

واعظا ہمکو غمِ دنیا و عقبے ہے معاف
رند ہین بوتل بغل مین ہاتھ مین پیمانہ ہے

اون لبونکی آرزو مین منہ کو آیا ہے جگر
خون سے لبریز میری عمر کا پیمانہ ہے

جل رہا ہی صرصرِ آہ جگر مین داغِ دل
ہی عجب آندھی مین روشن یہ چراغِ خانہ ہے

میرے مرجانیکا شاید ہو گیا اسکو یقین
آج کچھ طرزِ نگاہِ ناز محجوبانہ ہے

اوس وفا دشمن سے کیا نا آشنائی کا گلا
جسکو میرے مدعی بھی کہتے ہین بیگانہ ہے

گوشۂ زد جو ہی وہ دیکھہ آنکھونسے اے لیلی ادا
میری بربادی بعینہ قیس کا افسانہ ہے

عاشقون سے آپکو دوری کبھی ممکن نہین
شمع روشن ہے جہان وان کثرتِ پروانہ ہے

جی بہلجائیگا جنت مین ہمارا بعدِ مرگ
حورین اونکا اگر اندازِ معشوقانہ ہے

دین و دنیا سب دیے دیتا ہون اسکو وقتِ وصل
دولتِ کونین صرفِ دعوتِ جانانہ ہے

کاتبِ اعمال مُنہ پھیرے رہیں بہرِ خدا — اک بتِ پردہ نشیں سے ربطِ گستاخانہ ہے

میں کسی کا بارِ خاطر دونوں عالم میں نہیں — برہمن سے دوستی ہے شیخ سے یارانہ ہے

خوش ہوے اوس مہ سے انجم آشنائی کرکے تم — ہم نہ کہتے تھے کہ دیکھو وہ وفا بیگانہ ہے

جناب منشی محمد احسان علی خان صاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

بیخودی میں دل ہمارا ہوش سے بیگانہ ہے — ہر قدم پر گرتے ہیں انداز مستانہ ہے

وہ بھی رو دیتا ہی سنکر جو کوئی بیگانہ ہے — تیرے مایوسوں کا وہ حسرت بھرا افسانہ ہے

کام آتا ہی کسی کے کون وقتِ بیکسی — ہجر کی شب میں خیالِ دوست بھی بیگانہ ہے

وقتِ ساقی میں ہو دل کو شکستہ خاطری — میری توبہ کی طرح ٹوٹا ہوا پیمانہ ہے

ایک وہ دل جسکو تو تلووں سے ملکر پھینکدے — ایک وہ دل جو ترا آئینہ ہی یا شانہ ہے

مُنہ چھپا لیتے ہیں وہ جب سامنے جاتا ہوں میں — حشر کے دن بھی وہی اندازِ معشوقانہ ہے

لیچل اے شوقِ نظارہ اب اوسی جانب ذرا — طور پر ہمنے سُنا ہے جلوہ جانانہ ہے

شوخیاں بھی بڑھ چلیں جوشِ جوانی کی طرح — جو بن ابھرا ہی لبوں پر خندہ مستانہ ہے

بیخودی احسان کچھ ایسی ہوئی شہرت پذیر — اونگلیاں اوٹھتی ہیں بس یہ کہتی ہیں دیوانہ ہے

جناب حکیم محمد مہدی صاحب اثر لکھنوی مقیم عظیم آباد پٹنہ

چال اوس غارتگرِ دیں کی عجب مستانہ ہے — شیخ از خود رفتہ ہے اور برہمن دیوانہ ہے

حالِ دردِ دل مرا سنکر یہ کہتا ہے وہ شوخ — نیند آنے کو ہماری خوب یہ افسانہ ہے

شکوہ شبہای فرقت سُنکے یہ کہنے لگا — جی میں آیا یقین سب جھوٹ یہ افسانہ ہے

سُنکے وہ مجھسے سوالِ وصل کس انداز سے — سر جھکا کر مسکرا کر بولے کچھ دیوانہ ہے

مے اگر مینا ہی دی لو وعظ کی تو جا نہیں — کچھ یہ مسجد تو نہیں ہے واعظو میخانہ ہے

دو گھونٹ کچھ جاتا نہو گا حضرتِ شیخ آپ کو — سامنے مسجد ہی کے دیکھو کہ وہ میخانہ ہے

شورِ ماتم اے اثر دل سے جو رہتا ہے بلند — آرزوئے خون شدہ کا کیا یہ ماتم خانہ ہے

جناب مولوی سید تفضل حسین صاحب ابر لکھنوی

کچھ نہ آبادی سے مطلب ہی نہ ویرانے سے کام — دل نہیں معلوم کسکی زلف کا دیوانہ ہے

اہل دل کی میرے قصے سے اچٹ جاتی ہے نیند ۔۔۔ لوگ کہتے ہین کہ باعث خواب کا افسانہ ہے

جناب محمد یحییٰ خانصاحب احسن از موضع مانکپور شاگرد جناب نیر بنارسی

آستانِ مصطفےٰ پر کھڑے ہین یون ملک ۔۔۔ کیا جلال و اقتدار و شوکتِ شاہانہ ہے
دوست ہے اللہ کا جو آپ کا مخلص ہوا ۔۔۔ دشمنِ معبود ہے جو آپ سے بیگانہ ہے

جناب مولوی میر سرفراز علی صاحب ایجاد رُدولوی

بادہ خوارون سے یہ تقریرِ لبِ پیمانہ ہے ۔۔۔ میکشی کرلو غنیمت صحبتِ رندانہ ہے
مثلِ بسمل لوٹتے ہین میکدے مین بادہ مست ۔۔۔ تیغ چلتی ہے کوئی یا گردشِ پیمانہ ہے

جناب شیوراج بہادر صاحب اخگر لکھنوی

حسن عالمگیر کا تیرے ہر اک دیوانہ ہے ۔۔۔ کوچہ و بازار مین تیرا اثر افسانہ ہے

جناب الٰہ بخش صاحب اگہ یار انسپکٹر پولیس پنشندار متوطن سلطانپور پرگنہ ہرگی

شمعِ رخ پر تیرے جو اسے ماہرو پروانہ ہے ۔۔۔ جان دینے کے لیے آمادہ وہ دیوانہ ہے

جناب عبد الیاسین خانصاحب آزاد رئیس حیدرآباد ناناک ملیٹی اچھور

ایکدم پہلو مین اپنے اب نہین اسکو قرار ۔۔۔ ہجر مین حالت ہمارے دل کی بیتابانہ ہے

جناب منشی محمد عبد الغفار صاحب اثر چاندپوری شاگرد جناب شرف گلشن آبادی

یاد رہتی ہے بتون کی کعبۂ دل مین اثر ۔۔۔ کیا کہین اب گھر خدا کا ہے کہ یہ بتخانہ ہے

جناب محمد عباس صاحب بسمل اورنگ آبادی

آیا گلگشتِ چمن کو ساقیِ مستانہ ہے ۔۔۔ ہے شرابِ ناب شبنم گل ہر اک پیمانہ ہے

جناب پنڈت نرائن پرشاد صاحب بندہ محرر مال جبلپور شاگرد جناب مولوی عطا حسین

دل بہلتا ہی نہین ہے اس پری تمثال بے ۔۔۔ ہجر مین حالت ہمارے دل کی بیتابانہ ہے

جناب سید افضل حسین صاحب ثابت لکھنوی ناظر عدالت دیوانی کوٹہ

ہم تک آکر پھر گیا جام اس پری کی بزم مین ۔۔۔ گردشِ قسمت یہ ہے یا گردشِ پیمانہ ہے
خیر مقدم کی صدا دیتی ہین شاخین جھوم کر ۔۔۔ آمدِ بادِ صبا گلشن مین کیا مستانہ ہے
پھول تربت پر چڑھانے آتا ہے وہ گلعذار ۔۔۔ قبرِ ثابت پر ہجومِ بلبل و پروانہ ہے

جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

بیخودی ہی وصل مین بہتر کہ خاطر خانہ ہے
ہوش کو کیا دخل کیون آتا ہے کچھ دیوانہ ہے

وہ صنم اور اپنی شکوے شان ہی اللہ کی
ہر شکایت پر یہان اک سجدۂ شکرانہ ہے

قصہ خوان ممکن شب غم مین نہین ہوتا ہو
پند ناصح ہی سہی وہ بھی تو اک افسانہ ہے

کیا مرے پہلو مین چپ بیٹھے ہو شرماتے ہوے
چٹکیان ہی لو کہ یہ بھی ناز معشوقانہ ہے

دل بجھا جاتا ہی یہ کیسی شب وعدہ ہے آج
شام سے رخصت طلب ہمدم چراغ خانہ ہے

اسکو کہتے ہین رسائی وصل مین تقدیر کی
یار کی زلف پریشان اور اپنا شانہ ہے

حالت محبوب سے کہتی ہے از خود رفتگی
آج بس اپنا ہو اُس محفل مین جو بیگانہ ہے

عشق مین رشک و حسد کو دخل ہم دیتے نہین
دوست سے بھی دوستی دشمن سے بھی یارانہ ہے

یاد جب آتا ہی پھٹتا ہی گریبان ای جلال
اُس پری کا ناز سے کہنا کہ تو دیوانہ ہے

جناب منشی محمد ولایت حسین صاحب حقیر ردولوی شاگرد جناب فائز بناری

دیکھ کر اُجڑا ہوا دل کا مکان کہتے ہین وہ
کل تو آبادی یہان تھی آج کیون ویرانہ ہے

زلف و خط و خال کو دکھلا کے کہتا ہی وہ شوخ
طائر دل کے لیے یہ دام ہے یہ دانہ ہے

کر دیا ہی مست تیری چشم میگون نے مجھے
دل سے میرے محو شوق گردش پیمانہ ہے

جناب حکیم خادم الحق صاحب خادم بخشو پوری شاگرد جناب مہر غازیپوری

پوچھتے ہو ہمدمو تم کیا پریشانی کا حال
مبتلائے زلف ان روزون دل دیوانہ ہے

رفتہ رفتہ بڑھ گئی اسدرجہ مے نوشی مری
ہر گھڑی بوتل بغل مین ہاتھ مین پیمانہ ہے

آنیوالا کون ساقی ہے اے پیر مغان
آج کسکے واسطے لبریز ہر پیمانہ ہے

اسقدر خادم ہی عشق یار مین حالت تباہ
لوگ اب مجکو سمجھتے ہین کہ یہ دیوانہ ہے

جناب بابو شیو دیال صاحب خادم لکھنوی خلف جناب گوردیال بیہوش وکیل

گر پڑا جب نشے مین بھی مین تو بانسے یار کے
سچ ہی ہشیار اپنے مطلب کو ہر اک دیوانہ ہے

جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

کب وہ چونکے جو شراب عشق سے مستانہ ہے
شور محشر اوسکو بہر خواب اک افسانہ ہے

پھر سرِ شوریدہ پُر جوشِ جنونِ دیوانہ ہے
پھر دلِ تفتیدہ پر برقِ بلا پروانہ ہے

خوب ہی چلتی ہوئی وہ نرگسِ مستانہ ہے
آشنا سے آشنا بیگانے سے بیگانہ ہے

فاتحہ پڑھنے کو آیا تھا مگر وہ شمع رو
آج میری قبر کا جو پھول ہے پروانہ ہے

درد سے بھرتے ہین آنسو ضبط سے پیتے ہین ہم
آنکھ کی ہی آنکھ یہ پیمانے کا پیمانہ ہے

پاے ساقی پر گرا یا جب گرایا ہی مجھے
چال سے خالی کہان یہ لغزشِ مستانہ ہے

جب پڑا ہی وقت کوئی ہو گئے ہین سب الگ
دوست بھی اپنا نہین بیگانہ تو بیگانہ ہے

اوسکے در پر جاکے ہوتا ہی گدا کو بھی یہ ناز
لوگ کہتے ہین مزاج اِس شخص کا شاہانہ ہے

مجکو لیجا کر کہا ناصح نے اُسکے روبرو
آپکے سر کی قسم یہ آپکا دیوانہ ہے

اوسکو دیوانہ بنا لون تو کرون جھک کر سلام
مین تو بھولا ہون مگر دشمن بڑا فرزانہ ہے

داغ یہ ہی کوے قاتل ہان ناداں ضد نکر
اوٹھ یہان سے آ ادہر گھر بیٹھ کچھ دیوانہ ہے

جناب رام سنگھ صاحب رام پٹواری محکمہ بندوبست راولپنڈی

مضطرب صورت نظر آتے ہو بیتاب ہم تم
ہجر مین حالت تمھارے دل کی بیتابانہ ہے

جناب بندہ علیخانصاحب زیبا لکھنوی شاگرد نواب محمد خانصاحب شید مرحوم

موسمِ گل آگیا و ابابِ ہر میخانہ ہے
جس طرف دیکھو ادھر اِک جلوہ مستانہ ہے

درد دل سُنکے مرا بولے کلیجا تھام کے
دل دُکھاتا ہی یہ کس بدبخت کا افسانہ ہے

مُنہ چھپانے کا کیا شکوہ جو ہنگامِ وصال
سُنکے فرمایا کہ یہ بھی نازِ معشوقانہ ہے

حال اپنا کچھ بیان کرتا ہون دل کو تھام لو
قِصّہ اورون کا نہین ہے یہ مرا افسانہ ہے

مجھسا بیکس بھی نہ اوٹھا ہوگا دنیا سے کوئی
داغِ حسرت شمعِ تُربت آرزو پروانہ ہے

جان و دل ایسے ستمگر سے بچائے گیا کوئی
اوسکا جو انداز ہے زیبا وہ بیباکانہ ہے

جناب صاحبزادہ محمد مشرف یار خانصاحب مشرف گلشن آبادی شاگرد جناب داغ

سُنکے قِصہ وصل کی شب وہ مرے اندوہ کا
بولی نیند آنے لگی کیا خوب یہ افسانہ ہے

باز آ اے بلبلِ نالان خدا کے واسطے
مُنہ کو آتا ہی کلیجا وہ ترا افسانہ ہے

اے مشرف اللہ ہی قائم رکھے ایمان کو
کعبے تو جاتے ہین لیکن راہ مین بتخانہ ہے

جناب فتح محمد خانصاحب شیفتہ غازیپوری شاگرد جناب مہر غازیپوری ؒ

اوسکی آنکھون نے نہین معلوم کیا جادو کیا ۔ دل سا ہمدم دل سا مونس اسطرح بیگانہ ہے
سوز الفت سے جو مثل شمع جلتا ہے مدام ۔ شیفتہ کس شمع رو کا دل ترا پروانہ ہے

جناب میر سید علی صاحب شائق دہلوی ملازم سیٹھ قاسم عیسیٰ کمپنی رتلام

کس بھروسے پر عمارت اسقدر اے غافلو ۔ ہو ذرا بیدار یہ دنیا مسافر خانہ ہے

جناب منشی محمد عبد الرحیم صاحب شعور خلف رسالدار صاحب رتلام ؒ

راحت و آرام مین اپنا دل دیوانہ ہے ۔ ساقی و مطرب ہین دو ہی صحبت جانانہ ہے

جناب مولوی قادر علی صاحب شوق مدرس مدرسہ فارسی رتلام ؒ

دھوم سے فصل بہار آئی ہے ابکی باغ مین ۔ شاخ گل پر بلبلون کا نغمہ مستانہ ہے

عالیجناب نواب صفدر علیخان صاحب بہادر صفدر دام حشمتہ

دل ہمارا مست عشق نرگس مستانہ ہے ۔ کیا غرض ساقی سے ہے کیا حاجت پیمانہ ہے
ہم رہینگے امتحان عشق مین ثابت قدم ۔ ہار جانا دل کا ننگ ہمت مردانہ ہے
خط مجھے لاکر دیا لیکن بڑے اغماض سے ۔ قاصد محبوب مین بھی ناز معشوقانہ ہے
آمد آمد آج ہے کس شاہد مے نوش کی ۔ صورت آغوش ساقی وا در میخانہ ہے
قمریان عاشق ہین تیری سرو بندہ ہے ترا ۔ بلبلین تجھپر فدا ہین گل ترا دیوانہ ہے
جان دی کن حسرتون سے ہای صفدر نے یہان ۔ اور وہان ابتک وہی اک ناز معشوقانہ ہے

جناب جی نرائن صاحب صانع طالب علم کیننگ کالج لکھنو شاگرد جناب قمر لکھنوی

ایکدم اسکو کبھی پہلو نہین آتا ہے چین ۔ یا الٰہی کس پری کا دل مرا دیوانہ ہے
کیا شکایت گر وہ بسملین جنکیونسے دل مرا ۔ یہ بھی اے صانع اک انکا ناز معشوقانہ ہے

جناب سید خدا بخش صاحب صادق ساکن منگلسی ضلع فیض آباد

اضطراب برق و سیماب اسکے آگے کچھ نہین ۔ ہجر مین حالت مرے دل کی وہ بیتابانہ ہے

جناب نواب محمد حسن علیخانصاحب ضبط لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

پوچھتے پھرتے ہین اچھا تو مرا دیوانہ ہے ! ۔ ہر گلی کوچے مین کیسا آج کل ویرانہ ہے !

سامنے آسکے رہین کیونکر بجا ہوش و حواس
ہر روش مین اک نرالا ناز معشوقانہ ہے

صدقے اس رفتار کے بہکی ہوئی گفتار کے
ہاے رے جوش جوانی ہر ادا مستانہ ہے

ہچکچاتے کیون ہو کار خیر مین اے شیخ جی
اوٹھکے مسجد سے چلو تو پاس ہی میخانہ ہے

دل بھر آیا اُن سے جب کہنے کو بیٹھا حال دل
آپ ہی رونے لگا ایسا مرا افسانہ ہے

وعدہ کرنے مین جو کہتا ہون قسم کھا مین حضور
ہنس کے کہتے ہین تجھے کچھ خبر ہی دیوانہ ہے

دیکھکر کہتا ہی مجکو کس تجاہل سے وہ شوخ
ضبط کہتے ہین جسے کیا وہ یہی دیوانہ ہے

جناب طالب علیخان صاحب طالب ڈپٹی پوسٹماسٹر ڈاکخانہ ببری ناگ

خانہ دل کیا ہی طالب جو ویران ہو گیا
اسلیے آنکھون مین اپنی یہ جہان ویرانہ ہے

جناب منشی محمد مبین صاحب علیم پھلی تھری شاگرد جناب یاس لکھنوی

کیا کہین ہر دم تڑپتا ہے کسی کی یاد مین
ہجر مین حالت ہمارے دل کی بیتابانہ ہے

مُنہ چھپائے آپ جاتے ہین کہان ای شیخ جی
یہ رہ مسجد نہین یہ تو رہ میخانہ ہے

کیا ہوا اسکو خدا جانے پھر آیا یاد کیا
آج پھر مضطر بہت میرا دل دیوانہ ہے

جوش میخواری ہی کہ پھر آئی ہی پھر فصل بہار
پھر وہی انداز میرا اندنون مستانہ ہے

کیا بہار آئی کہ بگڑا اک زمانے کا مزاج
محتسب کے ہاتھ مین بھی شیشہ و پیمانہ ہے

کسقدر جوش جوانی ہی تجھے اے مست ناز
چال بھی مستانہ ہے انداز بھی مستانہ ہے

کیون نہین اوٹھتی کسی کے رخ سے خلوت مین نقاب
اور تو کوئی نہین اُسکی حیا بیگانہ ہے

دیکھکر میری پریشان حالیونکو اے علیم
ہنسکے فرمانے لگے تو بھی کوئی دیوانہ ہے

جناب حکیم عزیز احمد صاحب عزیز حکیم آبادی شاگرد جناب بشیر پھلواروی

خیر سے کیا پوچھتا ہے جان من خود دیکھ جا
ہجر مین حالت ہمارے دل کی بیتابانہ ہے

کیا تصور مین مزا پایا ہے وصل یار کا
شادمان پھر کیون شب فرقت دل دیوانہ ہے

انقلاب دہر سے بنیاد دیکھو غافلو
کل جسے آباد دیکھا آج وہ ویرانہ ہے

جناب محمد یحیی علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی بجنور

مانگتا ہون بوسہ رخسار اُس بت سے اگر
ہنسکے کہتا ہے کہ کیا مجنون ہے دیوانہ ہے

جناب محمد خان صاحب غریب اہلمد پیشی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس بہار نور

ہی ہر اک گھر مین اوسی کے نور کی جلوہ گری — عارض جانان چراغ کعبہ و بتخانہ ہے
جذب عشق قیس کی تاثیر کامل دیکھنا — ناقہ لیلی ہے دشت نجد کا ویرانہ ہے
روئے ہم محفل مین یہ کہہ کے بعد از رحلت — یہ شکستہ جام یہ ٹوٹا ہوا پیمانہ ہے

جناب سالار مسعود صاحب غازی پنشنخوار بارہوین پلٹن از بنگلور

طاق ابرو کے مقابل نرگس مستانہ ہے — جائے حیرت ہی کہ کعبے کے قرین میخانہ ہے
اک بت کافر کی ہمین یاد ہے صبح و مسا — دل ہمارا پیشتر کعبہ تھا اب بتخانہ ہے
قیس و لیلی کا کوئی لیتا نہین ہو لیسے نام — جس طرف دیکھو ہمارا آپ کا افسانہ ہے

جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی خلف اصغر جناب امانت مرحوم

اللہ اللہ پر فضا کیا کوچۂ جانانہ ہے — گلشن شداد جسمین سبزہ بیگانہ ہے
بزم مین شب کو جو نور عارض جانانہ ہے — شرم سے منہ شمع کا ڈھانکے پر پروانہ ہے
فصل گل مین اک جگہہ کی کچھ خصوصیت نہین — چار میکش جمع جسجا ہون وہی میخانہ ہے
آکے بھٹکے ہین دوراہے پر الٰہی کیا کرین — کس طرف جائین ادہر کعبہ ادہر بتخانہ ہے
عشق صادق جسکے دل مین ہو اسی کی قدر ہے — قیس کو مجنون جو کہتا ہے وہ خود دیوانہ ہے
قبر عاشق پر نہ آئے فاتحہ پڑھنے کبھی — کوئی مثل اونکے جہان مین بیوفا ہو گا نہ ہے
جل گیا گو خود پہ تجکو بھی رولایا رات بھر — دیکھ کیا ای شمع جذب الفت پروانہ ہے
گوش دل سے حال مجھ مہجور کا سن لو ذرا — جس سے نیند آجائیگی تمکو یہ وہ افسانہ ہے
ساکن ملک عدم دنیا مین آئے اسلیے — دیکھ لین اسکو بھی آبادی ہے یا ویرانہ ہے
کفر پر مائل جو ہے اسلام کے پردے مین شیخ — کعبے کو جاتا ہی لیکن منہ سوے بتخانہ ہے
عشق سے بھی نام رہتا ہی فصاحت دہر مین — قیس کا ابتک زبان خلق پر افسانہ ہے

جناب قاضی احمد علی صاحب فخر اسکول ماسٹر نوساری شاگرد منشی میر علی حسین صاحب

فرقت جانا مین عنقا ہو گئے صبر و قرار — اسلیے حالت ہمارے دل کی بیتابانہ ہے

جناب بالکرشن صاحب قمر لکھنوی شاگرد جناب امیر لکھنوی

اندنون آنکھون پھر سکن مرا میخانہ ہے
وہ حسین پہلو مین ہے اور ہاتھ مین پیمانہ ہے

وصل کی شب تجکو خلوت مین حجاب آتا ہی کیون
اک سوا تیری حیا کے کون یان بیگانہ ہے

بن سنور کے دیکھتا ہی وہ حسین جب آئنہ
حسن یوسف کو بھی کہتا ہی کہ اک افسانہ ہے

چوم لیتے ہین قدم کو فتنے ہر اک گام پر
کیا خرام ناز تیری اے صنم مستانہ ہے

چل کے رکجاتا ہی یہ ہر بار میری حلق پر
تیرے خنجر مین بھی ظالم طرز معشوقانہ ہے

غیر سے ہوکر مخاطب وہ سناتا ہے مجھے
میری محفل سے ابھی اٹھ جا کے جو بیگانہ ہے

اسپہ کیا گذری نہین معلوم تیرے ہجر مین
آج کل حالت مرے دل کی جو بیتابانہ ہے

جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب کمال لکھنوی خلف الصدق جناب جلال لکھنوی

اوس سراپا ناز کی گوہر ادا مستانہ ہے
دل تو چشم مست کے انداز کا دیوانہ ہے

اپنے صحرا کا پتا دیتے ہین مجنون کو یہ ہم
خاک اوڑتی ہی ہزارون کوس کا ویرانہ ہے

یاد رکھنا یا بھلا دینا اسے پھر دل سے تم
سن تو لو میری مصیبت سننے کا افسانہ ہے

ہمنشین کہتے ہین اب کوئی سناؤ اور درد
شکوہ ایذائے شب فرقت کا تو روزانہ ہے

باندھتے ہین کیون وہ جوڑا کھولتے ہین زلف کیون
سمجھے کیا ان پیچ کی باتون کو دل دیوانہ ہے

لو طبیعت مین کسی کی چلبلا پن آچلا
اب تو ہر اک بات مین شوخی معشوقانہ ہے

ہم پرائے دل کو کیونکر اپنے قابو مین کرین
اپنا ہی دل ہاتھ سے جب اپنا نہین بیگانہ ہے

رکھ گیا دو پھول کون آکر جلائی کسنے شمع
قبر عاشق پر ہجوم بلبل و پروانہ ہے

جان پر کچھ آبنی ہے ہجر مین کیا اے کمال
آمد و رفت نفس کیون آج بیتابانہ ہے

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل فتحپور زمیندار موضع اندولی

دیدۂ گریان ذرا ہونا مخاسب اسطرف
آتش غم سے دل اپنا مثل آتشخانہ ہے

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی وکیل شکوہ آباد شاگرد جناب داغ

خیر کرنا ایخدا نادان ہے دیوانہ ہے
دل ہمارا مبتلائے کاکل جانانہ ہے

اسطرح بیتاب وہ ظالم ہو یارب جسطرح
ہجر مین حالت ہمارے دل کی بیتابانہ ہے

کیون کرین ہم چرخ کا یا اس ستمگر کا گلا
باعث کلفت ہمارا ہی دل دیوانہ ہے

واقعی اے تمعہ منظور احمد کی طرح | کون تیرے حسنِ عالم سوز کا دیوانہ ہے

جناب نواب سید کاظم حسنخان بہادر مجنون رئیس ٹیکاری

زرد چہرہ چشم نم خاطر پریشان دل مین درد | ہجر مین حالت ہمارے دل کی بتیابانہ ہے

جناب منشی محمد عبدالمجید صاحب مجید کیرتپوری ملازم فوجداری علیگڈہ

دیکھ کر میرے دلِ صد چاک کو کہتے ہین وہ | آپ کا دل یا کسی کی زلف کا یہ شانہ ہے
لیلی ومجنون کا قصہ تو پرانا ہو گیا | سُنئیے قصے کو ہمارے یہ نیا افسانہ ہے
دیکھتا ہون شمع روئے مصطفی کو اے مجید | لاکھہ جان سے دل مرا اوس شمع کا پروانہ ہے

جناب عبدالمجید صاحب مجید حلیم پوری شاگرد جناب نوازش مونگیری

اک نظر جسپر پڑی وہ مستِ بیخود ہو گیا | گردشِ چشم سیہ یا گردشِ پیمانہ ہے
عشق نے رسوائے عالم مجکو اسدرجہ کیا | جس جگہہ سُنئیے وہان میرا ہی اب افسانہ ہے
وصل کی شب ہجر کی باتو نکو جانے دیجیے | مضطرب ہو جائیگا دل یہ مرا افسانہ ہے

جناب علی احمد صاحب مضطر سہارنپوری شاگرد جناب ساقی سکندرابادی

میکشو مژدہ کھلا اب پھر درِ میخانہ ہے | ساقی توبہ شکن کے ہاتھہ مین پیمانہ ہے
کیا غضب ڈہائیگا آگے دیکھیے جوشِ شباب | عالمِ طفلی ہی مین اندازِ معشوقانہ ہے
حالِ دل اپنا جو کہتا ہون تو سُنتے ہی نہین | اور جو سُنتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ افسانہ ہے

جناب محمد اسحاق خانصاحب مائل رئیس قصبہ برلہ

دل اُسی محبوب کا وارفتہ دیوانہ ہے | جس پری وش کا کہ ہر انداز معشوقانہ ہے
بعدِ مُردن کوئی بھی مائل نہ ہوگا اپنا ساتھی | دیکھتا ہون جسکو مین اپنا وہی بیگانہ ہے

جناب جگیشر پرشاد صاحب مقتول شاعر راجہ صاحب بہادر سنگرولی

صبر رخصت ہو گیا جب سے جدا جانانہ ہے | ہجر مین حالت ہمارے دل کی بیتابانہ ہے
باغبان کہہ کس گُل تر کی ہے آمد آمد آج | کِسکے خاطر بلبلون کا نعرہ مستانہ ہے

جناب سید سعدالدین صاحب محو جلیسری شاگرد جناب داغ دہلوی از کاسگنج

حسرت وارمان و درد و رنج و غم کی ہے یہ جا | خانۂ دل کیا ہی میرا اک مسافر خانہ ہے

سُنکے حالِ مرگ میرا پوچھتے ہین غیر سے
ذکر کسکا ہے بتاؤ کسکا یہ افسانہ ہے

جناب شیخ حیدر صاحب نادان مہتمم کمیٹی اتفاق احباب سکندرآباد

ہجر مین یارب کٹیگی کسطرح یہ کالی رات
شام ہی سے حالت دل آج بتیابانہ ہے

ایک بُت کا کچھ دنون سے ہمین تہا ہی خیال
آگے تھا کعبہ مگر اب دل مرا بتخانہ ہے

جناب منشی شیخ سراج الدین صاحب نادم ابن قاضی شیخ غلام احمد مدرس سرکاری

دل ہجومِ غم سے گویا غم ہی کا کاشانہ ہے
آہ و درد و سوز و غم سے ہجر مین یارانہ ہے

دردِ پہلو سے بھی مطلق دل کو آگاہی نہین
دوستِ جانی بھی اپنا اندنون بیگانہ ہے

جناب مسٹر ولیم رویٹ صاحب ولیم از چھاونی فیروزپور

چشمِ ساغر نم ہے شیشے کو بھی ہے ہچکی لگی
میکدہ بے ساقیِ گلرو کے ماتم خانہ ہے

پاؤن مین ہی اُنکے مہندی خون ہوتا مرا
جان جاتی ہی یہان وہان نازِ معشوقانہ ہے

جناب میر واحد علی صاحب واحد نائب تحصیلدار رنگ پور

بیوفا ہو بیمروت ہو ستم ایجاد ہو
جو تمھارا ہے چلن اے یار بیباکانہ ہے

جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

اندنون فیضِ بہاری سے چمن میخانہ ہے
ہی ہر اک غنچہ صراحی گُل ہر اِک پیمانہ ہے

اِن حسینونکو نہین الزام دے سکتا کوئی
دل چرا لیتے ہین یہ بھی نازِ معشوقانہ ہے

ہوگئے مدہوش سب دیکھا جدہر اُس نے
آنکھ کی گردش نہین ہی گردشِ پیمانہ ہے

وصل کا ہمکو تصور مین مزا ملتا ہے روز
کُنجِ تنہائی جسے کہتے ہین خلوتخانہ ہے

جب کہا مینے کہ دل کیون توڑا جاتا ہے مرا
مسکرا کر کوئی بولا نازِ معشوقانہ ہے

اپنے تلوون سے جو ملتا ہی کوئی عاشق کا دل
کیا یہ ہے برگِ حنا یا سبزۂ بیگانہ ہے

چال مے پینے سے اور اُنکی قیامت ہوگئی
ہاے کیا اٹھکھیلیان کیا لغزشِ مستانہ ہے

وصل کی شب کِس مزے کا دور چلتا ہے ہم
مین لیے ہون شیشہ اُنکے ہاتھ مین پیمانہ ہے

سعرکی مین عشق کے اندوہ و غم کا سامنا
یاسؔ کیا کہنا ترا کیا ہمتِ مردانہ ہے

جناب علی حسین صاحب یکتا ہیڈ اسکول للت پور شاگرد جناب یاس لکھنوی

بیطرح اولجھا ہوا زلفون مین اسکی شانہ ہے / ہی پریشان حال جو اُس شوخ کا دیوانہ ہے

بزم مین جب بیٹھتا ہے گرد رہتا ہے ہجوم / اُسکی شمع حسن پر جو شخص ہے پروانہ ہے

درد و رنج و یاس و غم کا دل مین رہتا ہے ہجوم / بس انھین دو چار سے آباد یہ کاشانہ ہے

میرے دل پر ان بتون نے اپنا قبضہ کر لیا / پہلے کعبہ تھا خدا کی شان اب بتخانہ ہے

دشمنون کی دشمنی رکھتی ہے اے یکتا اثر / دوستون کی دوستی تو آجکل افسانہ ہے

جناب محمد عبد الغفور صاحب یتیم نیٹو ڈاکٹر تحصیل گونڈہ

ساقی گلفام ہی مینا ہے اور پیمانہ ہے / لو چلو رندو بہار آئی کھلا میخانہ ہے

درد دل سنکر مرا دل تھام کر کہنے لگے / ہاے کتنا پر اثر پر درد یہ افسانہ ہے

دیکھ کر بوتل بغل مین لوگ کہتے ہین یتیم / پارسا صورت ہی تو مشرب مگر رندانہ ہے

جناب سید غلام علی بن سید غلام مصطفے صاحب رسا منگلوری شاگرد جناب فدا

جوش پر ہے فصل گل ساقی ہے اور میخانہ ہے / فردہ باد اے دل کہ دور شیشہ و پیمانہ ہے

ظلم کبتک اب تو ہو ایجان وعدہ وصل کا / ہجر مین حالت ہمارے دل کی بیتابانہ ہے

جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی

ہے دل خون گشتہ مے سینہ مرا میخانہ ہے / لخت ہاے دل گزک ہین چشم تر پیمانہ ہے

گل گریبان چاک نرگس خیرہ لالہ داغ داغ / جسکو دیکھا مینے گلشن مین ترا دیوانہ ہے

اور طاعت ہمسے بدمستون سے ہو سکتی نہین / منہ کے بھل گرنا ہمارا سجدہ شکرانہ ہے

صورت گل ہین سراپا گوش لاکھون سرو قد / کس قدر موزون ہمارا نعرہ مستانہ ہے

حسرت و یاس و الم کا دل مین رہتا ہے ہجوم / یہ نہین معلوم کون انمین سے صاحبخانہ ہے

حیف یاد حق کے بدلے ہمین ہے یاد بتان / عرش و کعبہ بن کے میرا قلب کیون بتخانہ ہے

کیا تصور بھی کسی کا تنگ آ کر چل دیا / خانہ معمور دل ان روزون کیون ویرانہ ہے

تیوریان مجبر چڑھا کر ابرو نمین بل نہ ڈال / کاٹ کم کرتی ہے جسبن تلوار مین دندانہ ہے

ترک عشق گلرخان سے یہ ہوا حاصل ضرور / ہر روش شمشاد کی پہلے سے آزادانہ ہے

جناب شید کشمیری دہلوی از اجمیر

ملہ یہ غزلین دیر مین وصول ہونیکی وجہ سے ذرا بے ترتیب درج ہوئین۔

شمع پر جس طرح محفل مین فدا پروانہ ہے
یون ہی تجھ پر اے پری صدقے دل دیوانہ ہے

جناب عاشق دہلوی کلرک ایگزامینرس آفس اجمیر شاگرد جناب داغ دہلوی

ہائے نہ کوئی آشنا اپنا نہ یان بیگانہ ہے
اک فقط دل ہے سو وہ بھی تیرا ہی دیوانہ ہے

خم کے خم اسمین سما مین پھر بھی گنجائش رہے
دل عجب شیشہ عجب ساغر عجب پیمانہ ہے

منہ نہ خود سر کو جھکایا قتل گہہ مین وقت قتل
دیکھ او قاتل یہ میری ہمت مردانہ ہے

یاد رہتی ہے جو ہر دم چشم مست یار کی
شعر گوئی کا ہماری رنگ بھی مستانہ ہے

قبر عاشق پر جو عاشق کی غزل گاتے ہین لوگ
جھومنے لگتے ہین سب ہر شعر درد مستانہ ہے

جناب بیگ محمد خان صاحب فانی لانس دفعدار شاگرد جناب کلامی از اورنگ آباد

تم کو وان غیرون سے شغل بادہ و پیمانہ ہے
رشک سے حالت ہمارے دل کی بیتابانہ ہے

دل لگا کر آپ سنئے تو کہین ہم اپنا حال
ہجر مین جو ہمپہ گذرا ہے وہ اک افسانہ ہے

جناب محمد بشیر الدین صاحب کامل از اورنگ آباد دکن

بیقراری ہی ہر اک پل چین اک دم بھی نہین
ہجر مین حالت ہمارے دل کی بیتابانہ ہے

جناب مولوی ممتاز احمد صاحب ممتاز تھانوی شاگرد جناب داغ دہلوی

اوس بت نا آشنا کو رام آخر کر لیا
دیکھنا ممتاز کیسا عاقل و فرزانہ ہے

شاعرہ پردہ نشین جناب سلطانجہان بیگم صاحبہ حیا از جاورہ

خود سمجھ لے حال او کج فہم گر فرزانہ ہے
ہاتھ میرا دل پہ لب پر آہ مظلومانہ ہے

توڑتا ہی کیون تو اسکو کیون جلاتا ہے ارے
دل مرا کعبہ ہے ظالم یا کوئی بتخانہ ہے

آج تک جی بھر کے ہمنے اسکو دیکھا تک نہین
روز پھر پیش نظر کیون جلوہ جانانہ ہے

ابتو پایا دل نے کچھ کچھ سینہ کوبی کا مزا
کل جلن پہلو مین تھی اور آج درد شانہ ہے

سن تو لو تم سرگذشت ایام ہجران کی کبھی
قصۂ دلچسپ ہے عبرت فزا افسانہ ہے

اوٹھ سکین گے جور تیرے کب حیا کی زار سے
ہائے وہ عاشق پہ طبیعت اوسکی معشوقانہ ہے

غزلیات غیر طرح

جناب حکیم وزیر علی صاحب منظور شاگرد جناب سید مقصود عالم صاحب

عطر مین بس رہی ہے جو پوشاک | جائیگی آج وہ کہین نہ کہین
نیم بسمل کیا نگہ سے جسے | ہو ہمارا دل حزین کہین نہ کہین

جناب پنڈت بھوانی شنکر صاحب تاگر خلف سیٹھ بابو شنکر صاحب ٹونک شہری

چھیڑنا اے دل حزین نہ کہین | روٹھ جائے کوئی حسین نہ کہین
شکوۂ جور کر نہ اے ناگر | ہو خفا تجھسے وہ حسین نہ کہین

جناب مسٹر ولیم بروییٹ صاحب ولیم از چھاؤنی فیروز پور

تم سنبھل کے چلو خدا کے لیے | مردے چونکین تہ زمین نہ کہین
کچھ لگا دے مری طرف سے نہ غیر | یار کو اوسکا ہو یقین کہین

جناب نیض محمد خانصاحب اوستاد شاگرد جناب کلامی از اورنگ آباد

وہ بعد مرگ گور پر آئے تو یہ کہا | حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب محمد حمید اللہ خانصاحب حمید متوطن جاوڑہ ملازم سرکار نظام شاگرد جناب ہوش

وارفتہ خود بخود جو دل بیقرار ہے | شاید کہ پھر یہ مائل دیدار یار ہے

جناب بابو شیو دیال صاحب خادم لکھنوی خلف جناب بھوش وکیل

مے ہے صنم ہے سبزہ ہے فصل بہار ہے | آجلد ساقیا کہ ترا انتظار ہے
آخر دکھایا جوش محبت نے یہ اثر | پرسان حال مجھسے کوئی بار بار ہے
خادم کی قبر پر کبھی آئے تو یون کہا | حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب سید شاہ علی رضا صاحب ضامن جاگیر دار امایالہ ضلع سیلم

مرقد یہ پڑھکے فاتحہ ضامن کے بولے وہ | حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب دیوا نچند صاحب مہر از گوجرانوالہ

دیکھی جو میری قبر تو وہ شوخ بول اٹھا | حسرت برس رہی ہے یہ کسکا مزار ہے

جناب محمد عبد المجید صاحب مجید حلیم پوری شاگرد جناب نوازش موہنگری

آرام جان کو ہے نہ دل کو قرار ہے | کسکا الٰہی آج مجھے انتظار ہے

جناب محمد نصیر احمد خانصاحب نصیر کمانیر پلٹن از سنگرور نہ

کیا کیا گھٹائین آئی ہین کیسی بہار ہے
ساقی پلا شراب کہ دل بیقرار ہے

آنکھین مریض ہجر کی ہین سوے در لگی
شاید کسی کے آنے کا آج انتظار ہے

جناب مولوی محمد عبدالرحیم صاحب نزار رائی ساگری شاگرد جناب فائز

شرمندہ ہون بٹھاؤن کہان یار کو نگار
دل کو جو پوچھیے تو وہ اُجڑا دیار ہے

جناب غلام رسول صاحب یاد بن محمد متوطن بھرورچ ساکن جناب مہجور

وہ کوچۂ نبی کی زمین پر بہار ہے
فردوس بھی نظر مین مری شکل خار ہے

جناب حاجی شیخ محمد امیر حسن صاحب امیر سہارنپوری

روز حشر ہنگام شفاعت
کسی کا ہاتھ ہو دامن کسی کا

جناب سید علی صاحب بہار شاگرد جناب شریف و امیر لکھنوی

بجاے شمع میری بیکسی پر
جلے گا دل سر مدفن کسی کا

غضب کی چٹکیان لیتا ہے دل مین
جوانی بنگیا بچپن کسی کا

زمانہ غش کرے مانند موسے
اگر دیکھے رُخ روشن کسی کا

نہ آتا بید ہو کر اے درد فرقت
دل بیتاب ہے مسکن کسی کا

دہل جائیگا دل ہمکو نہ چھیڑو
کہان بیتنے سُنا شیون کسی کا

جناب شیخ محمد عبداللطیف صاحب شفا ساکن چھپرہ شاگرد جناب جلیس

جہان تاریک ہے نظروں مین میری
چھپا جب سے رُخ روشن کسی کا

رہی دل کو نہ پھر حورون کی خواہش
جو ہاں یاد آگیا جوبن کسی کا

یہ بُت رکھتے ہین پتھر کا کلیجا
سنین کیا نالۂ و شیون کسی کا

جناب نواب وحید الدین حیدر صاحب ضیا ساکن چھپرہ خلف جناب جلیس

وہی بے شبہ ہے اللہ کا دوست
نہین دنیا مین جو دشمن کسی کا

ترا کوچہ بھی جنت سے نہین کم
خوشا قسمت جو ہو مدفن کسی کا

ادھر ہے عشق کو اپنے ترقی
ادھر بڑھتا ہے بھولاپن کسی کا

دل اُسکا مثل آئینہ ہے شفاف
ضیا ہرگز نہین دشمن کسی کا

جناب محمد مقصود علی صاحب مقصود آسیونی

سنورنا چھوڑ دین غیرت سے گیسو جو دیکھین جو سادہ پن کسی کا
شب وصلت کی کیفیت نہ پوچھو کسی کا ہاتھ تھا دامن کسی کا
کیا اس سنگدل کے دل کو بیتاب غضب کرنے لگا شیون کسی کا
نہ چھوٹے گا قیامت تک کبھی پھر اگر ہاتھ آگیا دامن کسی کا
نہ کیون تصویر کی صورت ہو حیران جو دیکھے آئنہ جوبن کسی کا
جگر مین داغ ہین اور دل مین چھالے بھلا پھولا ہے کیا گلشن کسی کا

جناب سید یوسف حسین صاحب یوسف سکنیلر آرایم آر اسٹنٹین گرہی ہر سرو

ہلایا کرتا ہے عرش برین کو کبھی نالہ کبھی شیون کسی کا

جناب منشی سید ولایت حسین صاحب حقیر ردولوی شاگرد جناب فائز بارہسی

مستعد کون ہوا سیر کو چلنے کے لیے جان مشتاق جو بڑھتی ہے نکلنے کے لیے
شمع محفل مین یہ کہتی ہے بہا کر آنسو ہمکو اللہ نے پیدا کیا جلنے کے لیے
ہو گئے جب کبھی آمادہ عدم کے سفر کی ڈھونڈھ لیتے ہین بہانہ کوئی چلنے کے لیے
دل کو بیطرح غم و رنج نے گھیرا ہے حقیر حسر مین راہ نیا ئینگی نکلنے کے لیے

جناب سید الطاف حسین صاحب تشنہ فریدآبادی

حضرت دل مائل زلف دوتا ہونے لگے شامت آئی انکی پھر وقف بلا ہونے لگے
پھر کسی کی کاکل شبگون کا سودا ہو گیا پھر کسی کی تیغ ابرو پر فدا ہونے لگے
پھر بہار آتے ہی وحشت کو ترقی ہو گئی پھر جنون زا ولولے دل کے سوا ہونے لگے
عاشقونکی جان و دل پر پھر قیامت آگئی پھر تمھاری چال سے فتنے بپا ہونے لگے
مجکو مضطر دیکھ کر کرتے ہین وعدہ وصل کا اب تو حق دوستی کچھ کچھ ادا ہونے لگے
کیون کسی کو منہ لگایا تھا مریجان آپ نے بوسہ لیتے ہی جواب ایسے خفا ہونے لگے
تشنہ ناشاد پھرتے ہو جگر تھامے ہوے پھر نہ کہنا ہم کسی پر کیون فدا ہونے لگے

جناب منشی سجاد حسین صاحب ساجد کسمنڈوی سررشتہ دار سٹیرم دکن

ہجر مین سر بھی پٹکا کبھی چھاتی کوٹی
آپ کے سر کی قسم یونہین بسر کرتے ہین
وہ گنہگار و سیہ کار ہون ساجد سجدا
الامان مجھسے تبجر اور تجبر کرتے ہین

جناب سید باقر حسین صاحب شہرت لکھنوی خلف جناب لطافت مرحوم

نازو ادا و حسن مین تم لاجواب ہو
معشوق اور ذرے ہین تم آفتاب ہو
محفل مین شمع آئی وہ نیچی کرین نگاہ
عریان ہو کوئی اور کسی کو حجاب ہو
ہر ایک جا ہی رنگ تمھارا جدا جدا
تم دل مین ہو خیال تو آنکھو نمین خواب ہو
مٹی ہماری لاش کو دو تم بھی قبر مین
مانع نہو حیا تو شریک ثواب ہو
زاہد نے میکشو نمین کیا حیلہ یاس کا
مطلب یہ ہے کہ یونہین میسر شراب ہو
کہتا ہی سنکے قصہ یوسف کو وہ حسین
ضایع نہ یون جہانمین کسی کا شباب ہو
دیکھا ہی مینے عالم رویا مین اونکا وصل
شہرت خدا کرے کہین سچا یہ خواب ہو

جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی خلف اصغر جناب امانت مرحوم

نحیر و ن مین بعد سیر کے جو تم بیحجاب ہو
خاک اوڑ کے سیر سے منہ پہ تمھاری نقاب ہو
لے دیکھ دل کے زخم کا انگور ساقیا
اسکی اگر شراب کھنچے انتخاب ہو
محفل مین جو کلام کرو نمین وہ کچھ نہین
جو بات آپ کیجیے وہ لاجواب ہو
گر چاہتے ہین اپنی برات سب اہل حشر
پہلے کہین خدا سے کہ میرا حساب ہو
سمجھے بھی ہونگے ہاے نہ اسباب کو رقیب
عاشق وہی ہی آپ کو جس سے حجاب ہو
پھاہے بہت سے زخم جگر کے بنا رکھون
گر مجھکو دستیاب تمھاری نقاب ہو
ای دختِ رز اونھین کبھی نہ عاشق سے آدمی
شیشے سے تو نکل کے اگر بے حجاب ہو
رندو نمین آکے بیعت دست سبو ہے شرط
اے شیخ تم نہ آؤ اگر اجتناب ہو
بے اسکے عاشقی کا جہان مین مزا نہین
دو چار دل مین داغ ہون کچھ اضطراب ہو
واعظ نے کی ہی غیبت میخوار اے خدا
کچھ اسپہ ہو عذاب کچھ اوس پر عذاب ہو
دیدار ہی حضور کا موقوف حشر پر
مین کیا کرون وہان بھی جو منہ پر نقاب ہو
کرتا ہون اپنی حسرت مردہ کو دلمین دفن
ارمانو آؤ تم بھی شریک ثواب ہو

شاعر جو لکھنو مین فصاحت ہین قدر دان	کہتے ہین اپنے رنگ مین تم لاجواب ہو

جناب مرزا محمد آغا جان صاحب آغا رئیس سونگھڑہ

کیون نہ آئے مرے جنازے پر	تمکو مرنے کی بھی خبر نہوئی
تو تڑپ کر ٹھہر گئی اے برق	مجکو تسکین عمر بھر نہوئی
کیون شب وصل کو نہ طول ہوا	کیون شب ہجر مختصر نہوئی

جناب محمد حیدر حسن خانصاحب حیدر رامپوری ملازم جودھپور شاگرد جناب امیر

ہل گیا عرش میرے نالون سے	اُسکے دل کو مگر خبر نہوئی
کسکو چھوڑا نگاہ نے تیری	کونسے دل مین کارگر نہوئی
کون رویا نہ میرے مرنے پر	ہوئی تیری آنکھ تر نہوئی

جناب محمد شاہ خانصاحب کاوش رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

اوسکے کوچے مین مجکو لیجاتی	کشش شوق راہبر نہوئی
درد ہی کو بنا لیا ہمدم	اپنی تنہا کبھی بسر نہوئی
شب غم درد ہجر سے کاوش	تڑپے کیا کیا مگر سحر نہوئی

جناب محمد ابراہیم صاحب خلیفہ ساکن جودھپور

بجز دیدار جانان اے خلیفہ	مین مانگون حق تعالے سے دعا کیا

جناب تلشی رام صاحب ذرہ روزنامچہ نویس اجنٹی کوٹہ

سوا اسکے کہ اک بوسہ عطا ہو	ہماری آرزو کیا مدعا کیا

جناب محمد شرف الدین صاحب زخمی جالیسی شاگرد جناب قدر و شاد عظیم آبادی

تڑپتا ہون نہین ہے چین دلکو	کہون فرقت کا اپنی ماجرا کیا
وہ کس ناز و ادا سے پوچھتے ہین	شہید ناز کا ہے خونبہا کیا
یہ کیون ہو اسقدر ناراض ہمسے	بتاؤ تو ہوئی ہمسے خطا کیا
بتون کی چاہ مین دل اپنا ڈوبا	دکھائے عشق مین دیکھین خدا کیا
خدا کی یاد مین زخمی رہو تم	بتون کی بیوفائی کا گلا کیا

جناب منشی سالگرام صاحب سالک محافظ دفتر فوجداری جھالاوار

یہ تڑپا دفعتاً سینے مین کیون دل
مرے پہلو سے کوئی اٹھ گیا کیا

ہوا ہو جسکا دل قابو سے باہر
تمھین بتلاؤ پھر اسکی خطا کیا

لب جان بخش جانان کا تصور
ملی ہے موت کی تجھکو دوا کیا

گلا کٹنے کیا کیون روٹھتے ہو
کہا کیا ہمنے اور تمنے سنا کیا

یونہین سنتے ہین حال دل کسی کا
بتاؤ تو بھلا ہمنے کہا کیا

عدو کے پاس وہ جاتے ہین ہر روز
تجھے اے جذبۂ دل ہو گیا کیا

تجھے زیبا ہے سالک بت پرستی
ہوا ہے تجھکو اے مرد خدا کیا

جناب صاحبزادہ مرزا مشرف یار خانصاحب مشرف گلشن آبادی

دم آخر عیادت کے لیے آئے
مرے جینے سے تمکو فائدہ کیا

ستائے یان ہین چرخ برین بھی
خدا منصف نہین روز جزا کیا

جناب منشی نعمت خانصاحب شاغل ملازم راؤصاحب مسعودہ شاگرد جناب

جسے ہو نام سے بھی میرے نفرت
سناؤن اسکو اپنا مدعا کیا

جناب ڈاکٹر کرامت اللہ خانصاحب صید شاہجہانپوری وارد کابل

کسی محبوب پر مین مر چکا ہون
بھلا آکر کرے گی یہان قضا کیا

جناب منشی امیر سنگھ صاحب ضیغم شاگرد جناب رحمت دہلوی

نہ رخ پردے مین اپنا تم چھپاؤ
لگی آنکھ لگاؤ اب شرم و حیا کیا

جناب منشی محمد حسن صاحب حسیب گورکھپوری

تفکر مین پڑے ہین حشر کے دن
کہ دیکھین آج کرتا ہے خدا کیا

سمجھ کر دیکھیے کہتے ہین مجھسے
تمھارا دل کسی پر آگیا کیا

دل و جان دین و ایمان کر چکے نذر
ہمارے پاس اب کیسے رہا کیا

وہ آئے قبر پر میری پئے سیر
یہان اک بیکسی تھی اور تھا کیا

جناب فیاض خان صاحب فیاض امروہوی شاگرد جناب شاعر امروہوی

نہ دکھلائے خدا دشمن کو وہ روز | کہوں فرقت کا تُجھسے ماجرا کیا

جناب چودھری گنگا بخش صاحب قمر تعلقدار رام پور کلان رئیس اعظم بسوان

ستم کیا جور کیا ظلم و جفا کیا | وہ جو چاہیں کرین اسکا گلا کیا
بُتوں کے ہاتھ سے پائے بہت رنج | مین کیا سمجھا خداوندا ہوا کیا
تکلف برطرف تجھے شب وصل | یہاں بیٹھا ہے کوئی دوسرا کیا

جناب محمد ابو سعید خانصاحب کفیل از نیا نگر

کوئی یہ اون سے جا کر پوچھ آئے | ہماری دردِ دل کی ہے دوا کیا
کفیل اُس بیوفا کو دے دیا دل | ارے کمبخت یہ تو نے کیا کیا

جناب شیخ نور محمد صاحب کاشف رئیس بمبئی

وہ آلین روبرو اے داورِ حشر | کرین ہم اونکی غیبت مین گلا کیا

جناب علی احمد صاحب مضطر سہارنپوری شاگرد جناب ساقی سکندرآبادی

تڑپتا ہی تجھے اے دل ہوا کیا | کوئی یاد آگئی اُسکی ادا کیا
وہ مرنا ہی ہمارا چاہتے ہین | کرین ہم اپنے جینے کی دُعا کیا
گھٹا ہو مئے ہو ساقی ہو چمن ہو | تو پھر دیکھو مزے ہوتے ہین کیا کیا
نہین پھولے سماتے گل خوشی سے | گذر سوے چمن اُسکا ہوا کیا
نہ ہو بیصبر مضطر دیکھہ تو تو | دکھاتی ہے اثر آہِ رسا کیا

جناب سید نوازش حسین صاحب نوازش از مونگیر

خطا ہی صاف میرے جذبِ دل کی | نہ آنے کا بھلا آنکے گلا کیا
چرایا گر نہین دُزدِ حنا نے | تو پھر کہدو تمھین دل ہو گیا کیا
یہ کیا آنکھو نمین اک بجلی سی چمکی | کہین اُس برقِ وش نے ہنس دیا کیا

اطلاع

پرچہ پہونچتے ہی فوراً اس طرح مین (نقش قدم کی طرح کسی کو مٹا دیا) نظمین بھیجنا چاہئین
اور طرح ذیل مین ۱۵ - دسمبر تک ۔ ورنہ درج ہونے سے رہجائینگی

وہ چونک اوٹھے مری آہ و فغان سے

فغان قافیہ ۔ سے ردیف ۔

عمدہ اور جدید کتابین

حضرات! آپ قومی پریس کی کتابون کی فہرست ہر سالون کو ضرور منگوائیے اور دیکھیے کہ قومی پریس نے اپنی ابتدائی عمر مین کس محنت و جانفشانی سے یہ کتابین طبع کی ہین۔ آپ کو ان کتابون کے دیکھنے سے کتابون کی عمدگی کے علاوہ اس امر کا بھی اندازہ ہوگا کہ آپ کا قومی پریس کتابون کے عمدہ چھپوانے مین کیسا اہتمام کرتا ہے۔ ایک آدھ کتاب جو قومی پریس کے قائم ہونے سے پہلے پیام یار کے اہتمام سے طبع ہوئی وہ بھی درج ذیل ہے

کلیات مذاق

یہ لاجواب دیوان مسکاہت دلنشین کے ساتھ اور کلام نہایت عمدہ جو کسی کی رہنمائی کی غرض سے درج کیا گیا ہے۔ اور چھپائی اور کتابت اور کاغذ کے اعتبار سے بھی کسی کے حسن نظر فریب سے کم نہین۔ قیمت کچھ نہین صرف لاگت ... ۹/

دلچسپ کا پہلا حصہ

ہندوستان کے معزز خاندانون کی حالت کا آئینہ۔ انگریزی بلیغ انشاپردازی کا نمونہ۔ حرفون کے ذریعے سے تصویر دکھا دینے کا آلہ۔ اردو کو ایک باعزت زبان بنانے کی کل۔ دلون پر عمدہ اثر ڈالنے کی حکمی قوت۔ یا اس نہایت ہی عمدہ طبعی ناول کا پہلا حصہ **فرخ اور مہدی** مصنفہ جناب مولوی محمد **عبد الحلیم صاحب شرر** خوشنما اور بیش قیمت کاغذ پر بہت پاکیزہ خط مین بڑے اہتمام کے ساتھ ملک پر عمدہ اثر ڈالنے کے لیے طبع کیا گیا ہے۔ قیمت فی جلد ... ۶/

دلچسپ کا دوسرا حصہ

سچے عشق کی دلگداز تاثیر۔ ہمارے دلی جذبات کی اصلی تصویر۔ ایک پاکباز عاشق کی بیتابانہ امنگین۔ ایک پاکدامن معشوقہ کا غضب کا ضبط۔ ہندوستانی مردون کے جنون انگیز ولولون کی انتہا۔ ہماری عورتون کی بیکسی اور پاکدامنی۔ یعنے دلچسپ کا دوسرا حصہ "**فرخ اور اوس کا عشق**" نہایت موثر اور پرجوش اردو مین بلکہ زبان مین تازہ نئی جان ڈالنے کے نئے پیرایے پیدا کرکے نہایت اہتمام سے چھاپا گیا ہے۔ اسکے مصنف وہی مولوی **محمد عبد الحلیم صاحب شرر** ہین۔ قیمت فی جلد ... ۸/

نغمہ

حسرتون کی مجسم صورتین۔ مایوسیون کی ہوبہو تصویرین۔ دل آزار کے گہرے رنگ۔ چشم مایوس سے ٹپکنے والے خون کے قطرے۔ آہ عالم سوز کے بھڑکتے شعلے۔ آتش عشق کی جگرسوز چنگاریان حسن کے سچے بتاپا کرنے والے فوق۔ عشق کی اندوہناک سرگذشتین یعنی مثنوی **نغمہ راز** مصنفہ جناب مولوی **محمد ظہیر احسن صاحب شوق** مع **شب وصل و شب غم** نتیجہ طبع جناب مولوی **محمد عبد الحلیم صاحب شرر** نہایت اہتمام سے چھپی ہے۔ ملک کا بہت بڑا حصہ چونکہ **شب وصل و شب غم** کا خواستگار رہا۔ لہذا اوس جوش امتحان کے لینے وہ بھی **نغمہ راز** کے ساتھ شایع کردی گئین۔ قیمت فی جلد ... ۴/

صبح امید

موجودہ اسلام کی دلسوز تصویر دیکھنا ہو تو یہ مثنوی منگوائیے۔ نیچرل نظم مین اسلام کی حالت دکھائی گئی ہے اور نہایت ہی اثر ڈالنے والے طریقے سے اسلام کو جوش دلایا گیا ہے۔ عام ملک نے اس مثنوی کو بڑے شوق سے لیا اور پسند کیا۔ قیمت ... ۳/۰

ضرب المثل

اسمین اردو کی اکثر مثلین اور چھوٹے چھوٹے جملے جو عموماً اہل زبان کی زبانون پر چڑھے ہوے ہین۔ بترتیب حروف تہجی جمع کردیے گئے ہین۔ یہ رسالہ اون لوگون کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے جو اردو زباندانی کا شوق رکھتے ہین قیمت فی جلد ۲/۰

خیالات نادرہ

فصیح فارسی مین تصوف کی لاجواب کتاب ہے۔ اس کتاب کو دیکھ کر بہت بڑا کمال نظر پڑتا ہے کہ ایک وسیع فن ایک مختصر رسالے مین سمیٹ کر بیان کردیا گیا ہے۔ قیمت فی جلد ... ۲/۰

جس کتاب کی درخواست آئے مع قیمت یا باجازت ویلیو پی ایبل۔ ورنہ تعمیل نہوگی۔
محصول ڈاک وغیرہ ہمارے ذمے ہے

المشتہر۔ محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار و قومی پریس۔
لکھنؤ چوک

پیامِ یار

نمبر ۱۲ بابت ماہ دسمبر ۱۸۹۶ء جلد ۸

نالۂ بلبلِ شیدا تو سُنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرتبہ

منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مہتمم قومی پریس پیامِ یار

لکھنؤ۔ چوک

قومی پریس واقع لکھنؤ چوک میں بحسن زیبائش چھپا

مصرع طرح پیام یار

نقش قدم کی طرح کسی کو مٹا دیا

جناب محمد احسان علی خانصاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

لپٹا لیا کہ بوسۂ رخ بر ملا دیا ؎ بتلایئے حضور نے دل لے کے کیا دیا
وہ جلوے ہر خیال میں ہیں وقتِ انتظار آنکھوں کو پتلیوں نے تماشا دکھا دیا
پھر آرزو ہی کھائیے تیغِ ستم کا زخم ؎ اس دل کی چوٹ نے ہمیں اچھا مزا دیا
میرا نشان قبر تھا مدت سے یادگار ظالم کی ٹھوکروں نے اسے بھی مٹا دیا
ہوتے ہو تم مجھی سے مکدر شبِ وصال ؎ مستی میں حوصلہ نہ عدو کا ملا دیا
روز آتے ہیں وہ دیکھنے کو میرا اضطراب دردِ جگر نے مجھکو تماشا بنا دیا
آخر شبِ فراق میں موت آگئی ہمین جلتا ہوا چراغ کسی نے بجھا دیا
اخفائے آرزو نہ محبت مین ہو سکا دل تنگ کا حال یار کو ہمنے بتا دیا
اے آسمان ہم تو کہین گے ہزار بار ؎ تو نے ہمارے دوست کو دشمن بنا دیا
کتنا ہی اضطراب ہو مانگین گے ہم نہ دل کیا اسکا پھیرنا جو کسی کو دیا دیا
دیکھین گے تاب لاتی ہے کسکی نگاہِ شوق محشر کے دن جو یار نے پردہ اٹھا دیا
احسان مر گئے نہ میسر ہوا وصال ؎ اس آرزو نے خاک مین ہمکو ملا دیا

جناب محمد عبد العزیز صاحب انجم بھرتپوری شاگرد جناب نسیم بھرتپوری

آنکھوں سے اسنے جو پردہ اٹھا دیا گویا خدا کی شان کا جلوہ دکھا دیا
جو سوجھتی ہے فضل خدا سے انھین نئی لکھ لکھ کے میرا نام زمین پر مٹا دیا
بیکار فیض وجود کو سمجھو نہ منعمو ؎ اک روز کام آئیگا یان کا لیا دیا
دل کو مسوس کر مین سرِ بزم رہ گیا بوسہ عدو کو اسنے جو رخسار کا دیا

جناب منشی احمد حسین صاحب آفت طالبعلم ہائی اسکول مراد آباد شاگرد جناب انگل

پردہ خودی کا ہمنے جو دل سے اٹھا دیا چشمِ خرد کو اور ہی جلوہ [illegible] دیا

کب کا بخار تو نے نکالا یہ اے صبا ۔ اُس کوچے سے غبار جو میرا اوڑا دیا

جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز مرشد آبادی منشی بیت الانشاے

پردہ دوئی کا عشق نے جبدم اُٹھا دیا ۔ وحدت نے تیرے نور کا جلوا دکھا دیا
تلووں سے ملکے نام تک اُسنے مٹا دیا ۔ عاشق کے دل کو نقش کفِ پا بنا دیا

جناب شیو راج بہادر صاحب اخگر لکھنوی

گردن جھکا کے چپ رہے پھر کچھ نہ کہہ سکے ۔ سمجھے پتے کی بات جب اُنکو بتا دیا

جناب سید امیر حسن صاحب بدر آروی شاگرد جناب صفیر بلگرامی

اچھا کیا کلیم کو جلوہ دکھا دیا ۔ یہ کیا کیا جو طور کو ایجان جلا دیا
مشقِ خرام ناز سے کسکی بپا ہی حشر ۔ خوابِ عدم سے مُردون کو کسنے جگا دیا
تاثیر بارے اتنی تو دکھلائی آہ نے ۔ محفل سے اپنی غیر کو تمنے اُٹھا دیا
ای خفتگانِ خاک سناؤ تو کچھ نہ مجھے ۔ کسکا فسانہ کہہ کے اجل نے سُلا دیا
دامن کبھی نچھوڑونگا اشکون کی طرح سے ۔ تمنے نظر سے گو مجھے اپنی گرا دیا

جناب حافظ محمد حسین صاحب بسمل خیر آبادی وکیل ٹونک

ای چرخ تو نے ہمکو زمانے مین کیا دیا ۔ نالہ دیا جو ایک تو وہ نارسا دیا
ای عشقِ یار زخم جگر ہو کہ داغِ دل ۔ جو درد تو نے ہمکو دیا لا دوا دیا
مرغِ سحر جو ہجر کی شب بولتے نہین ۔ بختِ سیاہ نے مرے سرمہ کھلا دیا

جناب منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی

ہنس ہنس کے مجکو زخمِ جگر نے رُلا دیا ۔ بیٹھے بٹھا کے آنکھ نے طوفان اُٹھا دیا
رنگِ حنا نہ تھا دلِ پامال کو مرے ۔ کیون لے کے ہاتھون ہاتھ گلون نے اُڑا دیا
سمجھے تھے مر کے ہست و عدم سے ملی نجات ۔ یارون نے روزِ حشر کا جھگڑا لگا دیا
وہ غمزدہ ہون صورتِ اشک سرِ مژہ ۔ افتادگی نے خاک مین مجکو ملا دیا
نقشِ قدم ہون خاک کوئی دستگیر ہو ۔ مِٹ ہی گیا جو ہاتھ کسی نے لگا دیا
دیکھا نہ ہمنے خوابِ عدم مین بھی حسنِ دوست ۔ بالین پہ شورِ حشر نے آکر جگا دیا

مرہی گیا مین دیکھہ کے آر انشو نکے ڈہنگ | آخر ترے بناؤ نے مجکو بنا دیا
ناصح معاف. ظلم کرے یا جفا کرے | ابتو دل حزین اُسے ہمنے دیا دیا
تسلیم دے کے دل غم جانکاہ مول لے | کام آئیگا یہی دم محشر لیا دیا

جناب حافظ محمد یوسف خانصاحب تشنہ بلندشہری شاگرد جناب ذوق

رنج فراق سے مجھے فرصت نتھی ہنوز | سوز درون نے اور کلیجا جلا دیا

جناب میر لطف علی صاحب تنہا مدراسی شاگرد جناب داغ دہلوی

تنہا کو قتل کرکے یہ اُس شوخ نے کہا | جھگڑے کو روز روز کے ہمنے مٹا دیا

جناب سید افضل حسین صاحب ثابت لکھنوی ناظر عدالت دیوانی کوٹہ

قاتل نے خون بہا کے نیا خون بہا دیا | لاشے پہ اپنا سُرخ دوشالا اوڑہا دیا
ای گل اگر نہ زاری بلبل مین تھا اثر | شبنم کو کسکی آہ و فغان نے رلا دیا
دو چار بوسے دے کے دعا لو فقیر کی | کام آئیگا کبھی نہ کبھی یہ لیا دیا
بھولے سے بھی ہمین کبھی کرتے نہین ہو یاد | دل لے کے تمنے ہمکو بھی دل سے بھلا دیا
کیون چرخ جور و ظلم سے تو چوکتا نہین | معشوق بھی دیا تو ہمین بیوفا دیا
آنسو سوا نظر مین سماتا نہین کوئی | آنکھون کو جب سے یار نے جلوہ دکھا دیا

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

جس دل کو ڈھونڈھتا تھا وہ ہمنے بتا دیا | لے درد عشق تجکو ٹھکانے لگا دیا
سرد آنسوون نے عشق مین بھڑکا بڑھا دیا | دل کی لگی تو بجھ نہ سکی دل بجھا دیا
زیر زمین بھی لینے لگا کروٹین کوئی | کیا جانے کسکو خاک مین اُسنے ملا دیا
دم توڑنے مین بھی یہ اُٹھانا تھا ہمکو داغ | پہلو سے اپنے آپ کسی کو اُٹھا دیا
ناصح ہمنے سر کو پٹک کر شب فراق | تقدیر کو عجیب تماشا دکھا دیا
خاک اپنی بیٹھتی نہین اُٹھکر زمین پر | صرصر نے آسمان پر ایسا چڑھا دیا
آیا نہ تا زبان قلم حرف مدعا | دل ہی مین تھا کہ یاس نے اُسکو مٹا دیا
تیغ ادا لگا ئی تھی ہنسکر کسی نے کیا | جب زخم دل سے آنکھہ ملی مسکرا دیا

اُسنے بگڑ بگڑ کے ادا سے شبِ وصال ۔ بگڑے ہوے نصیب کو میرے بنا دیا
یون ہمنے کی بسر شبِ تنہائیِ فراق ۔ تصویر تھی اک آگے اُسے بھی ہٹا دیا
ارمان وصل دل سے نکلنے کو ہی چلا ۔ دل کی تڑپ نے کیا کوئی پہلو بتا دیا

جناب مولوی محمد عمر صاحب جنون ابن مولوی محمود میان صاحب وکیل بدر منظور

گلچین نے مژدہ آمدِ گل کا سنا دیا ۔ داغِ جنون نے سینے مین سکہ بٹھا دیا
کیا خوب۔ دل کو آپ کے مطلق خبر نہین ۔ آہِ رسا نے میری فلک کو ہلا دیا
غنچے چٹکنا بھول گئے اوس پڑ گئی ۔ گلشن مین کون رشکِ چمن مسکرا دیا
چلمن سے پار ہوکے جگر تک اتر گئی ۔ تیری نگاہِ ناز نے دل کو دکھا دیا
لختِ جگر ٹپکتے ہین آنکھ سے مثلِ اشک ۔ سوزِ درون نے میرا کلیجا پکا دیا
سُن سُن کے حالِ دل یہ مجھے داد اُسنے دی ۔ تک تک کے تونے آج مرا سر پھرا دیا
اس طرزِ گفتگو ہی پہ دل لوٹ ہی مرا ۔ نکلی نہ بات منہ سے کہ وہ مسکرا دیا
موقوف تذکرہ ہوا کیون مجکو دیکھ کر ۔ شاید تمھارا غیر نے زانو دبا دیا
شوخیِ خرامِ ناز کی پامال کر گئی ۔ نقشِ قدم کی طرح کسی کو مٹا دیا
شمعِ مزار کی نہین حاجت مجھے اے جنون ۔ الفت نے داغِ دل ہمین وہ پُر ضیا دیا

جناب پنڈت رام کشن صاحب جوش ہیڈ ماسٹر مہاراجہ اسکول پرتاب گڈہ

داغِ جگر نے مجھ مین اپنے کھلائے گل ۔ سینے کو میرے تختۂ گلشن بنا دیا
آتشِ غمِ فراق کی ہرگز نہ بجھ سکی ۔ دریا اگرچہ دیدۂ تر نے بہا دیا
کیونکر دماغ جوش کا پہونچے نہ عرش پر ۔ ساقی نے دستِ ناز سے ساغر پلا دیا

جناب منشی سید ولایت حسین صاحب حقیر رودولوی شاگرد جناب فائز بنارسی

اب مجھ امیدِ وصل ہوئی ہے فراق مین ۔ گھِس کر جبین نوشتۂ قسمت مٹا دیا
مثلِ مزاجِ یار طبیعت بدل گئی ۔ دل نے ہمین بتون کا جو بندہ بنا دیا
دل آپ کے فراق مین تھا آج بیقرار ۔ گردِ ملال سے اُسے ہمنے دبا دیا
نکلا دھوان جو آہ کے ہمراہ وجہ ہے ۔ دل کو حرارتِ تبِ غم نے جلا دیا

لیکر حقیر زار کا وہ نقد دین و دل | شوخی سے پوچھتے ہین ہمین تمنے کیا دیا

جناب محمد عبد اللہ صاحب حمید شاگرد جناب حیدر از بجنور

اللہ ہی انکی دل کی کدورت کہ خاک پڑ | لکھا ہمارے نام کو اور پھر مٹا دیا
مین ہون غلام اس شہ والا کا اے حمید | جسنے کہ نام کفر و ضلالت مٹا دیا

جناب حافظ ابو الحسن صاحب حسن آروی

قاصد نے آکے وصل کا مژدہ سنا دیا | مین مر رہا تھا ہجر مین مجکو جلا دیا
اب مر کے ہم اٹھین گے در یار سے حسن | قسمت نے ہمکو لاکے یہان پر بٹھا دیا

جناب مولوی حکیم محمد اسمعیل خانصاحب حکیم سب رجسٹرار بلیہ

پیر فلک کی دیکھو عجب چال ہے نئی | نقش قدم کی طرح کسی کو مٹا دیا

جناب حسن علی صاحب حسن پھولونی دوم مدرس مدرسہ اٹیھی

کیونکر حسن حقیر نہو جاے خلق مین | تمنے نظر سے اپنی جب اسکو گرا دیا

جناب حافظ حسام الدین صاحب خلش ہیڈ کانسٹبل پولیس گورکھپور

جب اسنے اپنا روے مصفا دکھا دیا | حیرت زدہ ہر ایک بشر کو بنا دیا
غر بیکسی کوئی نہ گیا ساتھ بعد مرگ | حسرت نے منہ کفن مین ہمارا چھپا دیا
سوتے تھے کیسے چین سے مرقد مین اے خلش | پازیب کی صدا نے کسی کی جگا دیا

جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

انکار سرکشی نے مجھے کیا مزا دیا | سینے پہ چڑھ کے اسنے خم مے پلا دیا
جو کچھ ہوا تو دل مجھے او بیوفا دیا | تقدیر نے بگاڑ دیا یا بنا دیا
بے مانگے درد عشق و غم جانگزا دیا | سب کچھ ہمارے پاس ہے اللہ کا دیا
رکھتے ہین ایسے چاند کو تو غیر بھی عزیز | یوسف کو بھائیون نے کنوین مین گرا دیا
ملتا ہے لخت دل مجھے سرکار عشق سے | اچھی جگہ نصیب نے ٹکڑا لگا دیا
صرف بناے میکدہ اے شیخ کچھ نہ پوچھ | اکثر اک اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھا دیا
ملتی ہین تیرے چاہنے والے مین تیرے ڈھنگ | جو تجھ پہ مٹ گیا مجھے اسنے مٹا دیا

مضمونِ شوق چھپ نسکا اسکو کیا کرون
گو مین نے خط رقیب کے خط مین ملا دیا

لب خشک ہو رہے ہین کفِ دست سرخ ہین
لو سچ کہو کہ قول رقیبون کو کیا دیا

تا حشر منکرینِ قیامت نہ مانتے
تجکو بنا کے اُسکا نمونہ دکھا دیا

احسان مانتا ہون ستمہائے غیر کا
بگڑا ہوا مزاج تمھارا بنا دیا

تھوڑی سی پی کے تلخی مے کا گلا رہا
جب مُنہ کو لگ گئی تو نہایت مزا دیا

وہ ناز سے زمین پہ رکھتے نتھے قدم
تعریف کر کے اور بھی سب نے اڑا دیا

کام آگیا ہجوم رقیبون کا بزم مین
اس فتنہ گر کی آنکھ سے مجکو چھپا دیا

تعریفِ جور اور پھر اس شد و مد کے ساتھ
میری زبان نے مجھے جھوٹا بنا دیا

یون ہوگئی نجات یہ تدبیرین پڑی
ناصح کو ہمنے غیر کے پیچھے لگا دیا

سمجھین گے خوب اُس بُتِ نا آشنا سی داغ
گر ایک بار اور خدا نے ملا دیا

جناب حکیم مرزا فدا احمد صاحب دانش لکھنوی

الزام یار نے عوضِ خونبہا دیا
دامن چھپا کے دستِ حنائی دکھا دیا

تڑپا کے دل کو درد کا ایما ہی یار سے
تیرِ نظر کو تیری نشانہ دکھا دیا

ہاے عرض اہلِ عشق سے کس رنگ مین ہوم
اس دِل نے اپنے ساتھ ہمین تو مٹا دیا

شاید اسے عرے دلِ سوزان سے ساز تھا
سرمے نے بے سبب نہین تمکو رلا دیا

وعدہ خلاف یار کے آنے کا انتظار
میرے اس اعتبار نے مجکو مٹا دیا

بولین نہ کبتک ای دل اندہ اسپند ہم
دردِ فراق نے تو کلیجا پکا دیا

تاثیر آہِ قیس تو دیکھ اے ہوائے شوق
لیلی نے رو کے پردہ محمل اُٹھا دیا

دانش طلب نہین کسی شی کی غنی ہے دل
سب کچھ ہمارے گھر مین ہی اللہ کا دیا

جناب منشی دامودر داس صاحب دروغ کانپوری منصرم ضلع دموہ

جلوہ کسی حسین نے جو ہمکو دکھا دیا
دل کو ہمارے طور کا ثانی بنا دیا

جناب نواب مہدی حسنخان صاحب رفعت لکھنوی شاگرد جناب جلال

سینے سے سینہ یار نے آ کر لگا دیا
سوزِ جگر کو دل کی لگی کو بجھا دیا

تالے ہماری سنکے یہ بولا وہ سنگدل — کیا انہین درد ہی کہ مرا دل دکھا دیا
رونا تھا اُسکا لاشہ پہ خالی نہ مکر سے — سب رنج آنسوؤن کے بہانے بہا دیا
جوگن بنا جو اُسنے جنازے پہ کھولے بال — ماتم نے میرے بگڑے ہوئے کو بنا دیا
کرتا گِلا نہ آتشِ فرقت کا مین کبھی — پر کیا کرون کہ اسنے مرا دل جلا دیا
مین خوش تھا وصل مین جو کیا تمنے ذکرِ غیر — کیا بات کی کہ ہنستے ہوے کو رلا دیا
رفعت تمھین تو بات سے مارا نہ یار نے — تم کہہ کے اُسنے غیر کا مردہ جلا دیا

جناب رام سنگھ صاحب رام پٹواری محکمہ بندوبست راولپنڈی

اللہ رے جوشِ گریہ کہ سیلابِ اشک نے — مثلِ حباب چرخِ کہن کو بہا دیا

جناب شیخ چاند صاحب سبقت ملازم نرائن سامی ناگ پور

لازم ہی شکر شام و سحر اُس کریم کا — جسنے کہ مصطفےٰ سا ہمین پیشوا دیا
نقشِ قدم کی طرح نہ اُٹھونگا حشر تک — ایسا کسی نے خاک مین مجکو ملا دیا
فرقت مین ہمنے آہِ جگر سوز کھینچکر — تن کو جگر کو جان کو دل کو جلا دیا

جناب رحمت حسینخانصاحب حشمت (?) محرر دفتر صدر بھیر شور شاگرد جناب نسیم بھرتپوری (?)

اشکون کے ساتھ ہجر مین دل کو بہا دیا — آوارہ تھا یہ ہمنے ٹھکانے لگا دیا
ای شیخ بھول جائیگا سب زہد و اتقا — جس دن کسی نے چہرۂ انور دکھا دیا

جناب محمد عبدالحمید صاحب سوختہ گڈہ مکتیسری از انوپ شہر

اللہ کس حسین نے رفتارِ ناز سے — نقشِ قدم کی طرح کسی کو مٹا دیا

عالیجناب نواب صفدر علیخانصاحب بہادر صفدر دام حشمتہ

ہمنے جو اپنے غم کا فسانہ سنا دیا — کچھ اور تو نہ منہ سے کہا مسکرا دیا
تعظیم اغنیا سے ہی کیا فقر مین غرض — کھینچا جو ہاتھ پاؤن کو ہمنے بڑھا دیا
ای آتشِ فراق کیا تو نے کیا غضب — جنت تھا میرا گھر اسے دوزخ بنا دیا
کچھ دے کسی فقیر کو منعم ثواب لے — کام آئیگا ترے یہ کسی دن لیا دیا
بلبل کو نالہ کرکے جو صفدر رکیا ذلیل — گل ہنس پڑے تو غنچون نے بھی مسکرا دیا

جناب سید فرزند احمد صاحب صفیر بلگرامی آرہ مقامی

جوشِ ادائے یار نے ہنجو د بنا دیا
معلوم کچھہ نہین مجھے کسنے مزا دیا

زاہد نہین ہی رندون کو یان احتیاج حور
سب کچھہ بتون کے پاس ہی اللہ کا دیا

شوخی تو دیکھو فاتحہ پڑھکر مزار پر
کہتے ہین تجکو خاک مین کسنے ملا دیا

وعدہ خلاف آنیکا تیرے یقین ہوگیا
تونے تو خود ہی آپ کو جھوٹا بنا دیا

میرا دل عزیز صفیر ایک عمر سے
بُت نے جدا کیا تھا خدا نے ملا دیا

جناب جی نرائن صاحب صانع طالب علم کیننگ کالج لکھنؤ شاگرد جناب ...

محوِ خرام کون ابھی تھا کہ جسنے ہائے
پامال کرکے خاک مین مجکو ملا دیا

کیونکر نہو وبال بھلا زندگی ہمین
صانع جب اپنا یار فلک نے چھڑا دیا

جناب سید ضامن علی صاحب ضامن عرائض نویس ڈپٹی کمشنری گونڈہ

تاثیر دل مین اُس بتِ بیرحم کے نہ کی
گو آہ نے ہماری فلک کو ہلا دیا

جناب منشی سید عابد حسین صاحب عابد سہسوانی شاگرد جناب امیر لکھنوی

زر مال کیا خدا نے غنی تو بنا دیا
سب کچھہ دیا اگر دل ہمیشہ عا دیا

دل کیا دیا خزانۂ نقدِ وفا دیا
ہم خود بگڑ گئے مگر اونکو بنا دیا

صدہا ہین آرزو مین تو لاکھون ہین ...
مجکو خدا نے کیا ہمہ تن دل بنا دیا

پایا نتھا کبھی جو مرے دل نے عمر بھر
اے درد چٹکیون نے تری وہ مزا دیا

کیا کیجیے گا عہدِ جوانی مین کیا کہون
جوبن نے آپ کے تو ابھی حشر ڈہا دیا

سینے مین جتنے زخم تھے اکبار ہنس پڑے
آتے ہی فصلِ گل نے جگر گدگدا دیا

رکھا کہین کا کب دلِ خانہ خراب نے
تجپر مٹے ہوے نے ہمین بھی مٹا دیا

عابد وہ سیر دیکھنے کو اب تو آئینگے
بیتابیون نے دل کو تماشا بنا دیا

جناب منشی محمد مبین صاحب علیم مچھلی شہری شاگرد جناب یاس لکھنوی

اللہ میرے تونے دیا بھی تو کیا دیا
اک دل اگر دیا بھی تو درد آشنا دیا

رونے لگا جو کہہ کے شبِ وصل حالِ ہجر
شوخی سے گدگدا کے کسی نے ہنسا دیا

دو چار ٹھوکرون مین ہمارے مزار کو
نقش قدم کی طرح کسی نے مٹا دیا

اوٹھنے کا جب ارادہ کیا انکی بزم سے
درد جگر نے اٹھہ کے وہین پھر بٹھا دیا

ہر وار پر مین دیتا تھا داد اسکو بار بار
قاتل کا اپنے حوصلہ مینے بڑھا دیا

رکھے ہی کوئی ہاتھہ تسلی کے واسطے
دل کی تڑپ نے خوب ہی مجکو مزا دیا

بیصبر و بیقرار و پریشان و مضطرب
دل کس طرح کا تو نے مجھے ایخدا دیا

بیہوش جو ہوے سر طور آپ اے کلیمؑ
کیون کیا کسی حسین نے جلوہ دکھا دیا

ایسا سخی ہی پیر خرابات اے علیم
دو چلو مانگنے پہ خم مئے لنڈھا دیا

جناب سید علی شمس القادری عرف شاہ مرشد علی صاحب عاصی و جمال لکھنوی بغدادی شاگرد جلال

مجکو خدا نے عشق حبیب خدا دیا
اللہ رتبہ بندے کا کیا ہی بڑھا دیا

حسن ایخدا بتون کو جو تو نے دیا دیا
ایسے بتون کا عشق مجھے کیون بھلا دیا

اس حق وش نے چہرے سے پردہ ہٹا دیا
موسیٰ کی طرح مجکو بھی جلوہ دکھا دیا

بڑھتی نہ کیون امنگ جوانی کی دمبدم
جوبن نے انگیے اسکو ابھر کر بڑھا دیا

مل مل کے ہاتھہ رہگئے غیرون کو کیا ملا
ملکر جو اسنے سینے سے سینہ ملا دیا

اڑتی ہوئی خبر ترے آنیکی سنکے آج
کیا کیا نہ کچھہ صبا نے چمن مین اڑا دیا

محرم کا ہو کے محرم راز اسکے وصل مین شب
سینے مین ابھری چوٹ کو دل نے چھپا دیا

کیا خاک اسکی قبر بناؤگے بعد مرگ
جسکے نشان کو زیست مین تمنے مٹا دیا

پہلو سے اسکے اٹھتے ہی اٹھا جو دلمین درد
نظرون سے ہمنشینون کی مجکو گرا دیا

بھولا ہوا ہون مین تو اک ایسے حسین پر
دونون جہان کو یاد نے جسکی بھلا دیا

تربت سے اپنی پھولون کی چادر اتار کر
حسرت نے خار خار الم کو چڑھا دیا

نقش مراد دل کے نگین سے ہوا نہ محو
گو مٹ کے اپنا نام و نشان تک مٹا دیا

نکلی دل مین یاس غم یار لے کے آج
خوش خوش یہ آکے شوق نے مژدہ سنا دیا

جب آرزو سے قتل نہ نکلی کسی طرح
ہنس ہنس کے زخم سینہ نے دل کو رلا دیا

اللہ ری شرم آنکھون کی پردونمین شوخی نے
شرما کے شوخیون کو بھی اپنی چھپا دیا

جب یاس آرزو کو نکلنے سے ہو گئی | لا تقنطوا امید نے پڑھ کر سُنا دیا
بن ٹھن کے آئے وہ جو شبِ وعدہ میرے گھر | کیا کیا نہ بگڑے کامون کو میرے بنا دیا
مٹی مری خراب ہوئی کوے یار مین | کیا آبرو کو خاک مین دل نے ملا دیا
دم توڑنا بھی اپنا انوکھا تھا ہجر مین | کیا سخت جانیون کو تماشا دکھا دیا
بیدار تھا جو طالعِ عاصی شبِ وصال | سو بھی گیا تو اُسکو کسی نے جگا دیا
پرتو پڑا جمال جو فیضِ جلال کا | طورِ سخن پہ طبع نے جلوہ دکھا دیا

جناب محمد یحییٰ علی صاحب عاصی کاکوروی اہلکار منصفی بجنور

روروکے ہجرِ یار مین دریا بہا دیا | آنکھون نے میری مجھکو تماشا دکھا دیا
اس ضعف کا بُرا ہو کہ جسنے فراق مین | ایسا بٹھا دیا کہ جہان سے اُٹھا دیا
وہ پوچھتے ہین حال مرا مین خموش ہون | کیونکر کہون کہ آپ نے مجھکو مٹا دیا
بے اختیار ہوکے دل اُسنے پکڑ لیا | مین نے جو قصۂ شبِ فرقت سُنا دیا
دل دے کے داغِ عشق خریدا بھا نہین | عاصی نے اور اسکے سوا کیا لیا دیا

جناب محمد سمیع صاحب عاقل شاگرد جناب بقا غازیپوری

دل مجھ ستمزدہ کا جو اُسنے دُکھا دیا | نالون نے میرے عرشِ برین کو ہلا دیا
نظارہ کی ہمین کو نتھی تاب واقعی | اوسنے تو بار ہا ہمین جلوہ دکھا دیا
بیداد دیکھو اُس بُتِ محشر خرام کی | نقشِ قدم کی طرح ہمین کو مٹا دیا
اپنا فسانہ ہمنے سُنایا کسی طرح | دم مین رولا دیا اُنھین دم مین ہنسا دیا

جناب بدہ بہاری لعل صاحب عاجز سب پوسٹماسٹر ڈاکخانہ سیجر گنج

دیکھی ہماری قبر تو سوجھے اداؤ ناز | ٹھوکر لگا لگا کے نشان تک مٹا دیا

جناب سیوا لال صاحب عاجز سب انسپکٹر در بھنگہ از مدھے پورہ

کرتے نہین وہ یاد ہمین بھول کر کبھی | ہمنے تو اُنکی یاد مین سب کچھ بھلا دیا

جناب سید محمد وصی صاحب غم برونوی شاگرد جناب امیر لکھنوی و حکیم عظیم آبادی

رخسارِ آتشین مجھے کسنے دکھا دیا | دل مین جو ایک شعلہ نہان تھا بڑھا دیا

اشعار کو جو اپنے پڑھا آج مین نے غم
اڑا دیا کسی کو کسی کو لٹا دیا

جناب محمد فرخ صاحب فرخ متوطن قصبہ ہسوہ ضلع فتح پور

غیرون کا حال یار کو سارا سنا دیا
میرا ہی ذکر باد صبا نے اوڑا دیا

رونے پہ میرے آپ نے جو مسکرا دیا
لو اور میرے زخم جگر کو ہنسا دیا

مجکو ملا کے خاک مین کہنے لگا وہ شوخ
نقش قدم کی طرح کسی کو مٹا دیا

ڈر تھا نہ سہم جاے مری جانکنی کیوقت
لوگون نے میرے پاس سے اسکو ہٹا دیا

فرخ نے دل دیا ہی اب اس دلفریب کو
دل لے کے جسنے خضر کو رستہ بتا دیا

جناب بالکرشن صاحب قمر لکھنوی شاگرد جناب امیر لکھنوی

فتنہ جو سو گیا تھا اسے پھر جگا دیا
جلوہ ہمین جو خواب مین اسنے دکھا دیا

کیا کیا نہ اہل بزم نے کین بدگمانیان
وہ شوخ مجکو دیکھ کے جب مسکرا دیا

ای رشک ماہ بام پہ کل آکے بے نقاب
مٹی مین حسن ماہ کا تو نے ملا دیا

کنٹر کے کنٹر اسنے انڈیلے ہین جام مین
ساقی نے آج بزم مین مجکو چھکا دیا

یارب کوئی حسینون سے اتنا تو پوچھتا
تمکو یہ کسنے دل کا ستانا سکھا دیا

تو میرے در تک آکے شب وعدہ پھر گیا
اک غم یہ تو نے اور ستمگر نیا دیا

ہمنے کیا تھا ضبط نہ کھل جاے راز عشق
درد فراق یار نے لیکن رلا دیا

آتی ہی بو کباب برشتہ کی اے قمر
کیا آتش فراق نے دل کو جلا دیا

جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب کمال خلف الصدق جناب جلال لکھنوی

رونے نے اپنی رنگ اثر کچھ دکھا دیا
منہ پھیر کر وہ آج ذرا مسکرا دیا

انداز ہر ادا کو قضا کا سکھا دیا
دل دے کے اونکو جان کا لینا بتا دیا

تھا چھیڑ چھاڑ ہی مین مزا کچھ شب وصال
سو بھی گیا وہ فتنہ تو ہمنے جگا دیا

کہتی ہی میری قبر کہ ٹھکرا گیا وہی
گو اسنے اپنے نقش قدم کو مٹا دیا

ای عشق دیکھ ہم بھی ہین کس دل کے آدمی
مہمان رکھ کے غم کو کلیجا کھلا دیا

اوٹھے قدم تو کچھ ترے ملنے کی ہو امید
ایسا تھکا کے یاس نے ہمکو بٹھا دیا

رنج و غم و مصیبت و تنہائیے فراق / کیا تونے عشق مین نہ ہمین ایجاد دیا
فریاد کی جو ہمنے کہ جینے سے تنگ ہین / اوس جانستان کا نام اجل نے بتا دیا
روتا ہی پھوٹ پھوٹ کے خود آبلے کی طرح / کچھہ دل کو اونکی چھیڑ نے ایسا مزا دیا
رہنا ہمارے دل سے خبردار تم ذرا / خواہان ہی کوئی اور بھی ہمنے جتا دیا
کیا رہبری کریگا دل بدگمان مری / دہوکے دیئے نہ یار کے گھر کا پتا دیا
پہلو مین اپنے دے کے جگہہ مفت ہین کمال / دل لینے کا ہنر اُسے ہمنے بتا دیا

جناب منشی محمد کریم بخش صاحب کریم وکیل فتحپور و زمیندار موضع اندولی

جاتا ضرور دل مرا اُس بت کو دیکھنے / مجبور ہی نہ اسکو کسی نے پتا دیا

جناب سید علی احمد صاحب گل بہرسری شاگرد جناب قیس از علی گڈہ

غیرون کو آسمان پر اُسنے چڑھا دیا / ہمکو مثال اشک زمین پر گرا دیا
کیا جانے مجھسے چرخ کو تھی کب کی دشمنی / نقش قدم کی طرح جو اُسنے مٹا دیا

جناب پنڈت گوری ناتھہ صاحب گوری غزنوی از گوجرانوالہ شاگرد جناب [illegible]

ثابت ہی اس سے یہ کہ نہ افشا ہو راز عشق / لکھہ کر ہمارا نام جو اُسنے مٹا دیا

جناب گوپی ناتھہ صاحب گوپی سب انسپکٹر پولیس سیتاپور

نرگس کو اپنی چشم کی خوبی پہ ناز تھا / لیکن تمھاری آنکھہ نے دعوی مٹا دیا

جناب پنڈت محکم چند صاحب لطف ساکن گوجرانوالہ شاگرد جناب لطیف

مین نے ترا بگاڑا تھا کیا اے فلک بتا / نقش قدم کی طرح جو مجھکو مٹا دیا

جناب محمد منظور احمد صاحب منظور بدایونی وکیل شکوہ آباد شاگرد جناب داغ

ظالم نے یہ ہماری وفا کا صلا دیا / محفل سے اپنی گالیان دے کر اٹھا دیا
پہلو سے اپنے کیون مجھے تونے اُٹھا دیا / ظالم دل شکستہ کو میرے دکھا دیا
باہر گئی نکل کے تو پھر آگئی وہین / اس آہ نارسا نے مرا دل جلا دیا
دل بھی دیا جگر بھی دیا جان زار بھی / ہمنے تو تیرے عشق مین سب کچھہ لٹا دیا
منظور پر خفا ہوے غیرون کے [illegible] / یہ داغ خوب تمنے اُسے مہ لقا دیا

جناب سید سعد الدین صاحب محو جلیسری شاگرد جناب داغ دہلوی از کاسگنج

جلوہ کسی نے کیون مجھے اپنا دکھا دیا ۔ اچھے بھلے کو کسلیے حیران بنا دیا

بیٹھے بٹھائے حضرتِ دل تمکو کیا ہوا ۔ کیسے تو مضطرب تمھین کسنے بنا دیا

پھر یاد آ ئی اسکی تجھے اے دلِ حزین ۔ سو بار جسنے خاک مین تجھکو ملا دیا

جناب عبد المجید صاحب مجید حلیم پوری شاگرد جناب نوازش مونگیری

مینے تو اپنا دل تمھین اے بیوفا دیا ۔ اٹھلا کے پوچھتے ہو مجھے تمنے کیا دیا

غش کھا یا جسکو دیکھ کے موسیٰ نے طور پر ۔ کوٹھے پہ اسنے مجکو وہ جلوہ دکھا دیا

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرتپوری ملازم فوجداری علیگڈہ

شمس و قمر کو میری نظر سے گرا دیا ۔ منہ چاند سا کسی نے جو مجکو دکھا دیا

نامِ فراق سنتے ہی نکلی بدن سے جان ۔ مجکو یہ گھونٹ زہر کا کسنے پلا دیا

جناب شیخ محمد اسمعیل صاحب مہر آروی شاگرد جناب صفیر بلگرامی

پردے سے آج سبزہ عارض دکھا دیا ۔ مرہم کسی نے زخم جگر پر لگا دیا

بوسہ زکاۃ حسن کا دو مجھ غریب کو ۔ کام آخرت مین آئیگا صاحب لیا دیا

چپکے سے بوسہ دیجیے دل چھپکے لیجیے ۔ کیا جانتا ہی کوئی کسی کا لیا دیا

جناب محمد اسحاق خان صاحب مائل رئیس قصبہ برلہ

ہر دم تمھاری فکر ہے ہر دم تمھارا ذکر ۔ سب کچھ تمھاری یاد مین ہمنے بھلا دیا

جناب جگیشر پرشاد صاحب مقتول میر منشی راجہ صاحب سنگر ولی

اوسنے جو اپنے حسن کا جلوہ دکھا دیا ۔ موسیٰ کی طرح ہمکو بھی بیخود بنا دیا

جناب عبد الغفور صاحب مخمور ساکن کچھہ مانڈوی شاگرد جناب وفا

جسنے تجھے یہ حسن ہے اے مہ لقا دیا ۔ اسنے ازل سے مجکو بھی شیدا بنا دیا

جناب منشی شبیر حسین صاحب نسیم بھرتپوری شاگرد جناب داغ دہلوی

رنج و الم لیا دلِ عیش آشنا دیا ۔ ہمنے تمام عمر مین بس یہ لیا دیا

لاتا ہی ساتھ قبر پہ غیرون کو کسلیے ۔ اب کیا ہی خاک مین تو ستمگر ملا دیا

دیکھا جو آج تیغ بکف اُنکو بزم مین — ہمنے گلے سے اپنا گریبان ہٹا دیا
کہنے لگے وہ یاس سے دیکھا جو وقتِ نزع — کیسی نگاہ تھی کہ کلیجا ہلا دیا
بالائے طاقِ وصل مین رکھا رہا حجاب — دستِ درازِ شوق نے پردہ اُٹھا دیا
بے اعتنائیون کا گلہ کیا اب اے نسیم — کیون تمنے پہلے حالِ محبت جتا دیا

جناب منشی محمد نظیر صاحب نظیر وکیل فتحپور شاگرد جناب یاس لکھنوی

کسنے یہ برقِ حسن کا جلوہ دکھا دیا — موسیٰ کی طرح مجھکو جو بیخود بنا دیا
مانندِ اشک پھر نہ اُٹھا مل کے خاک مین — اے یار تونے جسکو نظر سے گرا دیا
لوٹے اُسی نے خوب مزے وصلِ یار کے — جسنے دوئی کا بیچ سے پردہ اٹھا دیا
ہچکی جو موت کی نہین آتی فراق مین — افسوس کیا قضا نے بھی مجھکو بھلا دیا
مدت سے ہمکو حسرتِ پابوس تھی فلک — اچھا ہوا جو خاک مین تونے ملا دیا

جناب سید ناظم حسین صاحب ناظم طالب علم علیگڈہ ضلع اسکول

کس مستِ ناز نے مجھے جلوہ دکھا دیا — یہ بیخودی ہوئی کہ خودی کو مٹا دیا
کیا جانے ہم آنکھوں مین کیا غیر نے کہا — پہلو سے اپنے اسنے جو ہمکو اوٹھا دیا
اے چرخِ کینہ جو تجھے کیا مل گیا بھلا — تونے جو مجھکو یار سے میرے چھڑا دیا
جنکو بنایا تونے فلک خاک چھان کر — اک فتنہ گر نے خاک مین اُنکو ملا دیا
ناظم کو مثلِ حضرتِ موسےٰ غش آگیا — پردہ جو اُسنے چہرے سے اپنے اُٹھا دیا

جناب منشی باسدیو نرائن صاحب نواب ہیڈ کانسٹبل تھانہ روسڑا

حسن آپ کو خدا نے جو اے مہ لقا دیا — مجھکو بھی دل لگانے کا ہے حوصلا دیا
فرقت مین آپ کی جو ہوا حال کیا کہون — نالون نے میرے عرشِ معلےٰ ہلا دیا

جناب سید جہانگیر میان صاحب نیر شاگرد جناب سید

یہ کسنے ہی جمال نے جلوا دکھا دیا — عالم کو جسنے محوِ تجلےٰ بنا دیا
پایا جو وصل مین اُنھین ہنستا تو شوق نے — لے لے کے چٹکیان مجھے بیخود بنا دیا
بوئے کباب آتی ہے کیون دودِ آہ سے — سوزِ نہان نے کیا مرے دل کو جلا دیا

امید و یاس و حسرت و حرمان و آرزو | ان سب نے میری لاش پہ محشر مچا دیا

جناب سید بو علی صاحب نزار از علی گڈھ

یہ دن دکھایا تو نے نہ پھیرو دن کو اے فلک | دلدار کو ہمارے ہی ہمسے چھوڑا دیا

جناب شیخ حیدر صاحب نادان مہتمم کمیٹی اتفاق احباب سکندرآباد دکن

ٹھکرا کے جسکو ناز سے تم نے جلا دیا | پھر نقش پا کی طرح اسی کو مٹا دیا

جناب محمد شفیع صاحب ناظم سب اوورسیر مین پوری

ٹھوکر سے کسنے قبر کو میری ہلا دیا | کسنے لحد میں میرا کلیجا دکھا دیا
ایچرخ پھر نہ دل کی کدورت گئی تری | یہانتک کہ تو نے خاک میں مجکو ملا دیا

جناب پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب نورانوپ شہری ماسٹر اسکول پھر تور

مسلا کسی کا ہاتھ سے اس سنگدل نے دل | نقش قدم کی طرح کسی کو مٹا دیا
وہ بادہ خوار ہون کہ دعا میں ہزار دین | اک جام مے کبھی جو کسی نے پلا دیا
غمزے یہ دل نثار کیا جان ناز پر | دونون کو ہمنے آج ٹھکانے لگا دیا

جناب مسٹر ولیم بروینٹ صاحب ولیم از چھاؤنی فیروزپور

عشق بتان میں جسکا ٹھکانا نہیں نہین | دل ایسا مجھ غریب کو کیون انجدا دیا
کسکے خرام ناز نے محشر کیا بپا | سوتے سے مجکو قبر مین کسنے جگا دیا
عاشق کو درد ہجر مین تکلیف تھی بہت | جھگڑے سے موت نے اسے آکر چھڑا دیا

جناب مرزا عطاء اللہ بیگ عرف چندا میان صاحب وفا شاگرد جناب تنہا

مہندی لگا کے اسنے مراخون بہا دیا | سرمہ لگا کے فتنۂ خفتہ جگا دیا

جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

بتلا تو اے فلک کہ ہمین تو نے کیا دیا | اک دل اگر دیا بھی تو درد آشنا دیا
پوچھا اگر کسی نے کہ مرتا ہے تم پہ کون | نام اسنے سر جھکا کے ہمارا بتا دیا
تعظیم انکی یاد کی تھی آج ہجر مین | اٹھ اٹھ کے درد نے مرے دلکو بٹھا دیا
آکر خیال یار نے روز فراق مین | کیون درد دل کو پاس سے میرے ہٹا دیا

سو آرزو مین گھر کرین ارمان ہزار ہا مین | غم نے سما سما کے مرا دل بڑھا دیا
پوچھا دلِ شکستہ کا جب کچھ کسی نے حال | ٹوٹا سا آئینہ اُسے ہمنے دکھا دیا
آکر کسی کی نیچی نگاہون کی یاد نے | بیٹھے بٹھائے خاک مین ہمکو ملا دیا
خاموش رہیے حضرتِ ناصح مین سُن چکا | بک بک کے آپ نے تو کلیجا پکا دیا
ای یاس دونون آنکھون نے اچھا کیا سلوک | الفت کا روگ دل کو ہمارے لگا دیا

جناب محمد عبد الغفور صاحب یتیم نیٹو ڈاکٹر جیل گونڈہ

لیجیے یہ نکلا آتا ہے تسکین دیجیے | جانے کا ذکر کیون مرے دل کو سنا دیا
پامال کرکے لاش مری بولے وہ یتیم | نقشِ قدم کی طرح کسی کو مٹا دیا

جناب نواب محمد افضل خان عرف میان آغا جان صاحب افضل اوجاورہ

چشمِ پُرآب نے دلِ مضطر کو ڈھا دیا | سیلاب نے بڑھ کے قدم گھر گرا دیا
مین ہم بغل تھا خواب مین اُس رشکِ ماہ کے | افسوس مجکو دل نے تڑپ کر جگا دیا
حسرت بھی ہے الم بھی فغان بھی ہے سوز بھی | افضل کو عاشقی مین یہ کیا اے خدا دیا

جناب حاجی سید احمد صاحب احمد مدراسی شاگرد جناب بہار

کیا سوزِ عشق تو نے مجھے اے خدا دیا | پھونکا دل و جگر کو کلیجا جلا دیا
گاڑھی چھنے گی آج کہ رندون کی بزم مین | واعظ کو لاکے پیرِ مغان سے بھڑا دیا
منت کبھی نہ خضر کی لی تیری راہ مین | خود شوقِ وصل نے مجھے رستہ بتا دیا

جناب محمد وزیر صاحب انجم شاگرد جناب اثر چاند پوری

کیونکر ملیگا قبر کا بعد از فنا نشان | نام اپنا زندگی ہی مین ہمنے مٹا دیا

جناب منشی محمد عبد الغفار صاحب اثر چاند پوری شاگرد جناب شرف گلشن آبادی

آکر خبر سنا دی قفس مین بہار کی | بادِ صبا نے آج یہ کیا گل کھلا دیا

جناب صاحبزادہ محمد مرتضی خانصاحب بسمل رامپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

کیا کچھ نہ تو نے گو روزِ ازل اے خدا دیا | مجکو بس ایک دل ہی یہ حسرت بھرا دیا
آسودگانِ خاک تزلزل مین کیون ہین آج | ٹھوکر سے اُسنے کسکی لحد کو ہلا دیا

کم پیغز لیات دیر مین وصول ہوئین اس سبب ردیف وار درج نہو سکین

بسمل کیطرح لوٹ رہا ہی جو اک جہان | شاید کہ آپنے چہرے سے پردہ اُٹھا دیا
بزم سرور ہو گئی بزم عزا مری | اُس گُل کو لاکے پھولوں نمین کسنے بٹھا دیا
سُنکر خبر وصال کی تڑپا یا ہمکو اور | آفردہ اجل نے نزع مین یہ کیا سنا دیا
کہنا کسی کا ہاے بس قتل ناز سے | اللہ ری سخت جان مرا بازو دکھا دیا
لو بسمل اور یار کو اغماض ہو گیا | یہ کیا کیا کہ رازِ محبت جتا دیا

جناب محمد عبد الرحیم صاحب تشنہ متوطن ٹونک حال وارد جاورہ

کیسی امید کیسی وفا کسکا مدعا | دل ہمنے اسے بتو تمھین نام خدا دیا
ہوش و حواس چھوڑ کے تنہا چلے گئے | جسوقت رُخ سے یار نے پردہ اُٹھا دیا

جناب محمد حبیب اللہ صاحب حبیب غازیپوری شاگرد جناب شمشاد لکھنوی

پردہ شبِ وصال جو رُخ سے اُٹھا دیا | گویا چراغ طور مرے گھر جلا دیا
تیرے وصال کی ہی عبث ہمکو آرزو | سارا شباب ہجر مین ہمنے گنوا دیا

جناب میر احسان علی صاحب حزین شاگرد جناب شرف گلشن آبادی

غیرون کے آگے یار نے مجکو دکھا کے کچھ | محفل مین پُتلیون کا تماشا دکھا دیا
صحرا کی خاک چھانی گلستان کی سیر کی | فرقت نے تیری سارا زمانا دکھا دیا

جناب حکیم خادم الحق صاحب خادم بخشو پوری شاگرد جناب مہر غازیپوری

اتنا تمھین بتاؤ کہ کیا فائدہ ہوا | تمنے جو ذکر غیر سے مجکو رولا دیا
مدت سے جسکو تھی ترے ملنے کی آرزو | مٹی مین آج اُسکو قضا نے ملا دیا

جناب سید حسین میان صاحب سید منگلوری تلمیذ جناب فدا

اُس ماہوش سے عشق جو ہمنے بڑھا دیا | جز داغِ دل فلک نے ہمین اور کیا دیا

جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی

دونون کو دل خدا نے دیا پر جدا دیا | ہمکو وفا شعار انھین پر جفا دیا
جب ہمنے دیدیا تمھین بے مانگے نقدِ دل | تمنے جو ایک بوسہ دیا بھی تو کیا دیا
کیونکر نہ خواہشین کرون ہر دم نئی نئی | تیری نہین نہین نے عجب کچھ مزا دیا

اُس شوخ فتنہ گر کی توجہ کے رشک نے — آنکھون کو دل سے دل کو جگر سے لڑا دیا
انصاف سے جو پوچھو تو مین خود ہون منفعل — کیون مین نے آہ کرکے ترا دل دکھا دیا
اب کوئی آرزو بھی اگر ہو تو ہو کہان — سوزِ تبِ فراق نے دل بھی جلا دیا
لین ہمسے جان نثار سے یہ بیوفائیان — نامِ وفا زمانے سے تمنے مٹا دیا
کھلتا نہین خدا کی ہی کیا ہمین مصلحت — اُس فتنہ گر کو دل جو ستم آشنا دیا
سنبل کیطرح تم جو ہو شمشاد منتشر — دیوانہ کسکی زلف نے تمکو بنا دیا

جناب صاحبزادہ محمد مشرف یار خانصاحب شرف گلشن آبادی شاگرد جناب داغ

محفل مین اپنی اُسنے بٹھا کر اُٹھا دیا — جتنا بڑھایا تھا مجھے اُتنا گھٹا دیا
معشوق ہی نہین ہین کچھ بیوفا دیا — دل بھی دیا خدا نے تو نا آشنا دیا
کیا جانے یاد آگیا اُس نخیبہ کو کیا — تربت جو میری دیکھ کے وہ مسکرا دیا
ایجانِ جان نہین ہے جو میرا دلِ حزین — اچھا تو پھر عدو کو چھپا کر کیا دیا
مرقد مین ہمنے سُنکے نکیرین کا سوال — بندے تھے جسکے حُسن کے اُسکا پتا دیا

جناب فتح محمد خانصاحب شگفتہ غازیپوری شاگرد جناب مہر غازیپوری

مجکو بھی مثلِ موسیِ عمران غش آگیا — جب دلربا نے بام سے جلوہ دکھا دیا
صد شکر خوب کوچۂ جانان کی سیر کی — قسمت نے آج روضۂ رضوان دکھا دیا
دکھلایا تو نے نالۂ پُر درد کیا اثر — اک دم مین میرے یار کو مجسے ملا دیا
کیا ایسی تمکو خاطرِ اغیار تھی عزیز — پہلو سے اپنے مجکو جو تمنے اُٹھا دیا

جناب منشی محمد عبد الرحیم صاحب شعور خلف قاضی محمد پناہ صاحب رسالدار نظام

غیر و نمین اُسنے بیٹھ کے آنکھین جو پھیر لین — لیل و نہار کا ہمین نقشا دکھا دیا
حسرت سے دلِ رقیب کا جلکر ہوا کباب — جامِ شراب اُسنے جو ہمکو پلا دیا

جناب سید خدا بخش صاحب صادق ساکن بنگلسی

اللہ ری شرم دل مین نہ آیا خیالِ یار — جبتک نہ ہمنے آنکھون کا پردہ گرا دیا

جناب غلام قطب الدین صاحب نگار غازیپوری شاگرد جناب نساد لکھنوی

اس برق وش نے رخ سے جو برقع اٹھا دیا — اک شعلہ تھا کہ دامن دل مین لگا دیا
اتنا ہی پوچھہ کر کہ تجھے مجھ سے رنج ہے — اک عمر کا ملال انھون نے مٹا دیا

جناب ممتاز احمد صاحب ممتاز تھانوی شاگرد جناب داغ دہلوی از جونا گڈھ

داغ غم فراق حبیب خدا دیا — ای عشق الامان مجھے تو نے جلا دیا
غش کھا کے آفتاب فلک سے نہ گر پڑے — خیر الورے نے پردۂ عارض اٹھا دیا
کیا داستان ہجر پیمبر ہے دردناک — ہنستے ہوون کو بزم مین ہمنے رلا دیا
مثل ہلال کیون نہ ملے برتری مجھے — دیکھا جو نقش پاے نبی سر جھکا دیا
عقبیٰ کی کچھہ خبر ہی نہ دنیا کی ہی تلاش — یاد رسول پاک مین سب کچھہ بھلا دیا
اٹھکھیلیون کی چال سے ظالم غضب کیا — نقش قدم کی طرح کسی کو مٹا دیا

جناب رحمت اللہ خانصاحب مست بنارسی شاگرد جناب برشتہ

اسنے جو اپنا روے مصفا دکھا دیا — عاشق کو شکل آئینہ حیران بنا دیا
تو کیا ہی اور دل ہے ترا کیا کہ مست نے — نالون سے اپنے عرش بریں کو ہلا دیا

جناب سید برہان الدین صاحب مصرف مدراسی

کوثر سے ہی سوا دہن پاک مصطفےٰ — تھوکا جو کھاری پانی مین میٹھا بنا دیا

جناب مولوی محمد فصیح اللہ خانصاحب نیر بنارسی شاگرد جناب فائز بنارسی

اب خود ہی ہی فکر کہ افسوس کیا کیا — بیٹھے بٹھائے زلف مین دلکو پھنسا دیا
افسانہ گو کی طرح نکیرین آئے ہین — یارون نے جبکہ قبر مین مجکو سلا دیا
خالی رہا ہے نہ دشت یہ تھی فکر عشق کو — مجنون کو لا کے میری جگہہ پر بٹھا دیا
بعد فنا بھی دل سے نکلتا نہین غبار — لکھہ لکھہ کے میرے نام کو اسنے مٹا دیا

جناب مرزا تلطف حسین صاحب ساحر بنارسی شاگرد جناب فائز بنارسی

دل عاشقون سے لے کے جو دینی ہو گالیان — جائیگا ساتھہ لبس ہی صاحب لیا دیا
اس غیرت مسیح کی آنے کی ہے خبر — مجکو مرض نے آہ کے پیام شفا دیا
برسون کے رنج دل مین جو تھے محو ہو گئے — دم بھر جو یار نے رخ زیبا دکھا دیا

جناب محمد عبداللطیف صاحب شفا ساکن چھپرہ شاگرد جناب جلیل

دل کو ہمارے عشق جب اُس یار کا دیا
کیون دلمین اُسکے رحم نہ تونے خدا دیا

سیکھی یہ چال خوب کسی کو جلا دیا
نقش قدم کی طرح کسی کو مٹا دیا

یاد اس مریض عشق کی کرتے کبھی نہین
ایسا شفا کو آپ نے دل سے بھلا دیا

جناب نواب وحید الدین حیدر صاحب ضیا ساکن چھپرہ خلف الصدق جناب جلیل

لکھتے ہی نام میرا زمین پر مٹا دیا
کیا کھیل تھا کہ خاک مین مجھکو ملا دیا

مجکو تو ایسی عادت خندہ زنی نتھی
بیوجہ آسمان نے مجھے کیون رلا دیا

اُسکا تو ظلم سب پہ عیان تھا نہان نتھا
پچتاتے کیا ہو جب کے جب دل ضیا دیا

شاعرہ پردہ نشین جناب سلطان جہان بیگم صاحبہ حیا از جاورہ

ہمنے تھا دل حضور کو اچھا بھلا دیا
کیا جانے رنگ اب اُسے کسنے لگا دیا

پیغام بھی کچھ اُسنے مجھے ای صبا دیا
یا یونہین حال دل مرا سُنکر اڑا دیا

کچھ آرزوے دل مجھے کہتے نہ بن پڑی
اُس چشم سُرمگین سے تو سُرمہ کھلا دیا

اور کر کبھی تو پہونچین گے دامن تک آپکے
اچھا کیا جو خاک مین ہمکو ملا دیا

ہر گام پر بہکتا ہون کچھ سوجھتا نہین
رستہ بھی تیرے کوچے کا غم نے بھلا دیا

بخشا جفاکشی نے حیا کو یہ فائدہ
حسن وفا نے اُسکا بھی شہرا اُڑا دیا

شاعرہ پردہ نشین جناب ہیرا جان صاحبہ حسین از رتلام

نظرون سی اپنی اُسنے جو ہمکو گرا دیا
ہمنے بھی رو کے نوح کا طوفان دکھا دیا

بوسہ جو مانگا ہمنے شب وصل اے حسین
کچھ مسکرا کے یار نے سر کو ہلا دیا

اطلاع

پرچہ پہونچتے ہی فوراً اس طرح مین (وہ چونک اٹھے مری آہ و فغان سے) غزلین بھیجنا چاہیین۔ اور طرح ذیل مین ۱۵- جنوری تک۔ ورنہ درج ہونے سے رہجائینگی۔

ہمارے عشق سے نام آپ کا بلند ہوا
بلند قافیہ۔ ہوا ردیف

عمدہ اور جدید کتابین

حضرات! یہ آپ کے قومی پریس کی کتابون کی فہرست ہے - ان رسالون کو ضرور منگوائیے اور دیکھیے کہ قومی پریس نے اپنی ابتدائی عمر مین کس محنت و جانفشانی سے یہ کتابین طبع کی ہین - آپ کو ان کتابون کے دیکھنے سے کتابون کی عمدگی کے علاوہ اس امر کا بھی اندازہ ہوگا کہ آپ کا قومی پریس رسالون کے عمدہ چھپوانے مین کیسا اہتمام کرتا ہے - ایک آدہ کتاب جو قومی پریس کے قائم ہونے سے پہلے پیام یار کے اہتمام سے طبع ہوئی وہ بھی درج ہین

کلیات مذاق

لاجواب دیوان جسکا ہر شعر دل بچین کے ساتھ وہ کام کرتا ہے جو کسی کی ترچھی نگاہ کرتی ہے - اور چھپائی اور کتابت اور کاغذ کے اعتبار سے بھی کسی کے حسن نظر فریب سے کم نہین - قیمت کچھ نہین صرف لاگت - - - ۹

دلچسپ کا پہلا حصہ

ہندوستان کے معزز خاندانون کی حالت کا آئینہ - انگریزی بلیغ انشاپردازی کا نمونہ - حرفون کے ذریعہ سے تصویر دکھا دینے کا آلہ - اردو کو ایک باعزت زبان بنانے کی کل - دلو نشین عمدہ اثر ڈالنے کی علمی قوت - یا اس نہایت ہی عمدہ ضخیم ناول کا پہلا حصہ **فرخ اور مہدی** "مصنفہ جناب مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر خوشرنگ اور بیش قیمت کاغذ پر بہت پاکیزہ خط مین بڑے اہتمام کے ساتھ ملک پر مہذب اثر ڈالنے کے لیے طبع کیا گیا ہے - قیمت فی جلد - - - ۶

دلچسپ کا دوسرا حصہ

سچے عشق کی دلگداز تاثیر - ہمارے دلی جذبات کی اصلی تصویر - ایک پاکباز عاشق کی بیتابانہ اُمنگین - ایک پاکدامن معشوقہ کا عصمت نا ضبط - ہندوستانی مردون کے جنون انگیز ولولون کی انتہا - ہماری عورتون کی بے بسی اور پاکدامنی - یعنے دلچسپ کا دوسرا حصہ **فرخ اور اوسکا عشق** "نہایت موثر اور پُرجوش اردو مین بلکہ زبان مین نازک خیالیون کے نئے نئے پیرایے پیدا کرکے نہایت اہتمام سے چھاپا گیا ہے - اسکے مصنف وہی مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ہین - قیمت فی جلد - - - ۸

نغمہ

حسرتون کی مجسم صورتین - مایوسیون کی ہو بہو تصویرین - دل شکستہ کے بکھرے ہوئے ٹکڑے چشم مایوس سے ٹپکنے والے خون کے قطرے - آہ عالمسوز کے بھڑکتے شعلے - آتش عشق کی جگرسوز چنگاریان حسن کے سچے بیتاب کر دینے والے فوٹو - عشق کی اندوہناک سرگذشتین یعنی مثنوی نغمہ راز مصنفہ جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق مع **شب وصل و شب غم** نتیجہ طبع جناب مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر نہایت اہتمام سے چھپی ہے - ملک کا بہت بڑا حصہ چونکہ **شب وصل و شب غم** کا خواستگار رہا - لہذا اس جوش امتحان کے لیے وہ بھی نغمہ راز کے ساتھ شایع کر دی گئین - قیمت فی جلد - - - ۴

صبح امید

موجودہ اسلام کی دلسوز تصویر دیکھنا ہو تو یہ مثنوی منگوائیے - نیچرل نظم مین اسلام کی حالت دکھائی گئی ہے اور نہایت ہی اثر ڈالنے والے طریقے سے اسلام کو جوش دلایا گیا ہے - عام ملک نے اس مثنوی کو بڑے شوق سے لیا اور پسند کیا قیمت - - ۳

ضرب المثل

یہ مین اردو کی اکثر مثلین اور چھوٹے چھوٹے جملے جو عموماً اہل زبان کی زبانون پر چڑھے ہوئے ہین - بترتیب حروف تہجی جمع کر دیے گئے ہین - یہ رسالہ ان لوگون کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے جو اردو زباندانی کا شوق رکھتے ہین قیمت فی جلد - ۲

خیالات نادرہ

فصیح فارسی مین تصوف کی لاجواب کتاب ہے - اس کتاب کو دیکھ کر بہت بڑا کمال نظر پڑتا ہے کہ ایک وسیع فن ایک مختصر رسالے مین سمیٹ کر بیان کر دیا گیا ہے - قیمت فی جلد - - - ۲

جس کتاب کی درخواست آئے مع قیمت یا باجازت ویلیو پی ایبل - ورنہ تعمیل نہوگی - محصول ڈاک وغیرہ ہمارے ذمے ہے

المشتہر - محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار و قومی پریس - لکھنؤ چوک